عمران سریز

زگ زیگ مشن

مکمل ناول

از

مظہر کلیم ایم، اے

http://forums.hibuddiez.com

چند باتیں

محترم قارئین ۔ سلام مسنون ۔ نیا ناول "زگ زیگ مشن" آپ کے ہاتھوں میں ہے ۔ اس ناول میں دو عظیم جاسوسوں کرنل فریدی اور علی عمران نے ایک بین الاقوامی دہشت گرد گروپ کے خلاف ایسی خوفناک جان لیوا اور جان توڑ جدوجہد کی ہے کہ یقیناً اس ناول کا ایک ایک حرف ایک ایک فقرہ اور ایک ایک سطر ان کی اس جان لیوا جدوجہد کی شاہد بن کر رہ گئی ہے لیکن اس جان توڑ اور جان لیوا جدوجہد کا انجام جب سامنے آتا ہے اور دونوں عظیم جاسوسوں کو حتمی طور پر یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ دونوں مجرموں کے ہاتھوں مکمل طور پر شکست کھا چکے ہیں اور جب یہ شکست صرف دو افراد کی شکست ہی نہ ہو بلکہ پورے عالم اسلام پر اس کے نتائج مرتب ہو رہے ہوں اور اسرائیل اور یہودیوں کا مکمل غلبہ ثابت ہو رہا ہو تو پھر آپ بھی سمجھ سکتے ہیں کہ وہ لمحات کرنل فریدی اور علی عمران پر کس قیامت کے گزرے ہوں گے ۔ مجھے یقین ہے کہ یہ ناول ہر لحاظ سے آپ کے معیار پر پورا اترے گا ۔ اپنی آراء سے مجھے ضرور مطلع کیجئے گا لیکن ناول کے مطالعے سے پہلے اپنے چند خطوط اور ان کے جوابات بھی ملاحظہ کر لیجئے ۔

وزیر آباد محلہ سچراں سے محمد کلیم احسان صاحب لکھتے ہیں "میں طویل عرصے سے آپ کا قاری ہوں اور میں یہ لکھتے ہوئے فخر محسوس کر

رہا ہوں کہ اگر میں نے دنیاوی اور دینی تعلیم سکول اور گھر سے حاصل کی ہے تو حب الوطنی اور سماجی برائیوں سے نفرت کی تعلیم صرف آپ کے ناولوں سے حاصل کی ہے۔ آپ کا انداز تحریر اس قدر اچھا ہے کہ اس پر تنقید کرنے کو بھی دل نہیں چاہتا لیکن ایک بات ضرور لکھوں گا کہ اب عمران جب بے ہوش ہوتا ہے تو اسے ہوش بہت دیر میں آنے لگ گیا ہے جبکہ پہلے وہ جلدی ہوش میں آجاتا تھا۔ مثال کے طور پر آپ کا شاہکار ناول "بلاسٹڈ اٹیک" پیش کیا جا سکتا ہے جس میں کافرستان کی چاروں ایجنسیاں عمران اور اس کے ساتھیوں کو بے ہوشی کے عالم میں ایک دوسرے سے چھینتی رہیں لیکن عمران کو ہوش نہ آیا۔ اس کا مطلب ہے کہ عمران اب بوڑھا ہوتا جا رہا ہے لیکن ہماری خواہش ہے کہ عمران کم از کم ہمارے بوڑھا ہونے تک تو جوان رہے۔ امید ہے آپ خیال رکھیں گے۔

محترم محمد کلیم احسان صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ جہاں تک آپ کی یہ خواہش کہ عمران آپ کے بوڑھا ہونے تک جوان رہے۔ خاصی دلچسپ ہے اور اس سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ آپ عمران سے کس حد تک محبت کرتے ہیں اور یہ محبت یقیناً اس کے کردار کی وجہ سے ہے۔ اس سے آپ کو بھی اور دیگر قارئین کو بھی یہ اندازہ ہو جائے گا کہ جو لوگ اعلیٰ کردار کے مالک ہوتے ہیں ان کے ساتھ دوسرے لوگ کس حد تک محبت کرتے ہیں۔ جہاں تک عمران کے بوڑھا ہونے کا تعلق ہے تو اس کی فکر مت کریں کیونکہ عمران آخری لمحے تک جدوجہد کرنے کا قائل ہے اور جس میں جدوجہد کا جذبہ قائم رہے وہ کسی حالت میں بھی بوڑھا نہیں ہو سکتا۔

بہاولنگر سے خالد اقبال صاحب لکھتے ہیں "آپ کے ناول گذشتہ پندرہ سالوں سے پڑھ رہا ہوں اور یہی بات آپ کی طرز تحریر کی دلکشی اور خوبصورتی کا نمایاں ثبوت ہے لیکن اب مجھے محسوس ہوتا ہے کہ ناولوں میں سے آہستہ آہستہ مزاح رومان اور دلچسپی ختم ہوتی جا رہی ہے اور جوزف اور جوانا نے بھی شراب پینی چھوڑ دی ہے۔ جوزف اور جوانا دونوں سے شراب نہ چھڑائیں اور عمران کو سنجیدہ باتیں کرنے کی بجائے وہی پہلے جیسا مزاحیہ کردار بنا دیں۔ امید ہے آپ ضرور توجہ کریں گے"۔

محترم خالد اقبال صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ جہاں تک آپ کی یہ شکایت کہ اب ناولوں میں مزاح رومان اور دلچسپی ختم ہوتی جا رہی ہے تو محترم ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ یہ سب چیزیں بدستور موجود ہیں۔ البتہ بعض ناولوں میں موضوع ایسا ہوتا ہے یا اس کا ٹمپو اس قدر تیز ہوتا ہے کہ آپ کو اس کی کمی محسوس ہونے لگ جاتی ہے۔ جہاں تک جوزف اور جوانا کے شراب چھوڑنے کا تعلق ہے تو ظاہر ہے ماحول اور صحبت کا اثر تو رنگ دکھائے گا۔ اچھی صحبت اور اچھا ماحول واقعی برائی سے انسان کو روک دیتا ہے اور آپ بھی جانتے ہیں کہ جوزف اور جوانا کس ماحول میں اور کن لوگوں کی صحبت میں رہ رہے ہیں۔

راولپنڈی سے یاسر رحمان صاحب لکھتے ہیں ۔ "گزشتہ آٹھ سالوں سے آپ کا قاری ہوں لیکن خط پہلی بار لکھ رہا ہوں ۔ آپ سے شکایت ہے کہ اب آپ ایکشن پر کم توجہ دیتے ہیں اور بعض ناولوں میں تو سرے سے ایکشن نہیں ہوتا ۔ جیسے "ثاقب پراجیکٹ" ۔ حالانکہ آپ نے پہلے بے شمار ایسے ناول لکھے ہیں جن میں ایکشن اپنے عروج پر تھا ۔ امید ہے آپ آئندہ زیادہ سے زیادہ ایکشن پر مبنی ناول لکھیں گے" ۔

محترم یاسر رحمان صاحب ۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ ۔ ایکشن اور سسپنس دونوں ہی جاسوسی ناولوں کے بنیادی عناصر ہیں اور ان کی کمی بیشی کا تعلق موضوع یا تھیم سے ہوتا ہے ۔ اس لئے ایسے ناول جن میں سسپنس کا غلبہ ہوتا ہے آپ کو پسند نہیں آتے لیکن بے شمار قارئین ایسے ہیں جو ایسے ناولوں کو زیادہ پسند کرتے ہیں میری البتہ ہمیشہ یہی کوشش ہوتی ہے کہ جہاں ایکشن کی ضرورت ہو وہاں ایکشن اور جہاں سسپنس کی ضرورت ہو وہاں سسپنس موجود ہو

اب اجازت دیجئے

والسلام

آپ کا مخلص

مظہر کلیم ایم اے

عمران سٹنگ روم میں بیٹھا ناشتے کے بعد اخبارات کے مطالعے میں مصروف تھا کہ اچانک اخبار کے اندرونی صفحے پر موجود ایک چھوٹی سی خبر کی سرخی دیکھ کر وہ چونک پڑا اور پھر اس نے تیزی سے خبر پڑھنا شروع کر دی ۔ یہ خبر ایک غیر ملکی اخبار کے حوالے سے شائع کی گئی تھی ۔ مختصر سی خبر تھی اور اس خبر کے مطابق آئندہ چند روز بعد شمالی افریقہ کے ایک اسلامی ملک مراسک کے دارالحکومت کاسا میں اسلامی کونسل کے تحت اسلامی وزرائے خارجہ کی ایک کانفرنس منعقد ہو رہی ہے اور مشہور بین الاقوامی دہشت گرد ٹاموس نے دھمکی دی ہے کہ وہ اس کانفرنس میں شریک ہونے والے وفود کو نہ صرف ہلاک کر دے گا بلکہ کانفرنس ہال کو بھی تباہ کر دیا جائے گا ۔ خبر کے مطابق اسلامی کونسل کے سیکرٹری جنرل نے اس دھمکی پر تشویش کا اظہار کیا ہے ۔ عمران نے دو تین بار یہ خبر پڑھی اور پھر اخبار رکھ کر اس نے

رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"جی صاحب"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک کانپتی ہوئی سی آواز سنائی دی اور عمران فوراً سمجھ گیا کہ یہ سر سلطان کے خاندانی بوڑھے ملازم الٰہی بخش کی آواز ہے۔

"بابا میں عمران بول رہا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"اوہ چھوٹے صاحب آپ۔ کیسے ہیں آپ"...... دوسری طرف سے انتہائی خلوص بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"میں آپ کی دعاؤں کے طفیل بخیریت ہوں۔ آپ اپنا سنائیں"۔ عمران نے کہا۔

"بس چھوٹے صاحب۔ بہت عزت سے گزر گئی ہے۔ اب جو تھوڑی بہت رہتی ہے اللہ تعالیٰ اسے بھی عزت سے گزار دے۔ میری تو ہر وقت یہی دعا رہتی ہے۔ آپ نے بڑے صاحب سے بات کرنی ہو گی شاید۔ وہ تیار ہو کر آفس جا رہے ہیں۔ بات کراؤں"...... بابا الٰہی بخش نے کہا۔

"ارے ہاں بابا۔ بڑے صاحب سے بات کرنی تھی"...... عمران نے کہا تو رسیور رکھے جانے کی آواز سنائی دی۔

"ہیلو۔ سلطان بول رہا ہوں عمران بیٹے۔ خیریت تو ہے ناں"۔ تھوڑی دیر بعد سر سلطان کی پریشان سی آواز سنائی دی۔

"میرے فلیٹ میں خیریت کا کیا کام جناب"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ کیا ہوا۔ کیا بات ہوئی ہے"...... سر سلطان اور زیادہ پریشان ہو گئے۔

"ارے ارے۔ اس قدر پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں تو یہ کہہ رہا تھا کہ جہاں سلیمان اور مجھ جیسے ازلی کنوارے موجود ہوں وہاں خیریت کیسے آ سکتی ہے۔ آپ جانتے تو ہیں کہ خیریت بہرحال مؤنث ہی ہے"...... عمران نے سر سلطان کے لہجے اور انداز سے اس شدید پریشانی کے پیش نظر فوراً ہی وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ تم نے تو مجھے ڈرا ہی دیا تھا۔ ٹھیک ہے پھر میں آج دفتر جانے سے پہلے بھابھی صاحبہ کے پاس جا کر انہیں بتاتا ہوں کہ تم کس قدر شدت سے خیریت کے منتظر ہو"...... سر سلطان نے اطمینان کا ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے خدا کے لئے ایسا نہ کیجئے گا۔ ورنہ اماں بی وہیں کوٹھی سے ہی خیریت ہاتھ میں لے لیں گی اور پھر جب تک خیریت ٹوٹ نہیں جائے گی وہ میرے سر پر مسلسل پڑتی ہی رہے گی، کہ اب تم اتنے بے حیا ہو گئے ہو کہ بزرگوں سے یہ بات کہنے لگ گئے ہو"...... عمران نے کہا تو سر سلطان بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑے۔ کیونکہ وہ بھی سمجھ گئے تھے کہ عمران اس بار خیریت سے مطلب جوتی لے رہا ہے۔

"چلو کسی طرح خیریت تو تمہارے فلیٹ میں داخل ہو ہی جائے گی"...... سر سلطان نے ہنستے ہوئے کہا اور عمران بھی ان کے خوبصورت جواب پر بے اختیار ہنس پڑا۔

"بہر حال اب بتاؤ کہ مسئلہ کیا ہے۔ کیونکہ میں نے دفتر جا کر ایک اہم میٹنگ میں شریک ہونا ہے اور مجھے دیر ہو رہی ہے"...... سر سلطان نے کہا۔

"مجھے معلوم ہے کہ دفتر میں بس میٹنگز ہی ہوتی رہتی ہیں۔ اسی لئے تو میں نے یہاں فون کیا تھا۔ بہرحال آج کے اخبار میں ایک خبر شائع ہوئی ہے کہ اسلامی کونسل کے تحت مراسک میں اسلامی وزرائے خارجہ کی کانفرنس ہو رہی ہے۔ کیا یہ درست ہے"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ ایک ہفتے بعد ہونی ہے لیکن یہ خبر تو پہلے بھی کئی بار آچکی ہے"...... سر سلطان کے لہجے میں حیرت تھی۔

"آج جو خبر آئی ہے وہ پہلی خبروں سے مختلف ہے اور کسی غیر ملکی اخبار کے حوالے سے شائع ہوئی ہے کہ کسی بین الاقوامی دہشت گرد ٹاموروس نے دھمکی دی ہے کہ وہ اس کانفرنس کے شرکاء کو ہلاک کر دے گا اور کانفرنس ہال کو بھی تباہ کر دے گا"...... عمران نے کہا۔

"میری نظروں سے تو یہ خبر نہیں گزری۔ لیکن عمران بیٹے۔ ایسی خبریں تو ایسے موقعوں پر اکثر سٹنٹ کے طور پر شائع ہوتی ہی رہتی ہیں حکومت مراسک یہ کانفرنس کرا رہی ہے۔ ظاہر ہے انہوں نے اس کی حفاظت کے سخت انتظامات بھی کرنے ہیں"...... سر سلطان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پاکیشیا سے کون کون شریک ہو رہا ہے اس کانفرنس میں"۔ عمران نے پوچھا۔

"وزیر خارجہ صاحب، میں اور وزارت خارجہ کے چند اور اعلیٰ افسران۔ بس مختصر سا وفد ہوگا"...... سر سلطان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میں اس دہشت گرد کے بارے میں مزید معلومات حاصل کروں گا۔ ہو سکتا ہے کہ یہ خبر سٹنٹ نہ ہو"...... عمران نے کہا۔

"تمہارا مطلب ہے کہ ہم اس دھمکی سے ڈر کر کانفرنس میں شرکت منسوخ کر دیں"...... سر سلطان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اوہ نہیں۔ میرا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے۔ شرکت تو بہرحال ہونی ہے لیکن اگر اس خبر کے پیچھے کوئی سچائی ہوئی تو پھر یہ میرا فرض ہے کہ میں اپنے ملک کے وفد کی حفاظت کے انتظامات کروں۔ اس لئے آپ برائے کرم جانے سے پہلے مجھے اس بارے میں تفصیلات ضرور بتائیں"۔ عمران نے کہا۔

"اچھا ٹھیک ہے۔ اگر تم کہتے ہو تو میں دورے کی تفصیل تمہیں بھجوا دوں گا۔ ویسے میرا خیال ہے کہ یہ خبر سٹنٹ ہی ہو گی۔ کسی دہشت گرد کو کیا ضرورت پڑی ہے ایسی کانفرنس سبوتاژ کرنے کی"...... سر سلطان نے جواب دیا۔

"میں چیک کر لوں گا۔ خدا حافظ"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کریڈل دبایا اور ایک بار پھر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس"...... ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

کرنل فریدی صاحب سے بات کرائیں ۔ میں پاکیشیا سے علی عمران بول رہا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"یس سر ۔ ہولڈ آن کریں"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"ہیلو فریدی بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد کرنل فریدی کی باوقار آواز سنائی دی۔

"السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ یا پیر ومرشد دام ظللکم طولعمرہ"۔ عمران نے کہنا شروع کیا لیکن طولعمرہ کے بعد وہ رک گیا۔

"بس بس اتنا ہی کافی ہے ۔ اس سے زیادہ تمہارے بس کی بات نہیں ہے ۔ بہرحال وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہ ۔ فرمایئے کیسے یاد فرمایا ہے"...... کرنل فریدی کی مسکراتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"میں نے ابھی ابھی اخبار میں ایک خبر پڑھی ہے انتہائی دہشت ناک اور ہولناک بلکہ مستقبل میں شاید ہو جائے دردناک ۔ بس کچھ نہ پوچھیں ۔ طبیعت اس قدر متوحش ہوئی کہ میں نے سوچا کہ پیر ومرشد سے رجوع کیا جائے تاکہ سکون قلب حاصل ہو سکے ۔ یہ اور بات ہے کہ آج کل مفلسی کا دور دورہ ہے ۔ فنانسر فیاض صاحب نے بھی فنانسنگ سے ہاتھ ہی نہیں بلکہ دونوں پیر تک کھینچ رکھے ہیں ۔ اس لئے پیر و مرشد کی خدمت میں نذرانہ پیش کرنے سے قاصر ہوں"...... عمران کی زبان رواں ہو گئی۔

"میں سمجھ گیا تم نے کونسی خبر پڑھی ہو گی ۔ وہ بین الاقوامی دہشت گرد ٹاموس والی خبر کی بات کر رہے ہو ناں ۔ تو وہ آج پاکیشیا کے اخبارات میں شائع ہوئی ہے"...... کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں تو پہلے سے ہی آپ کا مرید ہوں جناب ۔ آپ کو ایسی باتیں کسی اور کو مرید بنانے کے لئے سنبھال کر رکھنی چاہئیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو دوسری طرف سے کرنل فریدی بے اختیار ہنس پڑا۔

"بہرحال تمہیں فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے ۔ میں نے معلومات حاصل کر لی ہیں ۔ ٹاموس نام کے کسی دہشت گرد کا کوئی وجود نہیں ہے ۔ یہ خبر صرف سٹنٹ کے طور پر شائع کی گئی ہے"۔ کرنل فریدی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ابھی کانفرنس میں شاید ایک ہفتہ رہتا ہے اور کسی کے وجود میں آنے کے لئے اتنا وقت کافی ہے"...... عمران نے کہا۔

"اوہ ۔ میں سمجھ گیا تم کیا کہنا چاہتے ہو ۔ لیکن بے فکر رہو ۔ یہ کانفرنس چونکہ اسلامی کونسل کے تحت ہو رہی ہے اس لئے اس کی حفاظت کی ذمہ داری مجھ پر ہے ۔ میں انشاء اللہ ہر لحاظ سے محتاط رہوں گا"...... کرنل فریدی نے جواب دیا۔

"اس میں پاکیشیا کا وفد بھی شریک ہو رہا ہے اور خاص طور پر سر سلطان بھی اور آپ تو جانتے ہیں کہ سر سلطان سے ہی مجھے امید ہے کہ شاید کبھی وہ میری زندگی میں بہار لانے کا موجب بن جائیں اس لئے

ان کی حفاظت تو میرا بھی فرض بن جاتا ہے" ...... عمران نے کہا۔

" ان کی ہر قسم کی حفاظت کی ذمہ داری میری ہو گی ۔ اس کے باوجود اگر تمہارا سیر کرنے کا ارادہ ہو تو بے شک آجانا۔ چلو اسی بہانے ملاقات بھی ہو جائے گی" ..... کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے لہجے میں کہا اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"کاش آپ سیر کی دعوت دیتے تو جزیرہ ہوائی میں دیتے ۔ یہ مراسک کے خشک اور صحرا نما علاقے کی سیر آپ کو ہی مبارک ہو" ۔ عمران نے کہا اور کرنل فریدی بے اختیار ہنس پڑا۔

" تم فکر نہ کرو۔ اب مراسک بے حد خوبصورت ہو چکا ہے ۔ خاص طور پر اس کا دارالحکومت کاسا تمہیں ضرور پسند آئے گا" ...... کرنل فریدی نے ہنستے ہوئے کہا۔

" کیپٹن حمید صاحب بھی آپ کے ساتھ جا رہے ہیں یا نہیں" عمران نے کہا۔

" ظاہر ہے ۔ وہ میرا اسسٹنٹ ہے ۔ وہ کیوں نہیں جائے گا" ۔ کرنل فریدی نے جواب دیا۔

" آپ نے پوچھا ہے اس سے ۔ ایسا نہ ہو کہ آخری روز آپ کی میز پر ان کی چھٹی کی درخواست رکھی ہوئی ملے آپ کو" ...... عمران نے کہا۔

" ارے نہیں ۔ وہ تو بڑا بے چین ہے جانے کے لئے" ...... کرنل فریدی نے جواب دیا۔

" اوہ ۔ اگر ایسی بات ہے تو پھر واقعی وہاں سیر کے لئے جانا چاہئے

جہاں کیپٹن حمید کی خوراک ملتی ہو وہاں ہم جیسے فقیروں کو بھی دیکھنے کو تو کچھ نہ کچھ مل ہی جائے گا" ...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے کرنل فریدی کے قہقہے کی آواز سنائی دی۔

" تم فکر نہ کرو ۔ وہاں سخی بھی بہت مل جائیں گے" ...... کرنل فریدی نے عمران کے فقیر والے جملے کے جواب میں کہا اور عمران اس کے اس خوبصورت جواب پر بے اختیار ہنس پڑا۔

" او کے ۔ آپ کی دعوت قبول ۔ لیکن زاد راہ جلد از جلد بھجوا دیجئے گا ایسا نہ ہو کہ وہاں کانفرنس ہی ختم ہو جائے اور میں یہاں بیٹھا زاد راہ کی راہ تکتا رہ جاؤں" ...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" فقیروں کو زاد راہ کی ضرورت نہیں ہوتی ۔ سمجھے ۔ خدا حافظ" ۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

" کمال ہے ۔ جہاں معاملہ دینے کا آتا ہے وہیں سب بھاگ جاتے ہیں" عمران نے رسیور رکھتے ہوئے بڑبڑا کر کہا اور ایک بار پھر وہی اخبار اٹھا لیا جس میں وہ خبر شائع ہوئی تھی ۔ اس نے ایک بار پھر خبر پڑھی ۔ خبر پڑھنے کے بعد اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے اخبار رکھ دیا۔

" سلیمان" ...... عمران نے اخبار رکھتے ہی سلیمان کو آواز دی۔

" جی صاحب" ...... دوسرے لمحے سلیمان دروازے پر کسی جن کی طرح نمودار ہو گیا۔

" سپیشل روم کی الماری میں نیلی جلد والی ڈائری اٹھا لاؤ" ۔ عمران

نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" جی صاحب"....... سلیمان نے کہا اور واپس مڑ گیا ۔ وہ چونکہ عمران کی طبیعت کو اچھی طرح سمجھتا تھا اس لئے عمران کے موڈ کے مطابق ہی اس کا رد عمل ہوتا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں نیلی جلد والی ایک ضخیم سی ڈائری موجود تھی۔

" چائے بھی لے آؤ"....... عمران نے ڈائری اس کے ہاتھ سے لیتے ہوئے کہا۔

" جی صاحب ۔ابھی لے آتا ہوں"....... سلیمان نے جواب دیا اور تیزی سے واپس مڑ گیا۔ عمران نے ڈائری کھولی اور اس کی ورق گردانی میں مصروف ہو گیا۔ کافی دیر تک وہ اس کی ورق گردانی کرتا رہا پھر ایک صفحے پر اس کی نظریں ٹھہر گئیں ۔اس نے ڈائری الٹ کر میز پر رکھی اور رسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے ۔ اس دوران سلیمان چائے کی پیالی لئے اندر آیا اور اس نے خاموشی سے چائے عمران کے سامنے میز پر رکھی اور واپس چلا گیا۔

"انٹر نیشنل نیوز"...... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی ۔

" ایشیا ڈیسک کے انچارج سے بات کرائیں ۔میں پاکیشیا سے بول رہا ہوں"....... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"آپ کا نام جناب"....... دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

" افضل حسین"....... عمران نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا اور دوسرے ہاتھ سے اس نے چائے کی پیالی اٹھا کر چسکیاں لینی شروع کر

دیں۔

" ہیلو ولیم ہوف بول رہا ہوں انچارج ایشیا ڈیسک"....... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی ۔

" مسٹر ہوف ۔یہاں پاکیشیا کے ایک اخبار میں آپ کے اخبار انٹر نیشنل نیوز کے حوالے سے ایک خبر شائع ہوئی ہے جس میں بین الاقوامی دہشت گرد ٹامورس کی دھمکی کا ذکر ہے جو اس نے اسلامی وزرائے خارجہ کی کانفرنس کے سلسلے میں دی ہے"....... عمران نے کہا۔

" جی چھپی ہو گی ۔ پھر میں کیا خدمت کر سکتا ہوں"....... دوسری طرف سے قدرے بیزار سے لہجے میں کہا گیا۔

"آپ صرف وہ تاریخ بتا دیں جس تاریخ کو آپ کے اخبار میں یہ خبر شائع ہوئی ہے تاکہ میں یہ خبر پوری تفصیل سے پڑھ سکوں"۔ عمران نے جواب دیا۔

" تاریخ تو آپ کو لائبریری انچارج ہی بتا سکتا ہے"....... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ عمران نے کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"انٹر نیشنل نیوز"....... رابطہ قائم ہوتے ہی وہی نسوانی آواز سنائی دی ۔

" لائبریری انچارج سے بات کرائیں"....... عمران نے اس بار مختصر بات کرتے ہوئے کہا۔

"ہیلو۔ کارس بول رہا ہوں لائبریری انچارج"...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"میں پاکیشیا سے بول رہا ہوں۔ انٹرنیشنل نیوز میں پچھلے دنوں ایک بین الاقوامی دہشت گرد ٹامورس کی دھمکی کی خبر شائع ہوئی ہے جس میں اس نے اسلامی وزرائے خارجہ کی کانفرنس کو سبوتاژ کرنے کی دھمکی دی ہے۔ مجھے وہ تاریخ معلوم کرنی ہے جس روز یہ خبر شائع ہوئی ہے"...... عمران نے کہا۔

"جی ایک منٹ ہولڈ آن کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر چند لمحوں بعد اس نے ایک ہفتہ پہلے کی تاریخ بتا دی۔

"شکریہ"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ اٹھا اور ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ باہر آیا تو وہ لباس تبدیل کر چکا تھا۔ پھر سلیمان کو اپنے جانے کا کہہ کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد اس کی کار پبلک لائبریری کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی لائبریری پہنچ کر اس نے اس تاریخ کا اخبار نکلوایا اور پھر اسے لے کر وہ اسے پڑھنے بیٹھ گیا۔ لائبریری انچارج نے تاریخ درست بتائی تھی کیونکہ اس اخبار میں وہ خبر موجود تھی اور اسے کافی فلیش کیا گیا تھا۔ عمران خبر کے ساتھ ایک تصویر دیکھ کر چونک پڑا۔ تصویر کے نیچے کیپشن میں لکھا گیا تھا کہ یہ تصویر ٹامورس کے اس مکان کی ہے جس کا محاصرہ ایکریمیا کی پولیس نے کئی روز کئے رکھا لیکن کسی کو بھی اندر جا کر اسے گرفتار کرنے کی جرأت نہ ہو سکی اور جب

کئی روز بعد اس کی گرفتاری کا حتمی فیصلہ کیا گیا تب معلوم ہوا کہ وہ کسی خفیہ راستے سے فرار ہو چکا ہے۔ عمران نے غور سے اس تصویر کو دیکھا اور پھر خبر پڑھنا شروع کر دی۔ خبر میں ٹامورس کی دہشت گرد کارروائیوں کے بارے میں بھی خاصی تفصیلات درج کی گئی تھیں۔ عمران نے دو تین بار خبر کی تفصیل پڑھی اور ایک بار پھر اس تصویر کو غور سے دیکھنا شروع کر دیا۔ تصویر میں ایک انتہائی شاندار مکان دکھایا گیا تھا جس کی ساخت بتا رہی تھی کہ وہ کسی محل سے کم نہیں ہے۔ عمران کی نظریں اس مکان کے عقب میں ایک بلند و بالا بلڈنگ پر جمی ہوئی تھیں۔ بظاہر یہ عام سی بلڈنگ تھی جیسی کہ ایکریمیا میں اب عام بن رہی تھیں لیکن اس کی نظریں اس بلڈنگ پر لگی ہوئی آرائشی بتیوں پر جمی ہوئی تھیں جو سفید نقطوں کی صورت میں پوری بلڈنگ پر پھیلی ہوئی تھیں اور چند لمحوں بعد عمران کے لبوں پر مسکراہٹ تیرنے لگی۔ ان بتیوں کی ترتیب کو ذہن میں جوڑ کر اس نے بلڈنگ پر موجود ایک نیون سائن پڑھ لیا تھا۔ یہ نیون سائن بلیو مون کلب کا تھا۔ عمران ایک طویل سانس لیتے ہوئے اٹھا اور اخبار واپس کر کے وہ لائبریری سے باہر آیا اور اس بار اس کی کار دانش منزل کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔

کیپٹن حمید اپنے آفس کی ریوالونگ چیئر پر بڑے عجیب سے انداز میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے دونوں ٹانگیں سائیڈ میز پر رکھی ہوئی تھیں اور گود میں ایک باتصویر رسالہ رکھے وہ بڑے اطمینان بھرے انداز میں جھول رہا تھا۔ البتہ اس کی نظریں رسالے پر جمی ہوئی تھیں کہ اچانک میز پر رکھے ہوئے انٹرکام کا بزر بج اٹھا۔ کیپٹن حمید نے چونک کر نظریں رسالے سے ہٹائیں اور قہر بھری نظروں سے انٹرکام کو دیکھا جس کا بزر مسلسل بج رہا تھا۔

"نجانے کس کم بخت نے یہ چیز ایجاد کی ہے۔ پورے سکون سے بیٹھ کر آدمی کوئی کام ہی نہیں کر سکتا"...... کیپٹن حمید نے غصیلے لہجے میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

"میرے دفتر میں آؤ۔ جلدی"...... اس کے بولنے سے پہلے ہی دوسری طرف سے کرنل فریدی کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی

رابطہ ختم ہو گیا۔ کیپٹن حمید نے منہ بناتے ہوئے رسیور رکھا اور ایک بار پھر رسالے کے اوراق پلٹ کر دیکھنے میں مصروف ہو گیا۔ چند لمحوں بعد بزر کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو کیپٹن حمید نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

"کیپٹن حمید بول رہا ہوں"...... کیپٹن حمید نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔

"تم ابھی تک وہیں بیٹھے ہو۔ میں نے کیا کہا تھا"...... دوسری طرف سے کرنل فریدی کی غصیلی آواز سنائی دی۔

"جہاں تک میری یادداشت کام کرتی ہے۔ آپ نے فرمایا تھا کہ میرے دفتر میں آجاؤ۔ جلدی"...... کیپٹن حمید نے قدرے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"پھر ابھی تک آئے کیوں نہیں"...... کرنل فریدی نے اسی طرح غصیلے لہجے میں کہا۔

"آجاؤں گا۔ جلدی کے لفظ میں تو بڑا سکوپ ہوتا ہے"...... کیپٹن حمید نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اسی سکوپ میں تمہارے ذاتی کمرے کی وہ الماری بھی آسکتی ہے جس میں تم نے باتصویر رسالے چھپا کر رکھے ہوئے ہیں اور وہ ایجنٹ بھی جو تمہیں یہ رسالے سپلائی کرتا ہے"...... دوسری طرف سے کرنل فریدی کی غصیلی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

"توبہ ہے۔ چیل کی نظریں ہیں ان کی۔ لاکھ چھپا کر رکھو۔ نجانے

کہاں سے انہیں سب کچھ نظر آجاتا ہے"...... کیپٹن حمید نے منہ بناتے ہوئے کہا اور پھر کرسی کو پیچھے کی طرف دھکیل کر اس نے ٹانگیں نیچے کیں ۔ دراز کھول کر رسالہ اس کے اندر رکھا اور دراز کو تالا لگا کر وہ اٹھا اور تیزی سے چلتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا لیکن جب وہ کرنل فریدی کے آفس میں داخل ہوا تو اس کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں اور چہرے پر حیرت کے شدید تاثرات ابھر آئے تھے ، کیونکہ کرنل فریدی کی میز کی سائیڈ پر ایک انتہائی خوبصورت لڑکی بیٹھی ہوئی تھی ۔

"آپ انٹرکام پر نہیں بتا سکتے تھے کہ آپ کے آفس میں حسینہ عالم موجود ہے"...... کیپٹن حمید نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

"اس تعریف کا بے حد شکریہ کیپٹن حمید صاحب ۔ آپ جیسے حسن شناس کی طرف سے یہ فقرہ میرے لئے سرٹیفکیٹ کی حیثیت رکھتا ہے کیوں انکل"...... لڑکی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"انکل ۔ کیا مطلب یہ آپ کے انکل ہیں"...... کیپٹن حمید نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور آگے بڑھ کر اس نے کرسی کو باقاعدہ لڑکی کے ساتھ رکھا اور اس پر بیٹھ گیا۔

"یہ بانو ہیں ۔ مراسک انٹیلی جنس کی چیف انسپکٹریس اور یہ اطلاع لے کر آئی ہیں کہ حکومت مراسک ٹامورس کی دھمکی سے بے حد پریشان ہے ۔ وہ چاہتی ہے کہ کانفرنس منسوخ کر دی جائے"۔ کرنل فریدی نے خشک اور انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا تو کیپٹن حمید بے اختیار

چونک پڑا۔

"لیکن ٹامورس کا تو کوئی وجود ہی نہیں ہے ۔ یہ تو ایک فرضی نام ہے"...... کیپٹن حمید نے بھی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"جی نہیں کیپٹن حمید صاحب ۔ ہم نے اس بارے میں جو تحقیقات کی ہے اس کے مطابق یہ خبر درست ہے ۔ صرف نام غلط شائع کیا گیا ہے ۔ اس دہشت گرد کا اصل نام رولف ہے اور اس کا تعلق ایکریمیا سے ہے ۔ یہ انتہائی خطرناک ترین دہشت گرد سمجھا جاتا ہے ۔ اس کا ہیڈ کوارٹر اری زونا کے انتہائی گھنے جنگلات میں ہے اور وہاں اس نے باقاعدہ اپنی فوج رکھی ہوئی ہے ۔ بنیادی طور پر یہ یہودی ہے اور کرائے پر بھی کام کرتا ہے"...... بانو نے جواب دیا تو کیپٹن حمید کے چہرے پر ایک بار پھر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"کس نے یہ اطلاعات مہیا کی ہیں"...... کیپٹن حمید نے کہا۔

"حکومت مراسک کے خصوصی ایجنٹوں نے"۔ بانو نے جواب دیا۔

"ان خصوصی ایجنٹوں میں آپ بھی شامل ہوں گی"...... کیپٹن حمید نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں ۔ میں بھی شامل ہوں"...... بانو نے بھی مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"پھر آپ نے کیا جواب دیا ہے کرنل صاحب"...... کیپٹن حمید نے کرنل فریدی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میں نے سیکرٹری جنرل اسلامی کونسل سے بات کی ہے ۔ ان کا

کہنا ہے کہ یہ کانفرنس ہر حال میں منعقد ہو گی البتہ اگر حکومت مراسک سرکاری طور پر ایسا نہیں چاہتی تو کونسل پرائیویٹ طور پر اس کے انتظامات کرے گی"...... کرنل فریدی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو پھر آپ نے مجھے کیوں بلایا ہے۔جب سارے فیصلے آپ نے اور سیکرٹری جنرل صاحب نے خود ہی کر لئے ہیں"...... کیپٹن حمید نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"سیکرٹری جنرل صاحب حکومت مراسک سے باقاعدہ مذاکرات کریں گے۔اس کے بعد ہی کوئی حتمی فیصلہ ہو گا۔تب تک مس بانو یہاں رہیں گی اور چونکہ وہ پہلی بار یہاں آئی ہیں اس لئے تم سے زیادہ بہتر گائیڈ انہیں کون مل سکتا ہے۔ویسے بھی انہوں نے تمہاری تعریفیں سنی ہوئی ہیں اس لئے انہیں اپنے ساتھ لے جاؤ اور گھماؤ پھراؤ"...... کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا اور کیپٹن حمید کی آنکھیں ایک بار پھر حیرت کی شدت سے پھیلنے لگ گئیں۔

"یہ آپ کہہ رہے ہیں۔کہیں میرے کان تو نہیں بجنے لگ گئے"...... کیپٹن حمید نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو ساتھ بیٹھی ہوئی بانو بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"میں آپ کے متعلق بہت کچھ جانتی ہوں کیپٹن صاحب اور یقیناً آپ کی کمپنی کو انجوائے کروں گی۔کرنل صاحب سے میں نے خود فرمائش کی ہے کہ کیپٹن حمید سے ملاقات کرا دیں اور مجھے ان کی کمپنی میں رہنے کا اعزاز بخش دیں"...... بانو نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اور کرنل صاحب نے آپ کی بات تسلیم کر لی۔میرا خیال ہے کہ مجھے محکمہ موسمیات والوں سے معلوم کرنا پڑے گا کہ آج سورج کس طرف سے طلوع ہوا ہے"...... کیپٹن حمید نے جواب دیا تو بانو ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"سورج تمہاری کھوپڑی سے بھی طلوع ہو سکتا ہے۔جو میں کہہ رہا ہوں وہ کرو۔جاؤ"...... کرنل فریدی نے خشک لہجے میں کہا۔

"بے حد شکریہ جناب۔امید ہے آپ ایسی نوازشات آئندہ بھی کرتے رہیں گے۔آیئے مس بانو"...... کیپٹن حمید نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا تو بانو بھی مسکراتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی۔

"اجازت ہے انکل"...... بانو نے کرنل فریدی سے مخاطب ہو کر کہا تو کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا تو بانو بھی مسکراتی ہوئی مڑی اور تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔

تھوڑی دیر بعد وہ دونوں ایک خوبصورت سے ریستوران کے کونے میں میز پر بیٹھے ہوئے تھے۔

"آپ کی بڑی شہرت ہے کہ آپ لیڈی کلر ہیں"...... بانو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"وہ تو واقعی میں ہوں"...... کیپٹن حمید نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو بانو بے اختیار چونک پڑی جیسے یہ جواب اس کی توقع کے خلاف ہو۔پھر وہ بے اختیار ہنس پڑی۔

"پھر تو مجھے آپ سے ڈرنا چاہئے"...... بانو نے ہنستے ہوئے کہا۔

"وہ کیوں"...... کیپٹن حمید نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس لئے کہ آپ لیڈی کلر ہیں اور میں بہرحال لیڈی ہوں"۔ بانو نے جواب دیا۔

"ارے ارے۔ آپ اور لیڈی۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ ابھی آپ کی عمر ہی کیا ہے۔ ابھی سے آپ لیڈی کیسے بن گئیں"...... کیپٹن حمید نے چونک کر کہا تو بانو کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے جیسے وہ کیپٹن حمید کی بات کو نہ سمجھ سکی ہو۔

"کیا مطلب"...... بانو نے حیران ہو کر کہا۔ اسی لمحے ویٹر آگیا تو کیپٹن حمید نے اسے لائم جوس لانے کا آرڈر دیا اور ویٹر واپس چلا گیا۔

"مطلب یہ مس بانو کہ بوڑھی عورتوں کو لیڈی کہا جاتا ہے۔ آپ جیسی نوجوان کو لیڈی کہنا تو بدذوقی ہے"...... کیپٹن حمید نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے کہا اور بانو بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"اس خوبصورت انداز میں تعریف کرنے کا بے حد شکریہ۔ ویسے یہ بتائیں کہ آپ صرف خوبصورت خواتین سے دلچسپ اور خوبصورت باتیں ہی کرتے ہیں یا...... بہرحال چھوڑیئے۔ ایسی بات مجھے نہیں کرنی چاہئے۔ آئی ایم سوری"...... بانو نے بات کرتے کرتے رک کر کہا۔

"ارے ارے۔ آپ بات پوری کیجئے۔ ابھی تو میرے پاس صرف گلدستہ ہے جبکہ میں چاہتا ہوں کہ ٹوکری کیا ٹوکرہ بھر لوں پھولوں سے"...... کیپٹن حمید نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ٹوکرہ پھولوں سے۔ یہ آپ یکلخت کیسی باتیں شروع کر دیتے ہیں"...... بانو نے حیرت سے بھنویں اچکاتے ہوئے کہا۔

"ویسے تو یہ ایک محاورہ ہے لیکن آپ کے لئے یہ حقیقت ہے کہ جب آپ بولتی ہیں تو آپ کے منہ سے پھول جھڑتے ہیں"...... کیپٹن حمید نے کہا تو بانو ایک بار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔ اس کا چہرہ مسرت کی شدت سے گلنار سا ہو گیا تھا۔

"مس بانو۔ کیا آپ نے واقعی رولف کے بارے میں خود تحقیقات کی تھی"...... اچانک کیپٹن حمید نے کہا تو بانو بے اختیار چونک پڑی۔

"ہاں کیوں۔ کیا میں ایسا نہیں کر سکتی"...... بانو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"پھر تو آپ کے محکمے والے انتہائی کور ذوق لوگ ہیں۔ دہشت گرد شعبے کے افراد کے بارے میں تحقیقات آپ کے سپرد کر دی گئی۔ یہ تو انتہائی بور سا کام ہے اور کسی بوڑھے اور سٹھیائے ہوئے آدمی کا ہی کام ہو سکتا ہے"...... کیپٹن حمید نے مسکراتے ہوئے کہا تو بانو ایک بار پھر ہنس پڑی۔

"مراسک میں میرا کام اسی طرح کا ہے جس طرح کرنل فریدی صاحب کا۔ میرا علیحدہ سیکشن ہے اور میں اس سیکشن کی چیف ہوں۔ اس دہشت گرد کے بارے میں خبر شائع ہونے پر تحقیقات خصوصی طور پر میرے سیکشن کے ذمے لگائی گئی اور میں اپنے ساتھیوں سمیت ایکریمیا گئی اور وہاں تحقیقات کر کے میں نے حتمی رپورٹ حکومت کو

پیش کر دی ۔ اس لئے تو حکومت نے مجھے یہاں بھجوایا ہے تاکہ اگر سیکرٹری جنرل مزید کچھ معلوم کرنا چاہیں تو میں انہیں بتا سکوں لیکن سیکرٹری جنرل صاحب نے مجھے کرنل فریدی صاحب کے پاس بھجوا دیا اور کرنل فریدی صاحب نے فوراً آپ کو بلالیا ۔ کوئی بات ہی نہیں کی ویسے میں نے اپنے طور پر محسوس کیا ہے کہ جس طرح آپ یہ سوچ رہے ہیں کہ میں سوائے ہنسنے کھیلنے کے اور کچھ نہیں کر سکتی اسی طرح کرنل فریدی کے چہرے پر بھی میں نے ایسے تاثرات دیکھے ہیں ۔ بہرحال وہ جو چاہیں سمجھیں میں نے تو بہرحال ڈیوٹی دینی ہے" ۔ بانو بات کرتے کرتے یکلخت سنجیدہ ہو گئی اور پھر اس سے پہلے کہ کیپٹن حمید مزید کوئی بات کرتا ویٹر لائم جوس کے گلاس ٹرے میں رکھے آگیا اور اس نے ایک ایک گلاس ان دونوں کے سامنے رکھا اور پھر واپس چلا گیا ۔

"کرنل صاحب کے بارے میں تو آپ جو چاہیں کہیں لیکن میرے بارے میں آپ اپنی رائے بدل لیں" ...... کیپٹن حمید نے کہا تو بانو جو سنجیدہ ہو رہی تھی ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑی ۔

"اچھا آپ اندازہ لگائیں کہ میں نے ایسی حتمی معلومات کیسے حاصل کی ہوں گی" ...... بانو نے لائم جوس سپ کرتے ہوئے چیلنج بھرے لہجے میں کہا ۔

"ظاہر ہے آپ کی ملاقات رولف سے ہو گئی ہو گی اور اس نے آپ کے حسن کے رعب میں آکر سب کچھ خود ہی بتا دیا ہو گا" ...... کیپٹن

حمید نے جواب دیا تو بانو کو ہنستے ہنستے اچھو سا لگ گیا ۔

"آپ واقعی انتہائی دلچسپ باتیں کرتے ہیں ۔ بڑے عرصے بعد مجھے اس طرح ہنسنے کا موقع مل رہا ہے ۔ رولف سے اگر میری ملاقات ہو جاتی تو پھر حکومت مراسک کو کانفرنس ملتوی کرنے کی ضرورت ہی نہ رہتی رولف صاحب قبر میں اتر چکے ہوتے" ...... بانو نے ہنستے ہوئے کہا ۔

"چلیئے رولف نہ سہی ۔ اس کا کوئی نائب مل گیا ہو گا ۔ بات تو ایک ہی ہے" ...... کیپٹن حمید نے قدرے سپاٹ سے لہجے میں کہا ۔

"نہیں ۔ وہ لوگ انتہائی خفیہ رہتے ہیں ۔ اصل میں ایکریمیا جا کر میں نے ایک مخبری کرنے والی تنظیم سے رابطہ کیا ۔ یہ تنظیم حتمی معلومات فروخت کرنے کے سلسلے میں بین الاقوامی شہرت رکھتی ہے اور پھر بھاری رقم دے کر میں نے ان سے یہ ساری معلومات خریدیں اور حکومت کو رپورٹ دے دی ۔ اب بتائیں کیسی رہی" ...... بانو نے فاخرانہ لہجے میں کہا اور کیپٹن حمید بے اختیار ایک طویل سانس لے کر رہ گیا ۔

"اوہ ۔ حیرت انگیز ۔ انتہائی حیرت انگیز ۔ مس بانو ۔ حقیقت یہ ہے کہ مجھے یہ تصور ہی نہ تھا کہ آپ اس قدر ذہین ہو سکتی ہیں ۔ بہت خوب ریئلی بہت خوب" ...... کیپٹن حمید نے کہا اور بانو کی آنکھوں میں ستارے سے چمک اٹھے ۔

"شکریہ کیپٹن حمید ۔ ویسے اب تو میرا دل چاہ رہا ہے کہ یہ کانفرنس ملتوی نہ ہو تاکہ آپ سے وہاں مراسک میں ایک بار پھر ملاقات ہو

سکے ...... بانو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کانفرنس ملتوی بھی ہو جائے تب بھی آپ سے ملاقات کے لئے تو میں سر کے بل چل کر آؤں گا۔ ویسے ایسی معلومات فروخت کرنے والی کمپنی نے تو کروڑوں اربوں ڈالر لئے ہوں گے آپ سے اس قدر اہم معلومات کے معاوضے میں"...... کیپٹن حمید نے کہا۔

"کروڑوں اربوں ڈالر۔ میرا دماغ خراب ہے کہ میں اس قدر بھاری رقم انہیں دوں۔ آپ شاید یقین نہ کریں صرف دس ہزار ڈالر خرچ کر کے مجھے یہ حتمی معلومات مل گئیں"...... بانو نے بڑے فخریہ لہجے میں کہا۔

"صرف دس ہزار ڈالر۔ آپ واقعی خوبصورت مذاق کرتی ہیں"...... کیپٹن حمید نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے بانو کی بات پر سرے سے یقین نہ آیا ہو۔

"یہی تو میرا کریڈٹ ہے کہ آپ کو اس رقم پر یقین نہیں آ رہا"...... بانو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"واقعی یہ آپ کا کریڈٹ ہے۔ ویسے جہاں تک مجھے معلوم ہے ایکریمیا میں حتمی معلومات فروخت کرنے والی دو ہی خفیہ تنظیمیں ہیں ایک کا نام لاکب ہے اور دوسری مارجونا اور یہ دونوں تو ایسی اہم معلومات کے معاوضے میں کم از کم دس بیس لاکھ ڈالر سے کم کسی صورت بھی نہ لیتیں"...... کیپٹن حمید نے کہا۔

"یہ دونوں نام تو میرے لئے نئے ہیں۔ میری بات تو کراؤ

کارپوریشن سے ہوئی ہے۔ وہ ان معاملات میں بین الاقوامی شہرت رکھتی ہے"...... بانو نے جواب دیا۔

"اوہ۔ اوہ۔ کراؤ۔ وہی جس کا ہیڈ کوارٹر نارتھ زون میں ہے۔ ٹمپل روڈ نارتھ زون"...... کیپٹن حمید نے چونک کر کہا۔

"نہیں۔ اس کا ہیڈ کوارٹر تو ولنگٹن کے سب سے مشہور کاروباری پلازہ آفس ہال میں ہے لیکن وہاں بورڈ کسی ٹوائے کمپنی کا لگا ہوا ہے"...... بانو نے جواب دیا۔

"چلیں چھوڑیں ان باتوں کو۔ آیئے میں آپ کو کسی پارک میں لے چلوں"...... کیپٹن حمید نے مسکراتے ہوئے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

"ہاں چلیں۔ یہاں واقعی مجھے گھٹن سی محسوس ہونے لگ گئی ہے"...... بانو نے بھی اٹھتے ہوئے کہا۔ کیپٹن حمید نے کاؤنٹر پر جا کر بل ادا کیا اور پھر وہ دونوں ریستوران سے باہر آ گئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک خوبصورت سے پارک میں پہنچ گئے اور پارک میں وہ کافی دیر تک گھومتے پھرتے رہے۔

"میں ایک فون کر لوں۔ آپ تشریف رکھیں"۔ اچانک کیپٹن حمید نے ایسے چونک کر کہا جیسے اسے اچانک کوئی بات یاد آ گئی ہو۔

"ٹھیک ہے۔ میں کیفے میں بیٹھتی ہوں"...... بانو نے کہا اور کیپٹن حمید سر ہلاتا ہوا ایک طرف موجود پبلک فون بوتھ کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے رسیور اٹھا کر اس میں سکے ڈالے اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے کرنل فریدی کی آواز سنائی دی۔

"کیپٹن حمید بول رہا ہوں"...... کیپٹن حمید نے کہا۔

"ہاں۔ کیا بتایا ہے بانو نے"...... کرنل فریدی نے ایسے لہجے میں کہا جیسے وہ کیپٹن حمید کی رپورٹ کا کافی دیر سے منتظر بیٹھا ہو۔

"آپ کا کوڈ مجھے کافی دیر بعد سمجھ آیا تھا۔ پہلے تو میرے ذہن پر حیرت ہی سوار تھی کہ آپ مجھے کیوں بانو کے ساتھ سیر کے لئے بھیج رہے ہیں"...... کیپٹن حمید نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ ابھی تمہارا مرض قابل علاج ہے۔ بہرحال بتاؤ کیا رپورٹ ہے"...... کرنل فریدی کی مسکراتی ہوئی آواز سنائی دی اور کیپٹن حمید نے اسے بتا دیا کہ بانو نے ایکریمیا جا کر کسی معلومات فروخت کرنے والی کمپنی کو معمولی سی رقم دی اور اس نے یہ معلومات مہیا کیں اور اس نے ان معلومات پر حتمی رپورٹ حکومت کو پیش کر دی"...... کیپٹن حمید نے کہا۔

"کتنے پیسے خرچ کئے ہیں اس احمق لڑکی نے"...... کرنل فریدی کی غصیلی سی آواز سنائی دی۔

"صرف دس ہزار ڈالر۔ اس نے بتایا ہے کہ کراڈ کارپوریشن کا خفیہ دفتر ولنگٹن کے معروف کاروباری پلازہ آفس ہال میں ہے۔ لیکن اس پر بورڈ کسی ٹوائے کمپنی کا لگا ہوا ہے"...... کیپٹن حمید نے کہا۔

"اوہ۔ تو یہ والکر کے ہاتھ لگ گئی تھی۔ میں جانتا ہوں اسے۔ اس

کا واقعی معلومات فروخت کرنے کا دھندہ ہے لیکن وہ انتہائی گھٹیا درجے کی تنظیم ہے۔ بہرحال میں خود اس سے بات کر لوں گا۔ اب تمہارا کیا پروگرام ہے"...... کرنل فریدی نے کہا۔

"وہی جس کی اجازت آپ نے خود دی ہے"...... کیپٹن حمید نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"او کے۔ خیال رکھنا۔ ایسی لڑکیاں دوسروں کو احمق بنا کر ہی بے حد خوش ہوتی ہیں"...... دوسری طرف سے کرنل فریدی نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ کیپٹن حمید نے مسکراتے ہوئے رسیور رکھا اور پھر فون بوتھ سے نکل کر وہ اس طرف کو بڑھ گیا جہاں بانو بیٹھی ہوئی تھی۔

"آپ بور تو نہیں ہوئیں مس بانو"...... کیپٹن حمید نے کرسی کھینچ کر اس کے قریب کرتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"اوہ نہیں۔ بوریت کیسی۔ ویسے کیا کرنل فریدی کو بھی یقین آگیا ہے"...... بانو نے مسکراتے ہوئے کہا تو کیپٹن حمید بے اختیار چونک پڑا۔

"کرنل فریدی کو یقین۔ کیا مطلب"...... کیپٹن حمید نے چونک کر پوچھا تو بانو بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"کیپٹن حمید۔ آپ کرنل فریدی جیسے عظیم جاسوس کے نائب ہونے کے باوجود اس قدر بھولے ہیں کہ مجھے حیرت ہو رہی ہے۔ آپ کا کیا خیال ہے کہ آپ نے ریستوران میں جس طرح مجھ سے پوچھ گچھ کی

ہے کیا میں اتنا بھی نہیں سمجھ سکتی کہ یہ سب کچھ ایک خاص پلاننگ کے تحت ہو رہا ہے۔ کرنل فریدی کی اس بات پر کہ انہوں نے آپ کو مجھے گھمانے پھرانے کے لئے لے جانے کا کہا ہے اور آپ نے جس انداز میں حیرت ظاہر کی تھی اس سے ہی میں کھٹک گئی تھی۔ پھر آپ نے ریستوران میں گھما پھرا کر جس طرح بات کی اس سے بات واضح ہو گئی اور اب آپ نے اچانک جس طرح فون کرنے کے لئے کہا تو کیا مجھے اتنا بھی سمجھنے کا حق نہیں ہے کہ آپ نے فون پر کرنل فریدی کو رپورٹ دی ہے"...... بانو نے کہا تو کیپٹن حمید کو پہلی بار احساس ہوا کہ وہ جسے ایک احمق سی لڑکی سمجھ رہا ہے وہ اس قدر احمق بھی نہیں ہے۔

"آپ خواہ مخواہ پریشان ہو رہی ہیں مس بانو۔ کرنل فریدی کو اس انداز میں معلومات حاصل کرنے کی عادت نہیں ہے۔ ویسے بھی وہ اگر چاہتے تو آپ سے براہ راست ہی پوچھ سکتے تھے اور آپ یقیناً انہیں بتا دیتیں"...... کیپٹن حمید نے بات کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

"لطف تو تب آئے گا جب کرنل فریدی والکر سے بات کریں گے کیونکہ مجھے والکر نے بتایا تھا کہ وہ کرنل فریدی سے واقف ہے۔ بہرحال آپ پلیز کرنل فریدی سے میری طرف سے کہہ دیں کہ والکر جیسا آدمی بھی اگر ایسی معلومات فروخت کرتا تو دس ہزار ڈالر نہ لیتا۔ ویسے اس بیچارے کا اتنا معیار بھی نہیں ہے۔ یہ معلومات میں نے ایک اور ذریعے سے حاصل کی ہیں اور یہ حتمی ہیں۔ اب مجھے اجازت

دیں۔ میں نے سفارت خانے جا کر حکومت کے اعلیٰ حکام سے بات کرنی ہے"...... بانو نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"چلیئے میں آپ کو سفارت خانے ڈراپ کر دیتا ہوں"...... کیپٹن حمید نے بڑی مشکل سے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا ورنہ اس کا دل چاہ رہا تھا کہ اس بانو کی گردن توڑ دے کیونکہ اب یہ بات وہ اچھی طرح سمجھ گیا تھا کہ بانو نے دراصل اسے جان بوجھ کر احمق بنایا ہے۔

"شکریہ۔ میں ٹیکسی لے لوں گی۔ اگر کانفرنس ہوئی تو آپ مراسک میں میرے ذاتی مہمان ہوں گے۔ خدا حافظ"...... بانو نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے چلتی ہوئی پارک کے بیرونی گیٹ کی طرف بڑھتی چلی گئی اور کیپٹن حمید ہونٹ چباتا ہوا تیزی سے ایک بار پھر پبلک فون بوتھ کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے چہرے پر غصے کے تاثرات نمایاں تھے۔ اس نے رسیور اٹھا کر سکے ڈالے اور ایک بار پھر کرنل فریدی کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس"...... رابطہ ہوتے ہی کرنل فریدی کی مخصوص آواز سنائی دی چونکہ اس کے پاس کرنل فریدی کے خصوصی فون کا نمبر تھا اس لئے رابطہ قائم ہوتے ہی اس کی براہ راست کرنل فریدی سے بات ہو جاتی تھی۔ درمیان میں ایکس چینج آپریٹر نہ آتا تھا۔

"کیپٹن حمید بول رہا ہوں"...... کیپٹن حمید نے تیز لہجے میں کہا۔

"ارے ارے۔ کیا ہوا۔ کیوں مرچیں چبا رہے ہو۔ کہیں بانو نے تمہیں یہ تو نہیں بتا دیا کہ اس نے تمہیں احمق بنایا ہے"...... دوسری

طرف سے کرنل فریدی کی ہنستی ہوئی آواز سنائی دی تو کیپٹن حمید محاورتاً نہیں بلکہ حقیقتاً اچھل پڑا۔

"کیا مطلب۔ کیا یہ آپ نے بانو کے ساتھ مل کر میرے خلاف سازش کی ہے"...... کیپٹن حمید نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"ارے ارے اس قدر بڑا الزام لگانے سے پہلے سوچ لیا کرو۔ تمہاری ملاقات پہلی بار بانو سے ہو رہی ہے جبکہ میں اس کے بارے میں کافی کچھ جانتا ہوں اور ایک دو بار اس سے ملاقات بھی ہو چکی ہے۔ وہ حد درجہ چالاک اور شاطر لڑکی ہے اور اس طرح الٹی سیدھی باتیں کر کے دوسروں کو احمق بناتی ہے اور لطف لیتی ہے۔ جب اس نے دس ہزار ڈالر بتائے تھے تو تمہیں خود ہی سمجھ جانا چاہئے تھا کہ وہ تمہیں احمق بنا رہی ہے اور تمہیں یہ بھی نہیں معلوم کہ والکر کراؤ کا اپنا تعلق ایک دہشت گرد گروپ سے رہا ہے۔ یہ گروپ جب ختم ہو گیا تو والکر نے یہ دھندہ شروع کر دیا۔ وہ والکر سے ملی ضرور ہے اور اسے ٹپ بھی والکر نے ہی دی ہے اور دس ہزار ڈالر اس نے اس ٹپ کے ہی وصول کئے ہیں۔ والکر کا نام سن کر میں سمجھ گیا تھا کہ بانو نے کیسی کارروائی کی ہو گی۔ چنانچہ تمہارے منہ سے والکر کا نام سن کر میں نے والکر سے بات کی ہے۔ والکر نے مجھے بتایا ہے کہ بانو اس سے ملی ہے اور اس نے اسے اس آدمی کی ٹپ دے دی ہے جس نے یہ خبر انٹرنیشنل نیوز میں شائع کرائی ہے پھر وہ آدمی اپنے فلیٹ میں مردہ پایا گیا ہے۔ اس آدمی کا تعلق رولف سے تھا۔ وہ اس کا مخبر تھا اور یقیناً بانو نے اس آدمی پر تشدد

کر کے رولف کے بارے میں معلومات حاصل کی ہوں گی"...... کرنل فریدی نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ اس کی معلومات درست ہیں"...... کیپٹن حمید نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں اور اب یہ بات حتمی طور پر معلوم ہو گئی ہے کہ رولف کا نام ٹامورس بھی ہے۔ ایکریمیا میں اس نے ٹامورس کے نام سے گروپ قائم کر رکھا ہے جبکہ رولف کے نام سے وہ ایکریمیا سے باہر کارروائیاں کرتا رہتا ہے"۔ کرنل فریدی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو پھر اب کانفرنس کے بارے میں کیا فیصلہ ہوا ہے"۔ کیپٹن حمید نے پوچھا۔

"کیا فیصلہ ہونا ہے۔ وہ تو بہرحال ہو گی اور مقررہ تاریخ پر ہو گی"...... دوسری طرف سے کرنل فریدی نے کہا اور کیپٹن حمید نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

"اب تم سے ملاقات ہو گی بانو تو تمہیں میں بتاؤں گا کہ کیپٹن حمید کیا ہے"...... کیپٹن حمید نے فون بوتھ سے باہر نکلتے ہوئے بڑبڑا کر کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا وہ پارک کے ایک طرف بنی ہوئی پارکنگ کی طرف بڑھ گیا جہاں اس کی کار موجود تھی۔

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی میز کے پیچھے بیٹھے ہوئے ایک لمبے قد اور بھاری لیکن ٹھوس جسم کے آدمی نے جس کے جسم پر انتہائی قیمتی کپڑے اور جدید ترین تراش خراش کا تھری پیس سوٹ تھا ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔ اس کا چہرہ چوڑا تھا۔ جبڑے باہر کو ابھرے ہوئے تھے لیکن اس کے چہرے کی جلد ایسی تھی جیسے اس میں سرے سے مسام ہی نہ ہوں۔ جیسے وہ چٹان سے تراش کر بنایا گیا ہو۔ ایسی جلد کی وجہ سے اس کے چہرے پر پتھریلا پن ثبت نظر آتا تھا۔

"یس"...... اس آدمی نے کہا لیکن اس کی آواز اس قدر نرم تھی کہ لگتا ہی نہ تھا کہ یہ آواز اس پتھریلے چہرے والے کے منہ سے نکلی ہے۔

"اسرائیل سے جناب آرتھر صاحب کی کال ہے"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"اوہ۔ ٹھیک ہے۔ بات کراؤ"...... اس آدمی نے اسی طرح نرم لہجے میں کہا۔

"ہیلو۔ آرتھر بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک بھاری لیکن خاصی کرخت آواز سنائی دی۔

"فرمایئے۔ میں رولف بول رہا ہوں"...... اس آدمی نے اسی طرح نرم لہجے میں کہا لیکن اس کی آنکھیں سکڑ سی گئی تھیں جس کی وجہ سے اس کے چہرے کا پتھریلا پن کچھ اور نمایاں ہو گیا تھا۔

"آپ کا نام سامنے آنے کے باوجود حکومت مراسک نے کانفرنس منسوخ کرنے سے انکار کر دیا ہے مسٹر رولف"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے مسٹر آرتھر کہ رولف کا نام سامنے آنے کے باوجود مراسک جیسی کمزور حکومت کانفرنس منسوخ نہ کرے"۔ رولف کے لہجے میں ہلکی سی حیرت تھی۔

"ہمیں جو معلومات ملی ہیں اس کے مطابق حکومت مراسک تو آپ کا نام سامنے آنے کے بعد کانفرنس منسوخ کرنے پر پوری طرح تیار ہو گئی تھی لیکن اسلامی کونسل کے سیکرٹری جنرل نے مراسک کے صدر سے مذاکرات کئے اور انہیں کرنل فریدی کی طرف سے گارنٹی دی کہ کرنل فریدی رولف کو سنبھال لے گا۔ کرنل فریدی کا نام سن کر مراسک کے صدر کانفرنس منسوخ نہ کرنے پر آمادہ ہو گئے اور پھر اس سلسلے میں باقاعدہ اعلان کر دیا گیا کہ کانفرنس مقررہ تاریخ اور مقررہ جگہ پر ہو گی"...... آرتھر نے جواب دیا۔

"تو پھر اب آپ کیا چاہتے ہیں۔ آپ کا خیال تھا کہ میرا نام سامنے

آتے ہی حکومت مراسک کانفرنس منسوخ کر دے گی۔ اس لئے میرے آدمی نے ثامورس کے نام سے خبر شائع کرا دی تاکہ حکومت مراسک تحقیقات کرائے اور پھر اس کی انٹیلی جنس کی انسپکٹریس تک میرا نام اس طرح پہنچا دیا گیا جیسے اس نے خود معلومات حاصل کی ہوں۔ اس سارے کھیل میں صرف یہودی کاز کے لئے میں نے اپنا ایک آدمی بھی مروا دیا"...... رولف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس کانفرنس میں اسرائیل کے خلاف ہی قرارداد منظور ہونی ہے اور اسلامی کونسل اسرائیل کے خلاف ایسی کانفرنسیں منعقد کرا کر دراصل پوری دنیا کے اسلامی ممالک کا اتحاد قائم کرنا چاہتی ہے۔ اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ وزرائے خارجہ کی کانفرنس کو اس طرح کرش کیا جائے کہ آئندہ اسلامی ممالک کے سربراہوں کی کانفرنس کا تصور تک ختم ہو جائے"...... آرتھر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو اس سلسلے میں آپ اسرائیلی ایجنٹوں کو حرکت میں لا سکتے ہیں"...... رولف نے جواب دیا۔

"نہیں۔ اسرائیل ایجنٹوں کو سامنے لانے کا مطلب یہی ہو گا کہ اسرائیل براہ راست اس میں ملوث ہو جائے اور اگر ایسا ہوا تو یہ بات الٹا ہمارے خلاف جائے گی۔ اس بات پر اسلامی ممالک مزید متحد ہو جائیں گے"...... آرتھر نے جواب دیا۔

"تو پھر حکم فرمایئے آپ کیا چاہتے ہیں"...... رولف نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں چاہتا ہوں کہ اب جب آپ کا نام سامنے آ ہی گیا ہے تو آپ اس کانفرنس کو یقیناً ختم کر دیں"...... آرتھر نے آخرکار کہہ ہی دیا۔

"میں نے آپ کو پہلے ہی بتایا تھا کہ اس طرح کی کارروائی میرے اصولوں کے خلاف ہے۔ اسی وجہ سے تو ثامورس کا نام اخبار میں دیا گیا تھا"...... رولف نے جواب دیا۔

"لیکن آپ بھی یہودی ہیں اور یہودی کاز کے لئے اصول بدل دیئے جاتے ہیں"...... آرتھر نے جواب دیا۔

"آپ کی بات درست ہے۔ کانفرنس تو ختم ہو جائے گی لیکن پھر ظاہر ہے تمام اسلامی ملکوں کے ایجنٹ میرے خلاف کام شروع کر دیں گے اور میں ایک خوامخواہ کے بکھیڑے میں پھنس کر رہ جاؤں گا"۔ رولف نے جواب دیا۔

"تو کیا آپ اسلامی ملکوں کے ایجنٹوں سے خوفزدہ ہیں"...... آرتھر کے لہجے میں حیرت تھی۔

"مسٹر آرتھر آپ میری توہین کر رہے ہیں۔ میں نے کب کہا ہے کہ میں ان سے خوفزدہ ہوں۔ میں نے یہ کہا ہے کہ میں خوامخواہ کے بکھیڑے میں پھنس کر رہ جاؤں گا۔ ظاہر ہے ایک دو ایجنٹ تو نہیں ہوں گے جنہیں میں ختم کر دوں۔ بے شمار اسلامی ممالک ہیں اور ان کے بے شمار ایجنٹ ہوں گے"...... رولف نے جواب دیا۔

"اوہ۔ پھر آپ کو اس بارے میں معلومات حاصل نہیں ہیں۔ کسی بھی اسلامی ملک کے پاس ایسے ایجنٹ نہیں ہیں جو کسی نمایاں

کارکردگی کے حامل ہوں سوائے پاکیشیا کے اور اس کے علاوہ کرنل فریدی ہے اور بس ۔ اگر یہ دونوں ختم ہو جائیں تو پھر یوں سمجھیئے کہ آپ نے سب کچھ ختم کر دیا"...... آرتھر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کرنل فریدی کے بارے میں تو مجھے کسی حد تک معلومات حاصل ہیں لیکن آپ نے پاکیشیا کا نام خاص طور پر کیوں لیا ہے ۔ وہ تو ایک چھوٹا سا اور شاید خاصا پسماندہ سا ملک ہے"...... رولف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں ۔ بظاہر تو ایسا ہی ہے لیکن پاکیشیا سیکرٹ سروس انتہائی خوفناک ترین سروس ہے ۔ خاص طور پر اس تنظیم سے متعلق ایک آدمی علی عمران ۔ وہ پورا عفریت ہے ۔ اسرائیل کو جتنا نقصان اس علی عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس نے پہنچایا ہے شاید کسی اور نے پہنچایا ہو اور اگر تم یقین کرو تو میں بتا دوں کہ اب اسرائیل کے صدر عمران کا نام سن کر خوفزدہ ہو جاتے ہیں"...... آرتھر نے جواب دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ یہ عمران اور یہ سروس بھی مراسک ضرور پہنچے گی کیونکہ لامحالہ ان کے ملک کا وفد بھی اس کانفرنس میں شامل ہوگا اور انہیں اطلاع مل چکی ہو گی کہ رولف کی طرف سے دھمکی دی گئی ہے"...... رولف نے کہا۔

"ہاں ۔ ہو سکتا ہے کہ وہ آ جائیں ۔ ویسے بھی اس عمران اور کرنل فریدی کے خاصے گہرے تعلقات ہیں"...... آرتھر نے جواب دیا۔

"او کے ۔ پھر میں یہ مشن اپنے ہاتھ میں لے رہا ہوں تا کہ اسرائیل

اور یہودیوں کو ہمیشہ کے لئے ان دونوں ایجنٹوں سے نجات دلا دوں"۔ رولف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ ۔ ویری گڈ ۔ گڈ نیوز رولف ۔ گڈ نیوز فار جیوش"...... آرتھر نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آپ بے فکر رہیں ۔ اب اس کانفرنس میں شرکت کرنے والے مندوبین بھی ہلاک ہوں گے اور کانفرنس ہال بھی تباہ ہو گا"۔ رولف نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا اور پھر ساتھ پڑے ہوئے انٹرکام کا رسیور اٹھا کر اس نے دو بٹن پریس کر دیئے ۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی ۔

"مائیک کو میرے پاس بھجوا دو"...... رولف نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد مؤدبانہ انداز کی دستک کی آواز سنائی دی ۔

"یس کم ان"...... رولف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی دروازہ کھلا اور ایک دبلا پتلا نوجوان اندر داخل ہوا ۔ وہ اپنی شکل وصورت لباس اور انداز سے لڑنے والے گروپ کا رکن لگتا تھا۔

"یس چیف"...... نوجوان نے اندر آ کر انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"بیٹھو"...... رولف نے کہا اور آنے والا میز کی دوسری طرف موجود کرسیوں میں سے ایک کرسی پر بیٹھ گیا لیکن اس کے بیٹھنے کا انداز بھی اسی طرح انتہائی مؤدبانہ ہی تھا۔

"تمہیں معلوم ہے کہ مراسک میں اسلامی وزرائے خارجہ کی کانفرنس منعقد ہو رہی ہے"...... رولف نے کہا۔

"یس چیف"...... نوجوان نے سرہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"گڈ۔ تو اس کانفرنس کے خاتمے کا مشن میں نے لے لیا ہے"۔ رولف نے کہا

"یس چیف"...... نوجوان نے اسی طرح مختصر سا جواب دیتے ہوئے کہا

"تم نے مراسک جا کر یہ معلومات حاصل کرنی ہیں کہ پاکیشیا اسلامی ملک کا وفد کتنے افراد پر مشتمل ہوگا اور کہاں ٹھہرایا جائے گا۔ پوری تفصیلات معلوم ہونی چاہئیں"...... رولف نے کہا۔

"صرف پاکیشیا کے وفد کے بارے میں معلومات حاصل کرنی ہیں"...... نوجوان نے قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں اپنی بات دوہرانے کا عادی نہیں ہوں مائیک اور یہ لاسٹ وارننگ ہے۔ جاؤ"...... رولف نے اسی طرح نرم لہجے میں کہا اور مائیک کے چہرے پر خوف کے تاثرات ابھر آئے۔

"یس چیف"...... مائیک نے کہا اور تیزی سے اٹھ کر مڑا اور دروازے سے باہر نکل گیا۔ اس کے باہر جاتے ہی رولف نے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"پیراڈائز ہوٹل"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"پیراڈائز سے رابطہ کراؤ"...... رولف نے کہا۔

"اوہ یس چیف"...... دوسری طرف سے یکلخت انتہائی مؤدبانہ لہجے

میں کہا گیا۔

"ہیلو۔ پیراڈائز کلب"...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"رولف بول رہا ہوں آسٹن"...... رولف نے کہا۔

"یس چیف"...... دوسری طرف سے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا

"اپنے گروپ کو مراسک بھیج کر خود میرے پاس آجاؤ"۔ رولف نے کہا۔

"یس چیف"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور رولف نے رسیور رکھا اور پھر ایک طویل سانس لیتا ہوا وہ اٹھا اور میز کی سائیڈ سے نکل کر عقبی دیوار میں موجود دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

عمران جیسے ہی دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا بلیک زیرو احتراماً اٹھ کھڑا ہوا۔

"تم نے یہاں دروازے کے اندر کوئی خفیہ سسٹم تو نہیں لگا رکھا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔

"دروازے کے اندر مخصوص سسٹم۔ کیا مطلب۔ کیسا سسٹم"...... بلیک زیرو نے واپس کرسی پر بیٹھتے ہی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس لئے پوچھ رہا ہوں کہ جیسے ہی میں دروازے کے اندر قدم رکھتا ہوں کرسی تمہیں اوپر اچھال دیتی ہے"...... عمران نے کہا اور بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

"یہ سسٹم دروازے کے اندر نہیں ہے بلکہ میرے دل میں لگا ہوا ہے۔ اس سسٹم کا نام احترام ہے"...... بلیک زیرو نے جواب دیا اور

عمران اس کی بات سن کر بے اختیار ہنس پڑا۔

"گڈ۔ اب تمہارے ذہن میں دانش نامی جراثیموں کی تعداد بڑھ گئی ہے جو تم اس قدر خوبصورت جواب دینے لگ گئے ہو"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس انکوائری"...... ایک نسوانی آواز سنائی دی۔ لہجہ ایکریمی تھا۔

"بلیو مون کلب کا نمبر دیں"...... عمران نے بھی ایکریمی زبان اور لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا تو دوسری طرف سے فوراً ہی ایک نمبر دے دیا گیا اور عمران نے کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر دوبارہ نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ بلیک زیرو خاموش بیٹھا ہوا تھا۔

"بلیو مون"...... ایک نسوانی آواز سنائی دی لیکن بولنے والی اس انداز میں بول رہی تھی جیسے بے پناہ شور کے درمیان کوئی آدمی دوسرے تک اپنی آواز پہنچانے کے لئے چیخ کر بولتا ہے۔ ویسے بھی پس منظر میں وحشت ناک قسم کے آرکسٹرا بجنے اور انسانی آوازوں کا خاصا شور سنائی دے رہا تھا۔

"کون مالک ہے اس ہوٹل کا۔ میں ڈائریکٹر جنرل سپیشل سٹاف آفس سے بول رہا ہوں"...... عمران نے بھی انتہائی تحکمانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"رچرڈ مرفی۔ بات کراؤں"...... دوسری طرف سے اسی طرح چیختے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

"ہاں ۔ کراؤ بات"...... عمران نے جواب دیا اور پھر چند لمحوں بعد یکلخت پس منظر کا شور تھم گیا ۔

"ہیلو ۔ رچرڈ مرفی بول رہا ہوں ۔ کون صاحب بات کر رہے ہیں"...... ایک مردانہ آواز سنائی دی لیکن لہجہ بے حد ٹھہرا ہوا اور پر سکون تھا ۔ جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ رچرڈ مرفی خاصا جہاندیدہ اور گرم سرد چشیدہ آدمی ہے ۔

"ٹامورس بول رہا ہوں"...... علی عمران نے گونجدار لہجے میں کہا ۔

"کون ٹامورس" ۔ رچرڈ مرفی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا ۔

"یعنی اب اپنے ہمسایوں کو بھی شناخت کرانی پڑے گی مجھے ۔ میری رہائش گاہ تمہاری بلڈنگ سے تھوڑے ہی فاصلے پر ہے ۔ وہی بلڈنگ جس کا گھیراؤ پولیس نے چار روز کئے رکھا تھا"...... عمران نے گول مول سی بات کرتے ہوئے کہا ۔

"اوہ ۔ اوہ تو آپ رولف صاحب کے آدمی ہیں ۔ آئی ایم سوری سر ۔ ویری سوری سر ۔ میں نے آپ کا نام پہلے نہ سنا تھا ۔ آپ نے رولف صاحب کا حوالہ بھی تو نہیں دیا تھا"...... دوسری طرف سے یکلخت انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا ۔

"یہ بلڈنگ اب میری ملکیت ہے اور میرا نام ٹامورس ہے ۔ تم نے انٹرنیشنل نیوز تو پڑھا ہو گا ۔ اس میں اس بلڈنگ کی تصویر شائع کی گئی ہے جبکہ میرا کسی دہشت گرد سے کوئی تعلق نہیں ہے"...... عمران نے کہا ۔

"ہاں جناب ۔ میں نے دیکھی تھی خبر اور تصویر اور میں اس خبر کو پڑھ کر بے حد حیران ہوا تھا کہ سارے کارنامے تو رولف کے درج کئے گئے ہیں جب کہ نام ٹامورس کا دے دیا گیا ہے ۔ آپ اخبار والوں پر مقدمہ کر دیں جناب"...... رچرڈ مرفی نے جواب دیا ۔

"لیکن رولف صاحب ہیں کون ۔ مجھے تو ان کے بارے میں تفصیل کا علم ہی نہیں ہے کیا آپ تفصیل بتا سکتے ہیں" ۔ عمران نے کہا ۔

"آپ نہیں جانتے ۔ حیرت ہے ۔ آپ کیا کام کرتے ہیں"...... رچرڈ مرفی کے لہجے میں ایسی حیرت تھی جیسے رولف کے بارے میں نہ جاننے کا مطلب انتہا درجہ کی بے خبری ہو ۔

"میں شیئر بزنس کرتا ہوں ۔ شیئر کنگ کہلاتا ہوں"...... عمران نے جواب دیا ۔

"اوہ ۔ اسی لئے آپ کو اس بارے میں علم نہیں ہے ۔ رولف دنیا کا ایک نمبر دہشت گرد ہے ۔ دہشت گردی کی ہر بڑی کارروائی کے پیچھے اس کا ہاتھ ہوتا ہے جناب"...... دوسری طرف سے کہا گیا ۔

"اوہ ۔ تو یہ بات ہے ۔ ٹھیک ہے ۔ آپ کا بے حد شکریہ ۔ اب میں ضرور اخبار کے خلاف مقدمہ کروں گا کہ انہوں نے مجھے دہشت گرد بنا دیا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا ۔

"یہ کیا چکر ہے عمران صاحب ۔ کیا کوئی نیا کیس شروع ہو گیا ہے"...... عمران کے رسیور رکھتے ہی بلیک زیرو نے حیران ہو کر پوچھا ۔

"شروع تو نہیں ہوا اور شاید شروع نہ ہو۔ لیکن حفظ ماتقدم کے طور پر ہمیں بہرحال کام کرنا پڑے گا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اخبار میں خبر پڑھنے سے لے کر لائبریری میں جا کر اخبار دیکھنے اور روشنی کے نکتوں کی مدد سے بلیو مون کلب کو ٹریس کرنے تک کے بارے میں تفصیل بتا دی۔

"کیا اس بلیو مون کلب کے نیچے ولنگٹن بھی لکھا ہوا تھا"۔ بلیک زیرو نے چونک کر پوچھا۔

"نہیں۔ لیکن یہ جدید ترین انداز کی بلڈنگ تھی اس کا زیادہ رواج ولنگٹن میں ہی ہے۔ اسے فلائی اسکیپر کہتے ہیں"...... عمران نے جواب دیا اور بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"لیکن اخبار والے اتنی بڑی غلطی تو نہیں کرتے کہ رولف کی جگہ نامورس لکھ دیں"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"اب رولف کا نام سامنے آنے پر یہ بات طے ہے کہ غلط نام جان بوجھ کر شائع کرایا گیا ہے"...... عمران نے جواب دیا۔

"رولف کا نام تو میں نے بھی سنا ہوا ہے۔ لیکن میرا خیال ہے کہ ایسا دہشت گرد سیاسی معاملات میں ملوث نہیں ہو سکتا"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں۔ دہشت گردی کی کارروائیاں علیحدہ ہوتی ہیں اور رولف کا دائرہ کار تو زیادہ تر یورپ اور ایکریمیا تک ہی محدود رہتا ہے لیکن رولف کے بارے میں یہ بات بھی سب کو معلوم ہے کہ وہ یہودی ہے

اس لئے ہو سکتا ہے کہ اس ساری سازش کے پیچھے اسرائیل کا ہاتھ ہو"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اسرائیل کے پاس اپنے ایجنٹ بھی ہیں جو یہ کام زیادہ بہتر انداز میں کر سکتے ہیں۔ اسے کیا ضرورت ہے کہ اس طرح کسی بین الاقوامی دہشت گرد کی خدمات حاصل کرے اور پھر اسے باقاعدہ اخبار میں شائع کرائے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"تمہاری بات درست ہے۔ میرے ذہن میں بھی یہ سوال پیدا ہوا تھا لیکن اگر واقعی اس واقعے کی پشت پر اسرائیل ہے تو پھر اس کا ایک ہی جواب ہے کہ اسرائیل اس معاملے میں سامنے نہ آنا چاہتا ہو گا کیونکہ اس طرح ایسے اسلامی ممالک جن کے کسی نہ کسی حوالے سے اسرائیل سے خفیہ تعلقات ہیں اس سے بدظن ہو سکتے ہیں"۔ عمران نے جواب دیا۔

"آپ کی بات درست ہے عمران صاحب۔ لیکن مسئلہ تو پھر دہشت گرد کا ہے۔ ایکریمیا اور یورپ میں بے شمار مجرم تنظیمیں ہیں۔ انہیں بھی ہائر کیا جا سکتا تھا"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"اس کی ایک ہی وجہ میری سمجھ میں آ رہی ہے کہ اسرائیل اس طرح کی دھمکی دے کر کانفرنس منسوخ کرانا چاہتا ہو گا۔ ہو سکتا ہے کہ اس وقت یہ کانفرنس اس کے کسی منصوبے کے سلسلے میں رکاوٹ ثابت ہو رہی ہو"...... عمران نے جواب دیا۔

"لیکن اگر ایسی بات ہوتی تو پھر غلط نام شائع کرنے کا فائدہ۔ جب

ناموس نام کا کوئی عالمی دہشت گرد ہے ہی نہیں تو اس دھمکی سے کانفرنس کیسے منسوخ ہو گی"...... بلیک زیرو نے باقاعدہ بحث کرتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ جن لوگوں تک یہ پیغام پہنچانا مطلوب تھا ان تک پہنچ گیا ہو گا اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ رولف براہ راست اپنا نام نہ لینا چاہتا ہو"...... عمران نے جواب دیا۔

"لیکن بقول آپ کے کرنل فریدی نے تحقیقات کرائی ہے اور انہوں نے کہا ہے کہ یہ خبر محض سٹنٹ ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں۔ لیکن ظاہر ہے ناموس تو بہرحال فرضی نام ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ رولف کا نام کرنل فریدی کے سامنے بھی آگیا ہو لیکن اس نے اس لئے توجہ نہ کی ہو کہ رولف جیسے دہشت گرد سیاسی معاملات میں ملوث نہیں ہوا کرتے"...... عمران نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"اسلامی سیکورٹی کونسل"۔ رابطہ قائم ہونے پر ایک آواز سنائی دی۔

"پاکیشیا سے علی عمران بول رہا ہوں۔ کرنل فریدی صاحب سے بات کرائیں"...... عمران نے کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ فریدی بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد کرنل فریدی کی

آواز سنائی دی۔

"السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ یا پیر و مرشد۔ آپ کا مرید ناچیز۔ نابکار۔ اوہ۔ اوہ۔ سوری۔ میرا مطلب تھا نابکار لاحول ولاقوۃ الہ باللہ۔ یہ کیا میرے منہ سے نکلا جا رہا ہے۔ ویسے شاید یہ آپ کی روحانیت کا رعب ہے پیر و مرشد کہ......" عمران کی زبان رواں ہو گئی۔

"وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ لیکن کیا اس دنیا میں تمہیں ہی فارغ نظر آتا ہوں کہ جب تمہاری زبان کو کھجلی ہوتی ہے تو تم مجھے فون کر دیتے ہو"۔ کرنل فریدی نے مصنوعی غصے بھرے لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ بڑی نامراد بیماری ہے یہ تو۔ اللہ محفوظ رکھے۔ اب دیکھیئے۔ اگر زبان کو کھجلی ہو جائے تو آدمی کس طرح یہ کھجلی دور کرے گا کہ زبان کو منہ سے باہر نکالے گا اور پھر"...... عمران نے کہا۔

"بس بس کافی ہے۔ میں نے محاورتاً بات کی تھی۔ ویسے میرا خیال ہے کہ تم نے اس دہشت گرد کے بارے میں معلومات حاصل کی ہوں گی اور اب مجھ پر رعب ڈالنے کے لئے فون کیا ہو گا کہ میں نے تو کہا ہے کہ ناموس فرضی نام ہے لیکن اس کے پیچھے اصل دہشت گرد رولف کا نام تھا اس کا مجھے پتہ نہیں چلا۔ کیوں یہی بات ہے ناں"...... کرنل فریدی نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"میں نے پہلے بھی آپ کی خدمت میں دست بستہ عرض کی تھی کہ میں تو آپ کو دل کی گہرائیوں سے پیر و مرشد مانتا ہوں۔ آپ یہ پیشگوئیاں کسی اور مرید کو بتایا کریں تاکہ مریدوں کی تعداد میں اضافہ

ہو اور وہ عنداللہ ماجور ہو سکیں"...... عمران نے کہا تو کرنل فریدی بے اختیار ہنس پڑا۔

"خاصے مشکل لفظ یاد کر لئے ہیں تم نے۔ بہرحال بتاؤ کیا بات ہے"...... کرنل فریدی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اب بتانے کے لئے باقی رہ کیا گیا ہے۔ آپ تو ویسے بھی روشن ضمیر ہیں لیکن یہ بات میری سمجھ میں نہیں آئی کہ رولف جیسے دہشت گرد اس چکر میں کیسے پڑ سکتے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"اس گیم کا اصل مقصد کانفرنس ملتوی کرانا تھا اور مراسک گورنمنٹ کانفرنس ملتوی کرنے پر تیار بھی ہو گئی تھی لیکن سیکرٹری جنرل اسلامی کونسل سے بات کرنے پر انہیں حوصلہ ہوا ہے اور انہوں نے فیصلہ بدل دیا ہے اور اب کانفرنس ہو گی اور تاریخ مقررہ پر ہی ہو گی"۔ کرنل فریدی نے جواب دیا۔

"ہو سکتا ہے یہ رولف صاحب واقعی کچھ کر ڈالیں"۔ عمران نے کہا۔

"تو ہمارے کسی نے ہاتھ تو نہیں باندھ رکھے"...... کرنل فریدی کے لہجے میں غصہ تھا۔

"میرے تو بندھے ہوئے ہیں کیونکہ میں تو دست بستہ عرض کر رہا ہوں اور دست بستہ کے معنی میں تو یہی سمجھتا ہوں کہ ہاتھ باندھ کر"...... عمران نے جواب دیا اور کرنل فریدی بے اختیار ہنس پڑا۔

"میں تمہارا مطلب سمجھ گیا ہوں۔ میں نے تو تمہیں اس لئے منع کیا تھا کہ تمہیں خوامخواہ تکلیف اٹھانی پڑے گی۔ یہ کام میرا ہے میں خود

کر لوں گا لیکن میں نے محسوس کیا ہے کہ تم بے چین ہو رہے ہو۔ اس کا یہی مطلب ہو سکتا ہے کہ تمہیں مجھ پر اعتماد نہیں ہے۔ او کے۔ میری طرف سے اجازت ہے جس طرح چاہو پاکیشیائی وفد کی حفاظت کرو۔ میں مداخلت نہیں کروں گا"...... کرنل فریدی نے جواب دیا۔

"ارے ارے۔ آپ تو ناراض ہو گئے مجھ مرید پر کرم فرمایئے پیرو مرشد۔ آپ کی ناراضگی تو مجھے کہیں کا نہ چھوڑے گی۔ حاشا وکلا میرا یہ مقصد نہ تھا۔ مجھے مکمل اعتماد ہے کہ آپ مجھ سے بڑھ کر صلاحیتوں کے حامل ہیں۔ میں تو صرف آپ کی مدد کرنا چاہتا تھا"...... عمران نے معذرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں ناراض نہیں ہوں اور کم از کم تم سے تو نہیں ہو سکتا بلکہ مجھے تمہاری مراسک میں موجودگی سے خاصا حوصلہ رہے گا"...... دوسری طرف سے کرنل فریدی نے انتہائی خلوص بھرے لہجے میں کہا۔

"لیکن کرنل صاحب۔ کیا یہ ضروری ہے کہ ہم مراسک میں ہی حفاظتی اقدامات کریں اور رسک لیں۔ کیا ایسا ممکن نہیں کہ کانفرنس سے پہلے ہی اس رولف کا پتہ کاٹ دیا جائے"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"رولف ایک بہت بڑی دہشت گرد تنظیم کا چیف ہے اور سنا ہے کہ اسنے اری زونا کے جنگلات میں باقاعدہ فورس بنا کر رکھی ہوئی ہے۔ اسکے ساتھ ساتھ دہشت گردی کی کارروائیوں کے لئے یقیناً اس نے بہت سے لوگ بھی رکھے ہوئے ہوں گے اور رولف کو تلاش کرنا بھی

مسئلہ ہوگا۔ایسے لوگ عام لوگوں کی طرح عام لوگوں میں رہتے ہیں اور کانفرنس منعقد ہونے میں صرف سات روز رہ گئے ہیں"۔ کرنل فریدی نے بھی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"لیکن کوشش تو کی جا سکتی ہے۔بہرحال رولف چیف ہے۔اگر اس کے آدمی کام کر بھی رہے ہوں گے تو رولف کے کہنے پر رک بھی جائیں گے"...... عمران نے کہا۔

"او کے۔پھر ایسا کرو کہ تم رولف پر کام کرو اور میں کانفرنس کی حفاظت پر کام کرتا ہوں"...... کرنل فریدی نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔لیکن وہاں مراسک میں آپ اکیلے ڈریں گے تو نہیں اگر آپ اجازت دیں تو میں جوزف کو آپ کے پاس بھجوا دوں۔وہ آپ کو افریقہ کے وچ ڈاکٹروں کے نام بتا بتا کر حوصلہ دیتا رہے گا اور ویسے بھی مراسک افریقی ملک ہے"...... عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا تو کرنل فریدی بے اختیار ہنس پڑا۔

"سوچ لو۔ایسا نہ ہو کہ جوزف پھر پاکیشیا واپس جانے کا نام ہی نہ لے اور تم میری منتیں کرتے نظر آؤ"...... کرنل فریدی نے ہنستے ہوئے کہا اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"یہ تو واقعی گھمبیر مسئلہ ہے۔آپ پیرو مرشد ہیں جس پر توجہ ڈالیں وہ تو گیا کام سے۔البتہ ایک درخواست ضرور کروں گا کہ اگر آپ کو رولف کے بارے میں مزید معلومات حاصل ہوں تو برائے کرم مجھے بتا کر عنداللہ ماجور ہوں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ آج عنداللہ ماجور کے لفظ کی گردان کیوں شروع کر دی ہے تم نے"...... کرنل فریدی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اس کی دو وجوہات ہیں۔ایک وجہ تو یہ کہ یہ لفظ بولنے میں بھلا لگتا ہے دوسری وجہ یہ کہ اس کا مطلب اچھا ہے یعنی اللہ کے نزدیک اس کا بڑا اجر ہے اور"۔ عمران نے کہا۔

"اور تیسری وجہ یہ کہ مشکل لفظ ہے اسلئے بار بار بول کر تم اسے یاد کر رہے ہو۔بہرحال رولف کے بارے میں صرف اتنا معلوم ہے کہ وہ اپنے ہیڈ کوارٹر اری زونا کے جنگلات کی بجائے ایکریمیا میں مستقل طور پر رہتا ہے اور اسکا کسی نہ کسی طرح تعلق مراسک کے معروف ہوٹل ٹرپل سٹار سے بہرحال ہے"۔کرنل فریدی نے جواب دیا۔

"او کے۔شکریہ۔خدا حافظ"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے ایک طویل سانس لیا۔

"تو آپ کانفرنس سے پہلے اس رولف کو کور کرنا چاہتے ہیں"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں۔اصل بات یہ ہے کہ میں اس معاملے میں کوئی رسک نہیں لینا چاہتا۔ویسے تو پاکیشیائی وفد کا ہر آدمی اپنی جگہ اہمیت رکھتا ہے لیکن سر سلطان بہرحال میرے نزدیک بے خدا اہمیت رکھتے ہیں۔ان کی وجہ سے ہمارا سیکرٹ سروس کا سیٹ اپ انتہائی کامیابی سے چل رہا ہے۔ ان کی جگہ کوئی اور سیکرٹری خارجہ آ گئے تو سارا سیٹ اپ ہی تبدیل کرنا پڑے گا اور دوسری وجہ یہ کہ اگر اس بار کانفرنس کے انعقاد کے

دوران کوئی معمولی سی بھی حرکت ہو گئی چاہے وہ حرکت خطرناک نہ ہو۔ پھر بھی آئندہ کے لئے اسلامی ممالک کی کانفرنسیں منعقد کرانا مشکل ہو جائے گا اور یہ اسلامی ممالک کے اتحاد میں ایک بہت بڑا رخنہ ہوگا اور اسرائیل اور دوسری مسلم دشمن طاقتیں یہی چاہتی ہیں"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سرہلا دیا۔

"وہ عمروعیار کی زنبیل تو نکالو۔ مارکم سے بات کر کے دیکھتا ہوں شاید کچھ معلوم ہو جائے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"عمروعیار کی زنبیل"...... بلیک زیرو نے چونک کر کہا۔

"ارے وہی پتوں اور فون نمبرز والی ڈائری۔ وہ زنبیل ہی ہے۔ جو چاہو اس میں سے مل جاتا ہے"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔ اس نے دراز کھولی اور سرخ رنگ کی ایک ضخیم ڈائری نکال کر عمران کی طرف بڑھا دی۔

"یہ مارکم صاحب کون ہیں"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"اقوام متحدہ کے تحت ادارہ انٹرنیشنل ایجنسی کی سپیشل برانچ کا انچارج ہے۔ اسے مجرموں کا انسائیکلو پیڈیا بھی کہا جاتا ہے"۔ عمران نے ڈائری کھولتے ہوئے کہا۔

"اوہ ہاں۔ مجھے یاد آگیا۔ کافی عرصہ پہلے راسکلز کنگ والے کیس میں اس سے رابطہ ہوا تھا"...... بلیک زیرو نے جواب دیا اور عمران نے اثبات میں سرہلا دیا۔ اس کی نظریں ڈائری کی ورق گردانی میں

مصروف تھیں۔ پھر اس نے ڈائری بند کی اور رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس۔ سپیشل برانچ انٹرنیشنل ایجنسی"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"مسٹر مارکم سے بات کرائیں۔ میں پاکیشیا سے علی عمران بول رہا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"اوہ جناب۔ مسٹر مارکم تو دو سال ہوئے اس ادارے سے استعفیٰ دے کر چلے گئے ہیں۔ انہوں نے ایک کلب کھول لیا ہے۔ مارکم کلب آپ وہاں ان سے بات کر لیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اس کا نمبر بتا دیں"...... عمران نے کہا۔

"ایک منٹ۔ ہولڈ آن کریں۔ میں معلوم کر کے بتاتی ہوں"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو"...... تھوڑی دیر بعد وہی آواز سنائی دی۔

"یس"...... عمران نے کہا۔

"نمبر نوٹ کر لیں جناب"...... اس لڑکی نے کہا اور ایک نمبر دوہرا دیا۔

"بے حد شکریہ"...... عمران نے کہا اور کریڈل دبا کر اس نے ایک بار پھر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"مارکم کلب"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"مسٹر مارکم سے بات کرائیں۔ میں پاکیشیا سے علی عمران بول رہا

ہوں" ...... عمران نے کہا۔

" پاکیشیا سے ۔ اوہ اچھا ۔ ہولڈ آن کریں ۔ میں رابطہ کراتی ہوں" ...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو ۔ مارکم بول رہا ہوں" ۔ چند لمحوں بعد مارکم کی آواز سنائی دی۔

"انٹرنیشنل ایجنسی میں کیا تنخواہ کم ملتی تھی یا مار کم پڑتی تھی جو تم نے یہ کلب کا دھندہ اختیار کر لیا ہے" ۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا کہا ۔ کون صاحب بات کر رہے ہیں" ...... دوسری طرف سے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"اچھا تو انٹرنیشنل ایجنسی سے استعفیٰ کیا دیا کہ یادداشت کو بھی استعفیٰ دے دیا ۔ نہ ہی پاکیشیا کے نام سے تمہیں کچھ یاد آیا اور نہ میری آواز تم پہچان سکے ہو" ...... عمران نے اس بار غصے کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ ۔ اوہ ۔ تم علی عمران ۔ اوہ سوری ۔ ویری سوری ۔ دراصل میں ایک کام میں ذہنی طور پر بے حد الجھا ہوا تھا کہ سیکرٹری نے صرف اتنا کہا کہ پاکیشیا سے کال ہے ۔ آئی ایم سوری" ...... مارکم نے بڑے معذرت بھرے لہجے میں کہا۔

" اچھا تو جناب کلب میں بیٹھ کر بھی ذہنی کام میں الجھتے رہتے ہیں" ...... عمران نے کہا تو دوسری طرف مارکم بے اختیار ہنس پڑا۔

" کلب لائف تو بڑے الجھاؤ کی لائف ہے ۔ بہرحال بتاؤ آج کیسے مارکم یاد آگیا تمہیں ۔ کیا کوئی ایسا مجرم سامنے آگیا ہے جس کے بارے

میں تمہیں کہیں سے کوئی تفصیل نہیں مل رہی" ...... مارکم نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اس بار ایک دہشت گرد سے پالا پڑ گیا ہے ۔ رولف اس کا نام ہے اور سنا ہے کہ وہ اپنے آپ کو بین الاقوامی دہشت گرد کہلواتا ہے ۔ میں نے سوچا کہ کیوں نہ اصل سے بات کی جائے" ...... عمران نے کہا تو مارکم بے اختیار ہنس پڑا۔

"میں سمجھ گیا ہوں کہ تم کیوں اس کے بارے میں معلوم کر رہے ہو ۔ اسلامی کونسل کے تحت مراسک میں ہونے والی کانفرنس کے خلاف اس کی دھمکی کے بارے میں مجھے بھی معلوم ہے" ...... مارکم نے جواب دیا۔

"ماشاءاللہ ۔ اس کا مطلب ہے کہ ابھی تک مارکم کا وجود ہے ۔ لیکن سن لو کہ مجھے اس بارے میں تفصیلات کا تو علم ہے ۔ میں صرف اتنا چاہتا ہوں کہ اس سے میری فوری ملاقات ہو سکے تاکہ میں اسے سمجھا سکوں کہ وہ سیاسی معاملات میں مداخلت نہ کرے اور اپنی دہشت گردی پر ہی قناعت کرے" ...... عمران نے جواب دیا تو دوسری طرف سے مارکم بے اختیار ہنس پڑا۔

"مطلب ہے کہ تم اس مقام کو ٹریس کر رہے ہو جہاں فوری طور اسے کور کر سکو اور ہونا بھی ایسا ہی چاہئے ۔ کانفرنس میں وقت بے حد کم رہ گیا ہے اور رولف واقعی انتہائی خطرناک دہشت گرد ہے ۔ اس کی تنظیم بے حد تربیت یافتہ ہے" ...... مارکم نے کہا۔

"کانفرنس کی مجھے فکر نہیں ہے مارکم ۔ وہاں میرا پیر و مرشد کرنل فریدی موجود ہے ۔ وہ ایسے دہشت گردوں سے بڑا دہشت گرد ہے ۔ میں دراصل اس رولف کے بیک گراؤنڈ میں جو قوت ہے اس کے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہتا ہوں" ...... عمران نے کہا۔

"او کے ۔ پھر ایسا کرو کہ تم مجھے اپنے نمبرز دے دو یا پھر ایک گھنٹے بعد مجھے دوبارہ کال کرنا ۔ میں اس دوران معلومات حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہوں" ...... مارکم نے کہا۔

"میں ایک گھنٹے بعد خود ہی کال کر لوں گا ۔ اب تمہارے پاس تو ظاہر ہے سرکاری فون نہ ہوگا اور کلب کے فون سے کال کرتے ہوئے تمہارے ذہن میں بل کے ہندسے پوری رفتار سے بڑھتے رہیں گے اور تم اطمینان سے بات بھی نہ کر سکو گے ۔ گڈ بائی" ...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"مارکم حتمی طور پر معلومات حاصل کر لے گا" ۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں ۔ اس شخص کے ہاتھ بے حد لمبے ہیں ۔ اگر وہ ایسا نہ کر سکتا تو وہ صاف بتا دیتا ۔ اس کا یہ کہنا کہ وہ معلومات حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے ۔ اس سے ہی یہ ظاہر ہے کہ اسے معلومات تو ہیں لیکن وہ صرف کنفرم کرنا چاہتا ہے" ...... عمران نے جواب دیا اور بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا ۔ پھر ایک گھنٹے تک وہ رولف کے بارے میں ہی باتیں کرتے رہے ۔ پھر عمران نے رسیور اٹھایا اور ایک بار پھر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"مارکم کلب" ...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف نسوانی آواز سنائی دی۔

"مارکم سے بات کرائیں ۔ میں پاکیشیا سے علی عمران بول رہا ہوں" ...... عمران نے کہا۔

"یس سر" ...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو ۔ مارکم بول رہا ہوں" ۔ چند لمحوں بعد مارکم کی آواز سنائی دی ۔

"کیا رپورٹ ہے مارکم" ...... عمران نے کہا۔

"مجھے جو معلومات ملی ہیں عمران صاحب ۔ ان کے مطابق رولف کل تک ولنگٹن میں ہی تھا لیکن آج صبح وہ اری زونا چلا گیا ہے اپنے ہیڈ کوارٹر اور شاید وہ کانفرنس تک وہیں رہے" ۔ مارکم نے جواب دیا ۔

"یہ اندازہ تم نے کیسے لگایا کہ وہ کانفرنس تک وہیں رہے گا" ۔ عمران نے چونک کر پوچھا۔

"اس لئے کہ میں اس کے بارے میں کافی کچھ جانتا ہوں ۔ اس کی فطرت ہے کہ جب وہ کسی بڑی کارروائی میں ہاتھ ڈالتا ہے تو وہ ہمیشہ اپنے ہیڈ کوارٹر چلا جاتا ہے اور وہیں سے اپنے آدمیوں کو کنٹرول کرتا ہے" ...... مارکم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس کے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں تمہارے پاس کیا معلومات ہیں" ...... عمران نے پوچھا۔

"مجھے صرف اتنا معلوم ہے کہ اری زونا کے گھنے جنگلات میں ایک انتہائی طوفانی دریا بہتا ہے جس کا نام ہانسو دریا ہے اس ہانسو دریا کے

کنارے پر اس کا ہیڈ کوارٹر ہے۔اس نے اپنے ہیڈ کوارٹر کا نام اپنی بیوی کے نام پر ایڈی لینڈر رکھا ہوا ہے لیکن ایک بات بتا دوں کہ اس کا ہیڈ کوارٹر موت کی دلدل کہلاتا ہے"...... مارکم نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اچھا خوبصورت نام ہے۔بہرحال بے حد شکریہ۔گڈ بائی"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی عمران نے رسیور رکھ دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ اب آپ اری زونا جائیں گے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں۔لیکن پہلے مجھے ہمسایہ ریاست اناوا جانا پڑے گا۔وہاں سے خاصے انتظامات کرنے پڑیں گے کیونکہ وہ واقعی موت کی دلدل ہی ہوگی"...... عمران نے کہا اور بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"تم ایسا کرو کہ جولیا، صفدر اور تنویر کے ساتھ صدیقی کو بھی تیار رہنے کا کہہ دو"...... عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"کیوں۔کیا کیپٹن شکیل سے کوئی قصور ہو گیا ہے جو آپ نے اسے ڈراپ کر دیا ہے"۔بلیک زیرو نے بھی کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"وہ دانشور قسم کا سیکرٹ ایجنٹ ہے اور اس مشن میں دانش کا کوئی کام نہیں ہے۔اس میں تو ایکشن ہی ایکشن ہوگا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

فون کی گھنٹی بجتے ہی کرسی پر بیٹھے ہوئے ایک لمبے تڑنگے آدمی نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"آسٹن بول رہا ہوں"...... آسٹن کے لہجے میں اکھڑ پن نمایاں تھا۔

"رولف بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے نرم لہجے میں کہا گیا۔

"اوہ۔یس چیف"۔آسٹن کے لہجے سے یکلخت اکھڑ پن غائب ہو گیا۔

"کیا رپورٹ ہے"...... رولف نے پوچھا۔

"کام جاری ہے چیف"...... آسٹن نے جواب دیا۔

"مائیک کی رپورٹ مل گئی ہو گی تمہیں"...... رولف نے پوچھا۔

"یس چیف۔مائیک نے کمال کام دکھایا ہے حالانکہ یہاں ان معلومات کو ٹاپ سیکرٹ رکھا گیا ہے لیکن مائیک نے سو فیصد درست معلومات حاصل کر لی ہے"...... آسٹن نے جواب دیا۔

"وہ ایسے ہی کام کرتا ہے۔بہرحال میں فول پروف کام اور انتظامات چاہتا ہوں۔کسی قسم کا کوئی جھول نہ ہو"۔رولف نے کہا۔

"یس چیف ۔ سو فیصد کیا ایک سو ایک فیصد فول پروف انتظامات ہو رہے ہیں ۔ میں نے اس پورے گیسٹ ہاؤس کو ہی اڑانے کی منصوبہ بندی کر لی ہے جس میں پاکیشیا کا وفد آکر ٹھہرے گا"...... آسٹن نے جواب دیا۔

"کانفرنس سے کتنے روز پہلے یہ وفد آئے گا"...... رولف نے پوچھا۔

"صرف ایک روز پہلے"...... آسٹن نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ۔ تو پھر درمیانی رات کو یہ کارروائی مکمل ہو جانی چاہیے"...... رولف نے کہا۔

"یس چیف ۔ لیکن چیف ۔ آپ نے کانفرنس ہال کے بارے میں کوئی حکم نہیں دیا۔ اصل مسئلہ تو کانفرنس ہال کا ہوگا"۔ آسٹن نے کہا۔

"اس کی ضرورت ہی نہ پڑے گی ۔ جب پاکیشیا کا وفد ہلاک ہوگا تو کانفرنس ویسے بھی ملتوی ہو جائے گی اور دوسری بات یہ کہ وہاں مشہور جاسوس کرنل فریدی بھی موجود ہوگا لامحالہ اس کی پوری توجہ کانفرنس ہال پر ہی ہوگی اور میں نہیں چاہتا کہ میرے آدمی اس سے ٹکرائیں"۔ رولف نے جواب دیا۔

"یس چیف ۔ جیسے آپ کا حکم"...... آسٹن نے کہا۔

"ویسے تمہیں بھی اس سے ہوشیار رہنا ہوگا اور ہاں ۔ ایک اور بات کا خیال رکھنا ۔ پاکیشیائی وفد کی حفاظت کیلئے پاکیشیا سے پاکیشیائی سیکرٹ سروس اور انکا مشہور سیکرٹ ایجنٹ علی عمران بھی لازماً ساتھ آئے گا ۔ ویسے میں کوشش کر رہا ہوں کہ پاکیشیا سے ان کے بارے

میں معلومات حاصل ہو جائیں ۔ اگر یہ معلومات مل گئیں تو میں تمہیں بریف کر دونگا ورنہ تمہیں ان سے بے حد ہوشیار رہ کر کام کرنا پڑے گا وہ انتہائی ہوشیار اور خطرناک لوگ ہیں"۔ رولف نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں چیف ۔ آسٹن جس انداز میں کام کرتا ہے اسے کوئی نہیں پکڑ سکتا"...... آسٹن نے جواب دیا۔

"میں ہیڈ کوارٹر پہنچ گیا ہوں ۔ اس لئے کوئی بات ہو تو تم مشن مکمل ہونے تک ہیڈ کوارٹر پر ہی کال کرو گے"...... رولف نے کہا۔

"یس چیف"...... آسٹن نے جواب دیا تو دوسری طرف سے رابطہ ختم ہو گیا اور آسٹن نے رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد ایک بار پھر گھنٹی کی آواز سنائی دی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"آسٹن بول رہا ہوں"۔ آسٹن نے ویسے ہی اکھڑے لہجے میں کہا۔

"روجر بول رہا ہوں باس ۔ میں نے گیسٹ ہاؤس کا اصل نقشہ حاصل کر لیا ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"گڈ ۔ وہ نقشہ لے کر میرے پاس آجاؤ ۔ تھرڈ ایونیو میں"۔ آسٹن نے کہا۔

"یس باس"...... روجر نے جواب دیا اور آسٹن نے رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر اب اطمینان کے تاثرات ابھر آئے تھے ۔ پھر تقریباً نصف گھنٹے بعد دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی ۔

"یس کم ان"...... آسٹن نے کہا تو دروازہ کھلا اور ایک نوجوان جس کے جسم پر ہاف آستین کی شرٹ تھی اس کے ساتھ اس نے جینز

پہن رکھی تھی اندر داخل ہوا۔اس کے ہاتھ میں ایک بیگ تھا۔

"آؤ روجر۔ کوئی پرابلم تو پیش نہیں آیا تھا"...... آسٹن نے آنے والے نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"نو باس یہاں رقم دے کر سب کچھ ممکن ہو جاتا ہے"۔آنے والے نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور آسٹن نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"کتنی رقم دینی پڑی ہے اور کہاں سے لیا ہے نقشہ"۔آسٹن نے پوچھا۔

"باس یہاں میونسپل کارپوریشن میں باقاعدہ تعمیرات کا علیحدہ شعبہ ہے۔ کوئی عمارت نقشہ منظور کرائے بغیر تعمیر نہیں ہو سکتی اور وہاں اس کا باقاعدہ ریکارڈ رکھا جاتا ہے۔ سٹی گیسٹ ہاؤس کا نقشہ پاس ہوا تھا جو وہاں ریکارڈ میں موجود تھا۔ میں ریکارڈ کیپر سے ملا۔اس سے نقشہ کے حصول کے لئے بات چیت کی لیکن پہلے تو اس نے صاف انکار کر دیا لیکن جب میں نے معقول معاوضے کی آفر کی تو وہ تیار ہو گیا اور پھر صرف ایک ہزار ڈالر میں سودا ہو گیا۔اس نے مجھے کہا کہ میں ساتھ ہی واقع ایک ریستوران میں جا کر بیٹھ جاؤں وہ نقشہ لے کر خود ہی وہاں پہنچ جائے گا اور رقم لے کر نقشہ دے دیگا۔ میں ریستوران میں آگیا وہاں سپیشل کیبن بنے ہوئے ہیں ۔ میں پہلے ہال میں بیٹھ گیا تقریباً نصف گھنٹے بعد ریکارڈ کیپر آگیا تو میں اسے ساتھ لے کر سپیشل کیبن میں چلا گیا۔ ویٹر کو آرڈر دے کر میں نے واپس بجوا دیا پھر میں نے

بیگ میں سے ایک ہزار ڈالر نکال کر اسے دیئے ۔اس نے مجھے نقشہ دے دیا۔ میں نے نقشے کو چیک کیا اور پھر اسے بیگ میں ڈال لیا۔ویٹر نے آرڈر سرو کر دیا اور پھر فارغ ہو کر پہلے وہ ریکارڈ کیپر باہر چلا گیا۔اس کے جانے کے کچھ دیر بعد میں نے ویٹر کو بلا کر اسے بل ادا کیا۔ ٹپ دی اور بیگ لیکر ریستوران سے باہر آگیا۔ پھر آپ کو فون کیا اور یہاں آگیا"۔ روجر نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔اسکا تفصیل بتانے کا انداز ایسا تھا جیسے وہ ایک ایک لمحے کی باقاعدہ رپورٹ دے رہا ہو۔

"گڈ نکالو نقشہ"۔آسٹن نے مطمئن لہجے میں کہا اور روجر نے سائیڈ پر رکھا ہوا بیگ کھولا اور اس میں سے ایک تہہ شدہ نقشہ نکال کر اس نے اسے کھول کر درمیانی میز پر پھیلا دیا اور آسٹن نقشے پر جھک گیا۔ چند لمحوں تک وہ اسے غور سے دیکھتا رہا پھر اس نے سر اٹھایا اور سائیڈ پر پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھا کر اس نے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے ۔

"یس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"آسٹن بول رہا ہوں تھرڈ ایونیو سے"۔آسٹن نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"مائیک ہوگا یہاں۔اس سے بات کراؤ"...... آسٹن نے اسی طرح تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو ۔ مائیک بول رہا ہوں"...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ایک دوسری مردانہ آواز سنائی دی ۔

"مائیک یہاں میرے پاس تھرڈ ایونیو میں آجاؤ فوراً"...... آسٹن نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"کیا کوئی خاص بات ہو گئی ہے باس ۔ جو آپ نے مائیک کو طلب کیا ہے"...... روجر نے پوچھا۔

"مائیک نے بتایا تھا کہ یہ عمارت دو منزلہ ہے جبکہ یہ نقشہ تین منزلہ عمارت کا ہے ۔ وہ اس عمارت میں گھوم کر بھی اسے دیکھ چکا ہے"...... آسٹن نے جواب دیا۔

"ہو سکتا ہے باس کہ نقشہ تین منزلہ عمارت کا منظور کرایا گیا ہو لیکن منزلیں ابھی دو ہی بنائی گئی ہوں" ۔ روجر نے جواب دیا ۔

"اگر ایسا ہی ہے تو پھر دوسری منزل پر بہرحال ایسے نشانات موجود ہوتے ہیں جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ تیسری منزل بعد میں بنائی جائے گی"...... آسٹن نے جواب دیا اور روجر نے اثبات میں سرہلا دیا ۔ پھر تقریباً پندرہ منٹ بعد دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی ۔

"یس کم ان"...... آسٹن نے کہا تو دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔

"آؤ مائیک بیٹھو"...... آسٹن نے کہا اور مائیک سرہلاتا ہوا آگے بڑھا اور روجر کے ساتھ پڑی ہوئی خالی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"تم نے بتایا تھا کہ سی گیسٹ ہاؤس دو منزلہ عمارت ہے ۔ روجر

اس عمارت کا نقشہ لے آیا ہے لیکن نقشے کے مطابق تو یہ تین منزلہ عمارت ہے"...... آسٹن نے کہا۔

"اوہ باس ۔ تیسری منزل شاید بناتے بناتے روک دی گئی ہے کیونکہ اس کے نشانات بہرحال چھت پر موجود ہیں ۔ میں ریکارڈ سپروائزر کے روپ میں پوری عمارت اس کی چھت سمیت گھوم چکا ہوں"...... مائیک نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ۔ اب غور سے نقشے کو دیکھو اور مجھے بتاؤ کہ کیا یہ وہی عمارت ہے ۔ کمروں کی تعداد، برآمدے، اس کی سیٹنگ، سب کچھ اچھی طرح چیک کرو ۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم کسی اور عمارت کو اڑا بیٹھیں اور ہمارے شکار کسی دوسری عمارت میں موجود ہوں"...... آسٹن نے کہا تو مائیک سرہلاتا ہوا نقشے پر جھک گیا۔

"یس باس یہ وہی عمارت ہے بالکل وہی" ۔ کافی دیر تک غور سے نقشے کو دیکھنے کے بعد مائیک نے سر اٹھاتے ہوئے کہا اور آسٹن کے چہرے پر مزید اطمینان کے تاثرات پھیل گئے اور وہ نقشے پر جھک گیا ۔

"میرا خیال ہے اگر سپر بلاسٹرز اس کی ٹینکی میں لگایا جائے تو وہاں اسے چیک نہ کیا جاسکے گا"...... اچانک روجر نے کہا۔

"نہیں ۔ اس سے پوری عمارت تباہ نہیں ہو گی کیونکہ ٹینکی عمارت کے سب سے اوپر والے حصے میں ہوتی ہے ۔ ہمیں یہ کام نچلی منزل کے فرشوں میں کرنا ہو گا"...... آسٹن نے کہا اور مائیک نے اثبات میں سرہلا دیا۔

"باس ۔ اس عمارت کی سائیڈ پر ایک اور عمارت ہے جس میں چھوٹے چھوٹے کوارٹرز بنے ہوئے ہیں ۔ ان میں اس عمارت کے ملازمین رہتے ہیں ۔ اگر ہم کسی طرح کوارٹر پر قبضہ کر لیں اور سپر بلاسٹرز اس میں نصب کر دیں تو پوری عمارت بھی اڑ جائے گی اور چیکنگ کرنے والوں کا ادھر دھیان بھی نہ جائے گا"...... روجر نے کہا۔

"نہیں ۔ چیف نے بتایا ہے کہ پاکیشیا کے انتہائی معروف ایجنٹ پاکیشیائی وفد کے ساتھ آ رہے ہیں ۔ پھر یہاں کرنل فریدی جیسا مشہور ایجنٹ بھی موجود ہے ۔ اس لئے ان کوارٹرز کی انتہائی باریک بینی اور انتہائی جدید سائنسی آلات سے چیکنگ کی جائے گی"...... آسٹن نے جواب دیا اور پھر کافی دیر تک نقشے کو دیکھنے کے بعد اس نے سر اٹھایا تو اس کی آنکھوں میں تیز چمک ابھر آئی تھی۔

"یہ ٹھیک رہے گا ۔ اس سسٹم کو کوئی بھی چیک نہ کر سکے گا"...... آسٹن نے کہا۔

"کونسا سسٹم باس"...... روجر اور مائیک دونوں نے کہا۔

"اگر ہم عمارت کے باہر سے سرنگ لگا کر اس عمارت کی بنیادوں میں پہنچ جائیں اور وہاں فرش کے نیچے سپر بلاسٹرز فٹ کر دیں اور پھر سرنگ کو بند کر دیں تو سب چیکنگ اوپر ہی ہوتی رہے گی اور فرش اکھاڑ کر اس سے چھ سات فٹ نیچے تو چیکنگ نہیں ہو سکتی ۔ اس لئے سپر بلاسٹرز ہر لحاظ سے محفوظ رہے گا اور اس میں بہرحال اتنی قوت موجود ہے کہ جب وہ پھٹے گا تو پوری عمارت کو مکمل طور پر تباہ کر کے

رکھ دے گا"...... آسٹن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ویری گڈ باس ۔ آپ نے واقعی فول پروف سسٹم سوچ لیا ہے ۔ یہ کام آسانی سے ہو جائے گا"...... مائیک نے کہا۔

"کس طرح"...... آسٹن نے پوچھا۔

"اس کوارٹر سے سرنگ نکالی جا سکتی ہے" ۔ مائیک نے جواب دیا

"اوہ نہیں ۔ کوارٹرز تو وہ لازمی چیک کریں گے بلکہ ہو سکتا ہے کہ وہ اس عمارت کے ارد گرد کا کچھ علاقہ بھی چیک کریں" ۔ آسٹن نے کہا۔

"تو پھر" ۔ روجر اور مائیک دونوں نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہمیں دور سے یہ سرنگ عمارت کے نیچے تک لے آنی ہو گی تاکہ اسے چیک نہ کیا جا سکے"...... آسٹن نے کہا۔

"لیکن باس ۔ اتنی لمبی سرنگ اتنی جلدی کیسے کھودی جا سکتی ہے"...... مائیک نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"موجودہ جدید دور میں ہر قسم کی مشینری مہیا ہو جاتی ہے ۔ یہ کوئی مسئلہ نہیں ہے ۔ اصل مسئلہ جگہ کا انتخاب ہے ۔ او کے ۔ اٹھو میرے ساتھ چلو ۔ میں خود جا کر تمام جائزہ لیتا ہوں"...... آسٹن نے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"یہ نقشہ باس"...... روجر نے کہا۔

"اسے یہیں رہنے دو ۔ واپس آ کر مزید دیکھنا پڑے گا"...... آسٹن نے کہا اور کمرے کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا ۔ روجر اور مائیک بھی اس کے پیچھے چل پڑے ۔

مراسک کے دارالحکومت کاسا کی ایک سڑک پر سیاہ رنگ کی کار تیزی سے آگے بڑھی چلی جارہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر کرنل فریدی تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر کیپٹن حمید تھا۔ کیپٹن حمید کی نظریں سڑک کے باہر کے مناظر دیکھنے میں مصروف تھیں۔ لیکن اس کے چہرے پر قدرے بیزاری کے تاثرات نمایاں تھے۔

"کیا بات ہے۔ کیا کاسا پسند نہیں آیا۔ تم تو یہاں آنے کے لئے بڑے بے چین تھے"...... کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بے رنگ سا شہر ہے۔ میں نے سوچا تھا کہ دارالحکومت ہے اس لئے یہاں ہر طرف رنگین آنچلوں کی بہار ہوگی۔ لیکن یہاں رنگین آنچل تو ایک طرف کسی بیوہ کا سفید دوپٹہ بھی نظر نہیں آرہا"...... کیپٹن حمید نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"یہ افریقی اسلامی ملک ہے۔ یہاں کے لوگ انتہائی سختی سے اسلامی روایات پر عمل کرتے ہیں۔ اس لئے یہاں عورتیں بہت کم

گھروں سے نکلتی ہیں اور جو نکلتی ہیں وہ بھی رنگین اور بھڑکدار کپڑے پہن کر نہیں بلکہ ڈھیلے ڈھالے اور سادہ کپڑے پہن کر نکلتی ہیں"۔ کرنل فریدی نے جواب دیا۔

"یہ آپ کی کونسل کے سیکرٹری جنرل صاحب کو یہی ملک ملا تھا کانفرنس کے لئے۔ بے رنگ بے بو قسم کا ملک اور شہر"...... کیپٹن حمید نے منہ بناتے ہوئے کہا تو کرنل فریدی بے اختیار ہنس پڑا۔

"تم ایسا کرو کہ اپنی آنکھوں پر رنگین شیشوں والی عینک لگالو۔ پھر تمہیں یہاں ہر طرف رنگ ہی رنگ نظر آنے لگ جائیں گے"۔ کرنل فریدی نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

"آپ کو یہاں کے ماحول کا پتہ تھا تو مجھے پہلے بتا دیا ہوتا۔ میں یہاں آتا ہی ناں"...... کیپٹن حمید نے اسی طرح بیزار لہجے میں کہا۔ اسی لمحے کرنل فریدی نے ایک چوک سے کار کو دائیں ہاتھ پر موڑا اور پھر آگے بڑھا لے گیا۔ لیکن تھوڑا آگے جاتے ہی کیپٹن حمید بے اختیار اچھل کر سیدھا ہو گیا۔ اس کے چہرے پر یکلخت دلچسپی کے تاثرات نمودار ہو گئے تھے۔ آنکھوں میں چمک سی آگئی تھی۔

"یہ۔ یہ ہم کہاں پہنچ گئے ہیں۔ کہیں آپ نے جادو کی کار تو نہیں خرید لی کہ جب چاہا یورپ پہنچ گئے اور جب چاہا اس خشک ملک مراسک میں"...... کیپٹن حمید نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو کرنل فریدی بے اختیار ہنس پڑا۔

"یہ کاسا کا جدید علاقہ ہے"...... کرنل فریدی نے مسکراتے

ہوئے جواب دیا۔

"تو پھر کیا آپ کو پاگل کتے نے کاٹا تھا کہ آپ خواہ مخواہ اس ویران اور بے رنگ علاقے میں کار چلاتے رہے"...... کیپٹن حمید نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اگر یہ جدید علاقہ نہ آجاتا تو شاید کاٹ بھی لیتا"...... کرنل فریدی نے جواب دیا تو کیپٹن حمید بے اختیار چونک پڑا۔

"اچھا تو آپ الٹا مجھے ہی کہہ رہے ہیں"...... کیپٹن حمید نے غصیلے لہجے میں کہا لیکن اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی کرنل فریدی نے کار ایک دو منزلہ عمارت کے کھلے ہوئے کمپاؤنڈ گیٹ میں موڑ دی اور ایک سائیڈ پر بنی ہوئی پارکنگ میں لے جا کر کھڑی کر دی۔ گیٹ کی سائیڈوں پر دو مسلح فوجی کھڑے تھے۔ لان میں بھی کئی مسلح فوجی نظر آ رہے تھے جبکہ عمارت کے مین گیٹ کے پاس بھی مسلح فوجی کھڑے تھے۔ کار رکتے ہی کرنل فریدی نیچے اترا اور اس کے ساتھ ہی کیپٹن حمید بھی نیچے اتر آیا۔

"یہ کونسی عمارت ہے"...... کیپٹن حمید نے غور سے عمارت کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"یہ سٹی گیسٹ ہاؤس کہلاتا ہے۔ یہاں کانفرنس میں شرکت کرنے والے پاکیشیائی وفد کو ٹھہرایا جائے گا"...... کرنل فریدی نے کہا۔

"کیا ضرورت ہے انہیں اس قدر جدید اور خوبصورت عمارت میں ٹھہرانے کی۔ کسی پھٹیچر سے مکان میں ٹھہرا دیا جاتا"...... کیپٹن حمید

نے کرنل فریدی کے ساتھ مین گیٹ کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"یہ وفد عمران اور اس کے ساتھیوں کا نہیں ہے۔ پاکیشیا کا وزیر خارجہ، سیکرٹری وزارت خارجہ اور دوسرے اعلیٰ افسران پر مشتمل ہے"...... کرنل فریدی نے طنزیہ لہجے میں کہا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ کیپٹن حمید نے یہ بات عمران کی وجہ سے کی ہے کیونکہ عمران اس کے ساتھ مسلسل چونچیں لڑاتا رہتا ہے۔

"اوہ پھر ٹھیک ہے۔ پھر تو وفد معزز لوگوں کا ہوا"...... کیپٹن حمید نے کہا اور کرنل فریدی بے اختیار ہنس پڑا۔ پھر وہ جیسے ہی مین گیٹ کے سامنے پہنچے۔ ڈارک شیشوں کا بنا ہوا مین گیٹ کھلا اور ایک لمبا تڑنگا باوردی آدمی باہر آگیا۔ اس کے جسم پر فوجی وردی تھی اور کاندھوں پر موجود سٹارز سے وہ کرنل لگ رہا تھا۔ کرنل فریدی اور کیپٹن حمید کو دیکھ کر اس کے چہرے پر مسکراہٹ آگئی۔

"اوہ۔ اوہ آیئے کرنل فریدی۔ میں آپ کا ہی منتظر تھا"...... اس فوجی نے تیزی سے کرنل فریدی کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"شکریہ۔ یہ میرے اسسٹنٹ ہیں کیپٹن حمید اور کیپٹن حمید۔ یہ کرنل عبداللہ ہیں۔ مراسک کی سیکورٹی برانچ کے انچارج"...... کرنل فریدی نے کرنل عبداللہ اور کیپٹن حمید کا ایک دوسرے سے تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ تو آپ ہیں کیپٹن حمید۔ آپ سے مل کر بے حد مسرت ہوئی۔ آپ کے کارناموں کی تو میں نے بہت دھوم سن رکھی ہے"۔ کرنل

عبداللہ نے مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

"اس تعریف کا شکریہ کرنل صاحب"...... کیپٹن حمید نے خوش ہو کر کہا۔

"آیئے کرنل ۔ میں آپ کو انتظامات دکھا دوں"...... کرنل عبداللہ نے کرنل فریدی کی طرف مڑتے ہوئے کہا اور پھر وہ اس کے ساتھ مین گیٹ سے عمارت کے اندر داخل ہو گئے ۔ وہاں جگہ جگہ چاق و چوبند مسلح فوجی موجود تھے۔

"پہلے ادھر آفس میں بیٹھتے ہیں تاکہ میں پہلے نقشوں کی مدد سے آپ کو سب سمجھا سکوں"...... کرنل عبداللہ نے راہداری میں ایک دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا جس کے باہر سیکورٹی آفس کی پلیٹ لگی ہوئی تھی اور کرنل فریدی نے اثبات میں سر ہلا دیا ۔ پھر دروازہ کھول کر وہ اندر داخل ہوئے تو یہ ایک خاصا بڑا اور وسیع کمرہ تھا جسے آفس کے انداز میں سجایا گیا تھا لیکن یہاں کا فرنیچر بے حد قیمتی اور اعلیٰ تھا۔ لیکن کمرے میں داخل ہوتے ہی کیپٹن حمید بے اختیار چونک پڑا کیونکہ بڑی میز کی سائیڈ پر ایک چھوٹی میز تھی جس کے ساتھ ایک انتہائی خوبصورت مقامی لڑکی کھڑی تھی ۔ اس کے جسم پر فوجی یونیفارم تھی اور کاندھوں پر موجود سٹارز سے اس کا عہدہ کیپٹن کا تھا۔ کیپٹن حمید کی نظریں اس پر جیسے چپک سی گئی تھیں ۔ اس کی آنکھوں میں یکلخت چمک سی آ گئی تھی۔

"یہ میری سیکرٹری ہیں کیپٹن صائمہ"...... کرنل عبداللہ نے اس

لڑکی کا تعارف کراتے ہوئے کہا اور پھر کرنل فریدی اور کیپٹن حمید کا بھی تعارف کرایا۔ لڑکی نے مسکراتے ہوئے رسمی جملے ادا کئے۔

"آپ کیا پینا پسند کرتے ہیں کرنل فریدی"...... کرنل عبداللہ نے ایک طرف رکھے ہوئے صوفوں کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"کوئی جوس منگوا لیں"...... کرنل فریدی نے جواب دیا تو کرنل عبداللہ کیپٹن حمید کی طرف مڑ گیا۔

"اور آپ کیپٹن حمید"...... کرنل عبداللہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں تو ہمیشہ شربت وصل پینے کا خواہشمند رہتا ہوں"...... کیپٹن حمید نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"شربت وصل"...... کرنل عبداللہ نے چونک کر کہا۔

"لیکن کیپٹن حمید کو شربت وصل کی بجائے ہمیشہ شربت ہجر ہی پینے کو ملتا ہے"...... کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا تو کرنل عبداللہ بے اختیار ہنس پڑا۔

"کیپٹن صائمہ"...... کرنل عبداللہ نے کیپٹن صائمہ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس کرنل"...... کیپٹن صائمہ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کرنل صاحب کے لئے جوس اور کیپٹن حمید صاحب کے لئے آپ جو جی چاہے لے آئیں"...... کرنل عبداللہ نے کہا۔

"یس سر"...... کیپٹن صائمہ نے جواب دیا اور تیزی سے دروازے

کی طرف بڑھ گئی اور کرنل عبداللہ کی اس بات پر کرنل فریدی کے ساتھ ساتھ کیپٹن حمید بھی بے اختیار ہنس پڑا۔

"آپ مجھے انتظامات کی تفصیل دکھائیں تاکہ میں جلد از جلد یہاں سے فارغ ہو سکوں۔ ابھی میں نے دیگر عمارتیں چیک کرنی ہیں"۔ کرنل فریدی نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ جیسے آپ کی مرضی۔ آیئے ادھر ٹیبل پر آ جایئے"۔ کرنل عبداللہ نے صوفے سے اٹھتے ہوئے کہا اور کرنل فریدی بھی اٹھ کھڑا ہوا۔

"آپ بھی آیئے کیپٹن حمید"...... کرنل عبداللہ نے کیپٹن حمید کو ویسے ہی بیٹھے ہوئے دیکھ کر کہا۔

"کرنل صاحب دیکھ لیں گے تو پھر میرے دیکھنے کی کیا ضرورت رہ جاتی ہے۔ ویسے بھی یہاں دیکھنے کی اور بہت سی چیزیں ہیں۔ میں انہیں دیکھ لوں گا"...... کیپٹن حمید نے مسکراتے ہوئے کہا تو کرنل عبداللہ بھی مسکرا دیا۔ پھر وہ اور کرنل فریدی میز کے گرد جا کر بیٹھ گئے۔ کرنل عبداللہ نے دراز میں سے ایک نقشہ نکالا۔ اسے کھول کر میز پر رکھا اور پھر کرنل فریدی کو اس نقشے کے مندرجات کے بارے میں بتانے لگا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور کیپٹن صائمہ اندر داخل ہوئی۔ اس کے پیچھے ایک فوجی سپاہی ٹرے اٹھائے ہوئے تھا۔ ٹرے میں لائم جوس کے دو گلاس کے ساتھ ساتھ ہاٹ کافی کی دو پیالیاں بھی تھیں۔ کیپٹن صائمہ نے لائم جوس کے گلاس کے تو میز کے گرد موجود کرنل

عبداللہ اور کرنل فریدی کے سامنے رکھے اور پھر وہ ایک طرف صوفے پر بیٹھے ہوئے کیپٹن حمید کی طرف مڑ گئی۔ کیپٹن حمید اسے اپنی طرف آتا دیکھ کر اٹھ کھڑا ہوا۔

"ارے ارے بیٹھیے کیپٹن حمید۔ میں آپ کے لئے ہاٹ کافی لائی ہوں"...... کیپٹن صائمہ نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرے سے ہاٹ کافی کی دو پیالیاں اٹھائیں۔ ایک کیپٹن حمید کے سامنے رکھی اور دوسری میز کی دوسری طرف رکھ کر خود بھی بیٹھ گئی۔

"آپ کا رینک چونکہ میرے برابر ہے اس لئے میں آپ کے ساتھ بیٹھ کر ہاٹ کافی پیوں گی"...... کیپٹن صائمہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ خاصی بے باک طبیعت کی لگ رہی تھی۔

"یہ میری انتہائی خوش قسمتی ہے کہ آپ جیسی خوبصورت خاتون کی ہم نشینی مجھے نصیب ہو رہی ہے"...... کیپٹن حمید نے ایسے لہجے میں کہا جیسے وہ صدیوں سے کیپٹن صائمہ پر فریفتہ چلا آ رہا ہو اور کیپٹن صائمہ بے اختیار ہنس پڑی۔

"اسی لئے تو میں ہاٹ کافی لے آئی ہوں تاکہ آپ کے اندر جو آگ موجود ہے وہ دو آتشہ ہو جائے"...... کیپٹن صائمہ نے ہنستے ہوئے کہا۔

"آگ۔ کیسی آگ"...... کیپٹن حمید شاید کیپٹن صائمہ کا مطلب نہ سمجھ سکا تھا۔

"عشق کی آگ۔ جسے آپ شربت وصل پی کر بجھانا چاہتے تھے۔

لیکن یہ آگ تو قسمت والوں کو نصیب ہوتی ہے"...... کیپٹن صائمہ نے کہا تو کیپٹن حمید نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ کیونکہ وہ سمجھ گیا تھا کہ کیپٹن صائمہ اب اسے چڑانے پر اتر آئی ہے۔

" دو آتشہ نہیں۔ سہ آتشہ کہیے کیپٹن صائمہ۔ آپ خود بھی تو مجسم آتش ہیں"...... کیپٹن حمید نے کہا تو کیپٹن صائمہ بے اختیار ہنس پڑی۔

"آپ مجھے صرف صائمہ کہہ سکتے ہیں اور اس تعریف کا بے حد شکریہ ویسے مجھے کرنل عبداللہ صاحب نے آپ کا تعارف پہلے ہی کرا دیا تھا لیکن مجھے یہ اندازہ ہی نہ تھا کہ آپ اس قدر وجیہہ بھی ہوں گے۔ میں سمجھی تھی کہ آپ اجاڑ شکل اور ویران بالوں والے ہوں گے۔ چہرہ انگور کی طرح سکڑا ہوا ہوگا۔ منحنی سا جسم ہوگا۔ معاف کیجئے یہاں تو آپ جیسی آگ رکھنے والے ایسے ہی ہوتے ہیں"...... صائمہ نے کہا۔ وہ واقعی کیپٹن حمید کو چڑانے پر تلی ہوئی تھی۔

"آؤ کیپٹن حمید"...... اسی لمحے کرنل فریدی کی آواز سنائی دی۔ ان کے ساتھ کرنل عبداللہ بھی اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ کیپٹن صائمہ ایک جھٹکے سے کھڑی ہو گئی۔ کیپٹن حمید بھی اٹھ کھڑا ہوا۔

" آپ ہو آئیں۔ میں ذرا کیپٹن صائمہ سے دو چار باتیں کر لوں"...... کیپٹن حمید نے کہا۔

" آیئے کرنل عبداللہ"...... کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کرنل عبداللہ سے کہا اور کرنل عبداللہ بھی بے اختیار ہنس پڑا۔

" کیپٹن صائمہ۔ خیال رکھیں۔ کیپٹن حمید صاحب ہمارے

مہمان ہیں"...... کرنل عبداللہ نے صائمہ سے کہا اور تیزی سے کرنل فریدی کے پیچھے بیرونی دروازے کی طرف مڑ گیا۔

" یس کرنل"...... کیپٹن صائمہ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور دوبارہ کرسی پر بیٹھ گئی۔ اس کے چہرے پر شرارت کی پرچھائیاں موجود تھیں۔

"آپ کا تعلق بھی سیکورٹی سے ہے۔ میں کرنل عبداللہ کی بھتیجی ہوں اور انہی کے ساتھ رہتی ہوں اور انہی کے ساتھ ڈیوٹی دیتی ہوں"...... صائمہ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

" پھر تو کرنل فریدی کو لے کر مجھے کرنل صاحب کے گھر بھی جانا پڑے گا"...... کیپٹن حمید نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" ارے نہیں کیپٹن حمید صاحب۔ کرنل عبداللہ اس معاملے میں بے حد لبرل مائنڈڈ ہیں۔ انہوں نے مجھے مکمل آزادی دے رکھی ہے کہ میں اپنی ذات کے متعلق جو فیصلہ چاہوں کروں"...... کیپٹن صائمہ نے شرارت بھرے لہجے میں کہا۔ وہ واقعی ذہین لڑکی تھی اس لئے کیپٹن حمید کی بات کی تہہ تک فوراً ہی پہنچ گئی تھی۔

" یہ تو انتہائی مسرت بھری خبر ہے لیکن میں جس لئے کرنل فریدی کے ساتھ ان سے گھر جا کر ملنا چاہتا ہوں اس کا تعلق آپ کی ذات کی بجائے کسی اور ذات سے ہے"...... کیپٹن حمید نے مسکراتے ہوئے کہا تو صائمہ بے اختیار چونک پڑی۔

" کیا مطلب۔ آپ کس دوسری ذات کے بارے میں بات کر رہے

ہیں ۔کرنل عبداللہ کے گھر میرے علاوہ اور تو کوئی نہیں رہتا"۔ صائمہ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں اپنی ذات کے بارے میں بات کر رہا ہوں"....... کیپٹن حمید نے کہا تو صائمہ بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"خوب ۔آپ واقعی ذہین آدمی ہیں اور مجھے ذہانت بے حد پسند ہے"....... صائمہ نے ہنستے ہوئے کہا۔

"نفسیات دانوں کے مطابق جو چیز جس کے پاس نہ ہو۔ اسے وہی چیز پسند ہوتی ہے۔جیسے مجھے حسن پسند ہے"....... کیپٹن حمید نے کہا۔ وہ بھی اب صائمہ سے بھرپور انتقام لینے پر تل گیا تھا اور صائمہ بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"آپ کی بات درست ہو سکتی ہے۔ویسے میں نے کبھی ذہانت کا دعویٰ نہیں کیا"....... کیپٹن صائمہ نے اس بار منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔وہ فوراً سنبھل گئی تھی کہ کیپٹن حمید نے خوبصورت انداز میں اسے احمق کہہ دیا ہے کیونکہ اس نے ہی کہا تھا کہ اسے ذہانت پسند ہے اور شاید اسے کیپٹن حمید کا یہ فقرہ برا بھی لگا ہو۔

"ارے ارے ۔آپ تو خوامخواہ ناراض ہو گئیں کیپٹن صائمہ ۔میں نے تو نفسیات دانوں کا قول دوہرایا ہے ورنہ میری ذاتی رائے تو اس سے مختلف ہے"....... کیپٹن حمید نے مسکراتے ہوئے کہا تو کیپٹن صائمہ بے اختیار ہنس پڑی۔

"شکر ہے آپ کا موڈ ٹھیک ہو گیا۔ورنہ"....... کیپٹن حمید نے

مسکراتے ہوئے کہا لیکن ورنہ کے بعد وہ رک گیا۔

"ورنہ آپ کیا کرتے"....... صائمہ نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"ورنہ مجھے واقعی کرنل عبداللہ کی منت کرنی پڑتی"....... کیپٹن حمید نے کہا اور کیپٹن صائمہ اس بار بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"بہت خوب ۔آپ واقعی ذہین آدمی ہیں ۔خوبصورت باتیں کرتے ہیں"....... اس بار کیپٹن صائمہ کے لہجے میں خلوص تھا۔

"بے حد شکریہ ۔ویسے آپ سے اس خشک ماحول سے ہٹ کر بھی کہیں ملاقات ہو سکتی ہے"....... کیپٹن حمید نے کہا۔

"جہاں آپ کہیں اور جب آپ کہیں"....... کیپٹن صائمہ نے بڑے بے باک سے لہجے میں کہا۔

"جگہ اور وقت بھی آپ ہی تجویز کر دیجئے ۔کیونکہ میں تو بہرحال مہمان ہوں"....... کیپٹن حمید نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"مہمان تو آپ کرنل عبداللہ کے ہوں گے کیونکہ مہمان تو بہرحال چلے جاتے ہیں"....... کیپٹن صائمہ نے بڑے معنی خیز لہجے میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"چلیئے کرنل عبداللہ صاحب کا تو میں مہمان ہو گیا اور آپ کا"۔ کیپٹن حمید نے مسکراتے ہوئے کہا۔وہ بھی اب پوری طرح لطف لے رہا تھا۔

"میرے لئے تو آپ حمید ہیں"....... کیپٹن صائمہ نے کہا تو کیپٹن حمید بے اختیار ہنس پڑا۔

"بہت خوب ۔اب تو مجھے واقعی یقین آگیا ہے کہ نفسیات دانوں کا یہ قول غلط ہے کہ حسن اور ذہانت اکٹھے نہیں ہو سکتے"...... کیپٹن حمید نے مسکراتے ہوئے کہا کیونکہ وہ اپنے نام کا مطلب سمجھتا تھا۔ حمید کا مطلب بہت لائق تعریف تھا اور آدمی بہت لائق تعریف اسے سمجھتا ہے جسے وہ بے حد پسند کرتا ہے ۔اور پھر اس سے پہلے کہ ان کے درمیان مزید گفتگو ہوتی ۔کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک فوجی اندر داخل ہوا۔ کیپٹن صائمہ اسے دیکھ کر چونک کر دیکھنے لگی۔

"کیپٹن حمید صاحب کو باہر کرنل فریدی صاحب یاد فرما رہے ہیں"......اس فوجی نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اوہ اچھا ۔ٹھیک ہے ۔میں آرہا ہوں"...... کیپٹن حمید نے کہا تو سپاہی سلام کر کے چلا گیا۔

"اتنی بڑی عمارت اتنی جلدی دیکھ لی ہے کرنل فریدی نے ۔میرا تو خیال تھا کہ دس بارہ گھنٹے انہیں لگ جائیں گے"...... کیپٹن حمید نے اٹھتے ہوئے بڑبڑا کر کہا تو کیپٹن صائمہ بے اختیار ہنس پڑی ۔

"آیئے میں آپ کے ساتھ چلتی ہوں"...... صائمہ نے کہا۔

"وہ آپ نے جگہ اور وقت تو تجویز ہی نہیں کیا۔ کم از کم وہ تو کر دیں تاکہ دل کو کچھ آسرا تو رہے"..... کیپٹن حمید نے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"شام چھ بجے ۔رانگی روڈ پر ایک خوبصورت کلب ہے ۔رانگی کلب وہاں تشریف لے آئیں ۔ میں بھی وہاں پہنچ جاؤں گی"...... کیپٹن

صائمہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بے حد شکریہ ۔میں تو شاید ابھی جا کر بیٹھ جاؤں"...... کیپٹن حمید نے کمرے سے باہر نکلتے ہوئے مسکرا کر کہا تو کیپٹن صائمہ بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی ۔کرنل فریدی پارکنگ میں اپنی کار کے ساتھ کھڑا کرنل عبداللہ سے باتوں میں مصروف تھا۔ کیپٹن حمید اور کیپٹن صائمہ دونوں پارکنگ کی طرف ہی بڑھ گئے۔

"او کے کرنل عبداللہ ۔ میں آپ کے انتظامات سے پوری طرح مطمئن ہوں ۔اس کے باوجود آپ نے ہر لحاظ سے محتاط اور چوکنا رہنا ہے"...... کرنل فریدی نے کیپٹن حمید کے قریب پہنچتے ہی کرنل عبداللہ سے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں کرنل فریدی صاحب ۔مجھے اپنی ذمہ داریوں کا پوری طرح احساس ہے"...... کرنل عبداللہ نے کہا اور پھر مصافحے کے بعد کرنل فریدی اور کیپٹن حمید دونوں کار میں بیٹھ گئے تو کرنل عبداللہ کیپٹن صائمہ کے ساتھ واپس مین گیٹ کی طرف مڑ گیا۔

"کہاں کی دعوت ملی ہے"...... کرنل فریدی نے کار کمپاؤنڈ گیٹ سے باہر نکال کر دائیں طرف موڑتے ہوئے کیپٹن حمید سے مخاطب ہو کر کہا۔

"دعوت ۔کیسی دعوت"...... کیپٹن حمید نے چونک کر کہا۔

"میرا مطلب ہے کہ کیپٹن صائمہ نے کس جگہ مزید ملاقات کی دعوت دی ہے"...... کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ اس نے مجھے دعوت دی ہے"۔ کیپٹن حمید نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آخر تم مہمان ہو اور مہمان کو بہرحال دعوت تو دی ہی جاتی ہے"...... کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ سے خدا سمجھے۔ آپ بعض اوقات ایسی بات کر دیتے ہیں کہ مجھے یقین آنے لگ جاتا ہے کہ آپ سامری کے شاگرد بن گئے ہیں"...... کیپٹن حمید نے قدرے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

"ایک بات بتا دوں تمہیں۔ کیپٹن صائمہ بے حد ذہین اور شرارتی لڑکی ہے۔ ایسا نہ ہو کہ کانفرنس سے پہلے ہی تمہیں یہاں سے بھاگنے پر مجبور ہونا پڑے"...... کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ کو کیسے علم ہوا۔ کیا آپ پہلے صائمہ سے ملتے رہے ہیں"۔ کیپٹن حمید نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں تو آج پہلی بار اس سے ملا ہوں لیکن تم دونوں کے درمیان جو باتیں ہو رہی تھیں وہ میرے کانوں تک پہنچ رہی تھیں اور کرنل عبداللہ کے بھی۔ اس لئے تو کرنل عبداللہ نے کیپٹن صائمہ کو تنبیہہ کی تھی کہ تم مہمان ہو"...... کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اس نے مجھے رگڑنے کی کوشش تو کی تھی لیکن میں بھی بہرحال آپ کا اسسٹنٹ ہوں"...... کیپٹن حمید نے جواب دیا تو کرنل فریدی بے اختیار ہنس پڑا۔

"تمہارا مطلب ہے کہ میں رگڑنے میں تمہارا افسر ہوں"۔ کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ظاہر ہے۔ اب بھی یہی کام آپ کر رہے ہیں"...... کیپٹن حمید نے منہ بناتے ہوئے کہا اور کرنل فریدی بے اختیار ہنس پڑا۔

"اب آپ کہاں جا رہے ہیں۔ یہ تو کوئی نیا علاقہ ہے"...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد کیپٹن حمید نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"ایک اور وفد کی رہائشی عمارت چیک کرنی ہے"...... کرنل فریدی نے جواب دیا۔

"جب حکومت کی طرف سے مکمل سیکورٹی کے انتظامات کر دیئے گئے ہیں تو پھر آپ اتنی تکلیف کیوں کر رہے ہیں"...... کیپٹن حمید نے کہا۔

"میں نے جو معلومات حاصل کی ہیں ان کے مطابق اسرائیل نے اس کانفرنس کو سبوتاژ کرنے کا حتمی فیصلہ کر لیا ہے اور اس سلسلے میں اس نے واقعی رولف کو ہائر کیا ہے اور رولف ایک ایسا دہشت گرد ہے جو انتہائی منظم انداز میں کام کرتا ہے اس لئے لامحالہ اس کے آدمی یہاں موجود ہوں گے"...... کرنل فریدی نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو آپ کو ان آدمیوں کو ٹریس کرنا چاہئے"...... کیپٹن حمید نے کہا۔

"کانفرنس کی وجہ سے یہاں بے شمار غیر ملکی آئے ہوئے ہیں اور

وقت بے حد کم ہے ۔ اس لئے تفصیلی چیکنگ تو نہیں ہو سکتی ۔ البتہ ایک کام ہو سکتا ہے"...... کرنل فریدی نے کار ایک اور عمارت کے کمپاؤنڈ گیٹ میں موڑتے ہوئے کہا۔

"کونسا کام"...... کیپٹن حمید نے چونک کر کہا۔

"بتاتا ہوں"...... کرنل فریدی نے کہا اور کار ایک سائیڈ پر لگا کر وہ کار سے نیچے اتر آیا۔ یہاں بھی ہر طرف مسلح فوجی پھیلے ہوئے تھے۔

"تم اس سلسلے میں کام کرو۔ تمہارے اندر بے پناہ صلاحیتیں ہیں اگر تم چاہو تو ان لوگوں کا کوئی نہ کوئی کلیو ٹریس کر لو گے اور ایک بار کلیو ٹریس ہو جائے تو پھر اس سارے گروپ کو آسانی سے پکڑا جا سکتا ہے"...... کرنل فریدی نے کہا۔

"میں کیا کروں گا۔ کیا دارالحکومت میں موجود تمام غیر ملکیوں کے ذہن چیک کروں"...... کیپٹن حمید نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"میں تمہیں ایک ٹپ دے سکتا ہوں اور وہ یہ کہ رولف کے بارے میں جو معلومات حاصل ہوئی ہیں ان کے مطابق رولف اور اس کے گروپ نے جہاں بھی دہشت گردی کی کارروائی کی ہے وہاں سپر بلاسٹرز استعمال کیا ہے ۔ یہ سپر بلاسٹر کمپیوٹرائزڈ ہوتا ہے اور اسے عام چیکنگ مشینری ٹریس نہیں کر سکتی"...... کرنل فریدی نے کہا۔

"سپر بلاسٹر۔ ہاں میں اس کے بارے میں جانتا ہوں ۔ میں نے ایک رسالے میں اس کے بارے میں ایک تفصیلی مضمون پڑھا تھا"۔ کیپٹن حمید نے کہا۔

"اچھا۔ پھر تو واقعی کمال ہے کہ تم اب باتصویر رسالوں کے ساتھ ساتھ سائنسی رسالے بھی پڑھنے لگ گئے ہو ۔ اس مضمون میں کوئی تمہارے مطلب کی تصویر تو نہیں بنی ہوئی تھی"...... کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا تو کیپٹن حمید بے اختیار شرمندہ سا ہو گیا۔

"یہ آپ کی غلط فہمی ہے کرنل صاحب کہ میں کچھ نہیں جانتا ۔ مسئلہ یہ ہے کہ آپ مجھے کوئی کام کرنے ہی نہیں دیتے ۔ بس دم کی طرح ساتھ ساتھ لگائے پھرتے رہتے ہیں"...... کیپٹن حمید نے کہا۔

"اور وہ بھی ٹیڑھی"...... کرنل فریدی نے کہا اور کیپٹن حمید بے اختیار ہنس پڑا۔ اسی لمحے ایک باوردی کرنل دو کپتانوں کے ساتھ ان کی کار کی طرف آتا دکھائی دیا۔

"اوکے ۔ پھر یہ کام تم کرو۔ مجھے یقین ہے کہ اگر تم سنجیدگی سے کام کرو تو ضرور کامیاب رہو گے"...... کرنل فریدی نے آنے والوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں کیپٹن صائمہ کو ساتھ لے لوں گا۔ وہ یہاں کی رہنے والی ہے پھر اس کا تعلق بھی سیکورٹی سے ہے ۔ آپ ایسا کریں کہ کرنل عبداللہ کو فون کر کے کہہ دیں"...... کیپٹن حمید نے کہا تو کرنل فریدی بے اختیار ہنس پڑا۔ اسی لمحے آنے والے قریب آگئے اور وہ دونوں ان کی طرف متوجہ ہو گئے۔

اناوہ سے اری زونا جانے والی شاہراہ پر دو لینڈ کروزر جیپیں خاص
تیز رفتاری سے اری زونا کی طرف بڑھی چلی جارہی تھیں ۔اری زونا
کا شہر سرحد سے تقریباً دو سو کلو میٹر کے فاصلے پر تھا ۔اس کے بعد انتہا
گھنے جنگلات کا آغاز ہو جاتا تھا ۔جو نجانے کہاں تک پھیلتے چلے گئے تھے
اری زونا سے تقریباً دو سو کلو میٹر تک ان جنگلات میں چھوٹی چھو
آبادیاں موجود تھیں ۔لیکن اس کے بعد سینکڑوں مربع کلو میٹر پر پھی
ہوئے انتہائی گھنے جنگلات تھے جنہیں اری زونا کے جنگلات ہی کہا جا
تھا ۔یہ جنگلات دنیا کے سب سے خطرناک جنگلات کہلاتے تھے ۔
میں دنیا بھر میں پائے جانے والے درندوں کے ساتھ ساتھ ہر قسم
خوفناک حشرات الارض بھی رہتے تھے ۔ان جنگلات میں جگہ جگہ
شمار دلدلیں تھیں ۔ان جنگلات کو ناقابل عبور سمجھا جاتا تھا ۔کہا
تھا کہ ان انتہائی خطرناک جنگلات میں اب بھی وحشی اور آدم
قبائل رہتے ہیں ۔جن کا رہن سہن ہزاروں لاکھوں سال پہلے کا

ن جنگلات کو اقوام متحدہ کے تحت قائم رکھا گیا تھا اور ان گھنے
نگلات کے گرد اقوام متحدہ کی چوکیاں تھیں تاکہ ان جنگلات کو کسی
ی طرح نقصان نہ پہنچایا جاسکے ۔ان جنگلات میں جرائم پیشہ افراد نے
کانے بنانے کی کافی کوششیں کی تھیں لیکن وہ سب کسی نہ کسی
رح موت کا شکار ہوگئے ۔اس لئے اقوام متحدہ کے ذرائع کے مطابق یہ
نگلات مہذب انسانوں سے خالی تھے ۔

دونوں جیپوں میں سے آگے والی جیپ میں عمران اور اس کے
اتھی موجود تھے ۔ڈرائیونگ سیٹ پر عمران تھا جبکہ سائیڈ پر جولیا اور
چھلی سیٹوں پر صفدر تنویر اور صدیقی موجود تھے جبکہ ان کے پیچھے آنے
الی جیپ کی ڈرائیونگ سیٹ پر ایک آدمی سلاگا تھا ۔باقی جیپ میں
ے بڑے چار بیگ اور آٹو میٹک اسلحہ بھی تھا ۔سلاگا اری زونا کے
نگلات میں رہنے والے ایک مشہور قبیلے سلاکی کا فرد تھا ۔سلاکی قبیلے
کے افراد انتہائی طاقتور، لحیم شحیم اور ٹھوس جسموں کے مالک تھے ۔اس
لاگا کا ڈیل ڈول بھی جوزف اور جوانا جیسا تھا ۔اس قبیلے کے افراد اری
زونا کے جنگلات کے کیڑے کہلاتے تھے ۔اقوام متحدہ نے اس قبیلے
کے افراد کی خدمات بھی حاصل کی تھیں ۔اری زونا کے نہ صرف اس
ے نیم وحشی قبیلے کو باقاعدہ تعلیم دلائی گئی تھی بلکہ ان کی تربیت
کی گئی تھی اس کے بعد اس قبیلے کے افراد کو ان چوکیوں پر بطور
گارڈ ملازم رکھا گیا تھا ۔انہیں جدید اسلحہ کی ٹریننگ بھی دی گئی تھی
ن ظاہر ہے پورے قبیلے کے افراد کو تو ان چوکیوں پر ملازمت نہ دی

جا سکتی تھی اس لئے اس قبیلے کے اکثر افراد اری زونا چلے گئے تھے اور وہاں جا کر انہوں نے ملازمتیں حاصل کر لی تھیں۔ سلاگا اٹاوہ میں رہتا تھا۔ وہاں اس نے ایک تیل کمپنی میں ملازمت کر لی تھی۔ عمران نے چونکہ اس سلسلے میں باقاعدہ معلومات حاصل کی تھیں اس لئے اسے اری زونا کے جنگلات کے لئے کسی سلاگی قبیلے کے فرد کی ہی تلاش تھی اور پھر اٹاوہ میں عمران کے ایک واقف کی مدد سے سلاگا سامنے آیا۔ سلاگا میں عمران کو وہ سب خصوصیات نظر آ گئیں جو وہ چاہتا تھا۔ اس لئے عمران نے اس سے بات کر لی اور اسے بھاری رقم اکٹھی ہی ادا کر دی۔ سلاگا فوری طور پر تیار ہو گیا کیونکہ جوزف کی طرح وہ بھی جنگلات کا دیوانہ تھا۔ پھر جب عمران نے سلاگا سے رولف اور اس کے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں بات کی تو اسے یہ دیکھ کر بے حد مسرت ہوئی کہ سلاگا اس ہیڈ کوارٹر ایڈی لینڈ کے بارے میں تمام تفصیلات جانتا تھا کیونکہ اری زونا آنے سے پہلے وہ وہاں کئی سالوں تک ملازمت کرتا رہا تھا لیکن چونکہ فطری طور پر اس کے اندر نیم وحشت موجود تھی اس لئے ایک بار وہ رولف کے کسی آدمی سے الجھ پڑا۔ ویسے تو وہاں کے قانون کے مطابق ایسے آدمی کو فوراً گولی مار دی جاتی تھی لیکن اس نے ایک بار ایک خوفناک مگرمچھ سے رولف کی جان بچائی تھی اس لئے رولف نے اس کے ساتھ اتنی رعایت کی کہ اسے براہ راست گولی مارنے کی بجائے ایک سو کوڑے مارنے اور وحشی درندوں سے بھرے ہوئے جنگل میں ڈلوانے کی سزا دے دی۔ چنانچہ سلاگا کو سو کوڑے

مارے گئے جس سے اس کا جسم لہولہان اور شدید زخمی ہو گیا تو پھر اسے زخمی حالت میں ہی درندوں اور حشرات الارض سے بھرے ہوئے جنگل میں بے ہوشی کے عالم میں ڈلوا دیا گیا۔ لیکن سخت جان سلاگا وہاں سے بچ نکلنے اور کسی نہ کسی طرح واپس اپنے قبیلے میں پہنچ جانے میں کامیاب ہو گیا۔ جہاں اس کے قبیلے کے حکیموں نے جڑی بوٹیوں سے اس کا علاج کیا اور وہ کئی ماہ تک زیر علاج رہنے کے بعد تندرست ہو گیا۔ اس کے بعد وہ اٹاوہ چلا گیا۔ اس کے دل میں رولف کے لئے شدید نفرت تھی کیونکہ اس کے ذہن کے مطابق رولف کو اس کے احسان کے بدلے میں اسے معاف کر دینا چاہئے تھا اور اسے اس قدر اذیت ناک سزا نہ دینی چاہئے تھی۔ لیکن ظاہر ہے وہ نہ ہی دوبارہ وہاں جا سکتا تھا اور نہ ہی وہ رولف جیسے گینگسٹر سے ذاتی طور پر کوئی انتقام لے سکتا تھا۔ اس لئے جب اسے معلوم ہوا کہ عمران اور اس کے ساتھی رولف کے ہیڈ کوارٹر کو تباہ کرنے کا پروگرام بنا کر جا رہے ہیں تو وہ بے حد خوش ہوا اور اس نے دل و جان سے عمران کا ساتھ دینے کا عہد کر لیا۔ چونکہ وہ ایڈی لینڈ میں رہ چکا تھا اور رولف کو بھی ذاتی طور پر جانتا تھا اس لئے عمران کو اس سے زیادہ اچھا گائیڈ اور نہ مل سکتا تھا۔ اس لئے عمران نے اسے ہائر کر لیا اور اس وقت وہی سلاگا عقبی جیپ کی جس میں سامان اور اسلحہ موجود تھا ڈرائیونگ سیٹ پر موجود تھا۔ عمران نے اٹاوہ سے اپنے اور اپنے ساتھیوں کے لئے باقاعدہ اقوام متحدہ کی ان چوکیوں تک جانے کے کاغذات اور اجازت نامے بھی بنوا لئے

تھے ۔ ان کاغذات کی رو سے عمران اور اس کے ساتھیوں کا تعلق جنگلی حیات پر ریسرچ کرنے والے ایک بین الاقوامی ادارے سے تھا اور چونکہ یہ ادارہ اقوام متحدہ کے تحت کام کرتا تھا اس لئے اقوام متحدہ کے افسران نے انہیں پورے اری زونا میں جانے اور جنگلی حیات کا مطالعہ کرنے کا اجازت نامہ دے دیا تھا ۔ عمران اور اس کے ساتھی ایکریمی میک اپ میں تھے ۔ حتیٰ کہ عمران نے جولیا کو بھی ایکریمی بنا دیا تھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ رؤف نے یقیناً اری زونا اور اس کی سرحدوں پر اپنے خاص مخبر رکھے ہوئے ہوں گے اور اگر انہیں اطلاع مل گئی کہ ایشیائی گروپ اری زونا میں داخل ہوا ہے تو ہو سکتا ہے کہ وہ انہیں مشکوک سمجھ کر ان کے خلاف براہ راست کارروائی شروع کر دے ۔ اس طرح انہیں ایڈی لینڈ تک پہنچنے میں خاصی مشکلات کا سامنا ہو سکتا تھا ۔ جبکہ کانفرنس کے انعقاد میں بہت کم وقت رہ گیا تھا اور عمران اس سے پہلے ہی رؤف کو قابو میں کر کے اس سے ساری کارروائی کی تفصیلات معلوم کر لینا چاہتا تھا تاکہ کرنل فریدی کو کال کر کے وہ اس کے خلاف اقدامات کرا سکے ۔

"عمران صاحب ۔ آپ اس دریا کے ذریعے سفر کریں گے یا جنگلات کے ذریعے" ...... عقبی سیٹ پر بیٹھے ہوئے صفدر نے پوچھا ۔

"سفر تو سفر ہی ہوتا ہے چاہے زمین کا ہو یا دریا کا اور کہا تو یہی جاتا ہے کہ سفر وسیلہ ظفر ہوتا ہے ۔ اب دیکھو کیا کامیابی ملتی ہے" ۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا ۔

"کیا تمہیں کامیابی کے حصول میں کوئی شک ہے" ...... جولیا نے حیران ہوتے ہوئے کہا کیونکہ وہ اچھی طرح جانتی تھی کہ عمران مشن کے دوران ہمیشہ پرامید اور بااعتماد رہتا ہے ۔

"ظاہر ہے جب تنویر ساتھ ہو تو کامیابی کے حصول میں خاصی رکاوٹیں آسکتی ہیں" ...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا ۔

"کیا مطلب ۔ کیا کہہ رہے ہو تم" ...... اس بار عقبی سیٹ پر بیٹھے ہوئے تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا ۔

"آج تک کا تجربہ تو یہی کہتا ہے" ...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا ۔

"تم کیا کہنا چاہتے ہو ۔ تنویر جیسا نڈر اور بہادر آدمی تو تم سمیت پوری ٹیم میں نہیں ہے" ...... جولیا نے کہا تو تنویر کا پھولا ہوا چہرہ کئی انچ تک اور پھول گیا ۔ اس کے چہرے پر یکلخت انتہائی مسرت کے آثار ابھر آئے تھے ۔

"اسی لئے تو کہہ رہا ہوں کہ کامیابی کے حصول میں خاصی رکاوٹیں آسکتی ہیں ۔ میں نے تو سوچا تھا کہ چلو آباد شہروں میں نہ سہی ۔ جنگل میں شاید کامیابی حاصل ہو جائے لیکن چیف نے تنویر کو یہاں بھی ساتھ ہی بھیج دیا" ...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا ۔

"عمران صاحب شاید کوئی خاص بات کہہ رہے ہیں جو ہماری سمجھ میں نہیں آرہی" ...... اس بار تنویر کے ساتھ بیٹھے ہوئے صدیقی نے کہا ۔

"بات کیا کرنی ہے ۔ اس کی عادت ہے کہ مسلسل بکواس کرتا

رہتا ہے اور ہم خواہ مخواہ اس کی بکواس میں سے معنی ڈھونڈتے رہتے ہیں"...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے غصیلے لہجے میں کہا تو جیپ میں موجود صفدر اور صدیقی بے اختیار ہنس پڑے۔

"عمران صاحب۔ کیا واقعی آپ اس مشن کے سلسلے میں کامیابی کے حصول کے بارے میں مشکوک ہیں"...... چند لمحوں بعد صفدر نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ظاہر ہے۔ جب تنویر ساتھ ہو تو پھر مشکوک تو ہونا ہی ہے"۔ عمران نے پہلے کی طرح جواب دیا۔

"آخر تم کہنا کیا چاہتے ہو۔ آج سے پہلے تو تم نے ایسی کوئی بات نہیں کی"...... تنویر کے بولنے سے پہلے جولیا نے بھنائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"آج سے پہلے تم نے پوچھا ہی کب تھا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ ہم سب کو بے حد محتاط رہنا ہوگا"۔ صفدر نے کہا۔

"تمہیں محتاط رہنے کی کیا ضرورت ہے۔ تم تو دعوتیں اڑاؤ گے۔ نئے لباس پہنو گے"...... عمران نے کہا تو ان سب کے چہروں پر یکلخت انتہائی حیرت کی جھلکیاں نمایاں ہو گئیں۔

"آخر آپ آج پہیلیاں کیوں بجھوا رہے ہیں۔ صاف صاف بات کریں"...... آخر کار صفدر نے زچ ہو کر کہا۔

"کامیابی سے ڈر لگتا ہے کہ کہیں ہاتھ میں جوتا نہ پکڑ لے"۔ عمران نے کہا۔

"کیا۔ کیا مطلب"...... جولیا نے حیرت سے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا لیکن پھر نہ صرف اس کی طرف سے حیرت کا اظہار کیا گیا بلکہ اس کے چہرے پر عجیب سے تاثرات پھیلتے چلے گئے۔

"اوہ تو آپ کا مطلب یہ تھا کامیابی سے"...... صفدر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"ظاہر ہے یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔ لیکن اب تنویر کا کیا کروں۔ میں یہ بھی نہیں چاہتا کہ اس کا دل دکھے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تمہارا دل دکھے گا۔ سمجھے۔ تم جو خواب دیکھ رہے ہو۔ وہ خواب کبھی پورا نہیں ہو سکتا"...... تنویر نے یکلخت پھٹ پڑنے والے لہجے میں کہا۔

"ارے ارے۔ اس قدر غصے کی کیا ضرورت ہے۔ بزرگ کہتے ہیں جہاں بیری ہوتی ہے وہاں پتھر تو آتے ہی ہیں۔ یہ وقت تو بادشاہوں پر بھی آ جاتا ہے کہ انہیں اپنی بہنوں اور بیٹیوں کو الوداع کہنا پڑتا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور جیپ بے اختیار قہقہوں سے گونج اٹھی۔ لیکن پھر اس سے پہلے کہ تنویر کوئی جواب دیتا اچانک جیپ نے موڑ کاٹا اور اس کے ساتھ ہی جیپ کے پہیوں کی چیخیں بلند ہوئیں۔ عمران کو پوری قوت سے بریک لگانے پڑے تھے

کیونکہ موڑ کے فوراً بعد ہی سڑک پر دو جیپیں کھڑی کر کے راستہ روک دیا گیا تھا اور یہ دونوں جیپیں اٹاوہ پولیس کی تھیں۔ جیپوں کے ساتھ ہی چھ پولیس آفیسر سائیڈوں میں مشین گنیں اٹھائے کھڑے تھے۔ عمران کی جیپ ان جیپوں کے قریب جا کر رک گئی اور اس کے پیچھے سلاگا نے بھی جیپ روک دی تھی۔

"دونوں جیپیں ایک طرف کر دو اور نیچے اتر آؤ"...... ایک پولیس آفیسر نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے جیپ ایک طرف کو موڑ دی۔ اس کے پیچھے سلاگا کی جیپ بھی سائیڈ میں آ گئی اور پھر عمران سمیت سب نیچے اتر آئے۔ ان کی جیپیں ایک طرف ہٹتے ہی پولیس جیپیں بھی سٹارٹ ہو کر سائیڈوں میں ہو گئیں اور سڑک کھول دی گئی۔

"کاغذات مجھے دکھائیں"...... اس پولیس آفیسر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا جس نے جیپیں ہٹانے کا حکم دیا تھا۔ وہ شاید اس ریڈنگ پارٹی کا انچارج تھا اور عمران نے جیب سے ایک لفافہ نکال کر اس پولیس آفیسر کی طرف بڑھا دیا۔ وہ پولیس آفیسر کاغذات چیک کرنے میں مصروف ہو گیا جبکہ دوسرے پولیس والے جیپوں کی تلاشی لینے لگ گئے۔

"چیف۔ دوسری جیپ میں منشیات موجود ہے"...... اچانک ایک پولیس آفیسر نے قریب آ کر کہا تو چیف بے اختیار اچھل پڑا۔

"اوہ۔ اوہ۔ کہاں ہے۔ اوہ۔ اوہ۔ تو یہ سلسلہ ہے"...... چیف

پولیس آفیسر نے اس طرح مسرت بھرے لہجے میں کہا جیسے یہ اس کے لئے زندگی کی سب سے بڑی خوشخبری ہو۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کے چہروں پر منشیات کی موجودگی کی بات سن کر انتہائی حیرت کے تاثرات پھیل گئے۔

"صاحب۔ یہ لوگ خود منشیات ڈال کر بھاری رشوت لیتے ہیں"...... اچانک سلاگا نے عمران کے قریب آ کر اس سے مخاطب ہو کر کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ چند لمحوں بعد ایک پولیس آفیسر ہاتھ میں منشیات کے دو پیکٹ اٹھائے آ گیا۔

"ان سب کو ہتھکڑیاں لگا دو"...... چیف آفیسر نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کتنی رقم میں ہتھکڑیاں کھل سکتی ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم ہمیں رشوت دینا چاہتے ہو۔ یہ منشیات سے بھی بڑا جرم ہے"...... چیف آفیسر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ہیڈ کوارٹر پہنچنے کے بعد تمہیں ایک ڈالر بھی نہ ملے گا مسٹر چیف پولیس آفیسر صاحب۔ اس لئے جو کچھ مانگنا ہے یہیں مانگ لو"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ ٹھیک ہے۔ دس ہزار ڈالر دو تو ہم ان دونوں پیکٹس کو بھول جائیں گے ورنہ یہ بات کان کھول کر سن لو کہ اٹاوہ میں منشیات کی سزا موت ہے"...... چیف نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"تو تم لوگوں نے صرف دس ہزار ڈالروں کے لئے یہ ڈرامہ رچایا ہے۔ ویری سیڈ۔ میرا خیال تھا کہ تم دس لاکھ ڈالر طلب کرو گے"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"وقت مت ضائع کرو۔ جلدی نکالو رقم"....... چیف نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"سوری۔ میں تمہیں ایک ڈالر بھی نہیں دے سکتا۔ ہم تمہارے ساتھ ہیڈ کوارٹر چلنے کے لئے تیار ہیں تاکہ وہاں اٹاوہ کے چیف پولیس کمشنر جارج سے میں پوچھ سکوں کہ وہ تم سے کتنا حصہ لیتا ہے"۔ عمران نے یکلخت سرد لہجے میں کہا۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ کیا پولیس کمشنر تمہارا دوست ہے"....... چیف آفیسر کا چہرہ یکلخت زرد پڑ گیا۔

"میرے کاغذات تم نے دیکھے ہیں۔ ہم اقوام متحدہ کے آدمی ہیں اور بہت بڑے افسر ہیں۔ تمہارا چیف پولیس کمشنر تو ہمارے سامنے چپڑاسی کی حیثیت بھی نہیں رکھتا"....... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ ٹھیک ہے۔ ٹھیک جاؤ۔ تم جاؤ۔ ٹھیک ہے۔ چلو رابرٹ چلو"....... چیف پولیس آفیسر نے یکلخت بوکھلائے ہوئے لہجے میں اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا اور دوسرے لمحے وہ سب اس طرح اپنی جیپوں کی طرف دوڑ پڑے جیسے ان کے پیچھے پاگل کتے لگ گئے ہوں اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے ان کی جیپیں موڑ کاٹ کر نظروں سے غائب ہو گئیں۔

"یہاں بھی یہ رشوت کا چکر چلتا ہے"....... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"لالچ اور طمع انسان کے ساتھ ہوتی ہے۔ کہیں کم اور کہیں زیادہ"....... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ سب دوبارہ اپنی جیپوں میں بیٹھ گئے۔ چند لمحوں بعد ان کی جیپیں تیز رفتاری سے آگے بڑھنے لگیں اور پھر تقریباً نصف گھنٹے کے سفر کے بعد وہ سرحد پر پہنچ گئے۔ وہاں ان کے کاغذات چیک کئے گئے۔ جیپوں کی تلاشی لی گئی اور اس کے بعد انہیں اری زونا میں داخلے کی اجازت مل گئی۔ پھر اری زونا شہر تک پہنچنے میں انہیں مزید دو گھنٹے لگ گئے۔ اری زونا خاصا بڑا اور وسیع شہر تھا۔ وہ سب ایک ہوٹل میں جا کر ٹھہر گئے۔ کھانا وغیرہ کھانے کے بعد عمران نے بیگ سے ایک کافی بڑا نقشہ نکالا اور اسے کھول کر درمیانی میز پر پھیلا دیا۔ اس نے صرف سلاگا کو اپنے پاس روک لیا تھا جبکہ باقی ساتھی آرام کرنے کے لئے اپنے اپنے کمروں میں چلے گئے تھے۔

"سلاگا۔ ہم ہانسو دریا کے ذریعے ایڈی لینڈ پہنچنا چاہتے ہیں۔ تم کبھی اس راستے سے گئے ہو"....... عمران نے نقشے پر جھکتے ہوئے سلاگا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"نہیں جناب۔ میں کبھی نہیں گیا اور میں کیا کوئی بھی اس راستے سے ایڈی لینڈ نہیں جا سکتا۔ سوائے ایڈی لینڈ والوں کے"۔ سلاگا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب"....... عمران نے چونک کر سلاگا کی طرف دیکھتے

ہوئے کہا۔

"باس۔یہ عام دریا نہیں ہے۔یہ انتہائی طوفانی دریا ہے۔اس میں نہ ہی کوئی لانچ چل سکتی ہے اور نہ کوئی کشتی۔پھر راستے میں یہ دریا پہاڑی علاقے سے گزرتا ہے جہاں اس کی رفتار انتہائی تیز ہو جاتی ہے اور یہ تنگ گھاٹیوں اور سرنگوں سے بھی گزرتا ہے"...... سلاگا نے جواب دیا۔

"تو پھر ایڈی لینڈ والے اس میں کیسے سفر کرتے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"انہوں نے ربڑ کی خاص قسم کی لانچیں بنائی ہوئی ہیں جو ہر لحاظ سے محفوظ ہوتی ہیں۔رولف اور اس کے چند خاص ساتھی تو ہیلی کاپٹر استعمال کرتے ہیں جبکہ باقی لوگ اری زونا سے ایڈی لینڈ تک انہی لانچوں میں سفر کرتے ہیں وہ یہاں سے ان لانچوں میں کھانے پینے کا سامان ، اسلحہ اور دوسری ضروریات کی چیزیں لے جاتے ہیں اور آمدورفت کیلئے بھی یہی راستہ اختیار کرتے ہیں"۔سلاگا نے جواب دیا۔

"یہ دریا اری زونا سے ایڈی لینڈ جاتا ہوگا۔چلو اری زونا سے ایڈی لینڈ تک تو وہ ان ربڑ کی کشتیوں میں جاتے ہوں گے لیکن وہاں سے دریا کے بہاؤ کے الٹ یہ کیسے سفر کرتے ہوں گے جبکہ تمہارے کہنے کے مطابق یہ دریا تنگ گھاٹیوں اور پہاڑی سرنگوں سے بھی گزرتا ہے"...... عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"مجھے نہیں معلوم۔ہو سکتا ہے ان کی کشتیوں میں اس کے لئے

کوئی خاص سسٹم موجود ہو۔بہرحال وہ انہی کشتیوں میں ہی سفر کرتے ہیں"...... سلاگا نے جواب دیا۔

"کیا ان کا اری زونا آنے کا کوئی خاص دن مقرر ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"نہیں۔جب بھی انہیں کوئی ضرورت ہوتی ہے آجاتے ہیں"۔سلاگا نے جواب دیا۔

"اگر ہم یہاں سے ہیلی کاپٹر لے لیں تو پھر تو ہم آسانی سے وہاں پہنچ سکتے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"نہیں۔وہ لوگ بہت پہلے اس ہیلی کاپٹر کو میزائل سے اڑا دیں گے۔انہوں نے اپنے ہیڈ کوارٹر کے گرد بہت دور تک چیکنگ کا باقاعدہ نظام قائم کر رکھا ہے۔انتہائی جدید ترین نظام۔حتیٰ کہ دریا کے گرد بھی پہاڑی سے لے کر ایڈی لینڈ تک جگہ جگہ چیکنگ اڈے ہیں جہاں انتہائی جدید اسلحہ سے مسلح افراد چوبیس گھنٹے موجود رہتے ہیں"...... سلاگا نے جواب دیا تو عمران اس کی بات سن کر بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ۔ان کا پہلا اڈہ کہاں ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"دریا کے بہاؤ کے ساتھ ساتھ اگر سفر کیا جائے تو اری زونا سے تقریباً پچاس کلو میٹر کے فاصلے پر پہاڑی علاقہ آجاتا ہے۔دریا اس پہاڑی علاقے کے اندر سے گزرتا ہے۔بس اس پہاڑی علاقے میں ہی ان کے اڈے ہیں۔کہاں ہیں یہ مجھے نہیں معلوم"...... سلاگا نے جواب دیا۔

"کیا ان اڈوں میں وہ مخصوص کشتیاں موجود ہوتی ہیں"۔ عمران
نے پوچھا۔
"نہیں ۔ کشتیاں صرف ہیڈ کوارٹر میں موجود ہوتی ہیں اور وہ ان
کی اس طرح حفاظت کرتے ہیں جیسے ماں اپنے بچوں کی کرتی
ہے"...... سلاگا نے جواب دیا اور عمران نے بے اختیار ایک طویل
سانس لیا۔
"تم ایسا کرو کہ اری زونا شہر میں جا کر معلومات حاصل کرو۔
دکانیں مخصوص ہوں گی جہاں سے یہ لوگ خوراک وغیرہ حاصل
کرتے ہوں گے ۔ ہو سکتا ہے کہ یہ لوگ آئے ہوئے ہوں"۔ عمران
نے کہا۔
"ہاں ۔ یہ میں معلوم کر لوں گا"...... سلاگا نے کہا۔
"او کے ۔ جاؤ اور سب سے پہلے اس بارے میں معلومات حاصل
کرو ۔ اس کے بعد ہم وہاں تک پہنچنے کی کوئی پلاننگ بنائیں گے"۔
عمران نے کہا تو سلاگا اٹھ کھڑا ہوا اور پھر عمران کو سلام کر کے وہ بیرونی
دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے
نقشے کو تہہ کرنا شروع کر دیا۔ اس کے چہرے پر گہری سوچ کے
تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔

رولف اپنے ہیڈ کوارٹر ایڈی لینڈ کے دفتر میں کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔
منے موجود میز پر کئی رنگوں کے فون اور ایک لانگ رینج لیکن انتہائی
ید قسم کا ٹرانسمیٹر تھا۔ رولف کی عادت تھی کہ وہ بذات خود کبھی
ی مشن پر کام نہیں کرتا تھا۔ بلکہ اس کے تربیت یافتہ افراد ہی مشن
ں کام کرتے رہتے تھے اور وہ انہیں ہدایت دیتا رہتا تھا۔ جب کوئی
م مشن نہ ہو تو وہ ایکریمیا میں ہی رہتا تھا کیونکہ وہاں وہ حکومتوں اور
ی بڑی حکومت مخالف تنظیموں سے دہشت گردی کی کارروائیوں کے
سلے میں رابطے کرتا رہتا تھا۔ تقریباً ہر ملک میں ایسی سیاسی پارٹیاں
ایسی تنظیمیں موجود تھیں جو حکومتوں کے خلاف دہشت گردی کی
رروائیوں کے لئے اس کی خدمات خفیہ طور پر حاصل کرتی رہتی تھیں
س طرح حکومتوں کی مخصوص ایجنسیاں بھی اپنے دشمن ملک کے
اف بڑی بڑی کارروائیاں کرانے کے لئے اسے ہائر کرتی رہتی تھیں۔
رائیلی حکومت اس کی سب سے بڑی گاہک تھی لیکن آج تک اس نے

کسی سیاسی معاملے میں مداخلت نہ کی تھی کیونکہ ان معاملات سے اس کا تعلق ہی نہ تھا اور نہ کبھی ان معاملات میں اسے کسی نے ہائر کیا تھا۔ پہلی بار اسرائیلی حکومت نے مراسک میں ہونے والی اس کانفرنس کو سبوتاژ کرنے کے لئے اسے ہائر کیا تھا اس لئے وہ ایکریمیا سے اپنے ہیڈ کوارٹر ایڈی لینڈ آگیا تھا اور اب مراسک میں اس کے آدمی کام کر رہے تھے۔ حکومت اسرائیل نے اس کا کام بے حد آسان کر دیا تھا کیونکہ اس نے اب صرف پاکیشیا کے وفد کا خاتمہ کرنا تھا۔ حکومت اسرائیل کو یقین تھا کہ اس وفد کے خاتمے کے ساتھ ہی کانفرنس خود بخود ملتوی ہو جائے گی۔ اس لئے رولف نے بھی ساری توجہ پاکیشیائی وفد کی طرف ہی کر رکھی تھی۔ اس کا خاص تربیت یافتہ گروپ مراسک میں کام کر رہا تھا جس کا چیف آسٹن تھا۔ آسٹن اور اس کا گروپ ایسی کارروائیوں میں انتہائی تربیت یافتہ تھا اور رولف اس گروپ کی ڈیوٹی وہاں لگاتا تھا جہاں معاملات انتہائی اہم ہوں۔ چونکہ اسے بتایا گیا تھا کہ مراسک میں کرنل فریدی کام کر رہا ہے اور پاکیشیائی وفد کے ساتھ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس بھی حفاظت کی غرض سے آسکتی ہے اس لئے اس نے آسٹن اور اس کے گروپ کی ڈیوٹی وہاں لگائی تھی۔ آسٹن نے اسے آج صبح ہی کال کر کے یہ تفصیل بتا دی تھی کہ اس نے پاکیشیائی وفد کی رہائش گاہ کے نیچے دور سے سرنگ لگا کر سپر بلاسٹر لگا دیا ہے اور اب وہ جس وقت چاہے صرف ایک بٹن دبا کر اس عمارت کو بلاسٹ کر سکتا ہے۔ اس لئے رولف

ی مطمئن تھا کہ اچانک ٹرانسمیٹر پر ٹوں ٹوں کی آوازیں سنائی دینے یں اور رولف نے بے اختیار چونک کر ہاتھ بڑھایا اور ٹرانسمیٹر اٹھا کر نے سامنے رکھ لیا۔ فریکونسی ڈائل پر نظریں ڈالتے ہی وہ چونک پڑا ونکہ اس جدید ٹرانسمیٹر میں یہ سسٹم بھی موجود تھا کہ کال کرنے لے کی فریکونسی بھی اس پر ظاہر ہو جاتی تھی اور جو فریکونسی اب ڈائل نظر آرہی تھی اس کے مطابق یہ اسرائیل کے سیکرٹری آف سٹیٹ تھر کی مخصوص فریکونسی تھی۔ سیکرٹری آف سٹیٹ آرتھر تمام دہشت دانہ کارروائیوں کے لئے رولف سے رابطہ کرتا تھا۔ اس لئے یکونسی دیکھتے ہی رولف سمجھ گیا کہ آرتھر نے اس مشن کے لئے کال ہو گی۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کیا۔

"ہیلو۔ آرتھر کالنگ اوور"...... بٹن دبتے ہی آرتھر کی مخصوص آواز ائی دی۔

"یس۔ رولف اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... رولف نے اسی طرح نرم میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"رولف کانفرنس کے سلسلے میں کیا ہو رہا ہے۔ ہماری حکومت اس سلے میں سخت بے چین ہے۔ اوور"...... آرتھر نے کہا۔

"جب میں نے مشن اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے تو پھر بے چینی کیسی ور"...... رولف نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ تمہیں احساس نہیں ہے رولف۔ اس بار تمہارا مقابلہ دنیا ے دو خطرناک ترین سیکرٹ ایجنٹوں سے ہے۔ ہمیں ان دونوں کا

تجربہ ہے۔ مطلب ہے کرنل فریدی اور علی عمران اور ہاں ۔ ایک بات اور میں بتا دوں ۔ پاکیشیا میں ہم نے عمران کی خصوصی نگرانی کا انتظام کیا تھا ۔ ہم معلوم کرنا چاہتے تھے کہ کیا عمران اور اس کے ساتھی پاکیشیائی وفد کے ساتھ مراسک جائیں گے یا نہیں اور ابھی پاکیشیائی وفد تو روانہ نہیں ہوا لیکن ہمیں اطلاع ملی ہے کہ عمران اپنے ساتھیوں سمیت پاکیشیا سے ایکریمیا روانہ ہو گیا ہے ۔ اوور"...... آرتھر نے کہا۔

"تو پھر کیا ہوا ۔ اوور"...... رولف نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اس اطلاع کے ملتے ہی ہم نے ایکریمیا میں اپنے ایجنٹوں کو الرٹ کر دیا اور ابھی تھوڑی دیر پہلے ہمیں اطلاع ملی ہے کہ عمران اپنے ساتھیوں سمیت اری زونا گیا ہے ۔ وہ اقوام متحدہ کے کسی ادارے کے تحت گیا ہے اور اری زونا میں تمہارا ہیڈ کوارٹر ہے اور تم ہیڈ کوارٹر میں موجود ہو ۔ اوور" ۔ آرتھر نے جواب دیا تو رولف بے اختیار ہنس پڑا۔

"مسٹر آرتھر ۔ آپ نے کیا سمجھ رکھا ہے کہ میرا ہیڈ کوارٹر ایکریمیا کی کسی شاہراہ پر موجود ہے جہاں جس کا جی چاہے گا پہنچ جائے گا ۔ ایسی کوئی بات نہیں ۔ یہاں تک کوئی نہیں پہنچ سکتا ۔ آپ اس کی فکر نہ کریں ۔ اوور"...... رولف نے ہنستے ہوئے کہا۔

"مجھے معلوم ہے رولف ۔ لیکن پھر بھی تم نے ہوشیار رہنا ہے ۔ یہ انتہائی خطرناک لوگ ہیں ۔ تمہارے اندازے سے بھی زیادہ خطرناک ۔ یہ لوگ وہاں پہنچ جاتے ہیں جہاں پہنچنا کسی انسان کے بس میں بھی نہیں ہوتا ۔ اوور"...... آرتھر نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ۔ میں مزید محتاط ہو جاؤں گا اور کچھ ۔ اوور" ۔ رولف نے جواب دیا۔

"مراسک میں تم نے کیا پلاننگ کی ہے ۔ اوور"...... آرتھر نے کہا۔

"وہاں آسٹن کا گروپ کام کر رہا ہے اور آپ جانتے ہیں کہ آسٹن اور اس کا گروپ کبھی ناکام نہیں رہا ۔ آج ہی مجھے اس کی کال ملی ہے کہ اس نے اس عمارت کو بلاسٹ کرنے کا کام مکمل کر لیا ہے جس میں پاکیشیائی وفد ٹھہرایا جانا ہے ۔ اوور"...... رولف نے کہا۔

"وہاں کرنل فریدی ہو گا ۔ اگر اس نے عین آخری لمحات میں عمارت بدل دی تو پھر ۔ اوور"...... آرتھر نے کہا۔

"ایسا کیسے ہو سکتا ہے مسٹر آرتھر ۔ یہ حکومتی معاملات ہوتے ہیں پرائیویٹ مہمان تو نہیں آ رہے کہ ایک ہوٹل کی بجائے دوسرے ہوٹل میں ٹھہرایا جائے ۔ اوور"...... رولف نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"جہاں کرنل فریدی ہو ۔ وہاں سب کچھ ہو سکتا ہے ۔ ویسے ہم سے بھیانک غلطی ہوئی ہے کہ ہم نے اس کانفرنس کے خلاف دہشت گردی کی دھمکی دے ڈالی ۔ اب وہ ہر لحاظ سے محتاط ہو گئے ہوں گے ۔ ہمارا تو خیال تھا کہ اس دھمکی کے بعد کانفرنس ملتوی ہو جائے گی اور ہمارا مقصد پورا ہو جائے گا لیکن ایسا بھی نہ ہوا اور الٹا وہ لوگ چوکنا ہو گئے ۔ اوور"...... آرتھر نے کہا۔

"اگر ایسا ہے تو پھر مجھے بتائیں کہ میں کیا کروں ۔ اس کانفرنس میں تو کم از کم چالیس پینتالیس وفد شریک ہوں گے ۔ میں کس کس

عمارت کو اتنے کم وقت میں بلاسٹ کرنے کے لئے کام کروں ۔ اوور"...... رولف نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" تم ایسا کرو کہ پاکیشیا وفد کی اس عمارت کے ساتھ ساتھ کانفرنس ہال کو بھی بلاسٹ کرنے کا پلان بنالو ۔اوور"...... آرتھر نے کہا۔

" اس کی میرے خیال میں ضرورت ہی نہ پڑے گی ۔جب ایک رات پہلے وہ عمارت بلاسٹ ہو گی تو لامحالہ جس ملک کا وفد بھی وہاں موجود ہو گا وہ ہلاک ہو جائے گا اور کانفرنس ملتوی ہو جائے گی ۔ اوور"...... رولف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" یہ لوگ انتہائی ضدی ہیں ۔کانفرنس ہال تو اچانک تبدیل نہیں ہو سکتا جبکہ رہائش گاہیں اچانک تبدیل کی جا سکتی ہیں ۔البتہ آسٹن کو ہدایت کر دو کہ اگر اس عمارت میں کوئی وفد نہ ٹھہرے تو اسے بلاسٹ نہ کرے ۔اس طرح وہ لوگ مطمئن ہو جائیں گے پھر کانفرنس ہال بلاسٹ کر دینا ۔اوور"...... آرتھر نے کہا۔

" اگر ایسی صورت ہے تو پھر اوپن کارروائی کیوں نہ کی جائے ۔ تمام عمارتوں پر میزائل فائرنگ کر دی جائے ۔اوور"...... رولف نے جواب دیا۔

"کیا مطلب ۔کیا تمہیں معلوم ہے کہ وہاں کس قسم کے انتظامات ہوں گے ۔اس روز تو کیا میرے خیال میں آج سے وہاں موجود ایک ایک آدمی کی نگرانی ہو رہی ہو گی ۔میزائل کیسے فائر ہوں گے ۔اوور"۔ آرتھر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا ۔

" میرے آدمی ان کاموں میں ماہر ہیں ۔ تم اس کی فکر مت کرو ۔ میں چاہوں تو مراسک کے پورے دارالحکومت کو میزائلوں سے اڑا دوں لیکن یہ بتا دوں کہ ایسی صورت میں یقیناً میرے آدمی گرفتار بھی ہو سکتے ہیں اور ہلاک بھی ۔اس لئے اس کا معاوضہ جو میں مانگوں گا وہ تمہیں دینا ہو گا ۔اوور"...... رولف نے جواب دیا۔

" معاوضے کی فکر مت کرو رولف ۔میرا وعدہ کہ تم جو معاوضہ بھی کہو گے ۔اس سے دوگنا حکومت اسرائیل ادا کرے گی ۔لیکن تم وہاں دہشت گردی کا بازار گرم کرا دو تاکہ حکومت مراسک بوکھلا کر کانفرنس ملتوی کرنے پر مجبور ہو جائے ۔اوور"...... آرتھر نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس میں کچھ وقت تو لگے گا ۔ایسا کانفرنس کے انعقاد سے ایک روز پہلے ہو سکتا ہے ۔اوور"...... رولف نے کہا۔

" ٹھیک ہے ۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے ۔ بس یہ کانفرنس ملتوی ہونی چاہئے ۔اوور"...... آرتھر نے کہا۔

" وہ تو ہو جائے گی ۔لیکن ایک بات باوجود غور کرنے کے میری سمجھ میں نہیں آ رہی کہ اگر یہ کانفرنس ملتوی ہو جائے تو کیا یہ دوبارہ نہیں ہو سکتی ۔اوور"...... رولف نے کہا۔

" بالکل ہو سکتی ہے رولف ۔لیکن تم ان سیاسی معاملات کو نہیں سمجھ سکتے ۔اس بار کانفرنس کا جو ایجنڈا ہے ۔اس سلسلے میں اگر قرارداد پاس ہو گئی تو اسرائیل کو ایک اہم معاہدے سے ہاتھ دھونے پڑیں

گے جس سے اسرائیل کو ناقابل تلافی نقصان ہو گا لیکن اگر کانفرنس کسی بھی وجہ سے ملتوی ہو گئی تو پھر ایسی کانفرنسیں ایک دو روز بعد منعقد نہیں ہو سکتیں ۔ کئی ماہ تک دوبارہ کانفرنس کا انعقاد نہیں کیا جا سکتا اور اس طویل وقفے کے دوران اسرائیل اپنا کام کر لے گا ۔ اوور "...... آرتھر نے جواب دیا ۔

" اوہ ۔ ٹھیک ہے ۔ میں سمجھ گیا ہوں ۔ بہرحال میں ابھی سے اوپن کارروائی کا کام شروع کر دیتا ہوں ۔ اوور "...... رولف نے کہا ۔

" سنو رولف ۔ باقاعدہ منصوبہ بندی کے تحت کام کرو ۔ تمام وفد کانفرنس سے ایک روز پہلے مراسک پہنچ جائیں گے ۔ اگر تو پاکیشیائی وفد اس عمارت میں ٹھہرے جس پر تمہارے آدمیوں نے کام کر رکھا ہے تو پھر اسے بلاسٹ کرا دو ۔ اس سے ہمارا مقصد حل ہو جائے گا اور کانفرنس ملتوی ہو جائے گی اور اگر اس میں کوئی گڑبڑ ہو جائے تو پھر اوپن کارروائی شروع کرا دو ۔ ہمارا اصل مقصد کانفرنس کا انعقاد روکنا ہے اور بس ۔ اس بات کو دھیان میں رکھنا ۔ اوور "...... آرتھر نے جواب دیا ۔

" ٹھیک ہے ۔ بہرحال اوپن کارروائی ہو نہ ہو ۔ معاوضہ تمہیں دینا ہو گا کیونکہ اس کی بلاسٹنگ بہرحال مجھے کرنا پڑے گی ۔ اوور " ۔ رولف نے جواب دیا ۔

" تمہیں تمہارا منہ مانگا معاوضہ ملے گا ۔ چاہے تم کوئی بھی کارروائی کرو ۔ شرط صرف کانفرنس کا التوا ہے اور بس ۔ اوور "...... آرتھر نے

جواب دیا ۔

" او کے ۔ اب یہ کانفرنس بہرصورت ملتوی ہو گی ۔ چاہے مجھے مراسک کے دارالحکومت میں موجود ہر آدمی کو کیوں نہ موت کے گھاٹ اتارنا پڑے ۔ اوور "...... رولف نے جواب دیا ۔

" اور ہاں ۔ اس عمران اور اس کے ساتھیوں سے بھی پوری طرح ہوشیار رہنا ۔ وہ لوگ میک اپ کے ماہر ہیں اور ہمیں جو اطلاع ملی ہے اس کے مطابق وہ ایکریمی میک اپ میں اری زونا گئے ہیں ۔ عمران کے ساتھ ایک عورت اور تین مرد ہیں ۔ اوور "...... آرتھر نے کہا ۔

" ٹھیک ہے ۔ میں ابھی اری زونا میں موجود اپنے آدمیوں کو کہہ دیتا ہوں ۔ وہ انہیں تلاش کر کے وہیں ہلاک کر دیں گے ۔ ویسے چاہے وہ لاکھ ٹکریں ماریں وہ ایڈی لینڈ نہیں پہنچ سکتے ۔ اوور "...... رولف نے جواب دیتے ہوئے کہا ۔

" او کے ۔ اوور اینڈ آل "...... دوسری طرف سے آرتھر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا ۔ رولف نے بھی ٹرانسمیٹر آف کیا اور پھر اس پر تیزی سے نئی فریکونسی ایڈجسٹ کرنا شروع کر دی ۔

" ہیلو ۔ ہیلو ۔ رولف کالنگ ۔ اوور "...... رولف نے بٹن آن کر کے کال دیتے ہوئے کہا ۔ اس نے اپنا نام اس لئے لیا تھا کہ جس ساخت کا یہ ٹرانسمیٹر تھا اسے کسی صورت بھی چیک نہ کیا جا سکتا تھا ۔

" یس ۔ آسٹن اٹنڈنگ ۔ اوور "...... تھوڑی دیر بعد ٹرانسمیٹر سے آسٹن کی آواز سنائی دی ۔

"آسٹن ۔ تم نے معلوم کیا ہے کہ کانفرنس میں شامل ہونے والے وفود کے لئے کتنی عمارتیں مختص کی گئی ہیں ۔اوور" ۔رولف نے کہا ۔

"نو سر۔آپ نے چونکہ ایسا حکم ہی نہیں دیا تھا اس لئے معلومات حاصل نہیں کیں ۔اوور"...... آسٹن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مجھے ابھی ابھی خیال آیا ہے کہ اگر عین وقت پر پاکیشیا وفد کو اس عمارت کی بجائے کسی اور عمارت میں ٹھہرا دیا گیا تو پھر ہماری ساری پلاننگ ناکام ہو جائے گی ۔اوور"...... رولف نے آرتھر کے خدشہ کو اپنا خیال بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ باس ۔واقعی ایسا ہو تو سکتا ہے ۔لیکن اب تو بہت کم وقت رہ گیا ہے ۔اب کیا کیا جائے ۔اوور"...... آسٹن نے بھی پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

"ہاں ۔سب سے بڑا مسئلہ وقت ہے ۔اس لئے میں نے ایک اور ترکیب سوچی ہے کہ اگر پاکیشیائی وفد کو اچانک کسی اور عمارت میں شفٹ کر دیا جائے تو پھر ہم پہلے والے پلان پر عمل کرنے کی بجائے اوپن میزائل فائرنگ کریں گے اور جس قدر ہو سکے وہاں دہشت گردی کریں ۔اس طرح یقیناً یہ کانفرنس ملتوی ہو جائے گی ۔اوور" ۔رولف نے کہا۔

"باس ۔یہاں انتہائی سخت انتظامات کئے جا رہے ہیں اور کانفرنس سے ایک دو روز پہلے تو شاید کسی پرندے کو بھی قریب نہ پھٹکنے دیا جائے ۔ ایسے حالات میں اوپن کارروائی کس طرح ممکن ہے ۔

اوور"...... آسٹن نے پریشان سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"دارالحکومت سے باہر کسی پہاڑی یا بلند عمارت سے نشانہ لیا جا سکتا ہے اور سٹرانگ میزائل استعمال کئے جا سکتے ہیں ۔اوور" ۔رولف نے کہا۔

"اوہ ہاں ۔سٹرانگ میزائل استعمال کئے جا سکتے ہیں ۔اس کے لئے مجھے باقاعدہ کام کرنا پڑے گا ۔میزائل اور اسے چلانے والے لانچر ۔ان کی تنصیب ۔اس کا کنٹرول خاصا لمبا اور بڑا کام ہو گا ۔اوور" ۔آسٹن نے کہا۔

"تم اب فارغ ہو ۔فوری طور پر اس پلان پر عمل شروع کر دو ۔ میں اس معاملے میں تمہیں مکمل اختیارات دے رہا ہوں ۔اوور" ۔ رولف نے کہا۔

"اوکے باس ۔میں ابھی کام شروع کر دیتا ہوں ۔ پلاننگ مکمل ہوتے ہی میں آپ کو کال کر کے تفصیلات بتا دوں گا ۔اوور"...... آسٹن نے کہا۔

"ٹھیک ہے ۔وہاں کرنل فریدی ہو گا ۔تم نے اسے بھی نگاہ میں رکھنا ہے ۔اوور"...... رولف نے کہا۔

"یس باس ۔میں نے پہلے ہی بندوبست کر لیا ہے ۔اس کی کارروائیوں کی رپورٹ مجھے ملتی رہتی ہے ۔فی الحال تو وہ صرف انتظامات کی چیکنگ کرتا پھر رہا ہے ۔اوور"...... آسٹن نے کہا۔

"اوکے ۔تمام کام انتہائی مہارت سے سرانجام دینا ۔یہ مشن

ہمارے لئے چیلنج مشن ہے۔اوور"...... رولف نے کہا۔

"یس باس۔اوور"...... آسٹن نے جواب دیا تو رولف نے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کیا اور میز پر رکھے ہوئے مختلف رنگوں کے فون پیس میں سے اس نے سرخ رنگ کے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کر دیا۔

"یس چیف"۔دوسری طرف سے اس کے پی اے کی آواز سنائی دی۔

"ایکریمیا میں سٹرائیک گروپ کے چیف مارک سے میری بات کراؤ"...... رولف نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے نیلے رنگ کے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس کرائس ہوٹل"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"رولف بول رہا ہوں۔ٹیڈ سے بات کراؤ"...... رولف نے کہا۔

"یس چیف"...... دوسری طرف سے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"ہیلو چیف۔میں ٹیڈ بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"ٹیڈ۔اری زونا میں ایک عورت اور چار مردوں کا گروپ پہنچ رہا ہے یا پہنچنے والا ہے۔یہ لوگ دراصل ایشیائی ہیں لیکن انہوں نے ایکریمی میک اپ کر رکھا ہے۔یہ انتہائی خطرناک سیکرٹ ایجنٹ ہیں اور یہ ہیڈ کوارٹر کو تباہ کرنے کا مشن لے کر یہاں پہنچے ہیں۔ہیڈ کوارٹر تو یہ بہرحال کسی صورت بھی نہیں پہنچ سکتے۔لیکن میں چاہتا ہوں کہ یہ

زندہ بھی واپس نہ جائیں۔مجھے جو اطلاعات ملی ہیں ان کے مطابق یہ اٹاوہ سے یہاں آئیں گے اور اقوام متحدہ کے کسی ادارے کے کاغذات ان کے پاس ہوں گے۔تم انہیں فوری طور پر ٹریس کرو اور ٹریس کر کے گولیوں سے اڑا دو"...... رولف نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس چیف۔آپ بے فکر رہیں۔آپ کے احکامات کی فوری تعمیل ہو گی"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور رولف نے اوکے کہہ کر رسیور رکھا ہی تھا کہ سرخ رنگ کے فون کی گھنٹی بج اٹھی اور رولف نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... رولف نے کہا۔

"مارک لائن پر ہے چیف"...... دوسری طرف سے پی اے کی آواز سنائی دی۔

"ہاں۔بات کراؤ"...... رولف نے کہا۔

"ہیلو۔مارک بول رہا ہوں چیف"...... چند لمحوں بعد ایک انتہائی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"مارک۔آسٹن مراسک کے دارالحکومت میں ایک اہم مشن پر کام کر رہا ہے۔اب وہاں تمہارے گروپ کی فوری ضرورت پڑ گئی ہے۔آسٹن کو میں نے مکمل اختیارات دے دیئے ہیں۔اب تم نے اس کے احکامات کی فوری تعمیل کرنی ہے"...... رولف نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس چیف"...... دوسری طرف سے مارک نے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو رولف نے کریڈل دبا دیا۔کچھ لمحوں تک کریڈل پر ہاتھ رکھنے کے

بعد اس نے ہاتھ اٹھالیا۔

"یس چیف"...... دوسری طرف سے پی اے کی آواز سنائی دی۔

"فرانکو سے بات کراؤ"...... رولف نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ چند لمحوں بعد ایک بار پھر فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

"یس"...... رولف نے کہا۔

"فرانکو لائن پر ہے چیف"...... پی اے کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"یس"...... رولف نے کہا۔

"ہیلو چیف۔ میں فرانکو بول رہا ہوں"...... دوسرے لمحے ایک اور مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ بے حد مؤدبانہ تھا۔

"فرانکو۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ایک گروپ ایکریمی میک اپ میں ہیڈ کوارٹر پر حملہ کرنے کے لئے اری زونا پہنچ رہا ہے۔ یہ گروپ ایک عورت اور چار مردوں پر مشتمل ہے۔ میں نے اری زونا میں ٹیڈ کے ذمے میں لگا دیا ہے کہ وہ انہیں ٹریس کر کے ہلاک کر دے لیکن چونکہ یہ لوگ حد درجہ خطرناک اور انتہائی تربیت یافتہ سیکرٹ ایجنٹ ہیں۔ اس لئے ہو سکتا ہے کہ وہ ٹیڈ کے ہاتھ نہ آسکیں اور کسی بھی طرح ہیڈ کوارٹر پہنچنے کی کوشش کریں۔ اس لئے تم ہیڈ کوارٹر کے تمام حفاظتی نظام کو اچھی طرح چیک کر لو اور ریڈ الرٹ کر دو"۔ رولف نے کہا۔

"یس چیف"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"لیکن یہاں تک پہنچنے کے تین راستے ممکن ہیں۔ ایک راستہ ہوائی ہے۔ ہو سکتا ہے وہ کسی ایسے ہیلی کاپٹر پر آئیں جس پر اقوام متحدہ کا نشان بنا ہوا ہو یا کسی دوسری کمپنی کا تم نے اب کسی بھی ہیلی کاپٹر کو آگے نہیں آنے دینا۔ چاہے وہ ایکریمیا کے صدر کا ہی کیوں نہ ہو۔ اسے فضا میں ہی بغیر ایک لمحہ ضائع کئے اڑا دینا ہے"۔ رولف نے کہا۔

"یس باس۔ حکم کی تعمیل ہو گی باس"...... فرانکو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"دوسرا راستہ زمینی ہے۔ اس راستے پر موجود تمام حفاظتی چوکیوں کو ریڈ الرٹ کر دو۔ کوئی بھی آدمی نظر آئے اسے فوری گولی مار دیں۔ چاہے وہ مقامی ہو۔ وحشی ہو۔ غیر ملکی ہو۔ ایک ہو یا ایک سے زیادہ ہوں"...... رولف نے کہا۔

"یس چیف"...... فرانکو نے جواب دیا۔

"اور تیسرا راستہ دریائی ہے۔ تمام سپیشل بوٹس کو دریا سے ہٹا لو اور دریائی راستے پر جتنی بھی چوکیاں ہیں سب کو ریڈ الرٹ کر دو۔ انسان تو انسان۔ کسی مچھلی کو بھی اس راستے سے ہیڈ کوارٹر تک نہیں پہنچنا چاہئے۔ سمجھ گئے"...... رولف نے کہا۔

"یس چیف۔ ایسا ہی ہو گا"...... فرانکو نے جواب دیا اور رولف نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ اب اس کے چہرے پر گہرے اطمینان کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔

کیپٹن حمید ریستوران کے خوبصورت ہال میں ایک میز پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی نظریں مین گیٹ پر جمی ہوئی تھیں۔ وہ کافی دیر سے یہاں بیٹھا ہوا تھا۔ ویٹر کو اس نے یہ کہہ کر ٹال دیا تھا کہ اس کا مہمان آنے والا ہے اس لئے مہمان کے آنے پر ہی آرڈر دیا جائے گا۔ اسے کیپٹن صائمہ کا انتظار تھا اور جیسے جیسے وقت گزرتا جا رہا تھا اس کے دل میں کیپٹن صائمہ کے لئے غصے کے جذبات تیز ہوتے جا رہے تھے کیونکہ دیئے ہوئے وقت سے بھی پندرہ منٹ زیادہ گزر گئے تھے اور اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ اگر کیپٹن صائمہ مزید پندرہ منٹ تک نہ آئی تو وہ نہ صرف یہاں سے اٹھ جائے گا بلکہ کیپٹن صائمہ کا وہ حشر کرے گا کہ وہ ہمیشہ یاد رکھے گی لیکن پھر ابھی مزید پانچ منٹ ہی گزرے تھے کہ اسے مین گیٹ پر صائمہ نظر آ گئی۔ اس نے جینز اور شرٹ کے اوپر چمڑے کی سیاہ جیکٹ پہن رکھی تھی۔ وہ گیٹ پر کھڑی ہو کر ادھر ادھر دیکھ رہی تھی کہ کیپٹن حمید نے ہاتھ اٹھا کر ہرایا تو کیپٹن صائمہ بے اختیار

چونک پڑی۔ اس کے چہرے پر مسکراہٹ سی پھیلتی نظر آئی اور وہ تیز تیز قدم اٹھاتی ہوئی کیپٹن حمید کی طرف آنے لگی۔ جب صائمہ قریب آئی تو کیپٹن حمید اس کے استقبال کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔

"سوری کیپٹن حمید۔ مجھے دیر ہو گئی۔ دراصل میں تیار ہو کر گھر سے نکلنے ہی لگی تھی کہ کرنل عبداللہ صاحب کا فون آگیا کہ وہ آ رہے ہیں انہوں نے مجھ سے کوئی خاص بات کرنی ہے۔ چنانچہ مجھے ان کا انتظار کرنا پڑا"۔ کیپٹن صائمہ نے آتے ہی معذرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کوئی بات نہیں کیپٹن صائمہ۔ بہار کی آمد کا تو ساری عمر انتظار کیا جا سکتا ہے"...... کیپٹن حمید نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"شکریہ"...... کیپٹن صائمہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے ویٹر آگیا تو حمید نے اسے جوس لانے کا کہا۔

"کرنل عبداللہ نے کون سی ضروری بات کرنی تھی۔ خیریت تھی"...... کیپٹن حمید نے مسکراتے ہوئے کہا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ اس کا جو پروگرام کرنل فریدی سے طے ہوا ہے۔ ہو سکتا ہے اس کے بارے میں بات کی گئی ہو۔ لیکن وہ یہ بات کیپٹن صائمہ کے منہ سے سننا چاہتا تھا۔

"کرنل عبداللہ نے میری نئی ڈیوٹی لگا دی ہے اور وہ بھی تمہارے ساتھ"۔ کیپٹن صائمہ نے کہا تو کیپٹن حمید بے اختیار مسکرا دیا۔

"تو کیا تمہیں میرے ساتھ ڈیوٹی پر اعتراض ہے"...... کیپٹن حمید نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں کیپٹن حمید ۔ آپ اور کرنل فریدی دونوں ہمارے
لئے تصوراتی شخصیتیں ہیں ۔ مجھے تو حقیقتاً آپ لوگوں کے ساتھ کام کر
کے دلی مسرت ہوگی" ...... کیپٹن صائمہ نے مسکراتے ہوئے کہا اور
کیپٹن حمید کا چہرہ مسرت کی زیادتی سے بے اختیار تمتما اٹھا۔
"اس حسن ظن کا شکریہ ۔ لیکن اب ہمیں اس چیلنج پر پورا اتر
ہے" ...... کیپٹن حمید نے جواب دیا۔
"لیکن ہمیں کرنا کیا ہوگا" ...... کیپٹن صائمہ نے کہا تو کیپٹن حم
بے اختیار چونک پڑا۔
"کیا مطلب ۔ کیا کرنل نے تمہیں کچھ نہیں بتایا" ۔ کیپٹن
حمید نے حیران ہو کر کہا۔
"نہیں ۔ انہوں نے صرف اتنا کہا ہے کہ کرنل فریدی صاحب
کیپٹن حمید کی علیحدہ کوئی اہم ڈیوٹی لگائی ہے اور میں نے اب سیکورٹی
سے ہٹ کر آپ کے ساتھ ڈیوٹی دینی ہے" ...... کیپٹن صائمہ نے
جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ کیپٹن حمید کوئی جواب دیتا ۔ ویٹر
جوس کے گلاس لا کر ان کے سامنے رکھ دیئے اور ان دونوں نے
اپنے گلاس اٹھا لئے ۔
"کیپٹن صائمہ ۔ تمہیں یہ تو بتانے کی ضرورت نہیں ہے کہ ایک
ہفتے بعد اسلامی کونسل کی طرف سے یہاں اسلامی وزرائے خارجہ
انتہائی اہم کانفرنس منعقد ہو رہی ہے جس میں تمام اسلامی ممالک
وفود شرکت کر رہے ہیں" ...... کیپٹن حمید نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہاں ۔ مجھے معلوم ہے اور یہ بھی معلوم ہے کہ کسی عالمی دہشت
رد نے اس کانفرنس کو سبوتاژ کرنے کی دھمکی بھی دی ہے جس کی وجہ
ے یہاں حکومت کی طرف سے سیکورٹی کے انتظامات انتہائی سخت کر
یئے گئے ہیں اور یہ بھی مجھے معلوم ہے کہ آپ کا اور کرنل فریدی کا
ق اسلامی سیکورٹی سے ہے ۔ اس لئے آپ بھی اس کانفرنس کے
قاد کے سلسلے میں یہاں کام کر رہے ہیں" ...... کیپٹن صائمہ نے
س سپ کرتے ہوئے جواب دیا۔
"اس عالمی دہشت گرد جس کا نام رولف بتایا جاتا ہے اس کے آدمی
ں یقیناً درپردہ کام کر رہے ہوں ر کرنل فریدی نے میری
ٹی لگائی ہے کہ میں انہیں ٹریس کروں ۔ چونکہ میں یہاں کے مقامی
و اور حالات سے واقف نہیں ہوں اس لئے میں نے کرنل فریدی
کہا تھا کہ وہ کرنل عبداللہ سے کہہ کر تمہاری ڈیوٹی میرے ساتھ لگوا
ں" ...... کیپٹن حمید نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"اوہ ۔ پھر تو واقعی انتہائی اہم ڈیوٹی ہے اور ہمیں اس سلسلے میں
ئی سنجیدگی سے کام کرنا چاہئے" ...... کیپٹن صائمہ نے یکلخت انتہائی
ہ ہوتے ہوئے کہا۔
"ارے ارے ۔ اتنا پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے ۔ یہ کام
ے لئے انتہائی معمولی ہے ۔ میں تو اسے اکیلا بھی کر لیتا لیکن میں
کرنل فریدی سے یہ بات صرف اس لئے کی تھی تا کہ تمہارے ساتھ
سے زیادہ وقت گزارا جا سکے" ...... کیپٹن حمید نے مسکراتے

ہوئے فاتحانہ لہجے میں کہا۔

"اچھا۔ بہرحال یہ اچھا ہوا کہ میری ڈیوٹی تمہارے ساتھ لگ گئی۔ بے تکلفی معاف۔ اب جبکہ مل کر کام کرنے ہے تو پھر یہ "آپ" تکلف کب تک چل سکتا ہے اور میں تو ویسے بھی بے تکلف سی لڑکی ہوں۔ مجھ سے یہ تکلف بھرے جملے ادا نہیں کئے جا سکتے اور تم بھی مجھے صرف صائمہ کہہ سکتے ہوں۔ کیپٹن صائمہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے"۔ کیپٹن صائمہ نے بڑے بے تکلفانہ لہجے میں کہا۔

"اس بے تکلفی کا شکریہ۔ میں بھی بے تکلفی کا ہی عادی ہوں"۔ کیپٹن حمید نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو صائمہ بھی ہنس پڑی۔

"پھر کیا پلاننگ کی ہے تم نے"...... کس طرح انہیں ٹریس کیا جائے گا"...... صائمہ نے کہا۔

"ارے اتنی بھی کیا جلدی ہے۔ ابھی تو ہم یہاں اکٹھے گھومیں پھریں گے۔ تفریح کریں گے۔ کانفرنس کے انعقاد کے ایک روز پہلے ان لوگوں کو کان سے پکڑ کر کرنل فریدی کے حوالے کر دیں گے"۔ کیپٹن حمید نے بڑے فاتحانہ لہجے میں کہا۔

"کیا انہیں پکڑنا اتنا آسان ہے"...... صائمہ نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آسان ہوتا تو پھر مجھے اور کرنل فریدی کو یہاں آنے کی ضرورت تھی"...... کیپٹن حمید نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تو پھر تم تو اس طرح کہہ رہے ہو جیسے تمہیں ان کے بارے میں

سب کچھ معلوم ہے اور تم جس وقت چاہو گے انہیں پکڑ لو گے"۔ صائمہ نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہماری ساری زندگی اسی کام میں گزر گئی ہے۔ یہ بیچارے دہشت گرد تو کوئی حیثیت ہی نہیں رکھتے۔ ہم نے تو بڑی بڑی سپر طاقتوں کو اپنے سامنے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیا ہے"...... کیپٹن حمید نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ مجھے کرنل عبداللہ صاحب نے بتایا تھا کہ کرنل فریدی ان معاملات میں بین الاقوامی شہرت کے مالک ہیں"...... کیپٹن صائمہ نے اثبات کے انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"کرنل فریدی کا تو صرف نام ہی نام ہے۔ اصل کام تو میں کرتا ہوں لیکن چونکہ وہ مجھ سے بڑے بھی ہیں اس لئے میں ان کا احترام کرتے ہوئے انہیں کریڈٹ دے دیتا ہوں"...... کیپٹن حمید نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ واقعی"...... کیپٹن صائمہ نے اپنی بڑی بڑی آنکھوں کو اور زیادہ پھیلاتے ہوئے کہا۔

"تو اور کیا۔ اب تم خود دیکھو۔ حکومت کی طرف سے یہاں سیکورٹی کے انتظامات ہیں۔ کرنل عبداللہ اور ایسے ہی بے شمار لوگ کام کر رہے ہیں۔ مگر کرنل فریدی کیا کر رہا ہے۔ صرف چودھراہٹ۔ صرف چیکنگ۔ جبکہ ان دہشت گردوں کو پکڑنے کا کام اس نے مجھے دے دیا ہے۔ کیوں دے دیا ہے اس لئے کہ میں ہی یہ کام کر سکتا

ہوں"...... کیپٹن حمید نے اور زیادہ چوڑا ہوتے ہوئے کہا۔

"ہاں واقعی۔ بات تو سمجھ میں آتی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ پھر مجھے تمہارے ساتھ رہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں دوبارہ اپنی پہلے والی ڈیوٹی سنبھال لوں"...... صائمہ نے کہا۔

"ارے ارے۔ وہ کیوں"...... کیپٹن حمید نے چونک کر کہا۔

"اس لئے کہ ابھی تو تمہارا کام کرنے کا موڈ ہی نہیں بن رہا اور میری عادت ہے کہ میں فارغ نہیں رہ سکتی۔ اس کے علاوہ ان دنوں ایمرجنسی نافذ ہے۔ ان دنوں کم از کم میں تو تفریح کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتی"...... صائمہ نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"جب میں نے کہہ دیا ہے کہ کانفرنس سے پہلے بہرحال یہ دہشت گرد پکڑے جائیں گے تو پھر تمہیں مجھ پر اعتماد کرنا چاہئے اور تمہاری ڈیوٹی میرے ساتھ لگائی گئی ہے تو اب چاہے میں تمہیں اپنے ساتھ تفریح کراؤں یا کام کراؤں۔ تم تو بہرحال ڈیوٹی پر ہی ہو گی"۔ کیپٹن حمید نے کہا۔

"سوری حمید صاحب۔ میں اس طرح فارغ نہیں رہ سکتی۔ آپ کام شروع کریں گے تو میں آپ کے ساتھ ڈیوٹی دے دوں گی"...... صائمہ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اگر یہ بات ہے تو پھر مجھے آج سے ہی کام شروع کر دینا چاہئے تاکہ تم تو ساتھ رہ سکو"...... کیپٹن حمید نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"بہتر یہی ہے کیونکہ اس کانفرنس کا انعقاد مراسک کی عزت کا مسئلہ

ہے اور میں مراسکی ہوں اور میں چاہتی ہوں کہ یہ دہشت گرد ناکام ہوں اور مراسک حکومت اور عوام کامیاب رہیں"...... صائمہ نے انتہائی جذباتی لہجے میں کہا تو کیپٹن حمید بے اختیار مسکرا دیا۔

"مجھے تمہارے جذبات کی قدر ہے صائمہ اور پھر میرا وعدہ کہ ان دہشت گردوں کی گرفتاری کا کریڈٹ تمہیں ہی ملے گا۔ پوری دنیا میں تمہارا نام ہو گا اور مراسک حکومت تمہیں اپنے ملک کا اعلیٰ ترین اعزاز دینے پر مجبور ہو جائے گی"...... کیپٹن حمید نے کہا تو صائمہ کے چہرے پر جیسے مسرت کے بے شمار چشمے پھوٹ پڑے۔ اس کی آنکھوں میں چمک تیز ہو گئی تھی۔

"ارے کیا واقعی"...... صائمہ نے انتہائی جذباتی لہجے میں کہا۔

"ہاں صائمہ۔ یہ میرا وعدہ ہے اور سب جانتے ہیں کہ میں اپنا وعدہ بہرحال پورا کرتا ہوں"...... کیپٹن حمید نے مسکراتے ہوئے کہا اور صائمہ کا چہرہ اور زیادہ کھل اٹھا۔

"پھر اب کیا پروگرام ہے۔ ہمیں کہاں سے آغاز کرنا ہو گا"۔ صائمہ نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

"دیکھو صائمہ۔ یہ بات تو طے ہے کہ یہ دہشت گرد غیر ملکی ہیں مقامی افراد نہیں ہیں۔ لیکن بہرحال انہوں نے یہاں کے مقامی افراد کی مدد حاصل کی ہو گی۔ کسی ایسے گروپ کی جو اس قسم کے کاموں میں ملوث رہتا ہو۔ کیا تم ایسے کسی گروپ سے واقف ہو"...... کیپٹن حمید نے کہا تو صائمہ کے چہرے پر فکر مندی کے تاثرات ابھر آئے۔

" مجھے ۔ نہیں ۔ میں نے تو کسی ایسے افراد سے کبھی کوئی تعلق ہی نہیں رکھا ۔ البتہ "...... صائمہ بات کرتے کرتے رک گئی تو کیپٹن حمید بے اختیار چونک پڑا ۔

" البتہ کیا"...... کیپٹن حمید نے چونک کر پوچھا ۔

" البتہ میری ایک فرینڈ ہے فرناز ۔ اس کا تعلق البتہ ایسے لوگوں سے ہے"...... صائمہ نے جواب دیا ۔

" ایسے لوگوں سے تعلق رکھنے والی تمہاری فرینڈ کیسے ہو گئی" ۔ کیپٹن حمید نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو صائمہ بے اختیار ہنس پڑی ۔

" فرناز بذات خود بری لڑکی نہیں ہے ۔ وہ میری کلاس فیلو ہے ۔ اس کے والد کا یہاں ہوٹل ہے ۔ ہوٹل تھری سٹار اور فرناز اس کی منیجر ہے ۔ اس طرح اس کے ایسے لوگوں سے تعلقات ہیں ۔ وہ مجھے اس دنیا کی انتہائی حیرت انگیز کہانیاں سناتی رہتی ہے"...... صائمہ نے کہا ۔

" کیا اس وقت وہ ہوٹل میں موجود ہو گی"...... کیپٹن حمید نے پوچھا ۔ وہ بھی اب کام کرنے کے موڈ میں آگیا تھا ۔ اس نے اپنی انا کی خاطر صائمہ کے سامنے اپنے بڑائی ظاہر کر دی تھی لیکن ظاہر ہے اب اگر وہ پیچھے ہٹتا تو صائمہ کو اس کا مذاق اڑانے کا موقع مل جاتا اور پھر ایک اور لڑکی سے ملنے کا موقع بھی مل رہا تھا اس لئے اس کا کام کرنے کا موڈ خود بخود بن گیا تھا ۔

" یہ تو معلوم کرنا پڑے گا ۔ میں تو کبھی اس کے ہوٹل نہیں گئی" ۔ صائمہ نے کہا ۔

" تو آؤ پھر وہیں چلتے ہیں ۔ کوئی ٹیکسی کر لیتے ہیں"...... کیپٹن حمید نے اٹھتے ہوئے کہا ۔

" میں کار لے آئی ہوں اور ہوٹل تھری سٹار تو میں نے دیکھا ہوا ہے میں اندر جانے کی بات کر رہی تھی" ۔ صائمہ نے کہا تو کیپٹن حمید نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا وہ کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا اس نے وہاں پیمنٹ کی اور پھر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا تھوڑی دیر بعد ان کی کار سڑک پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی ڈرائیونگ سیٹ پر صائمہ تھی جبکہ سائیڈ سیٹ پر کیپٹن حمید بیٹھا ہوا تھا ۔

" تم فرناز سے کیا معلوم کرنا چاہتے ہو"...... صائمہ نے کیپٹن حمید سے مخاطب ہو کر پوچھا ۔

" کیا وہ شادی شدہ ہے"...... کیپٹن حمید نے کہا ۔

" نہیں ۔ کیوں" ۔ صائمہ نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں پوچھا ۔

" تو پھر ظاہر ہے اس سے اس کے شوہر اور بچوں کے بارے میں تو نہیں پوچھا جا سکتا"...... کیپٹن حمید نے جواب دیا تو صائمہ بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی ۔

" وہ انتہائی بے باک اور دوست پرور لڑکی ہے ۔ اس کے دوست بے شمار ہیں اس لئے اس سے اس کے دوستوں کے بارے میں ضرور پوچھا جا سکتا ہے"...... صائمہ نے ہنستے ہوئے کہا ۔

" کیا ضرورت ہے پرانے دوستوں کے بارے میں پوچھنے کی ۔ نئے

دوست جب ملتے ہیں تو پرانوں کو آدمی خود بخود بھول جاتا ہے"۔ کیپٹن حمید نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو صائمہ ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"تو یہ ارادے ہیں"...... صائمہ نے ہنستے ہوئے کہا۔

"فی الحال تو کوئی ارادہ نہیں ہے کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ وہ چاہے پرستان کی پری یا جنت کی حور کیوں نہ ہو۔ تم سے زیادہ حسین نہیں ہو سکتی"...... کیپٹن حمید نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا تو صائمہ بے اختیار ہنس پڑی۔

"کیپٹن حمید۔ تم واقعی لیڈی کلر بن سکتے ہو۔ تم اس انداز میں تعریف کرتے ہو کہ دل مسرت سے جھوم اٹھتا ہے"...... صائمہ نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں۔ مجھ جیسا آدمی لیڈی کلر کیسے ہو سکتا ہے۔ میں تو حسن شناس ہوں اور بس"...... کیپٹن حمید نے کہا اور صائمہ نے مسکراتے ہوئے کار کو ایک کھلے ہوئے گیٹ کے اندر موڑ دیا۔ یہ دو منزلہ عمارت تھی اور اس پر ہوٹل تھری سٹار کا بڑا سا بورڈ بھی موجود تھا ایک طرف پارکنگ بنی ہوئی تھی۔ صائمہ نے کار وہاں لے جا کر روک دی۔ وہاں اور بھی کاریں موجود تھیں لیکن وہ سب پرانی سی کاریں تھیں جبکہ صائمہ کی کار نئی تھی۔ کار روک کر وہ دونوں نیچے اتر آئے۔ صائمہ نے کار کو لاک کرنا شروع کر دیا جبکہ کیپٹن حمید نے ہوٹل میں جانے اور وہاں سے نکلنے والے افراد کو دیکھنا شروع کر دیا اور اس کے

ساتھ ہی اسکے ہونٹ بے اختیار بھنچ گئے کیونکہ ان لوگوں کو دیکھ کر ہی وہ سمجھ گیا تھا کہ یہ ہوٹل زیر زمین افراد کا گڑھ ہے۔ آنے جانے والوں میں عورتیں بھی تھیں اور مرد بھی لیکن وہ اپنی چال ڈھال لباس اور چہروں سے ہی تھرڈ کلاس غنڈے اور بدمعاش نظر آرہے تھے۔

"آؤ"...... کار لاک کر کے صائمہ نے کہا اور کیپٹن حمید نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ دونوں ہی ہوٹل کے مین گیٹ کی طرف بڑھنے لگے۔ گیٹ سے آنے جانے والے ان دونوں کو حیرت سے دیکھتے اور پھر آگے بڑھ جاتے۔ جب وہ دونوں اندر داخل ہوگئے تو صائمہ نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ اس کے چہرے پر نفرت کے تاثرات ابھر آئے تھے کیونکہ ہال منشیات کے دھوئیں اور سستی شراب کی بو سے بھرا ہوا تھا۔ وہاں موجود عورتیں اور مرد اس طرح اونچے لہجے میں باتیں کر رہے تھے جیسے وہ کسی فلم میں کام کر رہے ہوں۔ ہال کے اندر چار مشین گنوں سے مسلح غنڈے بڑے فاخرانہ انداز میں چل پھر رہے تھے جبکہ ایک طرف بڑا سا کاؤنٹر تھا جس کے پیچھے ایک مقامی لڑکی اور پہلوان نما آدمی موجود تھا۔

"یہ کیسا ہوٹل ہے۔ لاحول ولا قوۃ۔ یہ ہے فرناز کا ہوٹل"۔ صائمہ نے حیرت بھرے بلکہ کسی حد تک نفرت بھرے لہجے میں کہا اور کیپٹن حمید صائمہ کی بات سن کر بے اختیار مسکرا دیا۔ اس کا رخ کاؤنٹر کی طرف ہی تھا۔ کاؤنٹر پر موجود پہلوان نما آدمی دونوں کہنیاں کاؤنٹر پر ٹیکے ان کی طرف ہی دیکھ رہا تھا۔ اس کی تیز نظریں صائمہ پر جمی ہوئی

تھیں اور کیپٹن حمید کو اس کی نظروں میں موجود ہوس دور سے ہی نمایاں طور پر نظر آرہی تھی جبکہ اس کے ساتھ موجود لڑکی آرڈر سرو کرنے میں مصروف تھی۔

"میڈم فرناز کا دفتر کہاں ہے"....... کیپٹن حمید نے کاؤنٹر کے قریب پہنچ کر اس پہلوان نما آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تم نے میڈم سے ملنا ہے"....... پہلوان نما آدمی نے یکلخت سیدھے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھوں میں تیز چمک لہرا اٹھی تھی اور چہرے پر موجود شیطنیت میں اضافہ ہو گیا تھا۔ کیپٹن حمید اس کے تاثرات کو اچھی طرح سمجھ رہا تھا۔

"ہاں"....... کیپٹن حمید نے جواب دیا۔

"آؤ میرے ساتھ میں تمہیں خود ہی ان کے دفتر پہنچا آتا ہوں"۔ پہلوان آدمی نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور پھر تیزی سے کاؤنٹر سے باہر نکل آیا۔ وہ خاصا جاندار آدمی لگ رہا تھا۔ اس نے جینز کی پتلون اور ہاف آستین کی گہرے زرد رنگ کی شرٹ پہن رکھی تھی۔

"سونو۔ کاؤنٹر کا خیال رکھنا۔ مجھے کچھ دیر لگ جائے گی"۔ پہلوان نما آدمی نے کاؤنٹر پر موجود لڑکی سے مخاطب ہو کر کہا اور اس لڑکی نے ایک نظر صائمہ کو دیکھا اور پھر ہونٹ بھینچ لئے۔ اس کے چہرے پر ایسے تاثرات ابھر آئے تھے جیسے اسے صائمہ سے بڑی ہمدردی محسوس ہو رہی ہو۔

"آؤ میرے پیچھے"....... اس پہلوان نما آدمی نے کہا اور مڑ کر تیزی

سے ایک طرف موجود راہداری کی طرف بڑھ گیا۔

"تمہارا نام کیا ہے"....... کیپٹن حمید نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔ وہ اس پہلوان کی ساری پلاننگ اچھی طرح سمجھ گیا تھا۔ پہلوان کی پلاننگ کے مطابق وہ انہیں کسی علیحدہ اور خالی کمرے میں لے جاتا اور کیپٹن حمید کو بے ہوش کر کے وہ صائمہ کو جھپٹ لیتا۔ اس قسم کے تھرڈ کلاس ہوٹلوں میں ایسے لوگ ایسی وارداتیں عام کرتے رہتے تھے لیکن شاید اس پہلوان کی بدقسمتی تھی کہ وہ کیپٹن حمید کو عام سا نوجوان سمجھ رہا تھا۔

"میرا نام پارکو ہے پارکو۔ پورے دارالحکومت میں پارکو کا نام مشہور ہے"....... اس پہلوان نے بازوؤں کو اکڑاتے ہوئے کہا۔

"اچھا۔ کس بات کے لئے مشہور ہے۔ کیا تمہیں کوئی خاص فن آتا ہے"....... کیپٹن حمید نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ ایسا فن کہ ابھی تم دونوں پارکو کے فن کی داد دینے پر مجبور ہو جاؤ گے"....... پارکو نے دانت نکالتے ہوئے کہا۔

"حمید صاحب۔ یہ آدمی مجھے خطرناک لگ رہا ہے"....... اسی لمحے صائمہ نے سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔

"فکر مت کرو صائمہ۔ ایسے آدمیوں کا زہر نکالنا مجھے خوب آتا ہے"....... کیپٹن حمید نے آہستہ سے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے پارکو ایک بند دروازے کے سامنے رک گیا تھا کیونکہ کیپٹن حمید اور صائمہ دونوں چند قدم پیچھے رہ گئے تھے اور وہ ان کے قریب آنے کا

انتظار کرنے کے لئے کھڑا ہو گیا تھا۔ جب وہ دونوں قریب آئے تو اس نے دروازے کو دھکیل کر کھولا اور ایک طرف ہو گیا۔

"اندر تشریف لے جائیں۔ یہ وزیٹرز روم ہے۔ میں مادام کو اطلاع کرتا ہوں۔ وہ چند منٹ میں آ جائیں گی"...... پار کو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اسے کہیں کہ کیپٹن صائمہ آئی ہے"...... صائمہ نے کہا۔

"جی بہتر"...... پار کو نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا اور کیپٹن حمید اندر داخل ہو گیا۔ یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا جس میں دیواروں کے ساتھ صوفے لگے ہوئے تھے۔ جبکہ درمیان میں چھوٹی میزیں موجود تھیں۔ کیپٹن حمید کے پیچھے صائمہ بھی اندر آ گئی اور اس کے اندر داخل ہوتے ہی پار کو بھی اچھل کر اندر آ گیا اور اس نے مڑ کر دروازہ بند کر دیا اور اس کی چٹخنی چڑھا دی۔ دروازہ بند کرنے کی آواز سن کر کیپٹن حمید سمجھ گیا کہ یہ ساؤنڈ پروف کمرہ ہے کیونکہ دروازے اور اس کے بند ہونے کی مخصوص آواز نے اسے بتا دیا تھا۔

"پہلے تم پار کو سے تو ملو بلبل۔ تم جیسی خوبصورت لڑکی میں نے بہت کم دیکھی ہے اور سنو۔ تم غیر ملکی ہو۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ اپنی موت کو آواز نہ دو اور ایک طرف خاموشی سے بیٹھ کر تماشہ دیکھو"...... پار کو نے دروازہ بند کر کے مڑتے ہوئے بڑے شیطانی لہجے میں کہا۔ اس کے چہرے پر اب شیطانی مسکراہٹ ابھری ہوئی تھی اور آنکھوں میں تیز چمک تھی۔

"یہ کیا کہہ رہے ہو تم"...... کیپٹن صائمہ نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میرا نام پار کو ہے پار کو سمجھیں اور تم جیسی خوبصورت لڑکیوں کو مجھ سے دوستی پر فخر ہونا چاہئے"۔ پار کو نے دانت نکالتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے وہ کسی عقاب کی طرح اچھل کر صائمہ پر جھپٹا۔ لیکن اسکے ساتھ ہی وہ بری طرح چیختا ہوا اچھل کر ایک دھماکے سے سائیڈ پر موجود صوفے پر گرا اور پھر صوفے سے لڑھک کر نیچے جا گرا۔

"فاؤل مت کھیلو مسٹر پار کو۔ مردوں کی دوستی مردوں سے ہی اچھی رہتی ہے۔ اسلئے پہلے میرے ساتھ دوستی کرو۔ اسی میں تمہاری بہتری ہے"۔ کیپٹن حمید نے مسکراتے ہوئے کہا۔ صائمہ پر اچھل کر جھپٹتے ہوئے پار کو کو اس نے لات ماری تھی اور یہ اسکی لات کا ہی نتیجہ تھا کہ پہلوان نما پار کو اچھل کر ایک دھماکے سے سائیڈ پر جا گرا تھا۔

"تم ہٹ جاؤ کیپٹن حمید۔ اب میں اس کی شیطنیت کو سمجھ گئی ہوں۔ اب میں اس کی ہڈیاں خود اپنے ہاتھوں سے توڑوں گی"۔ صائمہ نے غراتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ جب تک میں تمہارے ساتھ ہوں۔ تمہیں کچھ کرنے کی ضرورت نہیں ہے"...... کیپٹن حمید نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے پار کو اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کا چہرہ غصے کی شدت سے بری طرح بگڑا ہوا تھا۔

"تو تم نے اپنی موت کو آواز دے ہی دی ہے"...... پارکو نے غراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے بجلی کی سی تیزی سے جیب سے ریوالور نکالا لیکن دوسرے لمحے جیسے بجلی چمکتی ہے اس طرح کیپٹن صائمہ حرکت میں آئی اور پلک جھپکنے میں وہ پارکو کے ہاتھ سے ریوالور جھپٹ کر دوسرے کونے میں جا کھڑی ہوئی۔ اس کا ایکشن اس قدر تیز تھا کہ کیپٹن حمید بھی حیران رہ گیا تھا جبکہ پارکو حیرت سے منہ کھولے کھڑا تھا مگر دوسرے لمحے ایک دھماکہ ہوا اور پارکو چیخ مار کر اچھلا اور پھر دھڑام سے فرش پر جا گرا۔ ایک اور دھماکہ ہوا اور پارکو کے حلق سے ایک بار پھر کربناک چیخ نکلی اور اس کا جسم پانی سے نکلی ہوئی مچھلی کی طرح تڑپنے لگا۔ اس کی دونوں رانوں سے خون فوارے کی طرح نکل رہا تھا وہ اب مسلسل چیخ رہا تھا۔

"بولو کہاں ہے فرناز۔ بولو۔ ورنہ دل میں گولی اتار دوں گی"۔ صائمہ نے آگے بڑھ کر اس کے سینے کی طرف ریوالور کی نال کا رخ کرتے ہوئے غراتے ہوئے کہا۔

"اوپر۔ اوپر والی منزل میں اس کا دفتر ہے۔ اس۔ کا۔ دفتر"۔ پارکو نے ڈوبتے ہوئے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کا جسم ساکت ہو گیا۔ وہ تکلیف کی شدت سے بے ہوش ہو گیا تھا۔

"تم نے واقعی کمال حوصلے کا ثبوت دیا ہے کہ اسے براہ راست گولی نہیں ماری"...... کیپٹن حمید نے حیرت بھرے لہجے میں صائمہ سے مخاطب ہو کر کہا جو اب جیب سے رومال نکال کر اس سے اس

ریوالور کا دستہ صاف کر رہی تھی۔

"یہاں قتل کی سزا موت ہے۔ چاہے یہ قتل ملک کے صدر کے ہاتھ سے کیوں نہ ہو"...... صائمہ نے کہا اور پھر ریوالور ایک طرف پھینک کر وہ دروازے کی طرف مڑ گئی۔ چند لمحوں بعد وہ دونوں تیز تیز قدم اٹھاتے دوبارہ ہال کی طرف بڑھ گئے۔

"سنو۔ تمہارا وہ پارکو زخمی حالت میں کمرے میں پڑا ہوا ہے۔ اسے ہسپتال بھجوا دو۔ ورنہ وہ مر جائے گا"...... صائمہ نے کاؤنٹر پر کھڑی لڑکی سے کہا اور پھر تیزی سے ایک طرف موجود لفٹ کی طرف بڑھ گئی جس پر آفس کی تختی لگی اسے صاف دکھائی دے رہی تھی۔ کاؤنٹر پر کھڑی لڑکی کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔ اس کی آنکھیں پھٹنے کے قریب ہو گئی تھیں۔ وہ اس طرح حیرت سے صائمہ اور کیپٹن حمید کو دیکھ رہی تھی جیسے اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہ آ رہا ہو اور پھر وہ کاؤنٹر کے پیچھے سے نکلی اور تیزی سے سائیڈ راہداری میں مڑ گئی۔ کیپٹن حمید اور صائمہ دونوں لفٹ کی طرف بڑھ گئے۔ چند لمحوں بعد وہ دونوں دوسری منزل پر پہنچ چکے تھے۔ یہاں ایک راہداری تھی جس میں سے لوگ آ جا رہے تھے۔ ایک دروازے پر منیجر کی تختی لگی ہوئی تھی۔ صائمہ اور حمید اس دروازے کی طرف بڑھ گئے۔ دروازے کے باہر ایک دربان موجود تھا جس نے نہ صرف ان کے قریب آنے پر انہیں انتہائی مؤدبانہ انداز میں سلام کیا بلکہ ہاتھ بڑھا کر دروازہ بھی کھول دیا اور وہ دونوں کمرے میں داخل ہو گئے۔ یہ واقعی وزیٹرز روم تھا۔ وہاں چار مرد

اور دو عورتیں بیٹھی ہوئی تھیں۔ایک طرف ایک دروازہ تھا جس کے پاس ایک کاؤنٹر بنا ہوا تھا اور اس کاؤنٹر کے پیچھے ایک مقامی لڑکی اپنے سامنے فون رکھے بیٹھی ہوئی تھی۔صائمہ اور کیپٹن حمید اس لڑکی کی طرف بڑھ گئے۔

"جی فرمائیے"۔لڑکی نے انکے قریب آنے پر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"فرناز سے کہو کہ کیپٹن صائمہ آئی ہے"...... صائمہ نے سرد لہجے میں کہا۔شاید پارکو کی وجہ سے اس کا موڈ آف ہو چکا تھا۔

"یس میڈم"...... لڑکی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے سامنے رکھے انٹرکام کا رسیور اٹھا لیا اور ایک نمبر پریس کر دیا۔

"مادام۔کیپٹن صائمہ اور ان کے ساتھ ایک غیر ملکی صاحب تشریف لائے ہیں"...... لڑکی نے کیپٹن حمید کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ظاہر ہے کیپٹن حمید تو مراسک والوں کے لئے غیر ملکی ہی تھا۔

"یس مادام۔یس مادام"...... دوسری طرف سے بات سن کر لڑکی نے بے اختیار بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر رسیور رکھ کر وہ بجلی کی سی تیزی سے اٹھی اور دروازے کی طرف بڑھ گئی۔

"آیئے مادام آیئے"...... لڑکی نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا تو صائمہ کے چہرے پر بے اختیار مسکراہٹ رینگ گئی۔لڑکی نے خود ہی دروازہ کھول دیا تھا اور پھر صائمہ کمرے میں داخل ہو گئی۔اس کے پیچھے کیپٹن حمید تھا۔یہ ایک خاصا بڑا اور صاف ستھرا دفتر کے انداز میں سجا ہوا کمرہ تھا۔فرنیچر بے حد قیمتی اور اعلیٰ تھا۔بڑی سی میز کے پیچھے سے

ایک نوجوان اور خوبصورت لڑکی جس کے جسم پر چست لباس تھا نکل کر تیزی سے صائمہ کی طرف بڑھی چلی آرہی تھی۔اس کے چہرے پر مسرت اور حیرت کے ملے جلے تاثرات تھے۔

"ارے تم صائمہ۔تم اور یہاں۔اچانک تم"...... فرناز نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور دوسرے لمحے وہ صائمہ سے اس طرح چمٹ گئی جیسے صدیوں بعد اس سے ملی ہو۔

"ارے ارے۔یہ کیا طریقہ ہے۔میرے ساتھ کیپٹن حمید ہیں"...... صائمہ نے ہنستے ہوئے کہا تو فرناز ایک جھٹکے سے پیچھے ہٹی اور پھر اس طرح کیپٹن حمید کو دیکھنے لگی جیسے کوئی قصائی قربانی کے جانور کو دیکھتا ہے۔

"میرا نام کیپٹن حمید ہے"۔کیپٹن حمید نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ارے تم صائمہ۔تم نے شادی بھی کر لی اور مجھے بتایا تک نہیں یہ کیا بات ہوئی"...... فرناز نے ایک بار پھر صائمہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور صائمہ بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی جبکہ کیپٹن حمید بھی ہنس دیا۔

"تمہارے ساتھ یہی بڑی مصیبت ہے کہ تم بغیر سوچے سمجھے بکواس شروع کر دیتی ہو۔کیپٹن حمید میرے باس ہیں۔میں ان کی ماتحت ہوں"...... صائمہ نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ماتحت۔کیا مطلب"...... فرناز نے اور زیادہ حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"تم بیٹھنے بھی دو گی تو باتیں ہوں گی"...... صائمہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ ہاں۔آیئے کیپٹن حمید صاحب۔آئی ایم سوری۔میں آپ کا استقبال نہیں کر سکی۔دراصل صائمہ پہلے کبھی یہاں نہیں آئی اور اب بھی اچانک اس کی آمد کی وجہ سے مجھ پر حیرت اور مسرت کا اکٹھا غلبہ ہو گیا ہے"...... فرناز نے اس بار مسکراتے ہوئے کیپٹن حمید سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جہاں دنیا کی دو خوبصورت خواتین اکٹھی ہو جائیں وہاں مجھے کون پوچھے گا"...... کیپٹن حمید نے مسکراتے ہوئے کہا تو فرناز بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑی جبکہ صائمہ مسکرا دی۔فرناز نے مڑ کر میز پر رکھے ہوئے انٹر کام کا رسیور اٹھایا اور ایک بٹن دبا دیا۔

"سنو۔تمام ملاقاتیں کینسل کر دو۔اب مجھے ڈسٹرب نہ کرنا"۔ فرناز نے بٹن دباتے ہی تحکمانہ لہجے میں کہا اور پھر رسیور رکھ کر وہ ان دونوں کی طرف مڑی۔

"آؤ ادھر اندر سپیشل روم میں بیٹھتے ہیں"...... فرناز نے کہا اور پھر وہ ان دونوں کو ساتھ لے کر عقبی دیوار کے کونے میں موجود ایک دروازے کی طرف بڑھ گئی۔دروازے سے وہ دوسرے کمرے میں آئے تو یہ کمرہ بھی انتہائی اعلیٰ فرنیچر سے مزین تھا۔اسے سٹنگ روم کے انداز میں سجایا گیا تھا۔

"بیٹھیں"...... فرناز نے کہا اور خود ایک طرف موجود تپائی پر

رکھے ہوئے فون کی طرف بڑھ گئی۔اس نے فون کر کے کافی کا آرڈر دیا اور پھر رسیور رکھ کر وہ صائمہ کے ساتھ صوفے پر بیٹھ گئی جبکہ کیپٹن حمید سامنے والے صوفے پر بیٹھا ہوا تھا۔

"ہاں۔اب تفصیل سے تعارف ہو جائے"...... فرناز نے کیپٹن حمید کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"یہ دنیا کے مشہور سیکرٹ ایجنٹ کرنل فریدی کے اسسٹنٹ کیپٹن حمید ہیں۔ان کا تعلق اسلامی کونسل کے ادارے اسلامی سیکورٹی سے ہے۔مراسکو میں اسلامی ممالک کے وزرائے خارجہ کی کانفرنس آئندہ ہفتے منعقد ہو رہی ہے۔اس کی سیکورٹی کے لئے یہ کرنل فریدی سمیت آئے ہوئے ہیں۔انکل کرنل عبداللہ سے کرنل فریدی کی پرانی دوستی ہے اور یہاں دونوں کا مقصد بھی ایک ہی ہے اور یہ بھی تمہیں معلوم ہو گا کہ اس کانفرنس کو ایک عالمی دہشت گرد رولف نے تباہ کرنے کی دھمکی دے رکھی ہے۔کیپٹن حمید صاحب کی ڈیوٹی اس دہشت گرد کے آدمیوں کا سراغ لگانا ہے اور اسی ڈیوٹی کے لئے مجھے ان کی اسسٹنٹ بنایا گیا ہے"...... صائمہ نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔اوہ۔تو آپ ہیں کرنل فریدی کے ساتھی کیپٹن حمید۔وری گلیڈ ٹو میٹ یو۔آپ کے اور کرنل فریدی صاحب کے کارناموں سے تو میں واقف ہوں کیونکہ میرا ایک دوست ایکریمیا کی کسی خفیہ ایجنسی میں کام کرتا ہے۔وہ بھی سیکرٹ ایجنٹ ہے اور مجھے چونکہ فطری طور پر

ان معاملات میں بے حد دلچسپی رہتی ہے اس لئے اکثر اس سے تفصیل سے باتیں ہوتی رہتی ہیں ۔ ایشیا میں وہ صرف دو نام لیتا ہے ۔ ایک کرنل فریدی صاحب کا اور ایک پاکیشیا کے علی عمران صاحب کا ۔ اس نے مجھے ان دونوں کے بے شمار کارنامے سنوائے ہیں ۔ ویری گڈ ۔ آپ تو میرے لئے ایک تصوراتی شخصیت کی حیثیت رکھتے ہیں "...... فرناز نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا ۔

" یہ تو ہماری خوش قسمتی ہے مس فرناز کہ ...... " کیپٹن حمید نے مسکراتے ہوئے کہنا شروع کیا ۔

" صرف فرناز کہیں حمید صاحب ۔ مجھے تکلف سے وحشت ہوتی ہے "...... فرناز نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا اور صائمہ اور حمید دونوں اس کی اس بے تکلفی پر بے اختیار ہنس پڑے ۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک نوجوان ٹرالی دھکیلتا ہوا اندر داخل ہوا اور اس نے کافی کی پیالیاں اندر تینوں کے سامنے رکھیں اور پھر واپس چلا گیا ۔

" مجھے معلوم نہ تھا کہ تمہارا ہوٹل اس قدر گھٹیا اور گندہ ہوگا " ۔ اچانک صائمہ نے فرناز سے مخاطب ہو کر کہا تو فرناز چونک پڑی ۔

" کیا مطلب ۔ میں سمجھی نہیں تمہاری بات "...... فرناز نے کافی کی پیالی اٹھاتے ہوئے کہا تو صائمہ نے اسے پارکو کے پاس پہنچنے سے لے کر اسے زخمی کر کے کمرے میں چھوڑنے تک ساری بات بتا دی ۔

" اوہ ۔ وہ پارکو ہے ہی ایسا ندیدہ ۔ بہرحال تم نے اچھا کیا کہ اسے سبق سکھا دیا ۔ ویسے میں بھی اسے کہہ دوں گی کہ آئندہ وہ محتاط رہا

کرے ۔ اصل بات یہ ہے کہ ڈیڈی کا تعلق ہی ایسے لوگوں سے ساری عمر رہا ہے ۔ وہ خود بھی اسی طبقے سے تعلق رکھتے ہیں لیکن میری والدہ انتہائی شریف اور خاندانی ہیں ۔ بس اسے ڈیڈی کی خوش قسمتی کہو کہ میری والدہ کو وہ پسند آگئے اور میری والدہ نے ان سے شادی کر لی ۔ اس کے بعد ڈیڈی کا رنگ بدل گیا ۔ انہوں نے بزنس تو یہی رکھا لیکن اب وہ خود اس قسم کی اوچھی حرکتوں میں نہیں پڑتے "...... فرناز نے افسوس بھرے لہجے میں کہا اور صائمہ نے اثبات میں سر ہلا دیا ۔ پھر کافی پینے تک خاموشی طاری رہی ۔

" اچھا اب یہ بتاؤ کہ تم لوگ میرے پاس کس سلسلے میں آئے ہو میں تم لوگوں کی کیا مدد کر سکتی ہوں " ۔ کافی پینے کے بعد فرناز نے کہا ۔

" فرناز ۔ دہشت گرد تو لازماً ایکریمی ہوں گے یا کم از کم غیر ملکی ہوں گے ۔ لیکن انہوں نے لامحالہ یہاں واردات کرنے کے لئے یہاں کے کسی مقامی گروپ کو ہائر کیا ہوگا ۔ آپ کا تعلق اس دنیا سے ہے ۔ کیا آپ اس سلسلے میں کوئی کلیو یا ٹپ دے سکتی ہیں "...... کیپٹن حمید نے سنجیدہ لہجے میں کہا تو فرناز چونک پڑی ۔

" مجھے سوچنے دیں ۔ میرا ہوٹل ضرور تھرڈ کلاس لوگوں کی آماجگاہ ہے لیکن میں بذات خود ایسی نہیں ہوں اور پھر مجھے مراسک سے دلی محبت ہے ۔ میں نہیں چاہتی کہ یہ دہشت گرد اپنی کارروائیوں میں کامیاب ہو کر مراسک کو ہمیشہ کے لئے بدنام کر دیں ۔ اسلئے میں کھلے دل کے ساتھ آپ سے تعاون کروں گی ہر ممکن تعاون " ۔ فرناز نے بڑے

جذباتی لہجے میں کہا تو صائمہ اور کیپٹن حمید دونوں بے اختیار مسکرا دیئے ۔

"اسی لئے تو ہم یہاں آئے ہیں فرناز کہ تم ہم سے تعاون کرو۔ لیکن یہ معاملہ انتہائی سنجیدہ ہے ۔ جذباتی معاملہ نہیں ہے ۔ یہ عالمی دہشت گردوں کی کارروائی ہے ۔ اس لئے ہمیں بے حد سنبھل کر چلنا ہوگا"...... کیپٹن حمید نے جواب دیتے ہوئے کہا ۔ ظاہر ہے وہ ان دونوں کے مقابلے میں اپنی حیثیت قائم رکھنا چاہتا تھا۔

"آپ نے کہا ہے کہ یہ دہشت گرد ایکریمی ہو سکتے ہیں ۔ ایک منٹ میں ایک بات معلوم کر لوں پھر بات کرتی ہوں"...... فرناز نے اچانک چونکتے ہوئے کہا اور پھر اٹھ کر وہ فون کی طرف بڑھ گئی۔

"ایک منٹ فرناز۔ پہلے میری بات سن لو"۔ کیپٹن حمید نے کہا تو فرناز واپس مڑی ۔ اسکے چہرے پر حیرت کے تاثرات نمایاں تھے ۔

" تم نے کسی سے ایسی کوئی بات نہیں کرنی یا اشارہ نہیں کرنا جس سے ان دہشت گردوں تک تمہارا نام پہنچ جائے ۔ ورنہ یہ لوگ تمہیں تمہارے اس ہوٹل سمیت ایک لمحے میں جلا کر راکھ کر دیں گے جو لوگ یہاں اس خوفناک کارروائی کے لئے آئے ہوئے ہوں گے وہ اپنی حفاظت اور راز داری کے لئے بڑے سے بڑا اقدام کر سکتے ہیں"۔ کیپٹن حمید نے کہا۔

"میں سمجھتی ہوں حالات کو کیپٹن حمید ۔ آپ بے فکر رہیں"۔ فرناز نے پرسکون لہجے میں کہا اور پھر رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر

پریس کرنے شروع کر دیئے ۔ اس کے ساتھ ہی اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا اور یہ بٹن پریس ہوتے ہی دوسری طرف بجنے والی گھنٹی کی آواز واضح طور پر سنائی دینے لگی ۔ پھر دوسری طرف سے رسیور اٹھائے جانے کی آواز سنائی دی ۔

" یس ۔ عارب بول رہا ہوں"...... بولنے والے کا لہجہ بے حد پرسکون اور بارعب سا تھا۔

"فرناز بول رہی ہوں عارب"...... فرناز نے کہا۔

" اوہ ڈیئر تم ۔ خیریت ۔ کیسے یاد کیا مجھے اتنے عرصے کے بعد"۔ عارب کے لہجے میں اچانک بے تکلفی آ گئی ۔

" تم نے ایک بار مجھے بتایا تھا کہ ایکریمیا میں تمہارے دوستوں کے تعلقات بڑے بڑے نامی گرامی دہشت گردوں کے ساتھ ہیں"...... فرناز نے کہا۔

" ہاں ۔ کیوں کیا کوئی دہشت گردی کی کارروائی کرانی ہے"۔ عارب نے چونک کر پوچھا۔

" ارے نہیں ۔ تمہیں تو معلوم ہے کہ میرا ان باتوں سے کبھی کوئی تعلق نہیں رہا۔ لیکن میرا ایک ملنے والا ہے ۔ وہ ایک عالمی دہشت گرد وولف کے کسی بڑے آدمی کے جھگڑے میں ٹانگ پھنسا بیٹھا ہے اور اب وہ انتہائی خوفزدہ ہے ۔ میں نے اسے تسلی دی ہے کہ میں اس کے لئے کچھ نہ کچھ کروں گی"...... فرناز نے بڑے ذہانت بھرے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"کس آدمی کے ساتھ۔ کچھ پتہ تو چلے"...... عارب نے کہا۔

"ٹیری نام بتا رہا تھا۔ کہہ رہا تھا کہ وہ رولف کا خاص آدمی ہے اور اب وہ بیچارہ سردی لگے ہوئے کتے کی طرح چھپتا پھر رہا ہے"...... فرناز نے جواب دیا۔

"ٹیری۔ میں تو اس نام کے کسی آدمی کو نہیں جانتا۔ شاید رولف کے ہیڈ کوارٹر کا کوئی آدمی ہوگا۔ تم ایسا کرو کہ اسے میرے پاس بھجوا دو۔ میں اس سے تفصیل پوچھ کر اس کی جان بچوا دوں گا۔ میرا وعدہ رہا"...... عارب نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ گریٹ یو آر۔ میں اسے ابھی بھجواتی ہوں۔ پلیز اسے پوری طرح تسلی دے دینا۔ بیچارہ سخت خوفزدہ ہے"...... فرناز نے کہا۔

"فکر مت کرو۔ تمہارے عارب کے ہاتھ بہت لمبے ہیں۔ ویسے وہ کام کیا کرتا ہے"...... عارب نے کہا۔

"سمگلنگ کے کسی ریکٹ سے منسلک ہے۔ میرا خاصا پرانا دوست ہے اس کا نام ہاشم ہے"۔ فرناز نے جواب دیا۔

"اوکے۔ بھجوا دو اسے۔ لیکن اسے کہہ دینا کہ وہ کاؤنٹر پر تمہارا نام ضرور لے۔ پھر اسے فوراً میرے پاس بھجوا دیا جائے گا"...... عارب نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ شکریہ"۔ فرناز نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ واپس مڑ آئی۔

"میرا خیال درست نکلا ہے۔ عارب کے تعلقات ایکریمیا کے بڑے بڑے لوگوں سے ہیں۔ اس نے ایک بار خود مجھے بتایا تھا کہ اس کے

تعلقات ایسے عالمی دہشت گردوں سے بھی ہیں جن کی خدمات حکومتیں ہائر کرتی ہیں۔ مجھے اچانک خیال آگیا۔ میرا خیال ہے کہ یہ عارب آپ کے لئے انتہائی مفید ثابت ہو سکتا ہے"...... فرناز نے واپس آکر دوبارہ صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ یہ ٹپ تم نے درست دی ہے۔ کیا کام کرتا ہے یہ"۔ کیپٹن حمید نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہوٹل بزنس اور اسلحہ کی سمگلنگ۔ مراسک کا کنگ کہلاتا ہے"۔ فرناز نے جواب دیا۔

"اس سے کہاں ملنا پڑے گا"...... کیپٹن حمید نے کہا۔

"شارٹن روڈ پر عارب کلب ہے۔ وہاں اس کا دفتر ہے"...... فرناز نے جواب دیا۔

"اوکے۔ پھر ہمیں اجازت"...... کیپٹن حمید نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"آپ اکیلے وہاں جائیں۔ صائمہ کو ساتھ مت لے جائیں۔ ورنہ عارب تو اس معاملے میں پارکو سے بھی بڑا پاگل ہے"...... فرناز نے صائمہ کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"ایسے پاگلوں کے علاج میں مجھے بڑی مہارت حاصل ہے"۔ صائمہ نے مسکراتے ہوئے کہا اور فرناز بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"اوکے۔ آؤ میں تمہیں خصوصی راستے سے باہر لے چلوں۔ ایسا نہ ہو کہ پھر کوئی پارکو تمہیں مل جائے"...... فرناز نے ہنستے ہوئے کہا اور پھر وہ انہیں لے کر ایک اور دروازے کی طرف بڑھ گئی۔

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔ اس وقت وہ ہوٹل کے کمرے میں موجود تھا۔ اس کے سارے ساتھی بھی وہاں موجود تھے اور وہ سب چائے پینے میں مصروف تھے۔ سلاگا کو عمران نے چند ضروری چیزوں کی خریداری کے لئے مارکیٹ بھجوا دیا تھا کیونکہ سلاگا نے اسے رپورٹ دے دی تھی کہ وہ خصوصی کشتیاں اری زونا میں موجود نہ تھیں اور نہ ہی ان کے جلد آنے کا کوئی سکوپ تھا کیونکہ آج سے دو روز پہلے ہی وہ لوگ سامان کی خاصی بڑی کھیپ لے کر گئے تھے۔ اس لئے اب عمران نے خود ہی اس دریا کے راستے ایڈی لینڈ پہنچنے کا پروگرام بنایا تھا۔ اس کا پروگرام یہ تھا کہ اری زونا سے ان پہاڑیوں تک وہ لوگ جیپوں میں سفر کریں گے اس کے بعد مخصوص لباسوں میں تیرتے ہوئے وہ اس دریا کے ذریعے آگے بڑھیں گے۔ عمران نے آج صبح سے ہی بھاگ دوڑ کر کے اس سلسلے میں سارے انتظامات بھی مکمل کر لئے تھے۔ صرف تھوڑی سی خاص چیزیں باقی رہ

گئی تھیں جن کے لئے اس نے سلاگا کو بھجوایا تھا اور وہ سب کمرے میں اکٹھے بیٹھ کر آئندہ اپنے مشن کے بارے میں ہی باتیں کر رہے تھے کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

"یس"...... عمران نے رسیور اٹھا کر کہا۔

"سلاگا بول رہا ہوں باس"...... دوسری طرف سے سلاگا کی آواز سنائی دی لیکن لہجے سے ہی لگ رہا تھا کہ وہ انتہائی بے چینی اور اضطراب کے عالم میں بول رہا ہے۔

"کیا بات ہے۔ تم کچھ بے چین سے لگ رہے ہو"...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

"باس۔ آپ کے ہوٹل کے باہر یہاں کے معروف غنڈے موجود ہیں اور انہوں نے آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو گولیوں سے اڑا دینے کا پلان بنایا ہے۔ صرف ٹیڈ کا انتظار ہو رہا ہے۔ اس کے آتے ہی کارروائی شروع ہو جائے گی"...... دوسری طرف سے سلاگا نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا کہہ رہے ہو۔ کھل کر بات کرو"...... عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"باس۔ میں ہوٹل سے باہر ایک پبلک فون بوتھ سے آپ کو کال کر رہا ہوں۔ میں جب ہوٹل واپس پہنچا تو وہاں میرا ایک پرانا دوست مل گیا۔ میں نے اسے مسلح دیکھا تو پوچھا کہ وہ اس حالت میں یہاں کیوں موجود ہے تو اس نے مجھے بتایا کہ وہ آج کل کرائس ہوٹل کے

مالک ٹیڈ کا ملازم ہے اور یہاں اس ہوٹل میں غیر ملکیوں کے ایک گروپ کو ٹریس کیا گیا ہے جن میں ایک عورت اور چار مرد ہیں اور ٹیڈ کا حکم ہے کہ ان سب کو گولیوں سے اڑا دیا جائے اور باس اس نے جو کمرے نمبرز بتائے ہیں وہ آپ کے اور آپ کے ساتھیوں کے ہی ہیں۔ اس کے کہنے کے مطابق ٹیڈ ابھی پہنچنے ہی والا ہے۔ اس کے پہنچتے ہی کارروائی شروع ہو جائے گی"...... سلاگا نے جواب دیا۔

"تم ایسا کرو کہ ہوٹل کے عقبی طرف پہنچ جاؤ۔ ہم فائر ڈور سے نکل کر اور ریسکو سیڑھیوں کے ذریعے عقبی طرف پہنچ رہے ہیں۔ اس کے بعد ہم کرائس ہوٹل جائیں گے"...... عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران رسیور رکھ کر ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"کیا بات ہے"...... جولیا نے حیران ہو کر پوچھا تو عمران نے انہیں مختصر طور پر بتا دیا۔ وہ سب چونک کر اٹھ کھڑے ہوئے۔

"ہمیں فوراً یہاں سے باہر نکلنا ہے"...... عمران نے کہا اور پھر الماری سے اس نے ایک ڈبہ نکال کر جیب میں ڈالا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے ساتھی بھی سر ہلاتے ہوئے اس کے پیچھے چل پڑے اور تھوڑی دیر بعد وہ فائر ڈور کے ذریعے گزر کر ریسکو سیڑھیاں اتر کر عقبی طرف پہنچ گئے۔ سلاگا وہاں موجود تھا۔

"آیئے جناب۔ جلدی کیجئے۔ میرا خیال ہے ٹیڈ پہنچ گیا ہے اور انہیں جیسے ہی معلوم ہو گا کہ آپ نکل گئے ہیں تو وہ سارے ہوٹل کو گھیر لیں

گے"...... سلاگا نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

"گھبراؤ نہیں۔ اطمینان سے چلو۔ پہلے ہم کسی قریبی ریستوران میں جائیں گے اور وہاں میک اپ کر کے کرائس ہوٹل پہنچیں گے"۔ عمران نے کہا۔

"تو پھر ادھر آجائیے۔ ادھر قریب ہی ایک ریستوران ہے جس میں سپیشل کیبن بھی موجود ہیں"...... سلاگا نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ سڑک کراس کر کے تھوڑا آگے جانے کے بعد ایک ریستوران میں پہنچ گئے۔ وہاں واقعی بڑے بڑے سپیشل کیبن موجود تھے۔ عمران اور اس کے ساتھی ایک کیبن میں پہنچ گئے۔ عمران نے سلاگا کو نگرانی کے لئے باہر بھیج دیا۔ اسی لمحے ویٹر آگیا تو عمران نے اسے جوس لانے کا آرڈر دے دیا۔ چند لمحوں بعد آرڈر سرو کر دیا گیا۔ عمران نے ویٹر کو بل بھی دے دیا اور ٹپ بھی اور پھر ویٹر کے جانے کے بعد عمران نے جیب سے باکس نکالا اور اسے کھول کر اس میں سے ماسک نکالے اور چند لمحوں بعد وہ سب ماسک میک اپ کر چکے تھے۔

"یہ کون لوگ ہو سکتے ہیں"...... صفدر نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ روف کو ہمارے یہاں پہنچنے کی اطلاع مل چکی ہے اور یہ ٹیڈ یقیناً یہاں اری زونا میں اس کا نمائندہ ہو گا"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پھر اب کیا پروگرام ہے"...... صفدر نے کہا۔

"پروگرام کیا ہونا ہے۔ اب اس ٹیڈ کو گھیریں گے اور پھر اس سے ملنے والی معلومات سے آئندہ کا پروگرام مرتب کریں گے۔ کیونکہ اب ہم اس طرح اطمینان سے تو وہاں نہیں پہنچ سکتے۔ اب تو پورے راستے میں جگہ جگہ ہمیں روکے جانے کے انتظامات کر دیئے گئے ہوں گے"...... عمران نے جواب دیا اور سب ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ جب سب میک اپ سے فارغ ہو گئے تو عمران کے کہنے پر وہ سب ایک ایک کر کے کیبن سے نکلے اور ریستوران سے باہر چلے گئے۔ سب سے آخر میں عمران باہر آیا۔ اس نے سلاگا کو ایک طرف برآمدے میں ایک کھمبے کے ساتھ کھڑے ہوئے دیکھا۔

"سلاگا"...... عمران نے اس کے قریب پہنچتے ہی اس سے مخاطب ہو کر کہا تو اس نے چونک کر عمران کو دیکھا اور اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"اوہ۔ آپ۔ کمال ہے۔ یہ کس طرح ہو گیا۔ آپ تو مکمل طور پر ہی بدل گئے ہیں"...... سلاگا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ بتاؤ کہ ٹیڈ یہاں سے اپنے ہوٹل واپس جائے گا یا کہیں اور۔ میں فوری طور پر اس ٹیڈ کو گھیرنا چاہتا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"وہ ہوٹل ہی جائے گا اور کہاں جا سکتا ہے باس۔ لیکن اس ہوٹل میں مقامی غنڈوں کا راج ہے اور یہ ٹیڈ تو اری زونا کا مشہور غنڈہ ہے۔ وہ تو کسی سے ملتا ہی نہیں۔ اسے اری زونا کا کنگ کہتے ہیں۔ اری زونا میں ہونے والے ہر جرم کے پیچھے ٹیڈ کا ہی ہاتھ ہوتا ہے"...... سلاگا نے

جواب دیا۔

"ان باتوں کی تم فکر مت کرو۔ میں صرف اتنا چاہتا ہوں کہ کوئی ایسی جگہ مل جائے جہاں ٹیڈ سے اطمینان سے پوچھ گچھ ہو سکے"۔ عمران نے کہا۔

"ایسی جگہ تو پھر حاصل کرنا پڑے گی اور ٹیڈ کو اغوا کر کے وہاں لے جانا پڑے گا اور ٹیڈ کو اغوا کرنا بے حد مشکل بلکہ ناممکن ہے"۔ سلاگا نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"اس کی رہائش گاہ کہاں ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"مجھے تو نہیں معلوم۔ اس بارے میں تو معلومات حاصل کرنا پڑیں گی البتہ اس کی ایک عورت کے بارے میں یہاں سب جانتے ہیں اس عورت کا نام روبی ہے۔ وہ ایکریمیا کی بڑی خوبصورت اداکارہ تھی پھر ٹیڈ نے اسے اپنے جال میں پھنسا لیا۔ ٹیڈ بہرحال وہاں روزانہ جاتا ضرور ہے۔ کس وقت جاتا ہے اس کا مجھے علم نہیں ہے"...... سلاگا نے کہا۔

"اس روبی کی رہائش گاہ کے بارے میں جانتے ہو"...... عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں۔ ٹاپ کالونی میں اس کی شاندار رہائش گاہ ہے۔ اس کا نام روبی پیلس ہے"...... سلاگا نے جواب دیا اور عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے اپنا ہاتھ ہلایا اور آگے بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد ایک ایک کر کے اس کے سب ساتھی اس کے قریب پہنچ گئے۔

"دو۔ دو کر کے ٹاپ کالونی پہنچو۔ وہاں روبی پیلس ہے۔ وہیں ہم نے جانا ہے"....... عمران نے آہستہ سے کہا اور وہ سب خاموشی سے آگے بڑھ گئے۔

"آؤ سلاگا"....... عمران نے سلاگا سے کہا اور چند لمحوں بعد وہ دونوں ٹیکسی میں بیٹھ کر ٹاپ کالونی کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔ ٹاپ کالونی کے آغاز میں ہی عمران نے ٹیکسی چھوڑ دی اور پھر وہ دونوں پیدل ہی آگے بڑھ گئے۔ تھوڑی دیر بعد عمران کو ایک عالی شان عمارت نظر آ گئی جس کے جہازی سائز کے گیٹ کے باہر دو مسلح آدمی بھی موجود تھے۔

"یہ ہے روبی پیلس"....... سلاگا نے عمارت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"اندازاً اندر کتنے ملازم ہوں گے"....... عمران نے پوچھا۔

"دس کے قریب تو لازماً ہوں گے۔ روبی انتہائی ٹھاٹ سے رہنے کی عادی ہے"....... سلاگا نے جواب دیا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور اس کے ساتھ ہی وہ سڑک کراس کر کے گیٹ کی طرف بڑھنے لگا۔

"آپ اندر کیسے جائیں گے۔ یہ لوگ تو"....... سلاگا نے عمران کو گیٹ کی طرف بڑھتے دیکھ کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"خاموشی سے میرے ساتھ چلے آؤ"....... عمران نے سرد لہجے میں کہا تو سلاگا نے کندھے اچکائے اور ساتھ ساتھ چلنے لگا۔ گیٹ پر موجود دونوں مسلح افراد ان دونوں کو گیٹ کی طرف بڑھتے دیکھ کر حیران ہو رہے تھے۔

"مادام روبی سے کہو کہ ایکریمیا سے فلم سٹار گیری گارڈ اس سے ملنے آیا ہے"....... عمران نے ایک مسلح دربان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"فلم سٹار گیری گارڈ"....... اس مسلح آدمی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ تم بات تو کرو"....... عمران نے باوقار لہجے میں کہا تو ایک مسلح دربان تیزی سے مڑا اور گیٹ کے ساتھ بنے ہوئے کیبن میں داخل ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ باہر نکلا۔

"آیئے۔ مادام نے آپ کو ملاقات کا وقت دے دیا ہے"....... ملازم نے کہا۔ ویسے اس کے انداز میں حیرت تھی جیسے اسے اس طرح ملاقات کا وقت دیئے جانے پر حیرت ہو رہی ہو۔

"میرے ساتھی آجائیں۔ پھر چلتے ہیں"....... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے سر پر اس طرح ہاتھ پھیرا جیسے بالوں کو درست کر رہا ہو۔

"آپ کے ساتھی۔ کیا مطلب"....... مسلح دربان نے حیران ہو کر کہا۔

"ہم سب فلمی اداکاروں کا ایک گروپ ہے مسٹر اور ہم تمہاری مادام سے خصوصی ملاقات کے لئے آئے ہیں"....... عمران نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی۔ جولیا، صفدر، تنویر اور صدیقی وہاں پہنچ گئے۔

"مادام نے ملاقات کا وقت دے دیا ہے"....... عمران نے مسکرا کر

لپنے ساتھیوں سے کہا اور انہوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے حالانکہ انہیں تو یہ بھی معلوم نہ تھا کہ مادام کون ہے اور وہ کس لئے یہاں آئے ہیں ۔ لیکن ظاہر ہے دربانوں کے سامنے وہ اس سلسلے میں کوئی بات بھی نہ کر سکتے تھے ۔ تھوڑی دیر بعد انہیں ایک عظیم الشان ڈرائینگ روم میں بٹھا دیا گیا ۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ایک نوجوان عورت اندر داخل ہوئی ۔ اس کے جسم پر مختصر سا لباس تھا۔

"تم ۔ تم کون ہو ۔ وہ گیری گارڈ کہاں ہے"...... آنے والی نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں انہیں دیکھتے ہوئے کہا۔

"گیری گارڈ تو گذشتہ سال ہلاک ہو گیا تھا مادام روبی ۔ اس لئے وہ یہاں کیسے آسکتا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم ۔ تم کون ہو"...... روبی نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"تم اطمینان سے بیٹھ جاؤ ۔ ہم جو بھی ہیں بہرحال مہمان ہیں"...... عمران نے کہا تو روبی ہونٹ بھینچے صوفے پر بیٹھ گئی۔

"ساتھیو باہر جا کر ذرا مادام کے ملازمین سے باتیں کرو ۔ تب تک میں مادام سے چند رازدارانہ باتیں کر لوں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے اپنے ساتھیوں سے کہا اور وہ سب سوائے جولیا کے سر ہلاتے ہوئے اٹھے اور دروازے کی طرف بڑھ گئے۔

"کیا ۔ کیا مطلب ۔ کون لوگ ہو تم ۔ ٹھہرو ۔ رک جاؤ"...... روبی نے بے اختیار اٹھتے ہوئے کہا۔

"اطمینان سے بیٹھ جاؤ مادام روبی ۔ ہم شریف لوگ ہیں" ۔ عمران

نے مسکراتے ہوئے کہا تو روبی ایک بار پھر صوفے پر بیٹھ گئی ۔ لیکن اس کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات نمایاں تھے جیسے اسے ان سب باتوں کی سمجھ نہ آ رہی ہو۔

"تمہارا دوست ٹیڈ کس وقت یہاں آتا ہے"...... عمران نے پوچھا تو روبی ایک بار پھر اچھل پڑی۔

"ٹیڈ ۔ کیا مطلب ۔ تم کیوں پوچھ رہے ہو"...... روبی نے کہا۔

"ہمارا مطلب ہے کہ ہماری اس سے بھی ملاقات ہو جائے ۔ آخر وہ یہاں کا بڑا آدمی ہے"...... عمران نے جواب دیا۔

"وہ اپنی مرضی کا مالک ہے ۔ کسی کا پابند نہیں ہے ۔ لیکن تم اپنا تعارف تو کراؤ ۔ آخر یہ تم اس قدر پراسرار کیوں بن رہے ہو"...... اس بار روبی نے قدرے مطمئن لہجے میں کہا ۔ شاید وہ اب اپنے آپ کو سنبھال لینے میں کامیاب ہو گئی تھی۔

"کیا وہ تمہارے کہنے پر بھی نہیں آئے گا"...... عمران نے پوچھا۔

"کیوں ۔ میں اسے کیوں کہوں گی"...... روبی نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"فرض کیا تمہیں ضرورت محسوس ہو ۔ تب"...... عمران نے کہا۔

"کیوں نہیں آئے گا ۔ سر کے بل دوڑا چلا آئے گا"...... روبی نے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی ۔ اچانک دروازہ کھلا اور صفدر اندر داخل ہوا۔

"ہمارے مذاکرات مکمل ہو گئے ہیں البتہ پھاٹک سے باہر دونوں

افراد سے کوئی بات نہیں ہوئی"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کوئی بات نہیں۔انہیں فی الحال باہر ہی رہنے دو"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو صفدر مسکراتا ہوا واپس چلا گیا۔

"یہ تم لوگ کیا کر رہے ہو۔مجھے پولیس کو بلانا ہوگا"...... یکلخت روبی نے اٹھ کر تیزی سے باہر کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔

"خبردار۔رک جاؤ۔ورنہ گولی مار دوں گا"...... عمران نے جیب سے مشین پسٹل نکالتے ہوئے غرا کر کہا تو روبی ایک جھٹکے سے مڑی اور پھر عمران کے ہاتھ میں مشین پسٹل اور اس کا رخ اپنی طرف دیکھ کر اس کا چہرہ یکلخت ہلدی کی طرح زرد ہو گیا۔

"تم۔تم۔یہ"...... روبی نے خوف کی شدت سے ہکلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"خاموشی سے صوفے پر بیٹھ جاؤ ورنہ گولی سیدھی دل پر پڑے گی"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا تو روبی کانپتی ہوئی ٹانگوں سے واپس مڑی اور صوفے پر جیسے ڈھیری ہو گئی۔وہ واقعی بے حد خوفزدہ ہو گئی تھی۔اسی لمحے جولیا اٹھی اور بجلی کی سی تیزی سے روبی کے عقب میں آکر کھڑی ہو گئی۔

"دیکھو روبی۔ہمیں ٹیڈ سے ملنا ہے۔اس طرح کہ اسے یہاں آنے تک ہمارے متعلق علم نہ ہو سکے۔تم اس سے کوئی بھی بات کر سکتی ہو لیکن ٹیڈ کو فوراً یہاں آنا چاہئے سب کام چھوڑ کر اور یہ بھی سن لو کہ اگر ٹیڈ نہ آیا یا تم نے اس سے کوئی ایسی بات کر دی کہ جس سے اسے

ہماری یہاں موجودگی کا علم ہو گیا تو پھر ہمارا تو کچھ نہیں بگڑے گا البتہ تمہارا یہ خوبصورت جسم لاش میں تبدیل ہو جائے گا اور اتنا تو تم جانتی ہو کہ لاش بننے کے بعد تم اس دنیا کی تمام رنگینیوں سے ہمیشہ کے لئے محروم ہو جاؤ گی اور تمہارا یہ خوبصورت جسم قبر میں کیڑے کھا جائیں گے"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"اوہ۔م۔میں۔میں"...... روبی نے ہکلاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ بے اختیار پہلو کے بل صوفے پر گر گئی۔وہ خوف کی شدت سے بے ہوش ہو گئی تھی۔

"کیا ضرورت تھی اسے اتنا ڈرانے کی"...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"یہ ضروری تھا تاکہ یہ ٹیڈ کو کوئی اشارہ نہ کر دے۔وہ رولف کا ساتھی ہے۔اگر اسے ذرا بھی شک پڑ گیا تو وہ اس روبی سمیت اس ساری عمارت کو ہی میزائلوں سے اڑا دے گا"...... عمران نے کہا۔

"تو پھر میں اسے ہوش میں لے آؤں"...... جولیا نے کہا اور عمران کے اثبات میں سر ہلانے پر اس نے آگے کی طرف جھک کر صوفے پر بے ہوش پڑی ہوئی روبی کا ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا۔چند لمحوں بعد جب اس کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے لگے تو جولیا نے ہاتھ ہٹائے اور سیدھی کھڑی ہو گئی۔چند لمحوں بعد جب روبی نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھولیں تو جولیا نے بازو سے پکڑ کر اسے سیدھا کر دیا۔

"اب اگر تم بے ہوش ہوئی تو پھر میں تمہیں ایک لمحہ ضائع کئے بغیر گولی مار دوں گا"...... عمران نے کہا۔

"مجھے مت مارو۔ مجھے مت مارو۔ میں مرنا نہیں چاہتی۔ مجھے مت مارو"...... روبی نے انتہائی خوفزدہ لہجے میں کہا۔

"تو پھر اپنے آپ کو سنبھالو۔ ہم بھی تمہیں مارنا نہیں چاہتے۔ لیکن اگر تم نے اپنے آپ کو نہ سنبھالا تو"...... عمران نے کہا تو روبی نے بے اختیار لمبے لمبے سانس لینے شروع کر دیئے اور پھر جلد ہی وہ اپنے آپ پر قابو پانے میں کسی حد تک کامیاب ہو گئی۔

"بولو۔ کیا تم ٹیڈ کو بلانے کے لئے تیار ہو"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ میں اسے بلاتی ہوں"...... روبی نے جواب دیا۔ وہ اب یکلخت خاصی مطمئن نظر آنے لگ گئی تھی اور عمران دل ہی دل میں اس کے اطمینان پر ہنس پڑا۔ کیونکہ وہ سمجھ گیا تھا کہ روبی یہ سوچ کر مطمئن ہو گئی ہے کہ ٹیڈ بڑا بدمعاش اور غنڈہ ہے۔ وہ یہاں آئے گا تو خود ہی سب کچھ سنبھال لے گا۔

"پھر اسے فون کرو۔ لیکن یہ بتا دوں کہ اسے ہمارے متعلق کچھ معلوم نہ ہو سکے اور وہ فوراً یہاں آ جائے"...... عمران نے کہا اور روبی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر اس نے ایک سائیڈ پر پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"لاؤڈر کا بٹن بھی آن کر دو"...... عمران نے کہا تو روبی نے سر ہلاتے ہوئے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

"کرائس ہوٹل"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"روبی بول رہی ہوں۔ ٹیڈ سے بات کراؤ"...... روبی نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس مادام"...... دوسری طرف سے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"ہیلو۔ ٹیڈ بول رہا ہوں۔ کیا بات ہے روبی۔ اس وقت کیسے فون کیا"...... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"ٹیڈ۔ فوراً میرے پاس پہنچو۔ ابھی اور اسی وقت"...... روبی نے کہا۔

"کیوں۔ کیا ہوا۔ خیریت"...... ٹیڈ نے چونک کر پوچھا۔

"تم سے ایک اہم بات کرنی ہے۔ بس تم آ جاؤ"...... روبی نے ایسے لہجے میں کہا جیسے وہ ملکہ ہو اور ٹیڈ اس کا غلام۔

"تو کر لو بات۔ فون پر کر لو۔ میں اس وقت بے حد مصروف ہوں"...... ٹیڈ نے کہا۔

"نہیں۔ تم یہاں آؤ۔ یہ بات فون پر کرنے کی نہیں ہے۔ سمجھے۔ آ جاؤ فوراً۔ ورنہ میں ناراض ہو جاؤں گی اور تم جانتے ہو کہ اگر میں ناراض ہو گئی تو پھر"...... روبی نے اسے باقاعدہ دھمکی دیتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے۔ ناراض مت ہو۔ میں آ رہا ہوں۔ ایک تو مجھے تمہاری ناراضگی سے بڑا ڈر لگتا ہے۔ آ رہا ہوں۔ ابھی آ رہا ہوں"۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا اور روبی

نے رسیور رکھ دیا۔

"کیا واقعی وہ آجائے گا"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ ابھی دس منٹ میں وہ یہاں ہوگا"...... روبی نے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

"باہر جا کر ساتھیوں سے کہو کہ ٹیڈ آرہا ہے"...... عمران نے جولیا سے کہا اور جولیا سرہلاتی ہوئی کمرے سے باہر نکل گئی۔

"آخر تم ہو کون"...... روبی نے کہا۔

"ٹیڈ کو آلینے دو۔ پھر اکٹھا ہی تعارف ہو جائے گا"...... عمران نے مشین پسٹل کو جیب میں رکھتے ہوئے مسکرا کر کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ صوفے سے اٹھا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اسے اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھ کر روبی بھی اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھنے ہی لگی تھی کہ عمران کا ہاتھ گھوما اور روبی چیختی ہوئی اچھل کر قالین پر گری اور اسی لمحے عمران کی لات گھومی اور تڑپ کر اٹھتی ہوئی روبی ایک بار پھر چیخ مار کر نیچے گری اور پھر ایک جھٹکے سے ساکت ہو گئی۔ عمران نے ایک نظر اسے دیکھا اور پھر تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ باہر اس کے ساتھی مختلف اوٹ لئے موجود تھے۔ سلاگا بھی سیڑھیوں کی اوٹ میں چھپا ہوا تھا۔

"باہر دو مسلح دربان موجود ہیں۔ جب ٹیڈ اندر آجائے تو پھر تنویر اور صدیقی باہر جائیں گے اور ان دونوں کو بھی اندر گھسیٹ لائیں گے"...... عمران نے برآمدے میں پہنچتے ہی کہا۔

"انہیں پہلے کیوں نہ شکار کر لیا جائے"...... تنویر نے کہا۔

"نہیں۔ اگر وہ ٹیڈ کو نظر نہ آئے تو وہ ہوشیار بھی ہو سکتا ہے۔ ان کی موجودگی میں وہ مطمئن رہے گا"...... عمران نے جواب دیا اور تنویر نے اس طرح اثبات میں سرہلا دیا جیسے بات اس کی سمجھ میں آگئی ہو۔ تھوڑی دیر بعد گیٹ کے باہر کار رکنے کی آواز سنائی دی اور پھر ایک مسلح دربان تیزی سے اندر آیا اور اس نے گیٹ کھول دیا اور نیلے رنگ کی ایک جدید ماڈل کی کار تیزی سے اندر آئی اور پورچ میں سفید رنگ کی پہلے سے موجود کار کے قریب آکر رک گئی۔ عمران جو ایک چوڑے ستون کی اوٹ میں موجود تھا۔ اس نے دیکھا کہ ڈرائیونگ سیٹ پر ایک لمبے قد اور درمیانے جسم کا فلمی ہیرو ٹائپ کا آدمی موجود تھا جس کے بڑے بڑے بال اس کے کاندھوں پر پڑ رہے تھے۔ اس کے جسم پر شوخ رنگوں کا لباس تھا۔ تیز سرخ رنگ کی شرٹ تھی جس میں زرد رنگ کی چوڑی چوڑی لائنیں تھیں۔ اس نے کار کا دروازہ کھولا اور باہر آگیا۔ اس نے سیاہ رنگ کی جینز پہن رکھی تھی۔ اس کی پیشانی کی ایک سائیڈ پر ستارہ بنا ہوا تھا۔ مسلح دربان اس دوران گیٹ بند کر کے واپس باہر جا چکا تھا۔

"کیا مطلب۔ یہ سب لوگ کہاں چلے گئے ہیں"...... اس آدمی نے نیچے اترتے ہی حیرت بھرے انداز میں ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا اور اس کی آواز سنتے ہی عمران پہچان گیا کہ یہی ٹیڈ ہے کیونکہ فون کے لاؤڈر پر وہ اس کی آواز سن چکا تھا۔ ٹیڈ کاندھے اچکاتا ہوا سیڑھیاں چڑھ

کر جیسے ہی اوپر برآمدے میں پہنچا۔ یکلخت عمران کسی عقاب کی طرح اس پر جھپٹا اور دوسرے لمحے وہ عمران کے سینے سے لگا ہوا اس کے بازوؤں میں پھڑک رہا تھا۔ عمران نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھا ہوا تھا تاکہ اس کی چیخ باہر موجود دربانوں تک نہ پہنچ جائے۔ ٹیڈ نے اضطرابی طور پر اپنے آپ کو چھڑانے کی کوشش کی لیکن عمران نے اس کے جسم کے گرد موجود بازوؤں کو مخصوص انداز میں جھٹکا دیا تو ٹیڈ کا پھڑکتا ہوا جسم یکلخت ڈھیلا پڑ گیا۔ وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔ عمران کے ٹیڈ پر جھپٹنے کے بعد ہی تنویر اور صدیقی تیزی سے اوٹ سے نکلے اور پھاٹک کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ عمران ٹیڈ کا جسم ڈھیلا پڑتے ہی اسے اسی طرح دونوں بازوؤں میں اٹھائے تیزی سے ڈرائنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔

ڈرائینگ روم میں پہنچ کر عمران نے ٹیڈ کو اچھال کر صوفے پر دھکیل دیا اور ایک بار پھر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ لیکن جب وہ برآمدے میں پہنچا تو اس وقت دونوں دربانوں کو تنویر اور صدیقی بے ہوش کر لینے میں کامیاب ہو چکے تھے۔ صفدر، جولیا اور سلاگا تینوں برآمدے میں موجود تھے۔

"صفدر۔ کہیں سے رسی ڈھونڈو تاکہ اس ٹیڈ اور روبی کو باندھ کر ان سے مذاکرات کیے جا سکیں"...... عمران نے مسلح دربانوں کی طرف سے مطمئن ہونے کے بعد صفدر سے کہا اور ایک بار پھر ڈرائینگ روم کی طرف بڑھ گیا۔

"ان دونوں کی گردنیں نہ توڑ دی جائیں"...... اسی لمحے تنویر نے

عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔ وہ ایک بے ہوش دربان کو کاندھے پر ڈالے برآمدے کی طرف بڑھا چلا آ رہا تھا۔

"خوامخواہ کی قتل و غارت کی ضرورت نہیں ہے۔ ان کے ہاتھ پیر باندھ کر منہ میں کپڑے ٹھونس دو اور باقی ملازموں کے ساتھ بھی یہی طریقہ اختیار کرو"...... عمران نے مڑ کر قدرے سرد لہجے میں کہا اور پھر ڈرائینگ روم میں داخل ہو گیا۔ جولیا بھی اس کے پیچھے آ رہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد صفدر رسی کے دو بنڈل اٹھائے اندر داخل ہوا اور پھر عمران نے صفدر کی مدد سے پہلے ٹیڈ کو ایک علیحدہ کرسی پر بٹھا کر اچھی طرح کرسی سے جکڑ دیا اور پھر روبی کو باندھنے میں صفدر کی مدد جولیا نے کی۔

"اب تم سب باہر ٹھہرو گے۔ صرف جولیا یہاں رہے گی"۔ عمران نے صفدر سے کہا اور صفدر سر ہلاتا ہوا کمرے سے باہر چلا گیا۔ عمران نے آگے بڑھ کر ٹیڈ کا منہ اور ناک دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد جب ٹیڈ کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے لگے تو عمران پیچھے ہٹ گیا۔ جولیا پہلے ہی ایک کرسی پر بیٹھ چکی تھی۔ عمران بھی اس کے ساتھ ہی بیٹھ گیا۔ چند لمحوں بعد ٹیڈ نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔ پہلے تو وہ نیم شعوری کی کیفیت میں رہا۔ پھر اس کا شعور جاگ اٹھا اور اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن بندھا ہونے کی وجہ سے ظاہر ہے وہ صرف کسمسا کر ہی رہ گیا تھا۔ پھر اس نے چاروں طرف اپنی نظریں گھمائیں تو اپنے ساتھ بندھی بیٹھی اور بے

ہوش روبی کو دیکھ کر وہ بے اختیار چونک پڑا۔اس کے چہرے پر شدید حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔اس کے ہونٹ بھنچ گئے اور وہ اب گہری نظروں سے سامنے بیٹھے ہوئے عمران اور جولیا کو دیکھنے لگا۔اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ وہ اب حیرت کے پہلے اور شدید جھٹکے سے باہر آچکا ہے۔

"کون ہو تم اور یہ سب کیا ہے"...... ٹیڈ نے قدرے کرخت لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"ہوٹل گرین میں تمہارے مشن کا کیا انجام ہوا ہے"...... عمران نے اس ہوٹل کا نام لیتے ہوئے کہا جس میں وہ رہائش پذیر تھے اور جہاں ٹیڈ کے آدمیوں نے انہیں قتل کرنے کے لئے ریڈ کیا تھا۔

"تم۔ تم کون ہو"...... اس بار ٹیڈ کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔

"وہی جسے قتل کرنے کے لئے تم اپنے آدمیوں سمیت ہوٹل گرین گئے تھے"...... عمران نے کہا تو ٹیڈ نے بے اختیار اچھلنے کی کوشش کی لیکن ایک بار پھر صرف کسمسا کر رہ گیا۔

"اوہ۔اوہ۔تو تم یہاں پہنچ گئے۔کیا مطلب۔یہ سب کیسے ہوا۔تم تو ہوٹل میں موجود تھے۔میرے آدمی ہوٹل کے باہر موجود تھے۔پھر تم اچانک غائب ہو گئے اور اب روبی کی رہائش گاہ پر۔کیا مطلب۔یہ سب کس طرح ہوا"...... ٹیڈ نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تمہارا باس رولف دنیا کا احمق ترین انسان ہے ٹیڈ۔اسے اتنا بھی معلوم نہیں ہے کہ ہم اگر دنیا کے ایک کنارے سے دوسرے کنارے

تک پہنچ سکتے ہیں تو ہم اتنا بھی نہیں جان سکتے کہ اس کے کون کون سے نمائندے کہاں کہاں موجود ہیں"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب۔کیا تم پہلے سے میرے بارے میں جانتے ہو۔یہ کیسے ممکن ہے۔کیا تم اری زونا پہلے بھی آ چکے ہو"...... ٹیڈ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ہم تو یہاں پہلی بار آئے ہیں۔لیکن یہاں ایسے افراد تو موجود ہیں جو معقول معاوضہ لے کر یہاں کے سب حالات ہمیں بتا سکتے ہیں"...... عمران نے جواب دیا تو ٹیڈ نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔اس کا انداز ایسا تھا جیسے اب اسے ساری بات سمجھ میں آگئی ہو۔

"ٹھیک ہے۔مجھے تسلیم ہے کہ تم میرے مقابلے میں بہتر صلاحیتوں کے حامل ہو۔لیکن اب تم کیا چاہتے ہو"...... ٹیڈ نے کہا اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"تمہارا کیا خیال ہے۔میں تم سے کیا چاہ سکتا ہوں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مجھے کیا معلوم۔میرے تصور میں بھی نہ تھا کہ تم لوگ یہاں روبی کی رہائش گاہ پر بھی پہنچ سکتے ہو۔پھر باہر موجود مسلح دربان بھی مطمئن کھڑے تھے اور روبی تو کسی سے ملتی تک نہیں۔وہ تو کسی کو اندر بھی آنے کی اجازت نہیں دیتی۔تم پتہ نہیں جادو جانتے ہو یا کوئی

بھوت پریت ہو کہ اس کے باوجود اندر موجود ہو"...... ٹیڈ نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"روبی اداکارہ رہی ہے اور جس دور کی یہ اداکارہ تھی اس دور میں گیری گارڈ نامی اداکار کی شہرت عروج پر تھی اس لئے گیری گارڈ بذات خود اس سے ملنے آجائے تو ظاہر ہے روبی کے لئے تو یہ ایک بہت بڑا اعزاز ہوگا"...... عمران نے کہا۔

"گیری گارڈ۔ کیا مطلب۔ وہ یہاں کیسے آسکتا ہے۔ وہ تو بہت مشہور اداکار ہے"...... ٹیڈ نے حیران ہو کر کہا۔

"ہے نہیں۔ تھا۔ وہ گذشتہ سال وفات پا چکا ہے۔ اس لئے ویسے ہی یہاں نہیں آسکتا۔ لیکن اس کے نام کا بہرحال اتنا اثر اب بھی ہے کہ اس کا نام لے کر ہم اندر آسکتے ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو ٹیڈ نے ایک بار پھر ایک طویل سانس لیا۔

"اوہ۔ تو یہ چکر چلایا تھا تم نے۔ تم واقعی شاطر ذہن کے مالک ہو"...... ٹیڈ نے کہا اور ہونٹ بھینچ لئے۔

"ابھی تو تمہیں میری اور بہت سی صلاحیتوں کا علم ہوگا۔ بہرحال اب تمہاری حسرت دور ہو چکی ہے۔ اس لئے اب تم مجھے صرف اتنا بتا دو کہ رولف نے تمہیں کیا ہدایات دی تھیں"...... عمران نے کہا۔

"کس قسم کی ہدایات"...... ٹیڈ نے چونک کر پوچھا۔

"ہمارے متعلق"...... عمران نے کہا۔

"اس نے کہا تھا کہ ایک عورت اور چار مردوں کا ایک گروپ اری

زونا پہنچا ہے یا پہنچنے والا ہے۔ یہ اصل میں پاکیشیائی ایجنٹ ہیں لیکن ایکریمی میک اپ میں ہیں اور ان کے پاس اقوام متحدہ کے کسی ادارے کے کاغذات ہیں۔ میں انہیں ٹریس کر کے ان کا خاتمہ کر دوں"...... ٹیڈ نے کہا۔

"پھر تم نے کیا کیا"...... عمران نے کہا۔

"میرے آدمیوں نے سرحد پر جا کر کاغذات کی پڑتال کی اور تمہارا گروپ ٹریس ہو گیا مگر اس میں ایک آدمی زیادہ تھا۔ مطلب ہے کہ ایک عورت اور پانچ مردوں کا گروپ تھا لیکن کاغذات میں درج تھا کہ پانچواں آدمی مقامی تھا اور گائیڈ کے طور پر ساتھ تھا۔ کاغذات میں تمہاری جیپوں کے نمبر اور ماڈل بھی درج تھے چنانچہ میرے آدمیوں نے تمہارا سراغ لگانا شروع کر دیا اور پھر مجھے اطلاع ملی کہ تم لوگ ہوٹل گرین میں ٹھہرے ہوئے ہو۔ اس کے بعد میں نے ریڈ کیا لیکن تمہارے کمرے خالی پڑے تھے اور تم غائب تھے۔ میں واپس ہوٹل چلا گیا۔ میرے آدمی اب بھی وہاں پہرہ دے رہے ہوں گے"...... ٹیڈ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"گڈ۔ تم نے اچھا کیا کہ سب کچھ تفصیل سے بتا دیا۔ اب میری بات سنو۔ مجھے تم سے یا تمہاری اس عورت روبی سے کوئی دشمنی نہیں ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ اگر ہم تمہیں ہوٹل میں مل جاتے تو تم ایک لمحہ ہچکچائے بغیر ہم پر گولیوں کی بوچھاڑ کر دیتے۔ لیکن ہم خوا مخواہ کی قتل وغارت پسند نہیں کرتے۔ یہی وجہ ہے کہ روبی بھی اب تک زندہ ہے

اور اس کے تمام ملازمین بھی زندہ ہیں ۔ اگر تم نے ہم سے تعاون نہ کیا تو پھر یہ رعایت ختم ہو جائے گی اور اس کے بعد تم سب کی لاشیں یہاں پڑی سڑتی رہیں گی اور یہ بھی مجھے معلوم ہے کہ رولف جیسے آدمیوں کو تم جیسے آدمی کی اتنی پرواہ بھی نہیں ہوتی جتنی لوگ اپنے پالتو جانوروں کی کرتے ہیں "...... عمران نے سپاٹ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

" تم کس قسم کا تعاون چاہتے ہو "...... ٹیڈ نے کہا۔

" دیکھو ٹیڈ ۔ ہم نے ہر حالت میں ایڈی لینڈ پہنچنا ہے ۔ ہمیں معلوم ہے کہ وہاں تک پہنچنے کے تین راستے ہیں ایک دریا ہانسو کے ذریعے دوسرا فضائی راستہ اور تیسرا زمینی راستہ ۔ لیکن اس وقت تینوں راستوں پر زبردست پہرہ ہو گا ۔ تم ہمیں کوئی ایسا راستہ یا ترکیب بتاؤ جس سے ہم بغیر کسی رکاوٹ کے ایڈی لینڈ پہنچ سکیں "...... عمران نے کہا تو ٹیڈ نے ایک طویل سانس لیا۔

" تم نے بات ہی ایسی کر دی ہے مسٹر "...... ٹیڈ نے طویل سانس لیتے ہوئے کہنا شروع کیا اور پھر مسٹر کے بعد خاموش ہو گیا۔

" فی الحال تم مجھے مائیکل کہہ سکتے ہو "...... عمران نے کہا۔

" مسٹر مائیکل ۔ ایڈی لینڈ میں تو عام حالات میں کوئی نہیں پہنچ سکتا اور جب رولف وہاں موجود ہو اور اس کے ساتھ ساتھ وہ تمہاری آمد سے باخبر بھی ہو تو پھر تو وہاں تک پہنچنا ناممکن ہے "...... ٹیڈ نے جواب دیا۔

" تو تمہارے پاس کوئی تجویز اور کوئی ترکیب نہیں ہے او کے ۔ پھر ہمیں وقت ضائع کرنے کی ضرورت نہیں ہے "...... عمران نے سرد لہجے میں کہا ۔ اس کے لہجے میں یکلخت سفاکی جھلکنے لگی تھی ۔ اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے مشین پسٹل نکال لیا۔

" میں درست کہہ رہا ہوں مسٹر مائیکل "...... ٹیڈ نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

" میں صرف پانچ تک گنوں گا ۔ اس کے بعد ٹریگر دبا دوں گا "۔ عمران نے اسی طرح سرد اور سفاک لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رک رک کر گنتی شروع کر دی ۔

" رک جاؤ ۔ رک جاؤ ۔ مت مارو مجھے ۔ رک جاؤ ۔ میں بتاتا ہوں ۔ رک جاؤ "...... یکلخت ٹیڈ نے ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

" بولتے جاؤ ۔ لیکن یہ سن لو کہ اگر تم نے صرف ہمیں ٹالنے کی کوشش کی تو اس کا نتیجہ بھی تمہیں بھگتنا ہو گا اور اگر تم نے واقعی ہم سے تعاون کیا تو پھر تم زندہ رہ جاؤ گے ۔ تم رولف کو کہہ سکتے ہو کہ ہم لوگ پہلے ہی اری زونا سے نکل چکے تھے "...... عمران نے کہا۔

" وہاں تک تم صرف دریا کے راستے ہی پہنچ سکتے ہو اور کوئی راستہ نہیں ہے ۔ اگر تم ہیلی کاپٹر پر گئے تو تمہارے ہیلی کاپٹر کو فضا میں ہی تباہ کر دیا جائے گا اور زمینی راستہ بے حد طویل بھی ہے اور دشوار گزار بھی ۔ اس کے علاوہ وہاں جگہ جگہ رولف کے آدمیوں کے ناکے لگے ہوئے ہیں ۔ وہ کسی بھی اجنبی کو کسی صورت میں بھی آگے نہیں جانے

دیتے"....... ٹیڈ نے کہا۔

"لیکن دریائی راستے سے جانے کے لئے خصوصی لانچیں استعمال کی جاتی ہیں اور وہ خصوصی لانچیں صرف ایڈی لینڈ میں ہیں"....... عمران نے کہا۔

"نہیں ۔میرے پاس بھی ویسی دو لانچیں موجود ہیں"....... ٹیڈ نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"تم نے یہ لانچیں کس لئے رکھی ہوئی ہیں"....... عمران نے کہا۔

"پہلے میرے ذمے ایڈی لینڈ اسلحہ اور دوسرا ضروری سامان پہنچانا تھا ۔ پھر یہ کام رولف نے اپنے آدمیوں سے لینا شروع کر دیا اور تمام لانچیں جو پہلے میری تحویل میں رہتی تھیں اس نے واپس لے لیں لیکن دو لانچیں یہاں رہ گئیں اس لئے کہ وہ پہلے ہی خراب تھیں اور بظاہر ناقابل مرمت تھیں اس لئے انہیں چھوڑ دیا گیا لیکن سارجر جس نے دراصل یہ لانچیں ایجاد کی تھیں اس نے ان دونوں لانچوں کی مرمت کر کے انہیں ٹھیک کر لیا ۔ وہ اب بھی سارجر کے پاس موجود ہیں ۔ میں نے ان کا ذکر رولف سے اس لئے نہ کیا تھا کہ رولف بے حد وہمی آدمی ہے ۔ مجھے ڈر تھا کہ اس کے ذہن میں یہ خیال نہ آجائے کہ میں نے جان بوجھ کر ان لانچوں کو خراب کر دیا تھا میری نیت خراب تھی ۔ وہ ایسا ہی آدمی ہے ۔ اگر اس کے ذہن میں ذرا بھی شک آجاتا تو پھر میں اور میرے تمام ساتھی دوسرا سانس نہ لے سکتے تھے اس لئے میں نے خاموشی میں ہی عافیت سمجھی"....... ٹیڈ نے جواب دیا۔

"لیکن راستے میں اس کی چیک پوسٹیں موجود ہیں"....... عمران نے کہا۔

"ہاں ۔ موجود ہیں اور وہ لوگ الرٹ بھی ہوں گے لیکن ان سے بھی بچا جا سکتا ہے"....... ٹیڈ نے کہا۔

"وہ کس طرح"....... میرا آدمی رچرڈ ایڈی لینڈ آتا جاتا رہتا ہے ۔ وہ ان چیک پوسٹوں سے اچھی طرح واقف ہے ۔ میں اسے تمہارے ساتھ بھجوا دوں گا ۔ جیسے ہی چیک پوسٹ قریب آنے لگے گی وہ لانچوں کو پہلے ہی رکوا دے گا اور پھر جا کر وہ ان سے کہہ سکتا ہے کہ تم رولف کے مہمان ہو اور وہ تمہیں رولف کے حکم پر ایڈی لینڈ لے جا رہا ہے" ۔ ٹیڈ نے کہا۔

"لیکن اگر انہوں نے رولف سے پوچھ لیا تو"....... عمران نے کہا۔

"وہ ایسا نہیں کریں گے کیونکہ یہاں ہر شخص رولف کی سفاکی سے انتہائی خوفزدہ رہتا ہے ۔ وہ اس بات پر بھی بھڑک کر انہیں قتل کرا سکتا ہے کہ انہوں نے اس سے بات کیوں کی"....... ٹیڈ نے کہا اور عمران نے اثبات میں سرہلا دیا۔

"کتنی چیک پوسٹیں ہیں راستے میں"....... عمران نے پوچھا۔

"تین ہیں ۔ آخری چیک پوسٹ ایڈی لینڈ سے ذرا پہلے جنگل میں دریا ہانسو کے قریب ہے ۔ دو پہاڑیوں میں ہیں"....... ٹیڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کس قسم کی چیک پوسٹیں ہیں ۔ کیا باقاعدہ عمارتیں بنی ہوئی

ہیں"۔ عمران نے پوچھا۔

"عمارت نہیں۔ لکڑی کے بڑے بڑے کیبن ہیں۔ ان کے اوپر لکڑی کے ہی باقاعدہ واچ ٹاورز بنے ہوئے ہیں۔ جس پر میزائل گنیں۔ سرچ لائٹیں اور انتہائی طاقتور دوربینیں نصب ہیں اور وہاں دو آدمی چوبیس گھنٹے پہرہ دیتے رہتے ہیں"...... ٹیڈ نے جواب دیا۔

"لیکن اس طرح تو وہ ہمیں دور سے ہی دیکھ کر میزائلوں کا نشانہ بنا سکتے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"نہیں۔ تینوں چیک پوسٹیں درمیانی موڑوں پر بنائی گئی ہیں۔ وہ بس اچانک سامنے آ جاتی ہیں۔ ایسا حفاظت کی غرض سے کیا گیا ہے"...... ٹیڈ نے جواب دیا اور عمران نے اثبات میں سرہلا دیا۔

"کتنے افراد ان چیک پوسٹوں پر ہوتے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"زیادہ سے زیادہ آٹھ اور کم سے کم چھ"...... ٹیڈ نے جواب دیا۔

"ان کے پاس ٹرانسمیٹر تو ہوتے ہوں گے"...... عمران نے کہا اور ٹیڈ نے زبان سے کوئی جواب دینے کی بجائے اثبات میں سرہلا دیا۔

"تمہیں ان کی فریکونسی کا علم ہو گا"...... عمران نے کہا۔

"نہیں۔ میرا ان سے کبھی کوئی تعلق نہیں رہا۔ وہ ہیڈ کوارٹر کے ماتحت ہیں البتہ......" ٹیڈ بات کرتے کرتے رک گیا تو عمران چونک پڑا۔

"البتہ کیا۔ سنو۔ اپنی جان بچانے کا تمہارے پاس آخری موقع ہے ورنہ......" عمران نے بھی جان بوجھ کر فقرہ ادھورا چھوڑ دیا۔

"ان میں سے ایک آدمی یہاں اری زونا کا رہنے والا ہے۔ اس کی بیٹی بیمار تھی اس لئے وہ ہیڈ کوارٹر سے چھٹی لے کر یہاں آیا ہوا ہے۔ ابھی تک وہ یہاں ہے۔ وہ مجھ سے بھی ملا تھا۔ اس لئے مجھے معلوم ہے"...... ٹیڈ نے کہا۔

"کیا نام ہے اس کا اور کہاں رہتا ہے وہ"...... عمران نے پوچھا۔

"اس کا نام رابرٹ ہے جانسن رابرٹ۔ ہم سب اسے ٹیگی کہتے ہیں اس کی رہائش یہاں کے سب سے قدیم علاقے اولڈ لائن میں ہے بس مجھے اتنا ہی معلوم ہے"...... ٹیڈ نے کہا۔

"کیا وہ دریائی راستے کی کسی چوکی پر تعینات ہے یا ہیڈ کوارٹر میں کام کرتا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"وہ دریائی چوکیوں پر موجود افراد کو کھانے پینے کا سامان اور اسلحہ وغیرہ پہنچانے پر مامور ہے"...... ٹیڈ نے جواب دیا تو عمران نے سرہلا دیا۔

"سارجر کی ورکشاپ کہاں ہے"...... عمران نے پوچھا تو ٹیڈ نے ایک بازار کا نام بتا دیا۔

"وہاں فون تو ہو گا"...... عمران نے کہا تو ٹیڈ نے فون نمبر بتا دیا۔

"سنو۔ اب تک جو کچھ تم نے کہا ہے اب اسے ثابت بھی تم کرو گے۔ اگر وہ سب درست ہوا تو سمجھ لو کہ تم نے اپنی موت کو ٹال دیا ہے اور اگر ان میں سے ایک بات بھی غلط ثابت ہوئی تو پھر موت تمہارا مقدر ہے"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"میں نے جو کچھ کہا ہے درست کہا ہے"...... ٹیڈ نے ہونٹ چباتے ہوئے جواب دیا۔

"او کے۔ ابھی معلوم ہو جاتا ہے۔ جولیا فون پیس اٹھاؤ اور جو نمبر ٹیڈ نے بتائے ہیں وہ ڈائل کر کے رسیور اس کے کان سے لگا دو"۔ عمران نے جولیا سے کہا اور جولیا اثبات میں سر ہلاتی ہوئی کرسی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"اور تم بھی سن لو۔ تم نے سارجر سے کہنا ہے کہ ہم رولف کے مہمان ہیں اور رولف نے تمہیں حکم دیا ہے کہ ان دونوں لانچوں پر انہیں ایڈی لینڈ پہنچایا جائے"...... عمران نے کہا تو ٹیڈ نے ایک بار اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران اس کے چہرے کے تاثرات دیکھ کر ہی سمجھ گیا کہ وہ اپنی جان کے خوف سے اس کے ساتھ واقعی تعاون کر رہا ہے اور یہ تعاون عمران کے لئے واقعی قیمتی ثابت ہو رہا تھا کیونکہ اس طرح ایڈی لینڈ پہنچنے کا ایک قابل عمل لائحہ عمل بہرحال تیار کیا جا سکتا تھا اور عمران اس لائحہ عمل کے بارے میں ذہنی طور پر حتمی فیصلہ بھی کر چکا تھا۔

کرنل فریدی نے کار ہوٹل بلیولائن کے کمپاؤنڈ گیٹ میں موڑی اور پھر اسے پارکنگ کی طرف لے گیا۔ پارکنگ میں خاصی تعداد میں کاریں موجود تھیں لیکن اس کے باوجود چونکہ پارکنگ کا رقبہ خاصا وسیع تھا اس لئے وہاں اب بھی کافی خالی جگہ موجود تھی۔ کرنل فریدی نے کار ایک خالی جگہ پر روکی اور پھر جیسے ہی وہ کار سے نیچے اترا۔ پارکنگ بوائے پارکنگ کارڈ ہاتھ میں اٹھائے تیزی سے اس کی طرف بڑھا۔

"سر پارکنگ کارڈ"...... لڑکے نے قریب آکر انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا اور ساتھ ہی ایک کارڈ کرنل فریدی کی طرف بڑھا دیا۔

"تم کب سے یہاں کام کر رہے ہو"...... کرنل فریدی نے اس کے ہاتھ سے کارڈ لیتے ہوئے کہا۔

"سر آٹھ سالوں سے"...... بوائے نے دوسرا کارڈ کار کے وائپر کے نیچے لگاتے ہوئے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔ وہ کرنل فریدی کی

وجاہت سے خاصا مرعوب دکھائی دے رہا تھا۔

"ہوٹل کے سپروائزر رحمت کو جانتے ہو"...... کرنل فریدی نے جیب سے ایک بڑا نوٹ نکال کر لڑکے کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"سر پارکنگ کی کوئی فیس نہیں ہے سر۔ویسے میں رحمت کو جانتا ہوں سر۔وہ بہت اچھا اور شریف آدمی ہے۔اس کا گھر بھی ہمارے ہی علاقے میں ہے"...... لڑکے نے جواب دیا۔

"یہ پارکنگ فیس نہیں ہے۔تمہارا انعام ہے۔اس لئے کہ تم مجھے شریف خاندان کے لڑکے لگتے ہو اور شاید تعلیم بھی حاصل کر رہے ہو"...... کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا تو لڑکے نے جلدی سے نوٹ لے لیا۔

"شکریہ سر۔لیکن آپ کو کیسے معلوم ہوا سر۔آپ کو تو میں یہاں پہلی بار دیکھ رہا ہوں سر"...... لڑکے نے نوٹ لے کر جیب میں ڈالتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تمہاری قمیض پر کالج بیج لگا ہوا ہے"...... کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا تو لڑکا بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ یس سر۔مجھے تو اس کا خیال ہی نہ رہا تھا۔سر میں شام کی شفٹ میں پڑھتا ہوں۔کامرس پڑھ رہا ہوں۔انکل رحمت نے مجھ سے وعدہ کیا ہوا ہے کہ جب میں تعلیم مکمل کر لوں گا تو وہ ہوٹل کے مالک سے کہہ کر مجھے یہاں اکاؤنٹنٹ لگوا دیں گے۔انکل رحمت بے حد اچھے آدمی ہیں سر"...... لڑکے نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ہاں۔تم ایسا کرو کہ اپنے انکل رحمت کو یہیں بلا لاؤ۔اسے کہنا کہ کرنل فریدی بلا رہا ہے لیکن سنو۔سب کے سامنے کچھ نہیں کہنا۔سمجھ گئے"...... کرنل فریدی نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"آپ سپیشل روم میں چلے جائیں سر۔یہاں تو لوگ آتے جاتے رہتے ہیں۔میں انکل رحمت کو وہاں بھجوا دیتا ہوں سر"...... لڑکے نے کہا وہ خاصا ہوشیار لڑکا ثابت ہو رہا تھا۔

"لیکن اس سپیشل روم تک جانے کے لئے مجھے ہوٹل کے اندر جانا پڑے گا اور میں رحمت سے بات کئے بغیر اندر نہیں جانا چاہتا۔یہ ایک سرکاری معاملہ ہے"...... کرنل فریدی نے جواب دیا۔

"اوکے سر"...... لڑکے نے کہا اور تیزی سے ہوٹل کے مین گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔کرنل فریدی نے کار کا دروازہ کھولا اور اندر بیٹھ گیا۔

تھوڑی دیر بعد کرنل فریدی نے لڑکے کے ساتھ ایک ادھیڑ عمر آدمی کو پارکنگ کی طرف آتے ہوئے دیکھا۔ادھیڑ عمر آدمی کے جسم پر یونیفارم تھی۔کرنل فریدی اسے آتا دیکھ کر کار سے باہر آگیا۔

"سلام سر۔میرا نام رحمت ہے جناب"...... ادھیڑ عمر نے قریب آکر بڑے مؤدبانہ لہجے میں سلام کرتے ہوئے کہا۔

"لڑکے تم جا کر کام کرو"...... کرنل فریدی نے پارکنگ بوائے سے کہا اور وہ سلام کر کے آگے چلا گیا۔

"تم نے کرنل غیاث کو فون کیا تھا کہ ہوٹل میں دو ایکریمی ایسے

موجود ہیں جن کے پاس کوئی خاص قسم کا اسلحہ ہے"...... کرنل فریدی نے رحمت سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس سر۔ میں ان کے کمرے کی صفائی اپنی نگرانی میں کرا رہا تھا کہ ان کا ایک بریف کیس میں نے اٹھا کر دوسری جگہ رکھا۔ بریف کیس رکھتے ہوئے اس میں سے ایسی آواز آئی جیسے اس میں لوہے کی کوئی بھاری چیز موجود ہو۔ جناب میں فوج میں بھی کافی عرصہ کام کرتا رہا ہوں اور کرنل غیاث صاحب نے باقاعدہ تمام ہوٹلوں میں اس بات کی ہدایات دے رکھی ہیں کہ اگر کسی اجنبی کے پاس کوئی ایسا اسلحہ دیکھا جائے جو عام نہ ہو تو اس کی فوری اطلاع دی جائے۔ میں نے صفائی کر کے سوپر کے جانے کے بعد اس بریف کیس کو کھول لیا کیونکہ میرا اندازہ تھا کہ اس میں اسلحہ موجود ہے۔ بریف کیس کھولتے ہی میرا شبہ واقعی درست ثابت ہوا جناب۔ کپڑوں کی تہہ میں ایک عجیب ساخت کا لیکن خاصا بھاری پستول رکھا ہوا تھا۔ اس کی نال دستے کے قریب سے کافی چوڑی تھی لیکن آگے جاتے جاتے وہ باریک ہوتی چلی گئی تھی اور اس کا آخری سرا بالکل سوئی کی طرح باریک تھا۔ نال کا رنگ سرخ تھا جبکہ دستے کا رنگ سنہری تھا۔ میں نے ایسا پستول پہلے کبھی نہ دیکھا تھا۔ اس لئے میں نے اسے واپس اسی طرح رکھا اور پھر بریف کیس بند کر کے واپس الماری میں رکھنے کے بعد میں اپنے کمرے میں آیا اور میں نے کرنل غیاث صاحب کو فون کر کے اطلاع دے دی انہوں نے مجھے بتایا کہ آج کل کرنل فریدی صاحب چیف سیکورٹی

آفیسر صاحب ہیں اس لئے وہ اس سلسلے میں مجھ سے رابطہ کریں گے چنانچہ جیسے ہی پارکنگ بوائے نے آپ کا نام لیا۔ میں فوراً اس کے ساتھ آگیا"...... رحمت نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وہ دونوں ایکریمی اس وقت کہاں ہیں"...... کرنل فریدی نے پوچھا۔

"وہ دونوں گذشتہ دو دنوں سے کہیں گئے ہوئے ہیں۔ ان کی ابھی تک واپسی نہیں ہوئی"...... رحمت نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کب سے ٹھہرے ہوئے ہیں"...... کرنل فریدی نے پوچھا۔

"گذشتہ ایک ہفتے سے جناب"...... رحمت نے جواب دیا۔

"ان کے حلیئے وغیرہ"...... کرنل فریدی نے پوچھا تو رحمت نے ان کے حلیئے بتا دیئے لیکن ان حلیوں میں کوئی خاص بات نہ تھی۔ عام سے حلیئے تھے۔ ایسے حلیوں کے سینکڑوں غیر ملکی بلکہ ایکریمی دارالحکومت میں موجود تھے۔

"کوئی خاص نشانی بتاؤ ان کی"...... کرنل فریدی نے کہا۔

"نہیں جناب۔ میں نے بھی انہیں سرسری طور پر دیکھا ہے"۔ رحمت نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی اچانک ایک کار کمپاؤنڈ گیٹ سے اندر آ کر تیزی سے پارکنگ کی طرف آنے لگی۔ اسے ایک ایکریمی چلا رہا تھا جبکہ دوسرا سائیڈ سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا۔ کار تیزی سے ان کے قریب سے نکل کر ایک خالی جگہ پر پہنچ کر رک گئی۔

"کیا یہی دونوں ہیں وہ"...... کرنل فریدی نے رحمت کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جو بڑے غور سے انہیں دیکھ رہا تھا۔

"یس سر۔یہی ہیں دونوں"...... رحمت نے قدرے پرجوش سے لہجے میں کہا۔

"علیحدہ علیحدہ کمروں میں رہ رہے ہیں یا ایک ہی کمرے میں"۔ کرنل فریدی نے پوچھا۔

"ایک ہی کمرہ ہے ان دونوں کے پاس اور نمبر تھرٹی تھری۔فورتھ سٹوری"...... رحمت نے جواب دیا۔اس دوران وہ دونوں ایکریمی کار روک کر اور پارکنگ بوائے سے کارڈ لے کر آپس میں آہستہ آہستہ باتیں کرتے ہوئے ان کے قریب سے گزر کر ہوٹل کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ان دونوں نے سرسری نظروں سے کرنل فریدی اور رحمت کو دیکھا تھا اور پھر آگے بڑھ گئے تھے۔

"ٹھیک ہے۔تم جاؤ"...... کرنل فریدی نے کہا اور رحمت سلام کر کے مڑا اور واپس ہوٹل کی طرف بڑھ گیا۔کرنل فریدی دوبارہ کار میں بیٹھ گیا۔اس نے ڈیش بورڈ کے اندر ہاتھ ڈال کر ایک مائیک باہر نکالا جس کے ساتھ لچھے دار تار موجود تھی اور پھر مائیک کے ساتھ لگا ہوا ایک بٹن اس نے پریس کر دیا۔

"ہیلو۔ہارڈ سٹون بول رہا ہوں۔اوور"...... کرنل فریدی نے آہستہ سے کہا۔

"یس سر۔نمبر الیون بول رہا ہوں۔اوور"...... چند لمحوں بعد

دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"نمبر الیون۔ہوٹل بلیولائن کے کمرہ نمبر تھرٹی تھری فورتھ سٹوری میں دو ایکریمی رہ رہے ہیں۔ان کی مکمل نگرانی کراؤ۔یہ دونوں مشکوک ہیں۔ان کے پاس انتہائی جدید ساخت کا لیزر پسٹل دیکھا گیا ہے۔اوور"...... کرنل فریدی تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"صرف نگرانی کرانی ہے یا ان کے بارے میں کوئی کوائف بھی حاصل کرنے ہیں۔اوور"...... نمبر الیون نے پوچھا۔

"تمہیں صرف نگرانی کرنی ہے۔کوائف میں خود حاصل کر لوں گا۔اوور"...... کرنل فریدی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور کرنل فریدی نے اوور اینڈ آل کہہ کر مائیک کے ساتھ موجود بٹن کو آف کیا اور پھر مائیک کو واپس ڈیش بورڈ میں رکھ کر ڈیش بورڈ بند کر دیا۔اس کے ساتھ ہی اس نے انجن سٹارٹ کیا تو اسی لمحے پارکنگ بوائے دوڑتا ہوا قریب آیا۔کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے پارکنگ کارڈ اس کی طرف بڑھا دیا اور پھر پارکنگ بوائے نے کار کے وائپر کے نیچے رکھا ہوا کارڈ نکالا اور پیچھے ہٹ کر کرنل فریدی کو بڑے مؤدبانہ انداز میں سلام کیا تو کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کار کو بیک کر کے موڑا اور پھر کمپاؤنڈ گیٹ کی طرف لے جانے لگا۔کمپاؤنڈ گیٹ سے نکل کر اس نے کار کو دائیں ہاتھ پر موڑا اور دوسرے لمحے کار کی رفتار ایک جھٹکے سے تیز کی اور وہ دوڑتی ہوئی آگے بڑھتی چلی گئی۔کافی آگے جانے کے بعد کرنل

فریدی نے کار کو ایک سائیڈ روڈ پر موڑا اور تھوڑی دیر بعد اس نے کار کی رفتار آہستہ کی اور ایک سرخ رنگ کی بڑی سی عمارت کے کھلے کمپاؤنڈ گیٹ میں موڑ دی۔ عمارت پر جوزفین کلب کا بورڈ لگا ہوا تھا۔ کرنل فریدی نے کار ایک سائیڈ پر روکی اور پھر نیچے اتر کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا برآمدے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ عمارت میں کوئی آدمی نظر نہ آرہا تھا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے پوری عمارت خالی ہو۔ لیکن کرنل فریدی جیسے ہی برآمدے میں پہنچا ایک سائیڈ پر موجود دروازہ کھلا اور ایک خوبصورت ایکریمی لڑکی جس کے جسم پر شوخ رنگ کا لباس تھا باہر نکلی۔

"ہیلو جوزفین"...... کرنل فریدی نے اسے دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہیلو کرنل۔ آج بڑے دنوں بعد آنا ہوا ہے آپ کا"...... جوزفین نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"تمہاری یادداشت کا امتحان لینے آیا ہوں"...... کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا تو لڑکی بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"ضرور ضرور کرنل فریدی"...... جوزفین نے کہا اور واپس اسی دروازے کی طرف مڑ گئی جس سے وہ باہر آئی تھی۔ کرنل فریدی اس کے پیچھے اس کمرے میں داخل ہوا۔ کمرہ دفتر کے انداز میں سجا ہوا تھا۔ بڑی سی میز کے پیچھے موجود اونچی نشست کی ریوالونگ کرسی پر جوزفین جا کر بیٹھ گئی جبکہ کرنل فریدی سائیڈ پر موجود کرسی پر بیٹھ گیا۔

"چلیئے لیجئے امتحان"...... جوزفین نے مسکراتے ہوئے کہا تو کرنل

فریدی نے ان دونوں ایکریمیوں کے حلیئے تفصیل سے بتانے شروع کر دیئے جن کے بارے میں رحمت نے بتایا تھا اور جنہیں اس نے خود بھی دیکھا تھا۔ دونوں حلیئے سن کر جوزفین نے آنکھیں بند کیں اور کرسی کی نشست سے سر ٹکا دیا۔ چند لمحوں بعد اس نے آنکھیں کھولیں تو اس کے چہرے پر مسکراہٹ ابھر آئی تھی۔

"آیئے کرنل"...... جوزفین نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور کرنل فریدی مسکراتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک تہہ خانے میں پہنچ گئے۔ یہاں ایک طرف بڑی سی میز تھی جس پر کمپیوٹر موجود تھا۔ میز کے سامنے کرسیاں رکھی ہوئی تھیں۔

"تشریف رکھیئے"...... جوزفین نے کرنل سے کہا اور خود مڑ کر وہ ایک سائیڈ میں موجود لوہے کی الماری کی طرف بڑھ گئی۔ اس نے الماری کھولی اور اس کے اندر سے ایک ڈبہ اٹھا کر اس میں سے ایک کمپیوٹر ڈسک نکالی اور ڈبہ واپس رکھ کر وہ مڑی اور کمپیوٹر کے سامنے موجود کرسی پر آکر بیٹھ گئی۔ اس نے کمپیوٹر ڈسک کو کمپیوٹر میں فیڈ کیا اور اس کے بعد اسے آن کر کے اس نے تیزی سے کی بورڈ کے بٹن پریس کرنے شروع کر دیئے۔ دوسرے لمحے سکرین پر تحریر ابھرنے لگی۔ کرنل فریدی خاموش بیٹھا دیکھتا رہا۔ جوزفین مسلسل کی بورڈ کو پریس کرتی رہی اور سکرین پر تحریریں مٹتی اور ابھرتی رہیں۔ ان تحریروں کے ساتھ ایک کونے میں تصویریں بھی ابھر رہی تھیں۔ چند لمحوں بعد جیسے ہی ایک تصویر اور اس کے ساتھ تحریر ابھری جوزفین نے

ہاتھ روک لیا اور کرنل فریدی بھی تصویر دیکھ کر مسکرا دیا کیونکہ یہ واقعی ان دونوں ایکریمیز میں سے ایک کی تصویر تھی ۔ یہ وہ تھا جو کار ڈرائیو کر رہا تھا ۔

" ایک تو یہی ہے کرنل ۔ کیوں "...... جوزفین نے کرنل فریدی کی طرف مڑ کر دیکھتے ہوئے کہا ۔

" ہاں ۔ تمہاری یادداشت واقعی قابل داد ہے جوزفین "...... کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا تو جوزفین کا چہرہ مسرت سے کھل اٹھا کرنل فریدی نے تصویر کے ساتھ تحریر پڑھنا شروع کر دی ۔ اس شخص کا نام روڈی تھا ۔ روڈی رچرڈ اور اس کے ساتھ اس کے انتہائی تفصیلی کوائف درج تھے ۔ ان کوائف کے مطابق روڈی رچرڈ ایکریمیا کی ریاست نامنگ کا رہائشی تھا ۔ اس کی والدہ افریقی اور والد ایکریمی تھا ۔ روڈی کے چار بھائی اور دو بہنیں تھیں اور روڈی ان میں سے دوسرے نمبر پر تھا ۔ روڈی نے ہائی سکول تک تعلیم حاصل کی تھی اور اس کے بعد وہ جرائم کی دنیا میں داخل ہو گیا تھا ۔ اس کے جرائم کی پوری تفصیل درج تھی ۔ وہ پندرہ بار گرفتار ہو چکا تھا اور اس نے مختلف مراحل میں تقریباً آٹھ سال قید کاٹی تھی ۔ وہ پیشہ ور قاتل بھی رہا تھا لیکن پورے کوائف میں کہیں یہ درج نہ تھا کہ اس کا تعلق کسی دہشت گرد گروہ سے ہو یا وہ کبھی کسی دہشت گردی کی کارروائی میں ملوث پایا گیا ہو ۔ بس عام سا جرائم پیشہ تھا جیسے ایکریمیا میں جرائم پیشہ لوگ ہوتے ہیں ۔

" اور کوائف بھی ہیں "...... کرنل فریدی نے کہا تو جوزفین نے ایک بار پھر کی بورڈ کو پنچ کیا اور تحریر بدل گئی ۔ روڈی کے مزید کوائف کمپیوٹر کی سکرین پر ابھر آئے لیکن ان میں بھی کرنل فریدی کو اپنے مطلب کی کوئی چیز نہ مل سکی البتہ آخر میں ایک اشارہ ایسا تھا جس سے کرنل فریدی چونک پڑا ۔ کیونکہ اس کے مطابق یہ کہا جاتا ہے کہ روڈی کا تعلق کسی بین الاقوامی گروہ سے ہے جو پوری دنیا میں انتہائی جدید ترین اور خوفناک اسلحے کی سمگلنگ کرتا ہے ۔

" ٹھیک ہے ۔ دوسرے کو چیک کرو "...... کرنل فریدی نے کہا اور جوزفین نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر کمپیوٹر آف کر کے اس نے اس میں سے کمپیوٹر ڈسک نکالی اور کرسی سے اٹھ کھڑی ہوئی ۔ ایک بار پھر وہ الماری کی طرف بڑھ گئی ۔ اس نے الماری کھولی اور ایک اور مخصوص ڈبے میں سے اس نے ایک کمپیوٹر ڈسک نکالی اور الماری بند کر کے وہ واپس آکر کرسی پر بیٹھی اور اس نے ڈسک کو کمپیوٹر میں فیڈ کر کے کمپیوٹر آن کیا اور پھر کی بورڈ کو دونوں ہاتھوں سے پنچ کرنا شروع کر دیا ۔ سکرین پر مختلف تصویریں اور تحریریں ابھرتی اور مٹتی رہیں پھر اچانک ایک تصویر ابھری تو جوزفین نے ہاتھ ہٹا لئے ۔ کرنل فریدی کے چہرے پر بے اختیار تحسین کے تاثرات ابھر آئے ۔

" تم واقعی بہترین یادداشت کی مالکہ ہو ۔ یہ واقعی میرا مطلوبہ آدمی ہے "...... کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

" شکریہ کرنل فریدی ۔ آپ کی اس تعریف نے مجھے بے حد مسرت

بخشی ہے ۔ دراصل کمپیوٹر کے ساتھ کام کرتے ہوئے میرا ذہن بھی کمپیوٹر بن گیا ہے"...... جوزفین نے مسکراتے ہوئے کہا تو کرنل فریدی نے اثبات میں سرہلا دیا ۔ اس دوسرے آدمی کا نام مائیکل تھا ۔ جان مائیکل ۔ یہ بھی جرائم کی دنیا کا آدمی تھا اور اس روڈی سے زیادہ اس دلدل میں دھنسا ہوا تھا لیکن تمام کوائف پڑھنے کے باوجود کرنل فریدی کو اپنے مطلب کی کوئی چیز نہ ملی ۔ وہ عام سے کوائف تھے جو ایسے بدمعاشوں کے ہوتے ہیں ۔ جوزفین نے کوائف کی دوسری قسط سکرین پر ابھاری اور اس بار کرنل فریدی بے اختیار چونک پڑا ۔ کیونکہ اس میں درج تھا کہ جان مائیکل بلاسٹرز آپریشن میں ماہر سمجھا جاتا ہے ۔ وہ اس میں اس قدر ماہر ہے کہ انتہائی جدید ترین سپر بلاسٹر کو خود تیار کر سکتا ہے ۔

" گڈ ۔ یہ کام کی بات ملی ہے ۔ او کے جوزفین ۔ تمہارا بے حد شکریہ "...... کرنل فریدی نے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا ۔

" ارے ارے کرنل فریدی ۔ ایک تو آپ آتے ہی بے حد کم ہیں اور دوسرے جب بھی آتے ہیں ہوا کے گھوڑے پر سوار ہو کر آتے ہیں ۔ آپ کا کام ہو گیا اب آپ میرے ساتھ بیٹھ کر کافی پئیں گے "۔ جوزفین نے کمپیوٹر آف کرتے ہوئے کہا ۔

" نہیں ۔ اس وقت نہیں ۔ وعدہ رہا کہ فرصت ملتے ہی آکر کافی ضرور پیئوں گا اور تمہارے دوست کیپٹن حمید کو بھی ساتھ لے آؤں گا "۔ کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا تو جوزفین بے اختیار کھلکھلا کر

ہنس پڑی اور وہ دونوں اس تہہ خانے سے نکل کر اوپر دفتر کی طرف بڑھ گئے ۔

" حمید صاحب ہیں کہاں ۔ کافی دنوں سے نظر نہیں آ رہے "۔ جوزفین نے کرنل فریدی کے ساتھ چلتے ہوئے مسکرا کر کہا ۔

" وہ آج کل ایک نئی دوست کیپٹن صائمہ کے ساتھ ہوتا ہے "۔ کرنل فریدی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ جوزفین سمیت اس کے دفتر میں داخل ہوا ۔

" اوہ اچھا ۔ اسی لئے ادھر کا چکر نہیں لگ رہا "...... جوزفین نے کہا اور کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے میز پر موجود فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے ۔

" یس "...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے نمبر الیون کی آواز سنائی دی ۔

" کرنل فریدی بول رہا ہوں "...... کرنل فریدی نے ساتھ موجود جوزفین کی وجہ سے اپنا کوڈ نام نہ دوہرایا تھا ۔

" یس باس ۔ نمبر الیون بول رہا ہوں "...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا ۔

" میں نے جو کام ذمے لگایا تھا اس کے بارے میں کیا رپورٹ ہے "...... کرنل فریدی نے گول مول سے انداز میں بات کرتے ہوئے کہا ۔

" کام جاری ہے باس ۔ وہ دونوں کمرے میں ہی موجود ہیں "۔ نمبر

الیون نے کہا۔

"ان دونوں کو ہیڈ کوارٹر لے آؤ۔ لیکن کسی کو اس کا علم نہ ہونے پائے"...... کرنل فریدی نے کہا۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور کرنل فریدی نے او کے کہہ کر رسیور رکھا اور پھر جوزفین کو گڈ بائی کہتا ہوا وہ دفتر سے نکل آیا۔ جوزفین اسے کار تک چھوڑنے ساتھ آئی۔ چند لمحوں بعد کرنل فریدی کی کار تیزی سے اپنے ہیڈ کوارٹر کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ اس کے چہرے پر اطمینان تھا کیونکہ اس نے بہرحال ان دہشت گردوں کا ایک اہم کلیو حاصل کر لیا تھا۔

سیاہ رنگ کی کار خاصی تیز رفتاری سے مراسک کے دارالحکومت سے شمال کی طرف جانے والی وسیع و عریض سڑک پر جیسے اڑی چلی جا رہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر ایک درمیانے قدوقامت کا آدمی موجود تھا۔ اس کا چہرہ پتلا اور لمبوترا سا تھا۔ اس کی آنکھوں میں چمک اور چہرے پر عیاری جیسے ثبت ہو کر رہ گئی تھی۔ اسے دیکھ کر بے اختیار لومڑی کا چہرہ آنکھوں کے سامنے آجاتا تھا۔ یہ مارک تھا۔ روف کے ایک خصوصی گروپ کا انچارج جو انتہائی جدید طرز کے میزائلوں کا خصوصی تربیت یافتہ گروپ تھا۔ سائیڈ سیٹ پر آسٹن بیٹھا ہوا تھا جبکہ عقبی سیٹ پر بھی ایک نوجوان ایکریمی موجود تھا لیکن وہ ایک کونے میں بڑے مؤدبانہ انداز میں بیٹھا تھا۔

"تم نے کانفرنس ہال کا نشانہ درست طور پر لے لیا ہے ناں۔ ایسا نہ ہو کہ ٹارگٹ خراب ہو جائے۔ پھر تو سرکاری لوگ بھوکے بھیڑیوں کی طرح ہم پر ٹوٹ پڑیں گے"...... آسٹن نے کہا۔

"تم مارک کو کیا سمجھتے ہو آسٹن۔ اگر تم چاہو تو میں کانفرنس ہال کی کسی کھڑکی میں بیٹھی ہوئی چڑیا کو بھی ٹارگٹ بنا سکتا ہوں۔ پوری عمارت تو بہت معمولی بات ہے"...... مارک نے مسکراتے ہوئے کہا تو آسٹن بے اختیار ہنس پڑا۔ سڑک جس طرف جا رہی تھی اور ادھر پہاڑی علاقہ تھا لیکن یہ پہاڑیاں زیادہ اونچی نہ تھیں بلکہ اونچے نیچے ٹیلوں کی طرح تھیں۔ ان پر کسی قسم کا کوئی درخت یا گھاس وغیرہ نہ تھی۔ خشک اور بنجر پہاڑیاں تھیں۔ ان میں سے ایک پہاڑی دوسری پہاڑیوں کی نسبت کافی اونچی تھی اور اس پہاڑی کے اوپر ایک بہت بڑا راڈار لگا ہوا تھا جو دور سے نظر آتا تھا۔ یہ مراسک ایئر فورس کا مین راڈار اسٹیشن تھا۔ ایک طرف بڑی سی بیرک نما عمارت بنی ہوئی تھی جب کہ دوسری طرف کافی بلندی تک جاتا ہوا ٹاور تھا جس پر وہ راڈار لگا ہوا تھا۔ اسے عام طور پر راڈار اسٹیشن کہا جاتا تھا۔ ویسے اس کی حفاظت کا انتہائی سخت انتظام تھا۔ اس پہاڑی کو چاروں طرف سے نیچے سے ہی خار دار تاروں سے بند کر دیا گیا تھا اور اوپر جانے والی سڑک کے کنارے باقاعدہ چیک پوسٹ بنی ہوئی تھی جس پر انتہائی چاق وچوبند مسلح فوجی موجود تھے۔

"یہ راڈار اسٹیشن تو تمہارے مشن کے آڑے نہ آئے گا"۔ اچانک آسٹن نے کہا تو مارک بے اختیار ہنس پڑا۔

"آڑے نہیں آئے گا بلکہ یہی ہمارے مشن کے کام آئے گا"۔ مارک نے ہنستے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ آسٹن کوئی بات کرتا اچانک

آسٹن کی جیب سے ٹوں ٹوں کی آوازیں سنائی دینے لگیں اور آسٹن اور مارک دونوں ہی یہ آوازیں سن کر بے اختیار چونک پڑے۔ آسٹن نے جلدی سے جیب میں ہاتھ ڈالا اور جب اس کا ہاتھ باہر آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک خوبصورت سا سگریٹ کیس تھا۔ آواز اسی میں سے نکل رہی تھی۔ مارک نے کار کی رفتار آہستہ کر دی تھی۔

"اسے ایک طرف کر کے روک دو۔ مجھے یہ کوئی اہم کال لگ رہی ہے"...... آسٹن نے کہا تو مارک نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کار ایک سائیڈ پر کر کے روک دی۔ آسٹن نے سگریٹ کیس کھولا اور اس کے اندر موجود سگریٹوں میں سے ایک سگریٹ نکال کر اس نے اسے الٹا کر کے دوبارہ اس کی جگہ پر رکھا تو ٹوں ٹوں کی آوازیں آنا بند ہو گئیں۔ آسٹن نے ایک اور سگریٹ کو نکال کر اسے الٹا کر کے جیسے ہی اس کی جگہ واپس رکھا سگریٹ کیس میں سے ایک مردانہ آواز سنائی دینے لگی۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ جارج کالنگ۔ اوور"...... بار بار کال دی جا رہی تھی۔

"یس آسٹن اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... آسٹن نے خشک اور سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔

"باس۔ روڈی اور مائیکل دونوں ہوٹل بلیو لائٹ میں ٹھہرے ہوئے ہیں۔ میں نے ان کی نگرانی کے لئے وہیں ہوٹل میں ایک مقامی آدمی کو خریدا ہوا ہے۔ اس مقامی آدمی نے مجھے اطلاع دی ہے کہ ہوٹل کا سپر وائزر جس کا نام رحمت بتایا گیا ہے۔ پارکنگ میں کافی دیر

تک کرنل فریدی سے باتیں کرتا رہا ہے اور روڈی اور مائیکل بھی ان کے سامنے ہی واپس ہوٹل آئے ہیں اور کرنل فریدی اور رحمت دونوں انہیں غور سے دیکھتے رہے ہیں۔ پھر رحمت واپس آگیا اور کرنل فریدی واپس چلا گیا۔ میں نے یہ اطلاع ملتے ہی فوراً اپنے آدمیوں سے اس رحمت سپروائزر کو اغوا کرایا اور اس نے معمولی سے تشدد کے بعد زبان کھول دی۔ اس نے بتایا ہے کہ اس نے صفائی کے دوران روڈی کے بریف کیس میں لیزر پسٹل چیک کیا اور یہاں کے ہیڈ کوارٹر انچارج کرنل غیاث کو اطلاع دی۔ کرنل غیاث نے اسے کرنل فریدی کا حوالہ دیا اور پھر کرنل فریدی ہوٹل آیا اور اسے پارکنگ میں بلوا کر اس سے پوچھ گچھ کرنے لگا۔ اتنے میں روڈی اور مائیکل دونوں وہاں آئے تو رحمت نے ان کی طرف اشارہ کر دیا۔ اوور"...... جارج نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"تو پھر کیا ہوا۔ وہ دونوں اپنی اصل شکلوں میں ہیں اور ان کے کاغذات بھی درست ہیں۔ اوور"...... آسٹن نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کرنل فریدی کے جانے کے کچھ دیر بعد ہی میرے آدمی نے اطلاع دی کہ ان کے کمرے کی دو آدمی نگرانی کر رہے ہیں اور باس آپ جانتے ہیں کہ یہ دونوں سپر بلاسٹرز کے سلسلے میں ملوث ہیں۔ اگر کرنل فریدی نے انہیں اغوا کر کے ان سے پوچھ گچھ کی تو پھر سارا منصوبہ سامنے آجائے گا۔ اوور"...... جارج نے جواب دیا۔

"اوہ۔ ایسا ہو سکتا ہے۔ ویسے بھی کرنل فریدی انتہائی مشہور

ایجنٹ ہے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ ایکریمیا سے ان کا سابقہ ریکارڈ کسی طرح حاصل کر لے۔ اس طرح ان کی بابت اسے معلوم ہو جائے گا۔ تو پھر تم نے کیا کیا ہے۔ اوور"...... آسٹن نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں نے ان دونوں کو فوری طور پر ہلاک کر دیا ہے۔ اوور"۔ جارج نے جواب دیا تو آسٹن بے اختیار اچھل پڑا۔

"ہلاک کر دیا ہے۔ اوہ۔ میری اجازت کے بغیر۔ وہ تو میری ٹیم کے انتہائی اہم آدمی تھے۔ اوور"...... آسٹن نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"باس۔ ان معاملات میں معمولی سی دیر بھی بعض اوقات انتہائی نقصان دہ ثابت ہو سکتی ہے۔ کرنل فریدی بے حد عیار آدمی ہے اور ہمارا پورا منصوبہ رسک میں آچکا تھا اس لئے میں نے یہی مناسب سمجھا کہ ان کا خاتمہ ہی کر دیا جائے اور کوئی صورت نہ تھی۔ اوور"۔ جارج نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس رحمت کا کیا ہوا۔ اوور"...... آسٹن نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"اس کی لاش گٹر میں پھینکوا دی گئی ہے۔ اوور"...... جارج نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم نے واقعی بروقت قدم اٹھایا ہے۔ لیکن اب ان دونوں کی جگہ تم کسے دو گے تاکہ سپر بلاسٹرز کی باقاعدہ دیکھ بھال ہوتی رہے۔ اوور"...... آسٹن نے کہا۔

"اس کا بندوبست ہو جائے گا باس۔ آپ بے فکر رہیں اوور"۔

دوسری طرف سے جارج نے کہا۔

"لیکن اگر کرنل فریدی اس طرح ہمارے آدمیوں کو مارک کرتا رہا تو کانفرنس تک تو ہمارا پورا گروپ ہی ختم ہو جائے گا۔ اوور"۔ آسٹن نے کہا۔

"یہ سب کچھ اس روڈی کی حماقت کی وجہ سے ہوا ہے۔ آپ کو تو علم ہے کہ اسے انتہائی جدید ترین اسلحے سے عشق تھا۔ وہ اس لیزر پسٹل کو ہمیشہ اپنے پاس رکھتا تھا۔ میں نے اسے منع بھی کیا تھا کہ اس کی وجہ سے وہ کسی بھی وقت چیک ہو سکتا ہے۔ لیکن اس نے وعدہ کیا تھا کہ وہ اسے بریف کیس سے باہر ہی نہ نکالے گا البتہ اس نے اسے اپنے سے علیحدہ کرنے سے انکار کر دیا تھا اس لئے میں خاموش ہو گیا تھا۔ لیکن اس رحمت نے اسے بریف کیس کے اندر چیک کر لیا تھا۔ اس طرح یہ دونوں مارک ہو گئے اور انہیں ختم کرنا پڑا۔ ورنہ تو اس کی نوبت ہی نہ آتی۔ ہمارے آدمی اس طرح بکھرے ہوئے ہیں کہ کسی طرح بھی ان میں سے کوئی بھی مشکوک نہیں ہو سکتا۔ اوور"۔ جارج نے کہا۔

"تمہاری بات درست ہے لیکن اب جبکہ کرنل فریدی کو ان دونوں کی اس طرح اچانک موت کا علم ہو گا اور پھر اس کا آدمی رحمت بھی غائب ہو گا تو وہ لامحالہ سمجھ جائے گا کہ یہ سب کچھ اس کی وجہ سے ہوا ہے اور ہو سکتا ہے کہ وہ پورے دارالحکومت میں موجود ایکریمنز کی نگرانی شروع کرا دے۔ اوور"...... آسٹن نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں باس۔ وہ چاہے جو کچھ بھی کرے۔ وہ کسی طرح بھی اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اوور"...... جارج نے جواب دیا۔

"او کے۔ ٹھیک ہے۔ پھر بھی تم نے انتہائی محتاط رہنا ہے۔ اوور"...... آسٹن نے کہا۔

"یس باس۔ اوور"...... دوسری طرف سے جارج نے جواب دیا اور آسٹن نے اوور اینڈ آل کہہ کر سگریٹ کو نکالا اور پھر دوبارہ پہلے کی طرح الٹ کر واپس رکھ دیا اور پھر دوسرا سگریٹ بھی پہلے کی طرح رکھ کر اس نے سگریٹ کیس بند کر کے جیب میں رکھا اور اس کے ساتھ ہی مارک نے کار سٹارٹ کی اور اسے سڑک پر لے آ کر آگے بڑھا دیا۔

"یہ کیا چکر چل گیا ہے آسٹن۔ تمہارے آدمی تو انتہائی محتاط رہتے ہیں"...... مارک نے کہا۔

"ہاں۔ اس روڈی کے شوق نے اسے بھی مروا دیا ہے اور اس کے ساتھی مائیکل کو بھی۔ دونوں ہی میرے بہترین آدمی تھے۔ مجھے ان کی موت پر واقعی دلی افسوس ہو رہا ہے"...... آسٹن نے جواب دیا۔

"افسوس تو ہوتا ہے لیکن تمہارا آدمی جارج واقعی بے حد عقلمند بھی ہے اور فوری اور بروقت فیصلے کرنے کا عادی بھی ہے۔ اس نے اچھا کیا ہے کہ فوری طور پر اس کلیو کو ختم کر دیا ہے ورنہ تو یہ سلسلہ دراز بھی ہو سکتا تھا"...... مارک نے جواب دیا۔

"ہاں۔ بہرحال ٹھیک ہے۔ ایسا تو ہوتا ہی رہتا ہے"...... آسٹن

نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

" اس بار چیف نے ڈبل پلاٹنگ کی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ حالات واقعی خاصے گمبھیر ہیں"...... مارک نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد کہا۔

"ہاں۔ نہ صرف حکومت کے کارندے کام کر رہے ہیں بلکہ کرنل فریدی اور اس کا گروپ بھی مصروف ہے۔ اس لئے ظاہر ہے کہ حالات تو نازک ہو رہے ہیں۔ بہرحال تم بات کر رہے تھے اس راڈار سٹیشن کی"...... آسٹن نے کہا۔

" میں نے اس راڈار سٹیشن کو ہی سٹیشن بنایا ہے کیونکہ وہاں سے ہی دارالحکومت کی کسی بلڈنگ کو نشانہ بنایا جا سکتا ہے اور کسی کو اس کا شک تک نہ ہو گا"...... مارک نے کہا تو آسٹن بے اختیار اچھل پڑا۔

" یہ کیسے ممکن ہے۔ وہ تو ایئر فورس کا اڈا ہے اور اس کی حفاظت کا انتہائی سخت انتظام ہو گا"...... آسٹن نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" ہاں تمہاری بات درست ہے لیکن بہرحال پلاٹنگ یہی ہے"...... مارک نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" تو کیا اب ہم اس راڈار سٹیشن پر جا رہے ہیں"...... آسٹن نے کہا۔

" ارے نہیں۔ ابھی نہیں۔ جس روز کانفرنس منعقد ہو گی اس سے

ایک رات پہلے کارروائی ہو گی۔ اس سے پہلے تو ہم نے اس کے قریب بھی نہیں جانا"...... مارک نے کہا تو آسٹن نے ایک طویل سانس لیا۔

" تم نے یہ بات کر کے مجھے واقعی حیران کر دیا ہے۔ یہ تو تم بہت بڑا رسک لے رہے ہو"...... آسٹن نے کہا۔

" ابھی تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ اسی لئے تو میں تمہیں ساتھ لے جا رہا ہوں تاکہ تم اس پلاٹنگ کو اچھی طرح سمجھ لو اور دیکھ بھی لو۔ کیونکہ اب تم ہمارے باس ہو اور تمہاری رضامندی ضروری ہے"...... مارک نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" میں نے کیا باس ہونا ہے مارک۔ خیر اور تمہارا تو فیلڈ ہی یکسر مختلف ہے۔ یہ تو موجودہ حالات کی وجہ سے ایسا کیا گیا ہے"۔ آسٹن نے کہا۔

" مجھے معلوم ہے اور مجھے خوشی ہے کہ ان حالات میں بہرحال تم جیسے دوست کو ہی میرا باس بنایا گیا ہے ورنہ شاید میرا کسی اور کے ساتھ گزارا بھی نہ ہو سکتا"...... مارک ہنستے ہوئے کہا اور آسٹن بھی ہنس پڑا۔ کار اب پہاڑی علاقہ میں سفر کر رہی تھی لیکن راڈار سٹیشن ابھی کافی دور تھا کہ اچانک مارک نے کار کی رفتار آہستہ کی اور پھر اسے ایک پگڈنڈی پر اتار دیا۔ یہ عام اور تنگ سا پہاڑی راستہ تھا۔ کار ہچکولے کھاتی ہوئی آگے بڑھتی چلی جا رہی تھی۔ کافی آگے جا کر ایک ٹیلے نما پہاڑی کے دامن میں پہنچ کر مارک نے کار روک دی اور اس کے ساتھ ہی اس نے مخصوص انداز میں تین بار ہارن بجایا تو ٹیلے کی اوٹ

سے ایک مسلح آدمی باہر آگیا۔

"اوکے"...... مارک نے کار کی کھڑکی سے سر باہر نکال کر کہا۔

"آل اوکے باس"...... اس آدمی نے قریب آکر کہا اور مارک نے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلا دیا اور پھر کار کا دروازہ کھول دیا۔

"آؤ آسٹن"...... مارک نے آسٹن سے کہا اور کار سے نیچے اتر آیا۔ آسٹن بھی اثبات میں سر ہلاتا ہوا دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا۔ پھر دونوں ایک دوسرے کے پیچھے چلتے ہوئے جیسے ہی ٹیلے کی دوسری طرف گئے۔ آسٹن یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ ادھر دو ٹیلوں کے درمیان ایک کافی بڑی غار تھی بالکل جیسے کوئی بڑا سا ہال ہو۔

"بڑی عجیب جگہ تلاش کی ہے تم نے باس"...... آسٹن نے کہا تو مارک مسکرا دیا۔ غار خالی پڑی ہوئی تھی۔ وہ دونوں اس غار میں داخل ہوئے اسی لمحے غار کے فرش کا ایک چھوٹا سا حصہ کسی صندوق کے ڈھکن کی طرح اوپر کو اٹھ گیا اور اب نیچے جاتی ہوئی لوہے کی سیڑھیاں نظر آرہی تھیں۔ مارک سیڑھیاں اترنے لگا۔ آسٹن بھی اس کے پیچھے سیڑھیاں اترا اور تھوڑی دیر بعد وہ ایک چوڑی سرنگ میں پہنچ چکے تھے۔ سرنگ کچھ آگے جانے کے بعد ایک خاصی بڑی اور چوڑی لیکن بند جگہ پر جاکر ختم ہو گئی۔ سرنگ اور یہ چوڑی بند جگہ قدرتی نظر آرہی تھی البتہ اس کی چھت پر کیے گئے سوراخ انسانی ہاتھوں کے مرہون منت لگتے تھے۔

"یہ سرنگ اور کمرہ کیا تم نے اب بنایا ہے"...... آسٹن نے چاروں طرف حیرت سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ یہ تو قدرتی ہے۔ میرے آدمیوں نے یہاں کا ایک ...وصی مشین کے ذریعے سروے کیا تھا۔ اس سروے کے نتیجے میں یہ ... اور کمرہ سامنے آیا لیکن یہ ہر طرف سے بند تھا۔ چنانچہ اس اوپر ... غار میں سوراخ کر کے سرنگ تک پہنچنے کا راستہ ہم نے خود بنایا اور اس سرنگ اور اس کمرے میں ہوا پہنچانے کے لئے خصوصی ...اخ بھی ہم نے خود کئے ہیں۔ اس طرح اب یہ جگہ ہر لحاظ سے ...ئی محفوظ ہو گئی ہے"...... مارک نے جواب دیا تو آسٹن نے اثبات ... سر ہلا دیا۔ اس کمرے میں دو بڑی بڑی میزیں تھیں جن پر مستقبل ...ل کی انتہائی جدید قسم کی مشینری رکھی ہوئی تھی۔ میزیں کافی لمبی ...ی تھیں۔ لیکن فولڈنگ سٹائل کی تھیں۔ اس کمرے میں دو اور ... بھی موجود تھے جنہوں نے آسٹن اور مارک کو سلام کیا۔

"اب میں تمہیں پلاننگ بتاتا ہوں۔ ہم اس آپریشن میں ایس وی ...ائل استعمال کریں گے۔ یہ میزائل انتہائی طاقتور ہوتے ہیں۔ لیکن ...ی ساخت باقی میزائلوں سے مختلف ہوتی ہے۔ لمبے کیپسول نما ...تے ہیں۔ ان کے لانچر کی ساخت بھی اسی طرح ہوتی ہے۔ اس لانچر ... میزائل کو زیادہ سے زیادہ نصف گھنٹے میں نصب کیا جا سکتا ہے۔ یہ ...وٹرائزڈ کنٹرول ہوتے ہیں۔ یہ کمرہ کنٹرول روم ہوگا جبکہ کانفرنس ...لے روز صبح کو ہم راڈار سٹیشن پر بے ہوشی کے کیپسول فائر کر کے ...ں موجود ہر شخص کو بے ہوش کر دیں گے۔ راڈار سے ذرا نیچے ...ڑی پر ایک ایسی جگہ موجود ہے جہاں اس لانچر کو آسانی سے نصب

کیا جا سکتا ہے جو ظاہر ہے دور سے نظر نہیں آئے گا جبکہ راڈار وے
کام کرتا رہے گا۔ میرے آدمی وہاں کے آدمیوں کی جگہ لے لیں
اسی طرح کام کرتے رہیں گے جیسے وہاں کے لوگ کام کرتے ہیں
یہاں کنٹرول روم میں موجود رہوں گا اور جب تم مجھے ٹرانسمیٹر پر
حکم دو گے تو میں میزائل فائر کر دوں گا اور ایک ہی فائر اس
بلڈنگ کو نیست و نابود کر دینے کے لئے کافی ہوگا۔ جس بلندی پر
موجود ہے وہاں سے کانفرنس ہال تک راستے میں کوئی رکاوٹ
موجود نہیں ہے اور ٹارگٹ کمپیوٹرائزڈ ہوگا۔ اس لئے اس کے
ہونے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا"...... مارک نے تفصیل بتا
ہوئے کہا۔

"میزائل فائر کرنے کے بعد کیا کرو گے"...... آسٹن نے پوچھا

"ہم یہاں کانفرنس سے ایک روز پہلے مکمل طور پر کیموفلاج
جائیں گے اور یہیں سے نکل کر راڈار سٹیشن پر قبضہ کریں گے
میزائل فائر ہو جائے گا تو ہم اس لانچر کو کھولیں گے اور وہاں سے
یہاں آجائیں گے اور پھر اس وقت تک یہاں مکمل طور پر کیمو
رہیں گے جب تک ساری چیکنگ وغیرہ مکمل نہیں ہو جاتی۔ جس
ہم موجود ہیں یہاں کا کسی کے ذہن میں تصور بھی نہیں آسکتا۔
طرح چاہے وہ لاکھ سر پٹک لیں ہمیں تلاش نہ کر سکیں گے۔
حالات نارمل ہو جائیں گے تو ہم ایک ایک کر کے نکل جائیں
مشینری یہیں رہ جائے گی جسے کافی بعد میں علیحدہ علیحدہ کر کے

ل کر لے جائیں گے"...... مارک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
گڈ مارک۔ ویری گڈ۔ تم واقعی ان معاملات میں بے پناہ
رکھتے ہو۔ یہ سو فیصد فول پروف پلاننگ ہے۔ البتہ تمہیں
وافر مقدار میں پانی اور کھانے پینے کا سامان رکھنا ہوگا کیونکہ
درست ہونے میں نجانے کتنا وقت لگ جائے"...... آسٹن
رت بھرے لہجے میں کہا کیونکہ اسے واقعی یہ سیٹ اپ بے حد
یا تھا۔

وہ تو ظاہر ہے کرنا ہی پڑے گا۔ تو پھر پلاننگ منظور ہے"۔
نے مسکراتے ہوئے کہا۔

سو فیصد منظور"...... آسٹن نے جواب دیا۔

شکریہ۔ اب میں اطمینان سے کام کروں گا"...... مارک نے
دیا۔

وہ لانچر اور ایس وی میزائل۔ وہ کیسے اور کب یہاں پہنچے گا"۔
نے کہا۔

وہ یہاں دارالحکومت میں پہنچ چکا ہے عام مشینری پارٹس کی
میں۔ آج رات اسے یہاں پہنچا دیا جائے گا اور کل ہم اسے جوڑ
کر لیں گے البتہ ایک خدشہ میرے ذہن میں موجود ہے"۔
نے کہا تو آسٹن بے اختیار چونک پڑا۔

کیسا خدشہ"...... آسٹن نے چونک کر پوچھا۔

یہاں کی مقامی پولیس یا انٹیلی جنس وغیرہ کی تو مجھے پرواہ نہیں

ہے البتہ کرنل فریدی کی بابت میں نے بہت کچھ سن رکھا
خطرناک حد تک ذہین اور انتہائی فعال سیکرٹ ایجنٹ ہے ۔ ہو
ہے وہ کانفرنس سے پہلے ٹرانسمیٹر کال کیچ کرنے کا کوئی خاص نظام
خفیہ طور پر قائم کر دے ۔ اس طرح جب تم مجھے فائر کرنے کے
تو یہ کال کیچ ہو جائے ۔ فائر تو بہر حال ہو جائے گا لیکن اس طرح
بہر حال پکڑے جا سکتے ہیں اور تم جانتے ہو کہ اس مشن کے دوران
ہم پکڑے گئے تو ہماری بوٹیاں اڑا دی جائیں گی" ...... مارک نے
بار انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا ۔

"تو پھر" ...... آسٹن نے بھی سنجیدہ لہجے میں کہا ۔

"میرا خیال ہے کہ تم ہمیں صرف سپیشل کاشن پوائنٹ سے
دو ۔ ٹرانسمیٹر یا دیگر کسی قسم کا کوئی رابطہ نہ کرو ۔ اس طرح
فیصد محفوظ رہیں گے" ...... مارک نے کہا ۔

"تمہاری یہ تجویز درست ہے ۔ ایسا ہی ہوگا" ...... آسٹن نے
مارک نے اثبات میں سر ہلا دیا ۔

ورکس اینڈ ریڈی
جلد ساز
مین روڈ کالونی

کیپٹن صائمہ نے کار عارب کلب کے کھلے ہوئے کمپاؤنڈ گیٹ میں موڑی اور ایک سائیڈ پر بنی ہوئی پارکنگ کی طرف لے گئی ۔ پارکنگ میں کار روک کر کیپٹن صائمہ اور کیپٹن حمید دونوں نیچے اترے اور تیز تیز قدم اٹھاتے کلب کے مین گیٹ کی طرف بڑھ گئے ۔ اس وقت پارکنگ میں اکا دکا کاریں تھیں اور کلب کی طرف لوگ بھی نظر نہ آ رہے تھے ۔ گیٹ کھول کر جب وہ دونوں ہال میں داخل ہوئے تو وہاں بھی صرف چند افراد ہی موجود تھے ۔ ایک طرف کاؤنٹر کے پیچھے ایک نوجوان اور خوبصورت مقامی لڑکی موجود تھی ۔

"میرا نام صائمہ ہے اور یہ میرے دوست ہاشم ہیں ۔ ہم نے عارب صاحب سے ملنا ہے اور ہمیں تھری سٹار ہوٹل کی مس فرناز نے بھیجا ہے" ...... صائمہ نے کاؤنٹر گرل سے مخاطب ہو کر کہا جبکہ کیپٹن حمید ادھر ادھر اس طرح دیکھ رہا تھا جیسے ہال کا بغور جائزہ لے رہا ہو ۔

"اوہ یس میڈم ۔ باس نے ہدایت دی ہوئی ہے ۔ آپ لفٹ کے

ذریعے دوسری منزل پر تشریف لے جائیں ۔ راہداری کے آخر میں باس کا آفس ہے ۔ وہ آپ کے منتظر ہیں ۔ میں انہیں آپ کی آمد کے بارے میں بتا دیتی ہوں "...... کاؤنٹر گرل نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کاؤنٹر پر رکھے ہوئے انٹرکام کا رسیور اٹھا لیا۔

" آؤ ہاشم "...... صائمہ نے حمید سے کہا اور لفٹ کی طرف بڑھ گئی۔

" ہاں آؤ "...... حمید نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" کیا بات ہے جب سے کام شروع ہوا ہے تم پر سنجیدگی کا دورہ پڑا ہوا ہے "...... لفٹ میں داخل ہو کر اس کا بٹن دباتے ہوئے صائمہ نے مسکرا کر کہا۔

" دراصل میں فیصلہ نہیں کر پا رہا کہ کسے منتخب کروں "۔ کیپٹن حمید نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" کیا مطلب ۔ کس کے انتخاب کی بات کر رہے ہو "...... صائمہ نے چونک کر پوچھا لیکن اسی لمحے لفٹ رک گئی اور دروازہ کھلتے ہی وہ دونوں باہر آ گئے ۔ باہر راہداری تھی جہاں دو مسلح آدمی موجود تھے ۔ صائمہ اور کیپٹن حمید راہداری کے آخری حصے کی طرف بڑھتے چلے گئے ۔ ان دونوں مسلح افراد نے کوئی حرکت نہ کی اور وہ دونوں آگے بڑھتے چلے گئے۔

" تم نے بتایا نہیں کہ کس فیصلے کی بات کر رہے تھے "...... صائمہ نے کہا۔

" لمبی بات ہے اس لئے پھر کبھی سہی "...... کیپٹن حمید نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

" نہیں ابھی بتاؤ "...... صائمہ نے چلتے چلتے رک کر کہا۔

" ارے ایسی کوئی بات نہیں ۔ آؤ "...... کیپٹن حمید نے کہا اور صائمہ سر ہلاتی ہوئی آگے بڑھنے لگی ۔ راہداری کے آخر میں ایک دروازہ تھا جس کے باہر نیم پلیٹ پر عارب کا نام ہی لکھا ہوا تھا ۔ کیپٹن حمید نے دروازے پر دستک دی ۔

" یس کم ان "...... اندر سے عارب کی آواز سنائی دی تو کیپٹن حمید نے دروازے کو دھکیلا اور اندر داخل ہو گیا ۔ اس کے پیچھے صائمہ بھی اندر گئی تو میز کے پیچھے بیٹھا ہوا لمبے قد اور بھاری جسم کا نوجوان بے اختیار اٹھ کر کھڑا ہو گیا ۔ اس کی آنکھوں میں یکلخت ہوس کی تیز چمک ابھر آئی تھی ۔ چہرے سے ہی وہ زیرزمین دنیا کا آدمی لگتا تھا لیکن دفتر کے فرنیچر اس کی سیٹنگ اور عارب کے جسم پر موجود لباس سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ زیرزمین دنیا کے انتہائی خوشحال طبقے سے تعلق رکھتا ہے ۔

" اوہ ۔ اوہ آپ ۔ مگر فرناز نے تو آپ کا ذکر نہیں کیا تھا "۔ عارب نے میز کی سائیڈ سے نکل کر کیپٹن حمید اور صائمہ کی طرف بڑھتے ہوئے کہا ۔ اس کی آنکھوں میں یکلخت تیز چمک ابھر آئی تھی ۔

" میرا نام ہاشم ہے اور یہ صائمہ ہے ۔ میری دوست "...... کیپٹن حمید نے مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

" صائمہ ۔ بہت خوبصورت نام ہے ۔ میرا نام عارب ہے عارب "...... عارب نے کیپٹن حمید اور اس کے مصافحے کے لئے

بڑھے ہوئے ہاتھ کو اس طرح نظر انداز کرتے ہوئے اس کے پیچھے آنے والی صائمہ کی طرف بڑھتے ہوئے کہا جیسے کیپٹن حمید کا سرے سے اس کمرے میں کوئی وجود ہی نہ ہو۔ لیکن دوسرے لمحے وہ بری طرح چیختا ہوا اچھل کر منہ کے بل قالین پر جا گرا۔ کیپٹن حمید کا ہاتھ اچانک پوری قوت سے گھوما تھا اور تھپڑ کی زور دار آواز کے ساتھ ہی عارب چیختا ہوا منہ کے بل آگے تقریباً صائمہ کے قدموں میں جا گرا تھا۔ صائمہ اچھل کر ایک قدم پیچھے ہٹ گئی تھی۔ عارب نیچے گرتے ہی تڑپ کر اٹھا لیکن اس سے پہلے کہ وہ پوری طرح سنبھلتا۔ کیپٹن حمید کا ہاتھ ایک بار پھر گھوما اور اس بار بھی اس کا تھپڑ پوری قوت سے عارب کے چہرے پر پڑا اور عارب بے اختیار چیختا ہوا اچھل کر دو قدم ایک طرف ہٹ گیا۔ چونکہ اس بار وہ قدرے سنبھلا ہوا تھا اس لیے وہ گرا نہ تھا۔

"میں تمہارے کانوں پر پڑی ہوئی گرد جھاڑ رہا تھا تا کہ تمہیں میرا تعارف سمجھ میں آسکے"...... کیپٹن حمید نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔

"تم۔ تم نے مجھ پر ہاتھ اٹھایا ہے۔ مجھ پر۔ عارب پر۔ تمہاری جرأت"...... عارب نے اس بار اٹھ کر غصے کی شدت سے ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کا جیب میں موجود ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے باہر آیا۔ اس کے ہاتھ میں ریوالور موجود تھا۔ شاید اس نے گرنے کے بعد اٹھتے ہوئے ہاتھ جیب میں ڈال لیا تھا لیکن اس سے پہلے کہ وہ ریوالور سیدھا کرتا۔ صائمہ کا ہاتھ گھوما اور ریوالور عارب کے ہاتھ سے نکل کر دور جا گرا۔

"تم۔ تم بھی"...... عارب نے اس طرح حیران ہوتے ہوئے صائمہ کی طرف دیکھا جیسے صائمہ کیپٹن حمید کے ساتھ آنے کی بجائے اس کی دوست ہونے کی بنا پر پہلے سے ہی آفس میں موجود ہو۔

"تم انتہائی بد تمیز اور واہیات آدمی ہو۔ تمہیں اخلاقیات کی ابھی بھی نہیں آتی اور تم جیسے بد اخلاق انسانوں کی مرمت کرنا میرا اول پسند مشغلہ ہے۔ اگر جان بچانا چاہتے ہو تو اطمینان سے بیٹھ جاؤ اور ہم سے باتیں کرو ورنہ تمہارے جسم کی ایک ایک ہڈی بھی توڑی جا سکتی ہے"...... صائمہ نے غراتے ہوئے کہا۔ لیکن دوسرے لمحے کیپٹن حمید بے اختیار اچھل کر ایک طرف ہٹا اور اس کے ساتھ ہی عارب چیختا ہوا آگے کی طرف دوڑتا چلا گیا۔ اس کے ساتھ ہی کیپٹن حمید کی لات گھومی اور عارب جس نے اچانک کیپٹن حمید پر حملہ کر دیا تھا پشت پر لات کھا کر چیختا ہوا پوری قوت سے بھاری میز سے جا ٹکرایا اور پھر پلٹ کر نیچے گرا۔ اس نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن اس کا سر میز سے اس بری طرح ٹکرایا تھا کہ وہ سنبھل نہ سکا اور اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے دوبارہ گرا اور ساکت ہو گیا۔

"اس جیسا بد تمیز اور بد اخلاق آدمی میں نے اپنی زندگی میں پہلے کبھی نہیں دیکھا"...... کیپٹن حمید نے آگے بڑھ کر قالین پر پڑے ہوئے عارب پر جھکتے ہوئے کہا اور پھر اسے بازوؤں سے پکڑ کر اس نے گھسیٹ کر اٹھایا اور ایک جھٹکے سے صوفے پر پٹخ دیا۔

"اب اس سے کس طرح پوچھ گچھ کرو گے۔ یہ تو اب ہوش میں

آئے گا تو یقیناً پاگل ہو رہا ہوگا"...... صائمہ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم اس کی فکر نہ کرو۔ ویسے یہ کمرہ ساؤنڈ پروف ہے۔ تم دروازہ اندر سے لاک کر دو"...... کیپٹن حمید نے کہا اور صائمہ سر ہلاتی ہوئی دروازے کی طرف مڑ گئی جبکہ کیپٹن حمید نے آگے بڑھ کر ایک ہاتھ سے صوفے پر بے ہوش پڑے ہوئے عارب کو گردن سے پکڑ کر سیدھا کیا اور دوسرے ہاتھ سے اس نے اس کا کوٹ اس کی پشت پر سے نیچے کر دیا۔

"اس کا کوٹ اتار رہے ہو۔ کیوں"...... صائمہ نے دروازہ لاک کر کے مڑتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کوٹ اتار نہیں رہا۔ اسے جکڑ رہا ہوں۔ اب یہاں رسی تو نہیں ملے گی۔ کوٹ پشت پر سے آدھے سے زیادہ نیچے کر دیا جائے تو اس سے آدمی کے بازو جکڑے جاتے ہیں اور وہ حرکت نہیں کر سکتا"۔ کیپٹن حمید نے کہا تو صائمہ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"گڈ۔ اچھا طریقہ ہے۔ مجھے پسند آیا ہے"...... صائمہ نے مسکراتے ہوئے کہا اور کیپٹن حمید بھی مسکرا دیا۔ جب عارب کی پشت پر سے کوٹ آدھے سے زیادہ نیچے ہو گیا تو کیپٹن حمید نے ایک ہاتھ سے اس کا کاندھا پکڑے رکھا اور دوسرے ہاتھ سے اس نے عارب کے چہرے پر تھپڑ مارنے شروع کر دیئے۔ تیسرے یا چوتھے تھپڑ پر عارب نے چیختے ہوئے آنکھیں کھول دیں تو کیپٹن حمید اسے اس وقت تک پکڑے کھڑا رہا جب تک عارب نے شعوری طور پر اپنے آپ کو سنبھال نہ لیا تھا۔

پھر وہ پیچھے ہٹ گیا۔ عارب نے ہوش میں آتے ہی جھٹکا دے کر اپنا کوٹ اوپر کرنا چاہا لیکن جب بار بار جھٹکے دینے کے باوجود وہ اپنی کوشش میں کامیاب نہ ہو سکا تو اس کے چہرے پر حیرت کے ساتھ ساتھ الجھن کے تاثرات پھیل گئے۔ اس نے ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑے ہونے کی کوشش کی لیکن بازوؤں کو حرکت نہ دے سکنے کی وجہ سے وہ اٹھ کر کھڑا ہی نہ ہو سکا اور لڑکھڑا کر واپس صوفے پر بیٹھ گیا کیپٹن حمید اور صائمہ دونوں سامنے والے صوفے پر اطمینان سے بیٹھے اسے یہ سب کچھ کرتے دیکھ رہے تھے۔

"یہ۔ یہ تم نے کیا کر دیا ہے۔ یہ"...... عارب نے آخر کار بری طرح الجھے ہوئے لہجے میں کہا تو کیپٹن حمید بے اختیار مسکرا دیا۔

"اسے تم بازو کڑی کہہ سکتے ہو مسٹر عارب"...... کیپٹن حمید نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مگر۔ تم۔ تم کون ہو۔ تم نے ایسا کیوں کیا ہے۔ میں تو تمہیں جانتا تک نہیں"...... عارب نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اب جان جاؤ گے۔ میرا اصل نام کیپٹن حمید ہے اور میرا تعلق اسلامی سیکورٹی کونسل سے ہے"...... کیپٹن حمید نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"لیکن مجھے تو فرناز نے بتایا تھا کہ"...... عارب نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"جو کچھ بتایا گیا تھا صرف اس لئے کہ تم سے ملاقات ہو جائے"۔

کیپٹن حمید نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔

"لیکن میرا اسلامی سیکورٹی سے کیا تعلق ہے"۔ عارب نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"تمہارا تعلق عالمی دہشت گرد رولف سے ہے اور رولف کا تعلق آج کل مراسک سے ہے"...... کیپٹن حمید نے سرہلاتے ہوئے کہا۔

"رولف۔ کون رولف۔ میں تو کسی رولف سے واقف نہیں ہوں"...... عارب نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا لیکن کیپٹن حمید کی بات سن کر اس کے چہرے پر ایسے تاثرات ابھر آئے تھے کہ کیپٹن حمید سمجھ گیا تھا۔ کہ عارب کا کوئی نہ کوئی تعلق بہرحال رولف سے ضرور ہے۔

"سنو عارب۔ تم اپنے ذہن سے پہلے تو یہ غلط فہمی نکال دو کہ تم مراسک کے کوئی بڑے آدمی ہو۔ تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ یہاں ہنگامی حالات نافذ کر دیئے گئے ہیں اور ان ہنگامی حالات میں تمہیں یہاں سے لے جا کر تم پر تھرڈ ڈگری تو ایک طرف فورتھ ڈگری کا استعمال بھی کیا جا سکتا ہے اور تم اچھی طرح جانتے ہو کہ اس کے بعد تمہاری حالت کیا ہو جائے گی۔ تم باقی ساری عمر معذوری کے عالم میں گزارنے پر مجبور ہو جاؤ گے۔ تمہاری ٹانگیں تمہارے جسم کا بوجھ اٹھانے سے انکار کر دیں گی اور تمہارے بازو اس قابل بھی نہ رہیں گے کہ تمہارے منہ پر بھنبھنانے والی مکھیاں ہٹا سکیں۔ لیکن اگر تم ہمارے ساتھ تعاون کرو تو پھر کسی کو بھی معلوم نہ ہو گا کہ تم نے

ہمیں کچھ بتایا ہے اور اس طرح تم زندہ بھی رہو گے اور صحیح سلامت بھی۔ ہم تو فرناز کے دوست ہیں اور اس کے کہنے پر تم سے ملنے آئے ہیں اور بس"...... کیپٹن حمید نے سرد لہجے میں کہا۔

"جب میں کچھ جانتا ہی نہیں ہوں تو بتاؤں کیا"...... عارب نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"او کے۔ پھر ہم واپس چلے جاتے ہیں۔ اس کے بعد تمہارے ساتھ کیا ہو گا اس سے ہمیں کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ ہمیں بہرحال تم سے کی گئی پوچھ گچھ کی رپورٹ مل جائے گی۔ آؤ کیپٹن صائمہ"...... کیپٹن حمید نے منہ بناتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے جان بوجھ کر اس بار صائمہ کو کیپٹن صائمہ کہا تھا تاکہ عارب کو معلوم ہو سکے کہ جسے وہ ایک عام سی لڑکی سمجھ رہا ہے وہ فوج میں کیپٹن ہے اور ان دونوں کی واقعی کوئی سرکاری حیثیت ہے۔

"کیپٹن صائمہ۔ کیا مطلب۔ کیا یہ کیپٹن ہیں"...... اس بار عارب کے لہجے میں حیرت کے ساتھ ساتھ خوف کی جھلکیاں نمایاں تھیں۔

"میں مراسک سیکورٹی میں کیپٹن ہوں"...... صائمہ نے سرد لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ ایک منٹ۔ آئی ایم سوری مجھے علم نہ تھا کہ آپ سیکورٹی کیپٹن ہیں۔ آئی ایم ویری سوری۔ رئیلی ویری سوری۔ مجھے امید ہے آپ میرے گستاخانہ طرز عمل کو معاف کر دیں گی۔ میں

کیپٹن رہ کر سیکورٹی والوں سے مخالفت کا خطرہ مول نہیں لے سکتا۔ ورنہ میں تو کیا میرا پورا خاندان ہی صفحہ ہستی سے مٹ سکتا ہے"۔ عارب نے انتہائی رو دینے والے لہجے میں کہا۔

"کیپٹن حمید۔اب اسے ہماری حیثیت کا صحیح علم ہو گیا ہے اس لئے آپ اس کا کوٹ اوپر کر دیں۔اب اگر اس نے معمولی سی بھی کوئی غلطی کی تو پھر اس کا نام ونشان بھی نہ ملے گا"...... صائمہ نے سرد لہجے میں کہا تو کیپٹن حمید سر ہلاتا ہوا آگے بڑھا اور اس نے ایک جھٹکے سے عارب کا کوٹ اوپر کی طرف کر دیا اور پھر پیچھے ہٹ کر صوفے پر بیٹھ گیا

"شکریہ۔اب آپ بتائیں کہ آپ کیا پینا پسند کریں گے"۔عارب نے کاندھوں کو جھٹک کر کوٹ کو سیدھا کرتے ہوئے کہا۔

"ہم ڈیوٹی پر ہیں عارب"...... صائمہ نے سرد لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔جیسے آپ کی مرضی۔اب میں آپ کو سب کچھ سچ سچ بتا دیتا ہوں۔رولف کو میں ذاتی طور پر نہیں جانتا کیونکہ رولف بہت بڑی پارٹی ہے اور میں اس کے مقابلے میں ایک چھوٹا آدمی ہوں۔البتہ ایکریمیا میں رولف کے ہیڈ کوارٹر میں ایک آدمی رانسن ہے۔ ہیڈ کوارٹر میں ریکارڈ روم انچارج ہے وہ میرا دوست ہے۔وہ اپنے طور پر اسلحے کی سمگلنگ میں ملوث ہے اور اس حیثیت سے میری اور اس کی پرانی شناسائی اور دوستی ہے۔وہ اکثر بزنس کے سلسلے میں یہاں آتا رہتا ہے اور میرے پاس ہی ٹھہرتا ہے اور جب بھی میں ایکریمیا جاتا ہوں تو اس سے ضرور ملتا ہوں۔جب مس فرناز نے بات کی تھی تو میرے

ذہن میں اس رانسن کا خیال تھا۔اس کے علاوہ اور میں کچھ نہیں جانتا"...... عارب نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہاں دارالحکومت کاسا میں رولف کے آدمی کام کر رہے ہیں۔ ہمیں ان میں سے کسی ایک کا پتہ چاہئے"...... کیپٹن حمید نے کہا۔

"مجھے نہیں معلوم اور نہ ہی میرا ان سے کوئی رابطہ ہے"۔عارب نے جواب دیا اور اس کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ جو کچھ کہہ رہا ہے درست کہہ رہا ہے۔

"تم اپنے دوست رانسن کو فون کرو اور اسے کہو کہ ایک آدمی تمہارے پاس آیا ہے اور اس نے رولف کا نام لیا ہے اور تم سے کوئی قیمتی چیز مانگ رہا ہے۔کوئی بھی نام لے دو اور کسی بھی چیز کے بارے میں بتا دو۔تمہارا دوست رانسن چونکہ ہیڈ کوارٹر میں ہے اس لئے وہ لازماً جانتا ہو گا کہ یہاں رولف کا کونسا گروپ کام کر رہا ہے۔اس طرح کسی نہ کسی کا نام سامنے آجائے گا اور اب یہ تمہاری ذہانت ہے کہ اس بارے میں تم اس سے کوئی ایسی ٹپ حاصل کر لو جو ہمیں فائدہ دے دے"...... کیپٹن حمید نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔میں بات کرتا ہوں"...... عارب نے کہا اور صوفے سے اٹھ کر اس نے میز پر پڑا ہوا فون اٹھایا اور اسے لا کر صوفے کے سامنے میز پر رکھ دیا۔

"اس میں لاؤڈر موجود ہے۔اسے آن کر دو"...... کیپٹن حمید نے کہا تو عارب نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے لاؤڈر کا بٹن آن کر دیا اور

پھر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ کافی دیر تک وہ نمبر ڈائل کرتا رہا۔ پھر جیسے ہی اس کی انگلی ہٹی دوسری طرف سے گھنٹی کی آواز سنائی دی۔ پھر رسیور اٹھائے جانے کی آواز سنائی دی۔

"راکسی کلب"...... ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"میں مراسک کے دارالحکومت کاسا سے عارب بول رہا ہوں۔ رانسن سے بات کرنی ہے"...... عارب نے کہا۔

"ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"یس۔ رانسن بول رہا ہوں"...... بولنے والے کے لہجے میں ہلکی سی حیرت تھی۔

"عارب بول رہا ہوں رانسن۔ مراسک سے"...... عارب نے کہا۔

"اوہ عارب تم۔ فون آپریٹر نے ضارب کا نام لیا تو میں حیران رہ گیا کہ یہ ضارب کون ہے"...... اس بار دوسری طرف سے بے تکلفانہ لہجے میں کہا گیا۔

"کیا تمہارا فون محفوظ ہے"...... عارب نے کہا۔

"محفوظ۔ اوہ نہیں۔ یہ تو کلب کا فون ہے۔ کیوں"...... رانسن نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"ایک اہم اور خفیہ بات کرنی ہے تم سے"...... عارب نے کہا۔

"اوہ اچھا۔ پھر ایک نمبر نوٹ کر لو۔ دس منٹ بعد اس نمبر پر فون کرنا"...... رانسن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی ایک نمبر بتا دیا۔

"ٹھیک ہے"...... عارب نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ کیپٹن حمید نے بھی سر اس انداز میں ہلا دیا جیسے کہہ رہا ہو کہ عارب جو کچھ کر رہا ہے درست کر رہا ہے۔ پھر دس منٹ بعد عارب نے ایک بار پھر رسیور اٹھایا اور ایکریمیا کا رابطہ نمبر اور پھر ولنگٹن کا رابطہ نمبر ڈائل کر کے اس نے وہ نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے جو رانسن نے بتائے تھے۔ دوسری طرف سے گھنٹی کی آواز سنائی دی۔ پھر رسیور اٹھا لیا گیا۔

"یس"...... بولنے والے کی آواز سے ہی کیپٹن حمید سمجھ گیا کہ بولنے والا رانسن ہے۔

"عارب بول رہا ہوں"...... عارب نے کہا۔

"اوہ ہاں۔ رانسن بول رہا ہوں۔ بتاؤ کیا بات ہے"...... رانسن نے قدرے تجسس بھرے لہجے میں کہا۔

"تمہارے چیف رولف کا ایک آدمی ٹامی میرے کلب میں آیا ہے اور اس نے تمہارے چیف رولف کا حوالہ دے کر مجھے مجبور کیا ہے کہ میں اسے کوئی ایسی خالی جگہ مہیا کروں جو آبادی سے دور ہو۔ تمہیں اتنا تو معلوم ہے کہ یہاں دارالحکومت میں ایسی تمام جگہیں میری اور میرے گروپ کی ہی ملکیت ہیں"...... عارب نے کہا۔

"کیا اس نے آکر براہ راست چیف رولف کا نام لیا تھا"۔ دوسری طرف سے رانسن نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس کا لہجہ ایسے تھا جیسے اسے عارب کی بات پر یقین ہی نہ آ رہا ہو۔

"اوہ نہیں۔ وہ تو عام گاہک بن کر آیا تھا لیکن جب میں نے معاوضہ

ماتگا تو اس نے کہا کہ یہ تو بہت زیادہ ہے۔وہ مجھے آدھے سے بھی کم دینا چاہتا تھا لیکن جب میں نے صاف انکار کر دیا تو اس نے تمہارے چیف رولف کا حوالہ دیا اور کہا کہ اس کا تعلق اس سے ہے۔اب ظاہر ہے یہ حوالہ سننے کے بعد مجھے مجبوراً اس سے اس کی مرضی کے مطابق معاوضہ لینا پڑا۔لیکن میں نے سوچا کہ تم سے کنفرم کر لوں۔ایسا نہ ہو کہ وہ مجھے ڈاج دے گیا ہو"...... عارب نے کہا۔

"اوہ۔تو یہ بات ہے۔ویسے ان دنوں چیف باس وہاں کوئی مشن تو مکمل کر رہے ہیں۔اس لئے وہ خود تو مین ہیڈ کوارٹر چلے گئے ہیں جبکہ ان کا ایک گروپ وہاں کام کر رہا ہے۔اس گروپ کا انچارج آسٹن ہے۔اتنا تو مجھے معلوم ہے۔باقی کا علم نہیں ہے۔ویسے وہ آدمی کیا نام بتایا تھا تم نے۔ٹامی ہی نام بتایا تھا ناں"...... رانسن نے کہا۔

"ہاں۔اس نے اپنا نام ٹامی ہی بتایا تھا"...... عارب نے جواب دیا۔

"ٹامی یقیناً آسٹن کا آدمی ہو گا لیکن مجھے تو اس بات پر حیرت ہے کہ آسٹن گروپ تو انتہائی خفیہ طور پر کام کرتا ہے۔وہ کیسے معمولی سی رقم کے لئے چیف کا نام لے سکتا ہے"...... رانسن نے کہا۔

"اس سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ وہ آدمی غلط تھا"...... عارب نے جواب دیا۔

"اب کیا کیا جا سکتا ہے"...... رانسن نے کہا۔

"کیا کوئی ایسا طریقہ نہیں ہو سکتا کہ آسٹن سے بات کر کے

معلومات مل جائیں"...... عارب نے کہا۔

"نہیں۔کسی کو بھی اس کے بارے میں علم نہ ہو گا اور یہ بھی سن لو کہ اگر آسٹن کو معلوم ہو گیا کہ تم اس کے بارے میں چھان بین کر رہے ہو تو پھر تم سمیت تمہارا کلب بھی میزائلوں سے اڑا دیا جائے گا۔وہ ان معاملات میں حد درجہ سخت آدمی ہے"...... رانسن نے کہا۔

"کہیں یہ ٹامی خود ہی آسٹن نہ ہو۔مجھے تو اب خوف محسوس ہونے لگ گیا ہے"...... عارب نے کہا اور کیپٹن حمید نے اس طرح سر ہلایا جیسے عارب واقعی انتہائی ذہانت بھرے انداز میں بات کر رہا ہو۔

"نہیں۔وہ کبھی سامنے نہیں آتا۔ویسے اس ٹامی کا حلیہ کیا تھا"...... رانسن نے کہا تو عارب نے ایک عام سا حلیہ بتا دیا۔

"اوہ نہیں۔یہ آسٹن کا حلیہ نہیں ہے"...... رانسن نے کہا۔

"اس کا حلیہ کیا ہے"...... عارب نے بے ساختہ لہجے میں کہا۔

"پتہ نہیں وہاں کیا ہو گا۔وہ میک اپ میں رہنے کا عادی ہے۔بہرحال تمہارے حق میں یہی بہتر ہے کہ تم مکمل خاموشی اختیار کر لو۔گڈ بائی"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عارب نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

"اس کے علاوہ اور میں کیا کر سکتا ہوں"...... عارب نے کہا تو کیپٹن حمید مسکرا دیا۔

"تم نے بہرحال ایک نام تو معلوم کر لیا ہے۔آسٹن۔اگر اس کا حلیہ معلوم ہو جاتا تو بہتر تھا۔لیکن اب باقی کام سیکورٹی والے کر لیں

گے ۔ اوکے ۔ اب اجازت"...... کیپٹن حمید نے کہا اور پھر وہ اور
کیپٹن صائمہ دونوں اس کے دفتر سے باہر آگئے۔

"صرف نام سے اس کے بارے میں کیسے معلوم ہوگا"...... کار میں
بیٹھتے ہی صائمہ نے حیران ہو کر کیپٹن حمید سے پوچھا۔

"میرا نام کیپٹن حمید ہے مس صائمہ ۔ ایسی باتیں میرے لئے
انتہائی معمولی حیثیت رکھتی ہیں ۔ تم دیکھنا میں کس طرح اس آسٹن
کو ٹریس کرتا ہوں"...... کیپٹن حمید نے بڑے فخریہ لہجے میں کہا۔

"وہ تو مجھے معلوم ہے کہ تمہارا نام کیپٹن حمید ہے لیکن مجھے بھی تو
معلوم ہو ۔ آخر میں تمہاری اسسٹنٹ ہوں"...... کیپٹن صائمہ نے
مسکراتے ہوئے کہا اور کیپٹن حمید بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"صرف اسسٹنٹ کو تو کچھ نہیں بتایا جا سکتا لیکن جب یہ
اسسٹنٹ تم جیسی خوبصورت ہو تو پھر کوئی بات چھپائی بھی نہیں جا
سکتی ۔ آسٹن ایکریمی ہے ۔ یہاں وہ بہرحال بطور غیر ملکی ہی داخل ہوا
ہوگا ۔ اس کا ریکارڈ ایئرپورٹ پر موجود ہوگا اور چونکہ ایسے لوگوں کا عا
طور پر یہی خیال ہوتا ہے کہ ان کے نام کے بارے میں کوئی نہیں جا
اس لئے یقیناً یہ آسٹن کے نام سے ہی آیا ہوگا ۔ ایئرپورٹ ریکارڈ سے
معلومات مل جائیں گی کہ ایکریمیا کے کتنے آسٹن مراسک میں داخل
ہوئے ہیں اور ابھی تک کتنے واپس نہیں گئے ۔ اس ریکارڈ میں اس
اس حلیئے پر مشتمل تصویریں بھی ہوں گی جس حلیئے میں وہ یہاں آیا ہ
جتنے بھی آسٹن ہوں گے ان کو چیک کیا جا سکتا ہے اور ان میں سے

مطلوبہ آدمی تلاش کیا جا سکتا ہے"...... کیپٹن حمید نے کہا تو کیپٹن
صائمہ کے چہرے پر بے اختیار تحسین کے تاثرات ابھر آئے۔

"اوہ ۔ واقعی آپ لوگ بے حد ذہین ہیں ۔ ویری گڈ ۔ مجھے تمہاری
اسسٹنٹ ہونے پر ہمیشہ فخر رہے گا"...... صائمہ نے بڑے جذباتی لہجے
میں کہا تو کیپٹن حمید کے چہرے پر بے اختیار مسکراہٹ سی رینگ گئی۔

"مجھے تم جیسی اسسٹنٹ پر فخر ہے"...... کیپٹن حمید نے
مسکراتے ہوئے کہا تو کیپٹن صائمہ بے اختیار ہنس پڑی۔

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی میز کے پیچھے اونچی نشست کی کرسی پر بیٹھے ہوئے کرنل فریدی نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... کرنل فریدی نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"نمبر الیون بول رہا ہوں باس"...... دوسری طرف سے کرنل فریدی کے اسسٹنٹ کی آواز سنائی دی۔

"یس۔ کیا رپورٹ ہے"...... کرنل فریدی نے پوچھا۔

"میں نے اس پیشہ ور قاتل کے بارے میں معلوم کر لیا ہے جناب جس نے روڈی اور مائیکل کو ہلاک کیا ہے"...... نمبر الیون نے کہا۔

"گڈ۔ کون ہے وہ۔ تفصیل بتاؤ"...... کرنل فریدی نے کہا۔

"مقامی آدمی ہے جناب۔ اس کا نام بشارت ہے۔ ویسے یہاں کی زیر زمین دنیا میں اس کو منکی بھی کہتے ہیں۔ یہاں کے ایک ہوٹل سن لینڈ میں وہ چیف سروائزر ہے"...... نمبر الیون نے کہا۔

"اسے اغوا کرا کر پوائنٹ ون پر پہنچوا دو اور پھر مجھے اطلاع دو"۔

کرنل فریدی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا اور سامنے میز پر رکھے ہوئے نقشے پر جھک گیا۔ نقشے پر جگہ جگہ سرخ دائرے لگے ہوئے تھے۔ یہ سرخ دائرے وہ مقامات تھے جہاں کانفرنس میں شریک ہونے والے ممالک کے وفود کو ٹھہرایا جانا تھا جبکہ درمیان میں ایک بڑا دائرہ تھا۔ یہ کانفرنس ہال تھا۔ کرنل فریدی ویسے تو ان سب جگہوں کو اچھی طرح چیک کر چکا تھا اور ان سب کی حفاظت کے لئے اس نے خصوصی اقدامات بھی کر لئے تھے لیکن نجانے کیا بات تھی کہ وہ ذہنی طور پر پوری طرح مطمئن نہ تھا۔ خاص طور پر وہ اس عمارت کی حفاظت کے بارے میں بے حد غیر مطمئن تھا جس میں پاکیشیائی وفد کو ٹھہرایا جانا تھا۔ اس نے کئی بار انتہائی حساس آلات کے ذریعے اس عمارت کی اور اس کے ارد گرد کے علاقے کی تفصیلی چیکنگ بھی کر لی تھی۔ پھر اس عمارت میں کرنل عبداللہ اور اس کے گروپ کی ڈیوٹی تھی اور کرنل فریدی جانتا تھا کہ کرنل عبداللہ ان معاملات میں بے حد سمجھدار ہے۔ اس کے باوجود اس کا پوری طرح اطمینان بہرحال نہ ہو رہا تھا۔ اب وہ نقشے کو دیکھنے کے ساتھ ساتھ یہ سوچ رہا تھا کہ ہو سکتا ہے کہ رولف گروپ اس عمارت میں کوئی بم نصب کرنے کی بجائے کسی دوسری عمارت سے اس پر کوئی بم یا میزائل نہ فائر کر دے۔ اس لئے وہ ارد گرد کی عمارتوں کو چیک کر رہا تھا۔ پھر جن جن عمارتوں کو وہ مشکوک سمجھتا۔ ہاتھ میں موجود پنسل سے ان پر نشانات لگا دیتا۔ وہ اس کارروائی میں نجانے کتنی دیر سے مصروف تھا کہ میز پر رکھے ہوئے

فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی ۔ کرنل فریدی نے چونک کر سر اٹھایا اور پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... کرنل فریدی نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"نمبر الیون بول رہا ہوں باس ۔آپ کے حکم کی تعمیل ہو چکی ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے"...... کرنل فریدی نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے نقشے کو تہہ کر کے میز کی دراز میں رکھا اور کرسی سے اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار ایک رہائشی عمارت کے گیٹ پر پہنچ چکی تھی ۔اس نے مخصوص انداز میں تین بار ہارن بجایا تو چھوٹا پھاٹک کھلا اور ایک نوجوان باہر آگیا ۔لیکن کرنل فریدی کو دیکھتے ہی وہ بجلی کی سی تیزی سے واپس مڑا اور پھاٹک کے اندر غائب ہو گیا۔ دوسرے لمحے بڑا پھاٹک کھل گیا اور کرنل فریدی کار اندر لے گیا۔ پورچ میں کار روک کر وہ نیچے اترا تو پورچ میں موجود ایک آدمی آگے بڑھا اور اس نے بڑے مؤدبانہ انداز میں کرنل فریدی کو سلام کیا۔

"کہاں ہے وہ منکی"...... کرنل فریدی نے اس آدمی کے سلام کا جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تہہ خانے میں باس" ۔اس آدمی نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا اور کرنل فریدی سر ہلاتا ہوا آگے بڑھ گیا وہ آدمی اسکے پیچھے چل رہا تھا ۔

"اسے اغوا کرانے میں کوئی پرابلم تو نہیں ہوئی نمبر الیون"۔ کرنل فریدی نے مڑے بغیر پوچھا۔

"نو باس ۔اسے ایک بہانے سے ہوٹل سے باہر بلایا گیا اور پھر سر پر چوٹ مار کر بے ہوش کر کے کار میں ڈالا گیا اور یہاں لے آیا گیا"...... نمبر الیون نے جواب دیا۔

"ہونہہ"...... کرنل فریدی نے کہا اور سیڑھیاں اترتا ہوا وہ تہہ خانے میں داخل ہو گیا ۔جہاں ایک کرسی پر ایک لمبے قد اور سڈول جسم کا مقامی آدمی موجود تھا ۔اس کے جسم کو کرسی کے ساتھ رسیوں کی مدد سے باندھا گیا تھا ۔اس کی گردن ڈھلکی ہوئی تھی اور سر پر گومڑ سا ابھرا ہوا صاف دکھائی دے رہا تھا ۔ اس آدمی کے جسم پر ہوٹل یونیفارم تھی اور سینے پر چیف سپروائزر کا بیج بھی موجود تھا۔

"اسے ہوش میں لے آؤ"...... کرنل فریدی نے سامنے رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا تو نمبر الیون اس آدمی کی طرف بڑھا اور اس نے اس آدمی کے چہرے پر تھپڑ مارنے شروع کر دیئے ۔چند تھپڑوں کے بعد وہ آدمی کراہتا ہوا ہوش میں آگیا تو نمبر الیون پیچھے ہٹ گیا۔

"تمہارے پاس خنجر تو ہو گا"...... کرنل فریدی نے نمبر الیون سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس"...... نمبر الیون نے کہا اور کوٹ کی اندرونی طرف بنی ہوئی ایک مخصوص جیب سے اس نے ایک لمبا لیکن تیز دھار خنجر کھینچ کر باہر نکال لیا۔

"کک ۔کک ۔کون ہو تم اور میں کہاں ہوں"...... اس آدمی نے ہوش میں آتے ہی حیرت بھرے انداز میں ادھر ادھر دیکھنے کے بعد

سامنے بیٹھے ہوئے کرنل فریدی سے مخاطب ہو کر کہا۔

" تمہارا نام بشارت ہے اور زیر زمین دنیا میں تمہیں منگی بھی کہا جاتا ہے اور تم پیشہ ور قاتل ہو اور تم نے کل ایک ہوٹل میں موجود دو ایکریمیوں کو گولیوں سے اڑا دیا تھا۔ تمہیں یہ کام کس نے دیا تھا"۔ کرنل فریدی نے سرد لہجے میں کہا۔

" مم۔ مم۔ میں تو سپروائزر ہوں۔ میرا کیا تعلق کسی قتل سے"۔ بشارت نے بری طرح ہکلاتے ہوئے کہا۔

"اس کی ایک آنکھ نکال دو"...... کرنل فریدی نے سرد لہجے میں کہا تو بشارت کے ساتھ کھڑے ہوئے نمبر الیون کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور دوسرے لمحے تہہ خانہ بشارت کے حلق سے نکلنے والی خوفناک چیخ سے گونج اٹھا۔ اس کی ایک آنکھ کا ڈھیلا کٹ کر باہر جا گرا تھا۔ وہ چیختے ہوئے بری طرح دائیں بائیں سر مار رہا تھا اور پھر اس کی گردن ڈھلک گئی۔ وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔

"ہوش میں لے آؤ"...... کرنل فریدی نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا تو نمبر الیون نے دوبارہ اس کے اس گال پر تھپڑ مارنے شروع کر دیئے جس کے اوپر کی آنکھ سلامت تھی۔ چند لمحوں بعد بشارت چیختا ہوا دوبارہ ہوش میں آگیا۔ اس کے منہ سے اب مسلسل چیخیں نکل رہی تھیں۔ اس کا چہرہ تکلیف کی شدت سے مسخ ہو رہا تھا۔ اکلوتی آنکھ میں سرخی آگئی تھی۔

" بتاؤ ورنہ اس بار دوسری آنکھ بھی نکل جائے گی"...... کرنل

فریدی کا لہجہ اور زیادہ سرد ہو گیا۔

" مم۔ مم۔ مجھے مت مارو۔ مجھے مت مارو۔ مجھے البرٹن ہوٹل کے منیجر اعظم نے مشن دیا تھا اور وہ بھی فوری"...... بشارت نے تکلیف کی شدت سے کراہتے ہوئے کہا۔

" گولی مار دو اسے"...... کرنل فریدی نے ایک جھٹکے سے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور دروازے کی طرف مڑ گیا۔ نمبر الیون نے بجلی کی سی تیزی سے جیب سے ریوالور نکالا اور پھر اس سے پہلے کہ بشارت کچھ کہتا۔ تہہ خانہ دھماکوں اور بشارت کی چیخوں سے گونج اٹھا۔ کرنل فریدی تہہ خانے سے نکل کر اوپر ایک کمرے میں آیا۔ جہاں فون موجود تھا اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

" انکوائری پلیز"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے انکوائری آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

"البرٹن ہوٹل کے منیجر کا نمبر دیں"...... کرنل فریدی نے خشک لہجے میں کہا تو دوسری طرف سے ایک نمبر بتا دیا گیا۔

" کرنل فریدی نے کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر انکوائری آپریٹر کے بتائے ہوئے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس۔ منیجر البرٹن ہوٹل بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

" میں سیکورٹی سے کرنل عبداللہ بول رہا ہوں۔ آپ کا نام کیا

ہے"...... کرنل فریدی نے لہجے کو سپاٹ کرتے ہوئے کہا۔

"میرا نام اعظم ہے جناب ۔ حکم فرمایئے جناب ۔ ہم تو سیکورٹی والوں کے خادم ہیں جناب"...... دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ یکلخت مؤدبانہ ہو گیا۔

"ہمیں رپورٹ ملی ہے کہ آپ کے ہوٹل میں چند غیر ملکی ٹھہرے ہوئے ہیں اور آپ نے ان کے بارے میں سیکورٹی کو کوئی رپورٹ نہیں دی"...... کرنل فریدی کا لہجہ سخت ہو گیا۔

"سر غیر ملکی تو اس ہوٹل میں آتے جاتے رہتے ہیں لیکن ہم تو باقاعدہ رپورٹ دیتے رہتے ہیں جناب ۔ آپ بے شک چیک کر سکتے ہیں"...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"او کے ۔ آپ اپنا ریکارڈ منگوا کر رکھیں ۔ میں خود آ رہا ہوں"۔ کرنل فریدی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا اور تیزی سے کمرے سے نکل کر بیرونی برآمدے کی طرف بڑھ گیا ۔ جہاں نمبر الیون موجود تھا۔

"کیپٹن حمید کے بارے میں کیا رپورٹ ہے"...... کرنل فریدی نے پورچ کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"وہ کیپٹن صائمہ کے ساتھ پہلے ایک عام سے ہوٹل کی مالکہ فرناز سے ملے اور پھر وہاں سے وہ عارب کلب گئے جہاں وہ کافی دیر تک اس کلب کے مالک عارب کے دفتر میں رہے اور اب ایئر پورٹ پر ریکارڈ چیک کر رہے ہیں ۔ انہیں وہاں کسی آسٹن کی تلاش ہے"۔ نمبر الیون

نے کرنل فریدی کے پیچھے چلتے ہوئے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"گڈ ۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ کام کر رہا ہے ۔ خیال رکھنا ۔ کیپٹن صائمہ کے ساتھ ہونے سے وہ زیادہ جذباتی بھی ہو سکتا ہے"۔ کرنل فریدی نے کار کا دروازہ کھول کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"یس سر ۔ میں سمجھتا ہوں سر"...... نمبر الیون نے جواب دیا تو کرنل فریدی نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کار کا دروازہ بند کیا اور کار کو سٹارٹ کر کے بیک کر کے موڑا اور پھر پھاٹک کی طرف لے گیا۔ پھاٹک پر موجود نوجوان نے بجلی کی سی تیزی سے پھاٹک کھولا اور ساتھ ہی سلام بھی کیا تو کرنل فریدی نے سر ہلا کر اس کے سلام کا جواب دیا اور کار باہر نکال کر سائیڈ پر موڑی اور آگے بڑھ گیا ۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار البرٹن ہوٹل کے کمپاؤنڈ گیٹ میں داخل ہوئی اور پارکنگ میں جا کر رک گئی ۔ کرنل فریدی کار سے اترا ۔ اس نے کار لاک کی اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا مین گیٹ کی طرف بڑھ گیا ۔ اندر پہنچ کر اس نے کاؤنٹر پر جیسے ہی سیکورٹی اور کرنل عبداللہ کا نام لیا ۔ اسے فوراً ہی مینیجر کے دفتر تک پہنچا دیا گیا ۔ شاید مینیجر اعظم نے پہلے ہی کاؤنٹر پر ہدایات دے دی تھیں ۔ اعظم دبلا پتلا سا نوجوان تھا ۔ لیکن اس کے چہرے سے ہی معلوم ہوتا تھا کہ وہ خاصا عیار اور چالاک آدمی ہے ۔ وہ کرنل فریدی کے اندر داخل ہوتے ہی اٹھ کر کھڑا ہو چکا تھا۔

"کرنل عبداللہ فرام سیکورٹی"...... کرنل فریدی نے اندر داخل

ہوتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔تشریف رکھیں سر۔آپ کیا پینا پسند کریں گے سر"۔ مینجر اعظم نے بڑے خوشامدانہ لہجے میں کہا۔

"بیٹھو اور مجھے بتاؤ کہ تم نے کس کے کہنے پر پیشہ ور قاتل بشارت عرف منکی کے ذریعے دو غیر ملکیوں روڈی اور مائیکل کو ہلاک کرایا ہے"۔کرنل فریدی نے سرد لہجے میں کہا تو اعظم بے اختیار اچھل پڑا۔

"ج ۔جی ۔جی ۔کیا فرمایا آپ نے ۔ میں تو"...... اعظم نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا لیکن اس سے پہلے کہ اس کا فقرہ مکمل ہوتا ہے ۔کرنل فریدی نے ہاتھ بڑھا کر اس کی گردن پکڑی اور پھر اس کا انگوٹھا اس کے نرخرے پر جم گیا۔

"بولو ۔کس نے کہا تھا تم سے ۔بولو ۔ورنہ"...... کرنل فریدی نے غراتے ہوئے کہا تو اعظم کا جسم ڈھیلا پڑ گیا۔اس کا چہرہ یکلخت سیاہ ہو گیا تھا۔آنکھیں باہر کو نکل آئی تھیں اور منہ کھل گیا تھا۔

"بولو ۔ورنہ"...... کرنل فریدی نے انگوٹھے کا دباؤ کم کرتے ہوئے کہا تو اعظم نے بے اختیار لمبے لمبے سانس لینے شروع کر دیئے۔

"آخری چانس دے رہا ہوں زندہ رہنے کا۔بولو ورنہ"...... کرنل فریدی نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"سس ۔سارکن نے ۔جناب ۔سارکن نے ۔سارکن نے"۔اعظم کے حلق سے مسلسل یہی الفاظ نکلنے لگے۔

"کون ہے سارکن ۔پوری تفصیل بتاؤ"...... کرنل فریدی نے

اسے صوفے پر دھکیلتے ہوئے کہا۔

"وہ ۔وہ جناب ۔وہ ایکریمی ہے ۔فرسٹ راؤنڈ شوٹنگ کلب کا مالک ہے جناب"...... اعظم نے دونوں ہاتھوں سے اپنا گلا مسلتے ہوئے کہا۔

"کہاں ہے یہ کلب"...... کرنل فریدی نے جیب سے سائلنسر لگا ریوالور نکالتے ہوئے کہا۔

"آرمر روڈ پر جناب ۔وہ زیر زمین دنیا کا مشہور آدمی ہے جناب"...... اعظم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔اس کی نظریں ریوالور پر جمی ہوئی تھیں اور چہرہ زرد پڑ گیا تھا۔

"کب سے یہاں رہتا ہے وہ"...... کرنل فریدی نے پوچھا۔

"وہ تو طویل عرصے سے یہاں رہتا ہے جناب"...... اعظم نے جواب دیا تو کرنل فریدی نے ٹریگر دبا دیا۔ٹرچ کی آواز کے ساتھ ہی گولی ٹھیک اعظم کے دل میں اتر گئی۔اس کے حلق سے ہلکی سی چیخ نکلی اور وہ پہلو کے بل صوفے پر گرا اور پھر اوندھے منہ فرش پر جا گرا۔

کرنل فریدی نے ریوالور جیب میں رکھا اور دروازے کی طرف مڑ گیا۔

تھوڑی دیر بعد اس کی کار البرٹن ہوٹل سے نکل کر آرمر روڈ کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔آرمر روڈ پر فرسٹ راؤنڈ شوٹنگ کلب کا اسے جلد ہی پتہ چل گیا۔درمیانے درجے کی عمارت تھی اور اس پر بورڈ بھی لگا ہوا تھا۔پھاٹک کھلا ہوا تھا اس لئے کرنل فریدی کار اندر لے گیا۔چند کاریں ایک سائیڈ پر موجود تھیں ان کے ساتھ ہی جا کر کرنل فریدی

نے بھی کار روک دی اور پھر دروازہ کھول کر وہ نیچے اترا اور مین گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ دروازے پر ایک دربان موجود تھا۔ اس نے کرنل فریدی کو دیکھ کر بڑے مؤدبانہ انداز میں سلام کیا اور دروازہ کھول دیا کرنل فریدی سر ہلاتا ہوا اندر داخل ہو گیا۔ یہ ایک راہداری تھی جس کے آخر میں ایک بڑا دروازہ تھا جس پر شوٹنگ ہال کے الفاظ لکھے ہوئے تھے۔ دروازہ بند تھا جبکہ اس کی سائیڈ پر ایک اور دروازہ نظر آ رہا تھا جس کے باہر سارکن کا نام لکھا ہوا تھا۔ یہ دروازہ بھی بند تھا۔ اس کے باہر ایک دربان موجود تھا جو سٹول پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے جسم پر باقاعدہ یونیفارم تھی۔

"سارکن اندر ہے"...... کرنل فریدی نے دروازے کے سامنے رکتے ہوئے اس دربان سے کہا تو وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا اور اس نے بڑے مؤدبانہ انداز میں سلام کیا۔

"جی جناب۔ بڑے صاحب اندر ہیں"۔ دربان نے مؤدبانہ انداز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر دروازہ کھول دیا۔ یہ شاید کرنل فریدی کی وجاہت اور دبدبے کی وجہ تھی کہ اسے دیکھتے ہی لوگوں کے ہاتھ بے اختیار سلام کے لئے اٹھ جاتے تھے۔ کرنل فریدی اندر داخل ہوا تو یہ ایک بڑا کمرہ تھا جس میں صوفے اور میزیں رکھی ہوئی تھیں۔ ایک کونے میں کاؤنٹر تھا جس کے پیچھے ایک خوبصورت مقامی لڑکی موجود تھی۔ کاؤنٹر کے ساتھ ایک دروازہ تھا جس پر سارکن کی نیم پلیٹ موجود تھی۔ کمرے میں کوئی دوسرا آدمی

موجود نہ تھا۔ کرنل فریدی کو اندر آتے دیکھ کر لڑکی چونک کر دیکھنے لگی۔

"سارکن اندر موجود ہے"...... کرنل فریدی نے کاؤنٹر کے قریب پہنچ کر کہا۔

"یس سر۔ کیا نام بتاؤں سر"...... لڑکی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا لیکن کرنل فریدی اسے کوئی جواب دیئے بغیر بند دروازے کو دھکیلتا ہوا اندر داخل ہو گیا۔ یہ ایک دفتر کے انداز میں سجا ہوا کمرہ تھا۔ بڑی سی میز کے پیچھے ایک ادھیڑ عمر ایکریمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے رسیور کان سے لگایا ہوا تھا اور باتوں میں مصروف تھا۔ کرنل فریدی کو اندر آتا دیکھ کر وہ بری طرح چونکا اور پھر اس نے ایک جھٹکے سے رسیور رکھا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

"آپ۔ آپ کون ہیں اور اس طرح بغیر......" اس نے کھڑے ہو کر قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میرا تعلق سیکورٹی سے ہے اور میرا نام کرنل عبداللہ ہے"۔ کرنل فریدی نے سرد لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ اچھا اچھا آپ۔ اوہ ٹھیک ہے۔ ٹھیک ہے"۔ سیکورٹی کا نام سنتے ہی اس ادھیڑ عمر ایکریمی کا لہجہ یکلخت بدل گیا۔

"میرا نام سارکن ہے اور میں اس شوٹنگ کلب کا مالک ہوں جناب۔ تشریف رکھیں"...... سارکن نے کہا اور ساتھ ہی کرسی کی طرف اشارہ کر دیا۔

"تم نے البرٹن ہوٹل کے منیجر اعظم کو کہہ کر ایک پیشہ ور قاتل کے ذریعے روڈی اور جان مائیکل کو قتل کرایا۔ کس کے کہنے پر یہ سب کچھ ہوا"...... کرنل فریدی نے خشک لہجے میں کہا تو سارکن بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر ایک لمحے کے لئے انتہائی حیرت اور تعجب کے تاثرات نمودار ہوئے لیکن دوسرے لمحے وہ اپنے آپ کو سنبھال لینے میں کامیاب ہو گیا۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ میں نے"...... سارکن نے کہنا شروع کیا لیکن اس سے پہلے کہ اس کا فقرہ مکمل ہوتا کرنل فریدی کا بازو گھوما اور سارکن چیختا ہوا اچھل کر دو فٹ دور جا گرا۔ پھر اس سے پہلے کہ وہ اٹھتا کرنل فریدی نے بجلی کی سی تیزی سے جھک کر اسے گلے سے پکڑا اور اس کے ساتھ ہی سارکن کا جسم اس طرح ہوا میں اٹھتا چلا گیا جیسے سارکن انسان کی بجائے کوئی غبارہ ہو۔ جس کا کوئی وزن ہی نہ ہو۔ کرنل فریدی کا انگوٹھا اس کے نرخرے پر تھا اور ہوا میں لٹکا ہوا سارکن کا تڑپتا ہوا جسم ایک لمحے بعد ہی بے جان ہو کر ڈھیلا پڑ گیا تو کرنل فریدی نے اسے سامنے والے صوفے پر پٹخ دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے سائلنسر لگا ریوالور نکالا اور اس کی نال کا رخ سارکن کی طرف کر دیا۔

"بولو۔ ورنہ"...... کرنل فریدی کا لہجہ اس قدر سرد تھا کہ سارکن کا مسخ شدہ چہرہ باوجود ٹماٹر کی طرح سرخ ہوتے ہوتے پلک جھپکنے میں زرد پڑ گیا۔

"جارج۔ جارج کے"...... اس کے منہ سے لاشعوری طور پر الفاظ نکل گئے۔

"کون جارج۔ پوری تفصیل بتاؤ۔ ورنہ"...... کرنل فریدی نے اور زیادہ سرد لہجے میں کہا۔

"ایکریمی ہے۔ بہت بڑی پارٹی ہے۔ تھرڈوے کالونی میں رہتا ہے اسلحے کا بہت بڑا سمگلر ہے"...... سارکن نے کہا۔

"کوٹھی نمبر بتاؤ اور اس کا فون نمبر بھی۔ تمہیں زندہ چھوڑا جا سکتا ہے ورنہ"...... کرنل فریدی نے غراتے ہوئے کہا۔

"م۔ م۔ مجھے مت ماریں۔ میں نے تو رقم لے کر یہ کام کرایا ہے ہلاک ہونے والے جارج کے ساتھی تھے لیکن انہوں نے جارج سے بغاوت کی تھی۔ اس لئے جارج انہیں فوری طور پر ہلاک کرانا چاہتا تھا وہ میرا دوست ہے اس لئے اس نے مجھ سے کہا اور میں نے اعظم کے ذمے لگا دیا تھا"۔ سارکن نے اس بار قدرے سنبھلے ہوئے لہجے میں کہا۔

"جو میں نے پوچھا ہے اس کا جواب دو"...... کرنل فریدی نے سخت لہجے میں کہا۔

"کوٹھی نمبر ایٹ ہے"...... سارکن نے جواب دیا اور ساتھ ہی اس نے فون نمبر بھی بتا دیا۔

"اوکے۔ اٹھو اور اس جارج کو فون کر کے اسے بتاؤ کہ تمہیں خفیہ اطلاع ملی ہے کہ سیکورٹی والوں کو یہ خبر مل گئی ہے کہ ان دونوں ہلاک ہونے والوں کا تعلق تم سے ہے اور وہ تم سے پوچھ گچھ کر سکتے

ہیں ۔ تم نے اسے کہنا ہے کہ تمہارا نام درمیان میں نہ آنے پائے"...... کرنل فریدی نے کہا۔

"ٹھیک ہے ۔ میں بات کرتا ہوں"۔ سارکن نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر آگے بڑھ کر اس نے میز پر رکھے ہوئے فون کا رسیور اٹھالیا اور پھر اسکے نیچے لگا ہوا بٹن پریس کر کے اسے ڈائریکٹ کر دیا ۔

"لاؤڈر بھی آن کر دو"...... کرنل فریدی نے جو اس کے عقب میں موجود تھا ۔ کہا تو سارکن نے لاؤڈر کا بٹن آن کر دیا اور پھر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی ۔

"سارکن بول رہا ہوں شوٹنگ کلب سے ۔ جارج سے بات کراؤ"...... سارکن نے کہا۔

"یس سر ۔ ہولڈ آن کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو ۔ جارج بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی ۔ لہجہ ایکریمین تھا۔

"سارکن بول رہا ہوں جارج"...... سارکن نے کہا۔

"ہاں ۔ کیا بات ہے"...... جارج نے کہا۔

"مجھے ابھی ابھی ایک خفیہ اطلاع ملی ہے کہ تم نے جن دو ایکریمنز کو ہوٹل میں گولی مروائی تھی ۔ ان کے بارے میں سیکورٹی والوں کو یہ

اطلاع مل چکی ہے کہ وہ تمہارے ساتھی تھے اور اب سیکورٹی والے تم سے ان دونوں کے بارے میں پوچھ گچھ کریں گے"۔ سارکن نے کہا ۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ انہیں یہ اطلاع ملے"...... جارج کے لہجے میں انتہائی حیرت تھی ۔

"سیکورٹی آفس میں میرا ایک انتہائی بااعتماد مخبر ہے ۔ اس نے بتایا ہے"...... سارکن نے کہا۔

"تم نے اچھا کیا کہ مجھے اطلاع کر دی ۔ اب میں انہیں خود ہی ڈیل کر لوں گا"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"میں نے اس لئے فون کیا ہے کہ میرا نام درمیان میں نہ آئے ۔ ورنہ یہ سیکورٹی والے تو قہر بن کر مجھ پر ٹوٹ پڑیں گے"...... سارکن نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

"ارے نہیں سارکن ۔ ایسا ممکن ہی نہیں ہے ۔ تم قطعی بے فکر رہو"...... جارج نے جواب دیا۔

"شکریہ"...... سارکن نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"گڈ ۔ تم نے حکم کی تعمیل کی ہے ۔ اس لئے تمہیں زندہ چھوڑا جا سکتا ہے ۔ لیکن تمہیں میرے ساتھ سیکورٹی آفس جانا ہوگا"...... کرنل فریدی نے کہا۔

"ٹھیک ہے ۔ میں تیار ہوں جناب"...... سارکن نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا کیونکہ اس کے سیکورٹی آفس میں خاصے دوست موجود تھے۔

"تو آؤ"........ کرنل فریدی نے کہا اور دروازے کی طرف مڑا۔ لیکن دوسرے لمحے وہ بجلی کی سی تیزی سے اچھل کر ایک طرف ہٹا۔ اور اس کے ساتھ ہی دھماکے کے ساتھ گولی اس کے بازو کے قریب سے نکل کر دروازے پر جا لگی۔ لیکن اس کے ساتھ ہی کرنل فریدی کا ہاتھ گھوما اور ٹرچ ٹرچ کی آواز کے ساتھ ہی سارکن چیختا ہوا نیچے گرا۔ سارکن کے ہاتھ میں پسٹل تھا جو اس کے ہاتھ سے نکل کر دور جا گرا تھا اس نے اچانک کرنل فریدی پر فائر کر دیا تھا لیکن کرنل فریدی پہلے سے ہی اس کی طرف سے ایسے ہی کسی رد عمل کا منتظر تھا۔ اس لئے وہ پوری طرح چوکنا تھا۔ اسی لمحے دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور وہ لڑکی اندر داخل ہوئی لیکن اسی لمحے کرنل فریدی نے ٹریگر دبا دیا اور ایک بار پھر ٹرچ کی آواز کے ساتھ ہی لڑکی چیختی ہوئی اچھلی اور پھر نیچے گر کر بری طرح ہاتھ پیر مارنے لگی لیکن چند لمحوں بعد ہی وہ ساکت ہو گئی۔

"ویری سوری لڑکی۔ تمہاری موت ضروری تھی ورنہ سارکن کا قتل فوری طور پر اوپن ہو جاتا اور اس طرح جارج غائب ہو سکتا تھا"۔ کرنل فریدی نے افسوس بھرے لہجے میں کہا اور پھر تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اسکی کار کلب سے نکل کر ایک بار پھر سڑک پر دوڑ رہی تھی۔ تھوڑا آگے جانے کے بعد اس نے کار ایک پبلک فون بوتھ کے قریب لے جا کر روک دی۔ کار سے اتر کر وہ فون بوتھ میں داخل ہوا۔ یہاں مراسک میں ملک کے اندر کال حکومت کی طرف

سے مفت تھی اس لئے یہاں فون میں سکے نہ ڈالنے پڑتے تھے۔ کرنل فریدی نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس"........ چند لمحوں بعد نمبر الیون کی آواز سنائی دی۔

"ہارڈ سٹون"........ کرنل فریدی نے سرد لہجے میں کہا۔

"یس سر"........ دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"ایک پتہ نوٹ کرو"........ کرنل فریدی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جارج کا پتہ بتا دیا۔

"یس سر"........ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اس کوٹھی میں ایک آدمی جارج موجود ہے جس کا تعلق رولف گروپ سے ہے۔ تم اپنے ساتھیوں سمیت فوری طور پر وہاں پہنچو اور اس کوٹھی کے اندر بے ہوش کرنے والے کیپسول فائر کر دو۔ میں اس جارج کو ہر صورت میں زندہ پکڑنا چاہتا ہوں"۔ کرنل فریدی نے کہا۔

"یس سر"........ دوسری طرف سے نمبر الیون نے کہا۔

"میں بھی وہیں جا رہا ہوں لیکن میرے پاس چونکہ سیکورٹی والوں کی کار ہے اس لئے میں کالونی کے شروع میں ہی رک جاؤں گا۔ تم کارروائی کرنے کے بعد ٹرانسمیٹر پر مجھے کال کر سکتے ہو"........ کرنل فریدی نے کہا۔

"یس سر"........ نمبر الیون نے کہا اور کرنل فریدی نے رسیور رکھا اور فون بوتھ سے باہر آ کر دوبارہ اپنی کار میں بیٹھ گیا۔ چند لمحوں بعد اس کی کار کالونی کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔

مخصوص انداز کی بنی ہوئی ایک لانچ انتہائی تیز رفتار دریا میں تیزی سے آگے بڑھی چلی جا رہی تھی ۔ اس لانچ کی بناوٹ گول تھی ۔ اس کے باہر اور نیچے ایسا میٹریل لگا ہوا تھا جس پر پتھروں سے ٹکرانے کے باوجود خراش تک نہ آتی تھی ۔ اسے آگے بڑھانے کے لئے اس پر ایک خصوصی قسم کا چھوٹا سا تکونی مستول بھی بنا ہوا تھا تاکہ اس گول لانچ کا رخ ایڈجسٹ کیا جا سکے ۔ اس کے اندر انتہائی طاقتور انجن لگے ہوئے تھے ۔ لانچ چاروں طرف سے خاصی اونچی تھی لیکن اس کے اندر چاروں طرف بڑے بڑے سوراخ موجود تھے جن میں سے ہوا کراس ہو جاتی تھی ۔ اس طرح یہ لانچ محفوظ بھی تھی اور اس قسم کے خوفناک دریا میں اسے آسانی سے اور محفوظ انداز میں چلایا جا سکتا تھا ۔ جس کسی نے یہ آئیڈیا سوچا تھا وہ واقعی انتہائی ذہین تھا ۔ یہ لانچ انہوں نے سارجر سے حاصل کر لی تھی ۔ ٹیڈ نے اسے فون کر دیا تھا اور اس کے فون کرنے پر سارجر نے اسے بتایا تھا کہ ایک لانچ تو صحیح حالت میں ہے جبکہ دوسری

میں خرابی ہے ۔ اس لئے ایک لانچ وہ دے سکتا ہے ۔ پھر عمران اس ٹیگی سے بھی ملنے گیا اور وہاں سے اس نے اپنے مطلب کی معلومات بھی حاصل کر لی تھی ۔ اس کے بعد سارجر سے لانچ حاصل کر کے وہ سب ان پہاڑیوں کی طرف بڑھ گئے تھے جہاں وہ اسے اس خوفناک دریا میں ڈال کر اس میں سفر کرتے ہوئے آگے بڑھنا چاہتے تھے ۔ ٹیڈ اور اس کی عورت روبی کا خاتمہ عمران نے کر دیا تھا تاکہ وہ کسی طرح بھی اس کے بارے میں اطلاع ہیڈ کوارٹر کو نہ پہنچا سکے جبکہ سارجر اور ٹیگی دونوں ان کی اصلیت نہ جانتے تھے اس لئے عمران نے انہیں زندہ چھوڑ دیا تھا ٹیگی سے اسے فریکونسی کے بارے میں تو کچھ علم نہ ہو سکا تھا لیکن راستے میں موجود چیک پوسٹس اور وہاں موجود افراد اور انتظامات کے سلسلے میں پوری تفصیل مل گئی تھی اور اب وہ سب اس بڑی لانچ میں موجود تھے اور لانچ خاصی تیز رفتاری سے اس خوفناک طوفانی دریا میں اچھلتی کودتی اور سائیڈوں میں لہراتی ہوئی اور دریا میں موجود پتھروں سے ٹکراتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی ۔ عمران نے خود اس کا کنٹرول سنبھال رکھا تھا ۔ سلاگا بھی ان کے ساتھ تھا ۔ تنویر صفدر اور صدیقی تینوں بھی لانچ میں موجود تھے ۔

"میرا خیال ہے عمران صاحب کہ پہلی چیک پوسٹ قریب آنے والی ہے" ...... اچانک صدیقی نے کہا ۔

"ہاں" ...... عمران نے جواب دیا اور پھر خاموشی طاری ہو گئی ۔ تھوڑی دیر بعد دور سے ایک موڑ سا نظر آنے لگا تو عمران نے لانچ کو

روکنا شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد یہ مخصوص لانچ ایک سائیڈ پر ہو کر ایک بھاری چٹان کے قریب پہنچی تو سلاگا نے مخصوص انداز کا مضبوط رسیوں کا جال چٹان پر پھینکا اور دوسرے لمحے لانچ اس جال کے ساتھ بندھی ہونے کی وجہ سے رک گئی۔

"تم سب لانچ میں رہو گے۔ میں اور تنویر آگے جائیں گے"۔ عمران نے کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ عمران اور تنویر دونوں نے غوطہ خوری کے جدید لباس پہلے ہی پہن رکھے تھے۔ لانچ کے گول حصے میں باقاعدہ دروازہ سا بنا ہوا تھا جو خودکار انداز میں کھلتا اور بند ہوتا تھا۔ سلاگا کو عمران نے تمام سسٹم سمجھا دیا تھا۔ اس لئے عمران کے اشارے پر سلاگا نے دروازہ کھولا اور عمران اور تنویر دونوں اس چٹان پر چڑھ گئے جس پر جال ڈالا گیا تھا۔ ان کی بیلٹوں سے واٹر پروف مخصوص ساخت کی مشین گنیں بندھی ہوئی تھیں۔ چٹان پر پہنچ کر عمران پانی میں اتر گیا تو اس کے پیچھے تنویر بھی پانی میں اتر گیا۔ لیکن پانی کی رفتار اس قدر تیز اور طوفانی تھی کہ وہ باوجود کوشش کے سنبھل نہ پا رہے تھے اور پانی انہیں حقیر تنکوں کی طرح آگے کی طرف اڑائے لئے چلا جا رہا تھا۔ وہ دونوں ایک مضبوط رسی کی مدد سے ایک دوسرے سے بندھے ہوئے تھے اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ اس موڑ پر پہنچ کر تیزی سے گھومے اور اس کے ساتھ ہی عمران بجلی کی سی تیزی سے ایک چٹان سے چمٹ گیا۔ پانی کا دباؤ بے پناہ تھا۔ لیکن عمران کسی چھپکلی کی طرح چٹان سے چمٹا ہوا تھا۔ چونکہ یہ سارا لائحہ عمل پہلے سے

طے شدہ تھا۔ اس لئے عمران کے پیچھے آنے والا تنویر بھی ایک چٹان سے چمٹا اور پھر وہ اچھل کر اس چٹان پر چڑھ جانے میں کامیاب ہو گیا جبکہ عمران جس چٹان سے چمٹا ہوا تھا اس پر چڑھنے کے لئے ہاتھ ڈالنے کی کوئی مناسب جگہ ہی نہ تھی لیکن تنویر نے چھلانگ لگائی اور دوسرے لمحے وہ اس چٹان پر پہنچ گیا جس سے عمران چمٹا ہوا تھا۔ تنویر نے عمران کا بازو پکڑا اور دوسرے لمحے عمران بھی اچھل کر چٹان پر چڑھ جانے میں کامیاب ہو گیا۔

"شکریہ تنویر"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو تنویر نے صرف اثبات میں سر ہلا دیا۔

"ان سے کچھ دور ایک چھوٹی سی مسطح چٹان کے اوپر لکڑی کا بنا ہوا ایک بڑا سا کیبن نظر آ رہا تھا جس کے اوپر باقاعدہ واچ ٹاور بنا ہوا تھا یہاں سے صرف وہ واچ ٹاور اور کیبن کی چھت نظر آ رہی تھی لیکن دور ہونے کی وجہ سے انہیں پوری طرح نظر نہ آ رہا تھا۔

"اب ہم نے اوپر چڑھنا ہے۔ خیال رکھنا"...... عمران نے کہا اور پھر وہ کٹی پھٹی چٹان کے پتھروں کو پکڑتا ہوا اوپر چڑھتا چلا گیا۔ پانی کے قریب چٹانیں پانی کی وجہ سے خاصی پھسلواں سی تھیں لیکن اوپر یہ چٹان خشک تھی اس لئے وہ تھوڑی سی مشکل کے بعد جب کچھ اوپر پہنچ گئے تو پھر انہیں مزید اوپر چڑھنے میں خاصی آسانی پیدا ہو گئی۔ تھوڑی دیر بعد وہ اوپر کنارے تک پہنچ جانے میں کامیاب ہو گئے۔ عمران نے سر کنارے سے اوپر کر کے دیکھا تو کیبن کا دروازہ کھلا ہوا تھا اور اندر

سے باتیں کرنے اور ہنسنے کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں لیکن دروازہ سائیڈ پر تھا۔ اگر وہ اوپر چڑھتے تو دروازے کے اندر سے انہیں نہ دیکھا جا سکتا تھا۔ باہر کوئی آدمی نہ تھا اور نہ ہی واچ ٹاور پر کوئی نظر آرہا تھا۔ عمران نے گردن موڑ کر اپنے سے نیچے موجود تنویر کو اوپر آنے کا مخصوص اشارہ کیا اور دوسرے لمحے وہ بازوؤں کے زور پر ایک جھٹکے سے اوپر چڑھ گیا لیکن پھر اوپر چڑھنے کے بعد وہ کھڑا ہونے کی بجائے زمین پر لیٹ گیا۔ چند لمحوں بعد تنویر بھی اوپر آگیا۔ عمران نے پیروں میں پہنے ہوئے غوطہ خوری کے مخصوص جوتے اتار دیئے اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ تنویر نے بھی اس کی پیروی کی۔ اس کے ساتھ ہی دونوں نے بیلٹس کے ساتھ بندھی ہوئی واٹر پروف خصوصی ساخت کی گنیں کھول کر ہاتھوں میں لے لیں عمران نے وہ رسی کھول لی تھی جو ان دونوں کی بیلٹس کے ساتھ بندھی ہوئی تھی اور تنویر نے اس کا گچھا بنا کر بیلٹس سے باندھ لیا تھا۔ سائیڈ پر سیڑھیاں اوپر واچ ٹاور کی طرف جا رہی تھیں۔ تنویر سیڑھیوں کی طرف جبکہ عمران دروازے کی طرف بڑھ رہا تھا۔ عمران دروازے کے قریب پہنچ کر رک گیا۔ اندر سے مسلسل باتوں اور قہقہوں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ عمران تیزی سے پلٹا اور پھر بجلی کی سی تیزی سے کیبن میں داخل ہو گیا۔

"خبردار"....... عمران نے چیخ کر کہا تو کیبن میں موجود چھ لمبے تڑنگے آدمی جو زمین پر بچھی ہوئی دری پر بیٹھے شراب نوشی میں مصروف تھے اسے دیکھ کر حیرت سے بت بنے رہ گئے۔

"کون ہو تم اور یہاں کیسے آگئے"....... اچانک ان میں سے ایک بولا لیکن اس کے ساتھ ہی عمران نے ٹریگر دبا دیا اور دوسرے لمحے کیبن مشین گن کی مخصوص تڑتڑاہٹ اور ان افراد کی چیخوں سے گونج اٹھا اور پھر وہ چھ کے چھ دری پر گر کر بری طرح تڑپنے لگے اور چند لمحوں بعد ہی ساکت ہو گئے۔ عمران نے ان میں سے تین کے ہاتھ ان کی جیبوں کی طرف کھسکتے دیکھے تھے اس لئے اس نے فائر کھول دیا تھا کیونکہ ان میں سے دو آدمی اس پوزیشن میں تھے کہ ان کی جیبیں دوسروں کی اوٹ میں تھیں اس لئے وہ اچانک عمران پر فائر کر سکتے تھے جب اسے یقین ہو گیا کہ سب ہلاک ہو گئے ہیں تو وہ دروازے سے باہر آگیا۔ اسی لمحے تنویر سیڑھیوں سے نیچے اتر آیا۔

"اوپر میزائل اور چیکنگ مشینری موجود ہے لیکن کوئی آدمی موجود نہیں ہے"....... تنویر نے کہا۔

"انہیں چونکہ اطمینان تھا کہ ادھر کوئی آدمی آ ہی نہیں سکتا۔ اس لئے وہ سب اندر بیٹھے گپیں ہانکنے اور شراب پینے میں مصروف تھے۔ آؤ واپس چلیں"....... عمران نے کہا اور تنویر نے سر ہلا دیا۔ درمیانی رسی ایک بار پھر باندھ دی گئی۔

"اب نیچے اتریں گے"....... تنویر نے کہا۔

"یہاں سے ہم نیچے نہیں اتر سکتے۔ ہمیں آگے بڑھ کر کسی مناسب جگہ سے نیچے جانا ہو گا"....... عمران نے کہا اور تنویر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ لیکن ابھی وہ کنارے تک پہنچے ہی تھے کہ اچانک سرر کی تیز آواز

ان کے عقب میں سنائی دی اور یہ آواز سنتے ہی وہ دونوں بے اختیار اچھل کر مڑے ہی تھے کہ ان کے قدموں کے قریب ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور دوسرے لمحے ان دونوں کے حلق سے نہ صرف بے اختیار چیخیں نکل گئیں بلکہ ان کے جسم فضا میں اچھلے اور پھر انہیں محسوس ہوا کہ وہ نیچے گہرائی میں گرتے چلے جا رہے ہیں۔اس گہرائی میں جہاں چٹانیں اور طوفانی دریا تھا اور اس کے ساتھ ہی اوپر سے جیسے پتھروں کی بارش بھی ان پر ہو رہی تھی۔عمران کے ذہن میں بے اختیار دھماکے سے ہونے لگے کیونکہ ایک لمحے کے ہزارویں حصے میں وہ سمجھ گیا تھا کہ اس کی موت یقینی طور پر سر پر آچکی ہے لیکن دوسرے لمحے اس کے جسم کو ایک زوردار جھٹکا لگا اور پھر اس کا جسم ذرا سا اوپر کو اٹھا اور پھر فضا میں جھولنے لگا۔اس نے فوری طور پر اپنے آپ کو سنبھالا تو دوسرے لمحے وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ تنویر اور عمران کے جسموں سے بندھی ہوئی رسی ایک باہر کو نکلی ہوئی چٹان میں اٹکی ہوئی تھی اور ایک طرف عمران ہوا میں لٹکا ہوا تھا جبکہ دوسری طرف تنویر بھی عمران جیسی حالت میں تھا۔عمران کے حلق سے بے اختیار ایک طویل سانس نکل گیا۔لیکن اسی لمحے اس کی نظریں اوپر کنارے کی طرف اٹھیں تو اس نے ایک آدمی کو نیچے جھانکتے ہوئے دیکھا اور پھر وہ آگے کی طرف جھکا۔اس کی نظریں عمران اور تنویر پر جمی ہوئی تھیں۔عمران نے بجلی کی سی تیزی سے بیلٹ سے بندھا ہوا کیپسول میزائل پسٹل علیحدہ کر لیا۔اس کی نظریں اس آدمی پر جمی ہوئی تھیں۔اس کے ساتھ

ہی اس آدمی نے میزائل گن کو کنارے سے باہر نکالا اور اس کا رخ عمران کی طرف کر دیا۔لیکن اسی لمحے عمران نے کیپسول میزائل پسٹل کا ٹریگر دبا دیا۔اس کا رخ وہ پہلے ہی اس آدمی کی طرف کر چکا تھا۔ایک ہلکا سا دھماکہ ہوا اور دوسرے لمحے وہ آدمی چیختا ہوا فضا میں اچھلا اور پھر کسی چٹان کی طرح اڑتا ہوا سیدھا نیچے آنے لگا۔اس کا جسم بے جان انداز میں گر رہا تھا اور پھر ایک دھماکے سے وہ پانی میں گرا اور پھر بہتا ہوا آگے بڑھ گیا۔اس کا چہرہ اور سر میزائل لگنے سے اڑ چکا تھا۔وہ لاش کی صورت میں ہی گرا تھا۔عمران سمجھ گیا کہ یہ آدمی کیبن سے باہر کسی چٹان کے پیچھے موجود تھا اور پھر اس نے میزائل فائر کیا۔یہ ان کی خوش قسمتی تھی کہ سرر کی آواز سن کر وہ بجلی کی سی تیزی سے اچھل کر مڑے تھے۔اس طرح میزائل ان کے جسموں سے ٹکرانے کی بجائے ان کے قدموں میں گر کر پھٹا اور وہ اچھل کر نیچے گرنے لگے اور مزید خوش قسمتی کا باعث وہ باہر کو نکلی ہوئی چٹان اور ان دونوں کے پہلوؤں سے بندھی ہوئی رسی بنی تھی۔عمران نے دل ہی دل میں اس انداز میں جان بچ جانے پر اللہ کا شکر ادا کیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جھولنا شروع کر دیا اور چند لمحوں بعد اس کے ہاتھ ایک باہر کو نکلی ہوئی چٹان پر جم گئے اور پھر اس نے پیر اٹھائے اور اپنے آپ کو سنبھال لیا۔لیکن تنویر جس انداز میں لٹکا ہوا تھا وہ انتہائی خطرناک تھا۔وہ کسی بھی لمحے گر سکتا تھا اور اس کے لئے کسی چٹان کو پکڑنے کا بھی کوئی سکوپ نہ تھا۔لیکن ظاہر ہے عمران تنویر کو زیادہ دیر تک اس حالت میں نہ

چھوڑ سکتا تھا چنانچہ اس نے تیزی سے اس سائیڈ پر ہٹنا شروع کر دیا جس سائیڈ پر تنویر تھا لیکن تھوڑا سا سائیڈ پر جانے کے بعد وہ رک گیا۔ کیونکہ رسی اب مزید اسے آگے نہ جانے دے رہی تھی اور وہ اگر رسی کھولتا تو تنویر نیچے پانی میں جا گرتا۔ اور بغیر رسی کھولے وہ تنویر تک پہنچ نہ سکتا تھا۔

"تنویر اپنے جسم کو جھولا دے کر میری طرف لے آؤ اور اپنا بازو میری طرف بڑھاؤ۔ میں تمہارا بازو پکڑ لوں گا۔ پھر تم رسی کھول دینا"...... عمران نے چیخ کر کہا تو تنویر نے اپنے جسم کو جھلانا شروع کر دیا۔ تقریباً دس منٹ کی مسلسل اور انتہائی جان لیوا کوشش کے بعد آخر کار عمران اس کی کلائی پکڑنے میں کامیاب ہو گیا۔

"اب بیلٹ سے بندھی رسی کھول دو"...... عمران نے کہا۔

"لیکن اس طرح تو ہم دونوں نیچے گر جائیں گے"...... تنویر نے کہا

"نہیں۔ میں نے دوسرے ہاتھ سے چٹان کا کنارہ مضبوطی سے پکڑا ہوا ہے اور مجھے امید ہے میں تمہارے وزن کا جھٹکا سہار جاؤں گا"۔ عمران نے کہا تو تنویر نے دوسرے ہاتھ سے بیلٹ میں موجود وہ کلپ کھولنا شروع کر دیا جس سے رسی بندھی ہوئی تھی۔ چند لمحوں بعد اس کا جسم یکلخت ایک زوردار جھٹکا کھا کر نیچے کی طرف گرا۔ ایک لمحے کے لئے تو عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کا وہ کندھا نکل گیا ہے جس بازو سے اس نے چٹان کو تھام رکھا تھا لیکن دوسرے لمحے اس کے ذہن میں اطمینان اور سکون سا بھر گیا کیونکہ وہ اس خوفناک جھٹکے کو سہہ چکا

تھا اور اس طرح تنویر بھی گر کر مرنے سے بچ گیا تھا اور وہ خود بھی۔ تنویر کا جسم چند لمحوں تک ہوا میں جھولتا رہا۔ پھر جب اس طرح نیچے گرنے سے منتشر ہونے والے حواس پر اس نے قابو پا لیا تو اس نے ایک لمحہ ضائع کئے بغیر اپنے دونوں پیر کٹی ہوئی چٹانوں میں ٹکائے اور ایک ہاتھ بڑھا کر اس نے ایک باہر کو نکلی ہوئی چٹان کے کونے پر ہاتھ جما لیا اور اس کے ساتھ ہی عمران کے بازو پر موجود تنویر کا خوفناک بوجھ ختم ہو گیا اور عمران نے اس کا بازو چھوڑ دیا۔ دوسرے لمحے تنویر چٹان کے ساتھ چمٹ چکا تھا۔ اس کے ساتھ ہی عمران نے بھی دوسرا ہاتھ ایک پتھر پر جمایا اور اس کے منہ سے بے اختیار ایک طویل سانس نکل گیا۔ گو اس ساری کارروائی میں صرف چند لمحے ہی گزرے تھے لیکن عمران کو یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ صدیوں کی جدوجہد کے بعد اپنی جانیں بچا سکے ہوں۔ چند لمحوں تک چٹانوں کے ساتھ چمٹے رہنے اور اپنے آپ پر مکمل کنٹرول کر لینے کے بعد وہ دونوں تیزی سے نیچے اترنے لگے اور پھر جب ان کے قدم پانی میں سے نکلی ہوئی چٹان پر پڑے تو انہوں نے بے اختیار اطمینان بھرے سانس لئے۔

"تم نے آج میری زندگی بچائی ہے عمران۔ میں تمہارا احسان مند ہوں"...... تنویر نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے انتہائی ممنونیت بھرے لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"پہلی بات تو یہ ہے کہ زندگی موت اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اور ہماری زندگیاں بچ جانے کا سارا کریڈٹ بھی اسے ہی حاصل ہے ورنہ

ہم کیا اور ہماری جدوجہد کیا۔ اس لئے احسان اور شکر اس ذات کا ہے اور دوسری بات یہ کہ تمہاری زندگی بچانے کی جدوجہد کر کے میں نے تم پر کوئی احسان نہیں کیا بلکہ اپنے اوپر احسان کیا ہے کیونکہ رقیب کے بغیر سارا مزہ ہی کرکرا ہو جاتا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو تنویر بے اختیار ہنس پڑا۔

"تم واقعی انتہائی اعلیٰ ظرف انسان ہو۔ کاش تم"...... تنویر نے کہا اور پھر فقرہ مکمل کئے بغیر ہی اس نے منہ بند کر کے زور دار سانس ناک سے کھینچ کر باہر نکالا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔ کیونکہ وہ اس کا مطلب اچھی طرح سمجھ چکا تھا۔

"آؤ۔ ہمارے ساتھی ہمارے لئے پریشان ہوں گے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ دونوں تیزی سے چٹانوں کو پھلانگتے ہوئے واپس موڑ کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ غوطہ خوری کے مخصوص جوتے اوپر ہی رہ گئے تھے اور نہ صرف جوتے بلکہ ان کی واٹر پروف مخصوص مشین گنیں بھی وہیں رہ گئی تھیں لیکن ظاہر ہے اب وہ ان چیزوں کے لئے دوبارہ اوپر جانے کا رسک نہ لے سکتے تھے۔

"یہ آدمی کہاں موجود تھا۔ میں نے تو واچ ٹاور پر چڑھ کر چاروں طرف دیکھا تھا"...... عمران کے پیچھے آنے والے تنویر نے کہا۔

"کسی چٹان کی اوٹ میں ہوگا۔ بہرحال ہمیں ایک سبق مل گیا ہے کہ آئندہ ہمیں اس معاملے میں مزید احتیاط کرنی چاہئے"...... عمران نے جواب دیا اور تنویر نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ

اپنی مخصوص لانچ تک بھی پہنچ جانے میں کامیاب ہو گئے اور جب لانچ میں موجود ساتھیوں کو تنویر نے تفصیل بتائی تو وہ سب عمران اور تنویر کے اس طرح زندہ بچ نکلنے پر بے اختیار انہیں مبارکباد دینے لگے۔ جبکہ سلاگا نے جال واپس کھینچ لیا اور لانچ ایک بار پھر اپنے سفر پر روانہ ہو گئی۔ عمران نے ایک بار پھر لانچ کا کنٹرول سنبھال لیا کیونکہ اس لانچ کو درست طور پر چلانا اور پھر اسے حتی الوسع چٹانوں سے ٹکرانے سے بچانا خاصا مشکل کام تھا۔ پانی کی روانی اس قدر تیز تھی کہ لانچ چلتے ہوئے نہ صرف کناروں سے جا ٹکراتی بلکہ بعض اوقات وہ کسی لٹو کی طرح گھومتی ہوئی آگے بڑھنے لگتی۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے کے اس مشکل ترین سفر کے بعد وہ ایک بار پھر اس موڑ کے قریب پہنچ گئے جس کی دوسری طرف دوسری چیک پوسٹ تھی اور عمران نے لانچ روکی اور سلاگا نے ایک بار پھر جال ایک چٹان پر پھینک کر اسے پوری طرح رکنے پر مجبور کر دیا۔

"عمران صاحب۔ اس بار آپ ہمیں جانے دیجئے"...... صفدر نے کہا۔

"نہیں۔ ہم دونوں اب اس معاملے میں خاصا تجربہ حاصل کر چکے ہیں"...... عمران نے کہا اور پھر لانچ سے نکل کر وہ چٹان پر پہنچ گیا۔ عمران کے پیچھے تنویر بھی چٹان سے باہر آگیا۔ اس بار وہ غوطہ خوری کے لباس میں نہ تھے کیونکہ عمران نے محسوس کر لیا تھا کہ غوطہ خوری کا مخصوص اور بھاری لباس ان کی کارکردگی میں رکاوٹ ثابت ہوتا رہا

تھا۔ اس کی وجہ سے وہ تیزی سے حرکت نہ کر سکتے تھے اور نہ ہی پھرتی سے چھلانگ لگا سکتے تھے۔ اب دونوں نے مشین گنیں ساتھ لینے کی بجائے واٹر پروف مشین پسٹل جیبوں میں رکھ لئے تھے۔ چونکہ یہ لباس بھی واٹر پروف تھے اور جیبوں پر مخصوص انداز کی زپیں لگی ہوئی تھیں جو انہوں نے لانچ سے باہر آنے سے پہلے بند کر لی تھیں۔ اس لئے وہ پوری طرح مطمئن تھے کہ اس بار ان کی کارکردگی پہلے سے بہتر رہے گی۔ چٹانوں کو پھلانگتے ہوئے وہ ایک بار پھر پہاڑی کی سائیڈ پر پہنچے اور انہوں نے ایک بار پھر اوپر چڑھنا شروع کر دیا۔ کٹی پھٹی چٹانوں اور ہلکے پھلکے لباسوں کی وجہ سے اس بار وہ خاصی تیز رفتاری سے اوپر کنارے تک پہنچ گئے۔ موڑ ابھی کچھ دور تھا اس لئے وہ اطمینان سے کنارے سے اوپر چڑھ گئے لیکن اتنا بہرحال انہوں نے خیال رکھا تھا کہ اوپر چڑھتے وقت انہوں نے چٹانوں کی اوٹ لے لی تھی تاکہ واچ ٹاور سے انہیں چیک نہ کیا جا سکے۔ اوپر پہنچ کر عمران نے چٹان کی اوٹ سے جائزہ لیا تو اسے دور سے لکڑی کا کیبن اور اس کے اوپر واچ ٹاور نظر آنے لگا اور عمران یہ دیکھ کر چونک پڑا کہ واچ ٹاور پر باقاعدہ افراد موجود تھے۔

"اس ٹاور پر تو آدمی موجود ہیں"...... تنویر کی آواز سنائی دی۔

"ہاں اور اس لئے ہمیں انتہائی احتیاط کرنا پڑے گی"...... عمران نے جواب دیا۔

"اگر ہم لانگ رینج میزائل گنیں لے آتے تو اس ٹاور اور کیبن کو یہیں سے نشانہ بنایا جا سکتا تھا"...... تنویر نے کہا۔

"لیکن اس طرح کسی ایک کے بچ نکلنے کا سکوپ رہ جاتا ہے اور اگر وہ ہیڈ کوارٹر کو اس کی اطلاع کر دے تو پھر ہمارا سفر یقینی طور پر موت کا سفر ہی ثابت ہو گا"...... عمران نے جواب دیا تو تنویر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران کچھ دیر تک ماحول کا جائزہ لیتا رہا پھر وہ تنویر کی طرف مڑ گیا۔

"تم یہیں رکو گے۔ میں آگے جاتا ہوں۔ جب میں محفوظ جگہ پر پہنچ جاؤں گا تو پھر تم آگے بڑھو گے۔ لیکن خیال رکھنا اگر واچ ٹاور والوں کو معمولی سا بھی شبہ پڑ گیا تو انہوں نے ہم پر قیامت توڑ دینی ہے"۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ بجلی کی سی تیزی سے اچھل کر آگے ایک اور چٹان کے پیچھے ہو گیا پھر اس طرح وہ مختلف چٹانوں کی اوٹ لیتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ اس دوران اس کی نظریں مسلسل واچ ٹاور اور کیبن پر جمی رہی تھیں۔ اس نے محسوس کیا تھا کہ واچ ٹاور پر موجود افراد بھی صرف واچ ٹاور پر موجود ہی تھے۔ وہ باقاعدہ جائزہ نہ لے رہے تھے کیونکہ وہ آپس میں باتیں کرنے میں مصروف تھے البتہ کبھی کبھار وہ اس موڑ کی طرف دیکھ لیتے تھے جہاں سے دریا گھوم کر آ رہا تھا۔ ظاہر ہے اس کی وجہ بھی عمران سمجھتا تھا کہ ان کے تصور میں بھی نہ تھا کہ اس دریا یا پہاڑوں پر سے کوئی آدمی ان کی طرف آ سکتا ہے۔ پھر یہ دوسری چیک پوسٹ تھی اس لئے بھی زیادہ مطمئن نظر آ رہے تھے کہ پہلی چیک پوسٹ کو کراس کر کے ہی کوئی ادھر آ سکتا ہے۔ عمران کیبن کے قریب ایسی جگہ پہنچ گیا جہاں سے اسے واچ ٹاور سے سرسری

طور پر نہ دیکھا جا سکتا تھا تو اس نے ہاتھ ہلا کر تنویر کو اشارہ کیا اور پھر تھوڑی دیر بعد تنویر اس کے پاس پہنچ گیا تو عمران کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔

"تم واچ ٹاور کی سیڑھیوں کی طرف جاؤ۔ میں کیبن میں جاتا ہوں لیکن تم نے سیڑھیاں چڑھ کر اوپر نہیں جانا۔ وہیں چھپے رہنا ہے۔ اگر کوئی نیچے اترے تو اسے چھاپ لینا"...... عمران نے کہا تو تنویر نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ دونوں چٹان کی اوٹ سے نکلے اور جھکے جھکے انداز میں دوڑتے ہوئے کیبن کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ جس کی ایک سائیڈ سے لکڑی کی سیڑھیاں اوپر جا رہی تھیں۔ عمران کیبن کے دروازے کی سائیڈ میں جا کر رک گیا۔ دروازہ کھلا ہوا تھا لیکن اندر خاموشی تھی۔ عمران نے سر آگے کر کے کیبن میں جھانکا تو اس کے لبوں پر مسکراہٹ سی رینگ گئی۔ اندر دو آدمی موجود تھے لیکن وہ دونوں اس طرح بے سدھ پڑے ہوئے تھے جیسے بے ہوش ہو گئے ہوں۔ ان کے ساتھ ہی شراب کی دو خالی بوتلیں بھی پڑی ہوئی تھیں ان دونوں کے علاوہ اور کوئی آدمی اندر موجود نہ تھا۔ عمران نے جیب کی زپ کھول کر اندر سے سائلنسر لگا ہوا مشین پسٹل نکالا اور پھر پسٹل کا رخ ان دونوں کی طرف کر کے اس نے ٹریگر دبا دیا۔ ٹرچ ٹرچ کی آواز کے ساتھ ہی نشے میں مدہوش پڑے دونوں آدمیوں کے جسم بے اختیار اچھلنے لگے۔ ان کے منہ سے کراہیں نکلیں لیکن چند لمحوں بعد ہی ان کے جسم ساکت ہو گئے۔ دل میں سوراخ کر دینے والی گولیوں نے انہیں

زیادہ تڑپنے کی بھی مہلت نہ دی تھی۔ عمران تیزی سے واپس مڑا اور سیڑھیوں کی طرف آ گیا۔ تنویر سیڑھیوں کی سائیڈ میں دبکا ہوا تھا۔ عمران نے اسے وہیں رکنے کا اشارہ کیا اور خود وہ انتہائی احتیاط سے سیڑھیوں پر چڑھتا ہوا اوپر واچ ٹاور پر چڑھتا چلا گیا۔ جب اس کا سر واچ ٹاور کے بنیادی تختے کے قریب پہنچ گیا تو وہ رک گیا اور اس نے ذرا سا سر اوپر اٹھا کر جائزہ لینا شروع کر دیا۔ ٹاور پر چار افراد موجود تھے اور وہ چاروں ایک دائرے کی صورت میں کرسیوں پر بیٹھے باتیں کرنے میں مصروف تھے۔ وہ چاروں ہی خالی ہاتھ تھے۔ عمران خاموشی سے مزید دو سیڑھیاں چڑھتا ہوا یکلخت اچھل کر اوپر پہنچا تو وہ چاروں بھی بے اختیار اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

"تم۔ تم کون ہو۔ تم"...... ان چاروں کے منہ سے بیک وقت نکلا لیکن عمران نے کوئی جواب دینے کی بجائے ہاتھ میں پکڑے ہوئے سائلنسر لگے مشین پسٹل کا ٹریگر دبا دیا اور ٹرچ ٹرچ کی آوازوں کے ساتھ ہی دوسرے لمحے وہ چاروں نیچے گر کر تڑپنے لگے۔ عمران اس وقت تک ان پر گولیاں برساتا رہا جب تک ان کے جسم ساکت نہ ہو گئے۔ جب عمران کو یقین ہو گیا کہ وہ چاروں ختم ہو گئے ہیں تو عمران آگے بڑھا اور پھر اس نے ٹاور پر موجود میزائل گنوں اور راکٹ لانچروں کا جائزہ لینا شروع کر دیا۔ وہاں واقعی انتہائی جدید اور انتہائی مہلک اسلحہ موجود تھا۔ وہ ابھی جائزہ لے رہا تھا کہ اسے نیچے سے فائرنگ کی آواز سنائی دیں اور عمران بجلی کی سی تیزی سے مڑا اور پھر انتہائی تیزی

سیڑھیاں اترتا ہوا نیچے آیا تو اس نے کیبن کی ایک سائیڈ سے تنویر کو
آتے ہوئے دیکھا۔

"کیا ہوا"...... عمران نے تنویر سے پوچھا۔

"مجھے کیبن کی عقبی طرف سے دو آدمیوں کے باتیں کرنے کی آواز
سنائی دی تو میں ادھر گیا۔ اسی لمحے ان میں سے ایک نے مجھ پر فائر کھول
دیا لیکن میں تو بچ گیا البتہ وہ دونوں میرے مشین پسٹل کی گولیوں
سے نہ بچ سکے"...... تنویر نے لاپرواہی سے جواب دیا اور عمران نے
اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اوپر چار افراد تھے۔ چاروں ہلاک ہو چکے ہیں۔ لیکن اوپر ایک
مخصوص اور جدید انداز کا راکٹ لانچر موجود ہے جو خاصے طویل فاصلے پر
راکٹ فائر کر سکتا ہے اور اسے اٹھایا بھی جا سکتا ہے۔ میرا خیال ہے کہ
اسے ساتھ لے لیں کیونکہ آگے ایک چیک پوسٹ جنگل میں آ رہی ہے
اور اسے دور سے ہی ہٹ کرنا ہوگا ورنہ وہ لوگ ہمیں چیک کر لیں
گے"...... عمران نے کہا تو تنویر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران مڑا
اور ایک بار پھر سیڑھیاں چڑھتا ہوا اوپر جانے لگا۔ تنویر بھی اس کے
پیچھے تھا اور پھر جب وہ نیچے آئے تو تنویر کے کاندھے پر ایک جدید
ساخت کا راکٹ لانچر لدا ہوا تھا جبکہ عمران کے دونوں ہاتھوں میں سرخ
رنگ کے دو خصوصی ساخت کے راکٹ پکڑے ہوئے تھے۔

"انہیں لانچ تک کیسے لے جائیں گے"...... تنویر نے کہا۔

"کیبن میں رسیاں موجود ہوں گی۔ ان رسیوں سے انہیں باندھ

کر پہلے نیچے لٹکایا جائے گا پھر ہی اسے لے جایا جا سکتا ہے"...... عمران
نے کہا اور تنویر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور
تھوڑی دیر بعد راکٹ لانچر اور دونوں راکٹوں سمیت وہ صحیح سلامت
واپس لانچ میں پہنچ جانے میں کامیاب ہو گئے اور ایک بار پھر ان کا سفر
شروع ہو گیا۔ لیکن کچھ فاصلہ طے کرنے کے بعد پہاڑی علاقہ اچانک
ختم ہو گیا اور آگے دریا کے دونوں اطراف دور دور تک انتہائی گھنا
جنگل پھیلا ہوا تھا لیکن میدانی علاقے میں پہنچ جانے کے باوجود دریا کی
روانی میں کوئی فرق نہ پڑا تھا۔ اس کی رفتار اسی طرح انتہائی طوفانی تھی
لیکن اب دریا میں پتھر اور چٹانیں موجود نہ تھیں اس لئے اب لانچ
اطمینان سے آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ اس کی رفتار میں پہلے کی
نسبت خاصی تیزی آ گئی تھی پھر تقریباً ایک گھنٹے کے مسلسل سفر کے
بعد عمران نے لانچ کی رفتار آہستہ کی اور اسے کنارے پر لگا دیا۔ اس بار
سلاگا نے لانچ سے باہر نکل کر اسے ایک درخت کے تنے سے رسی کی
مدد سے باندھ دیا تھا۔

"یہاں سے ہمیں آگے پیدل چلنا ہوگا تاکہ تھرڈ چیک پوسٹ کے
واچ ٹاور میں موجود افراد کی نگاہوں سے بچ سکیں"...... عمران نے کہا
اور سب ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر وہ سب انتہائی
احتیاط بھرے انداز میں درختوں کی اوٹ لیتے ہوئے آگے بڑھنے لگے۔
عمران کے ہاتھ میں سائلنسر لگا مشین پسٹل موجود تھا۔ اس نے اس
میں نیا میگزین لوڈ کر دیا تھا اور پھر تھوڑا سا آگے جانے کے بعد وہ رک

"اوہ ۔ پھر ہم ذرا گھوم کر گھنے جنگل کے اندر سے اس کے عقب میں پہنچ سکتے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"لیکن کیوں نہ درخت پر چڑھ کر اس پر راکٹ فائر کر دیا جائے"...... صفدر نے کہا۔

"ضروری تو نہیں کہ وہاں موجود سب افراد ٹاور پر ہی موجود ہوں وہ نیچے کیبن میں یا جنگل میں بھی تو ہو سکتے ہیں اور ہم نے سب کو قتل کرنا ہے تاکہ ہیڈ کوارٹر کے افراد کے کانوں میں ہماری آمد کی بھنک نہ پڑ سکے"...... عمران نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور ایک بار پھر عمران کی رہنمائی میں ان کا سفر شروع ہو گیا۔ لیکن اب وہ آگے بڑھنے کی بجائے جنگل کے اندرونی حصے کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے

دروازہ ایک دھماکے سے کھلا تو کرسی پر بیٹھا ہوا آسٹن بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر یکلخت غصے کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ دروازے سے ایک نوجوان تیزی سے اندر داخل ہو رہا تھا۔

"یہ کیا حرکت ہے۔ کیا تمہارے پیچھے پاگل کتے لگ گئے ہیں"۔ آسٹن نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"یس باس۔ واقعی ہمارے پیچھے پاگل کتے لگ گئے ہیں"...... آنے والے نے اسی طرح دہشت بھرے لہجے میں کہا۔

"کیا مطلب۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا نشے میں آؤٹ ہو گئے ہو"۔ آسٹن نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"جارج کرنل فریدی کی تحویل میں جا چکا ہے باس اور اس کے باقی ساتھی سیکورٹی کی قید میں ہیں۔ ادھر فرسٹ راؤنڈ شوٹنگ کلب کا سارکن بھی ہلاک ہو چکا ہے"...... آنے والے نوجوان نے کہا تو آسٹن کے چہرے پر یکلخت وحشت کے سے تاثرات ابھر آئے۔

"اوہ۔ اوہ۔ ویری سیڈ...... کیا مطلب۔ یہ کیسے ہو گیا میکونی"۔ آسٹن نے کہا تو میکونی ہونٹ بھینچ کر آسٹن کے سامنے موجود کرسی پر بیٹھ گیا۔

"تفصیل بتاؤ۔ تم نے تو واقعی انتہائی دہشت ناک خبر دی ہے"...... آسٹن نے کہا۔

"مجھے جارج سے کام تھا۔ میں نے جارج کو فون کیا تو وہاں کسی اجنبی نے فون اٹنڈ کیا تو میں نے فون فوراً بند کر دیا۔ اس کے بعد میں نے دوبارہ فون کیا تو ایک بار پھر اس آدمی نے فون اٹنڈ کیا تو میں نے اس سے جارج کے بارے میں پوچھا تو اس نے الٹا میرے متعلق انکوائری شروع کر دی۔ میں نے اسے بتایا کہ میں ایکریمیا سے بول رہا ہوں اور جارج میرا بزنس پارٹنر ہے۔ اس پر اس نے بتایا کہ جارج کو گرفتار کر لیا گیا ہے اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ جارج کی گرفتاری کی خبر میرے لئے دھماکہ خیز تھی۔ چنانچہ میں خود کار میں بیٹھ کر وہاں گیا تو میں نے دیکھا کہ کوٹھی کو پولیس اور سیکورٹی والوں نے گھیر رکھا ہے۔ میں نے ایک سیکورٹی والے سے اپنے آپ کو اخباری نمائندہ بتا کر بات کی اور تھوڑی سی کوشش کے بعد اس نے بتا دیا کہ جارج کرنل فریدی کی تحویل میں ہے جبکہ اس کے بے ہوش ساتھیوں کو سیکورٹی ہیڈ کوارٹر لے جایا گیا ہے۔ میرے ذہن میں فوراً ہی خیال آیا کہ کہیں یہ سارا سلسلہ اس روڈی اور جان مائیکل کے قتل کا نہ ہو۔ کیونکہ مجھے معلوم تھا کہ سیکورٹی والے ان دونوں کے قتل کی بڑی

شدت سے انکوائری کر رہے ہیں۔ جارج نے مجھے بتایا تھا کہ اس نے ان دونوں کا قتل فرسٹ راؤنڈ شوٹنگ کلب کے مالک سارکن کے ذریعے کرایا ہے۔ چنانچہ میں نے ایک پبلک فون بوتھ سے وہاں فون کیا تو وہاں سے معلوم ہوا کہ سارکن اور اس کی سیکرٹری کو اس کے کلب کے دفتر میں ہلاک کر دیا گیا ہے تو میں سمجھ گیا کہ میرا خدشہ درست ہے۔ اس لئے میں خود یہاں بھاگا چلا آیا ہوں"...... میکونی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اب کیا کیا جائے۔ جارج سے تو انہیں سب کچھ معلوم ہو جائے گا۔ سب کچھ۔ یہ تو بہت برا ہوا۔ بہت ہی برا"...... آسٹن نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ ہمیں فوری طور پر اپنی یہ جگہ چھوڑ دینی چاہئے۔ وہ کرنل فریدی انتہائی خوفناک ایجنٹ ہے۔ کسی بھی لمحے وہ ہماری گردنیں پکڑ سکتا ہے"...... میکونی نے کہا۔

"ہاں۔ ٹھیک ہے۔ آؤ"...... آسٹن نے کہا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور پھر تھوڑی دیر بعد ایک کار اس عمارت سے نکلی اور تیزی سے آگے بڑھی چلی گئی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر آسٹن تھا جبکہ میکونی سائیڈ پر بیٹھا ہوا تھا۔ دونوں کے چہرے ستے ہوئے تھے۔ تقریباً نصف گھنٹے کی ڈرائیونگ کے بعد کار ایک اور رہائشی کالونی میں داخل ہوئی اور پھر ایک کوٹھی کے پھاٹک کے سامنے جا کر رک گئی۔ پھاٹک بند تھا۔ آسٹن نے مخصوص انداز میں ہارن دیا تو کوٹھی کا چھوٹا پھاٹک کھلا اور

ایک ایکریمی باہر آگیا۔

"پھاٹک کھولو"...... آسٹن نے کہا تو وہ تیزی سے واپس مڑا اور پھاٹک میں غائب ہو گیا۔

"کیا اس اڈے کا انچارج کو علم نہیں ہے"...... میکونی نے پوچھا۔

"نہیں ۔ یہ میرا خصوصی اڈہ ہے اس کا علم صرف مجھے ہے"۔ آسٹن نے جواب دیا اور میکونی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ چند لمحوں بعد بڑا پھاٹک کھلا اور آسٹن کار اندر لے گیا۔ پورچ میں ایک اور کار موجود تھی اور دو مسلح ایکریمی بھی کھڑے تھے۔ آسٹن نے کار پورچ میں لے جا کر روکی اور پھر وہ دونوں نیچے اتر آئے ۔ پورچ میں موجود دونوں آدمیوں نے آسٹن کو بڑے مؤدبانہ انداز میں سلام کیا ۔ اسی لمحے برآمدے میں موجود ایک دروازہ کھلا اور ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا ایکریمی باہر آگیا اسے دیکھ کر میکونی بے اختیار چونک پڑا۔

"انتھونی اور یہاں"...... میکونی نے حیران ہو کر کہا۔

"ہاں ۔ یہ یہاں کا انچارج ہے"...... آسٹن نے کہا ۔ اسی لمحے انتھونی نے آگے بڑھ کر آسٹن کو سلام کیا۔

"تم کیسے ہو میکونی"...... انتھونی نے آسٹن کو سلام کرنے کے بعد میکونی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"او کے ۔ ویسے مجھے تمہاری یہاں موجودگی کا علم نہ تھا"۔ میکونی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا کیونکہ وہ دونوں خاصے بے تکلف دوست تھے۔

"انتھونی ۔ میرا ہیڈ کوارٹر خطرے کی زد میں آگیا ہے ۔ اس لئے میں میکونی کے ساتھ مستقل طور پر یہاں آگیا ہوں لیکن یہ کار ہیڈ کوارٹر کی ہے اس لئے تم اسے سپیشل گیراج میں بند کر دو۔ اب جب تک ہمارا مشن حتمی طور پر مکمل نہیں ہو جاتا اسے باہر مت نکالنا"...... آسٹن نے کہا۔

"یس باس"۔ انتھونی نے کہا اور اس نے وہاں موجود مسلح آدمی کو ہدایات دینا شروع کر دیں ۔ تھوڑی دیر بعد آسٹن ، میکونی اور انتھونی تینوں دفتر کے انداز میں سجے ہوئے ایک کمرے میں موجود تھے ۔ آسٹن نے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے

"یس ۔ راڈرک بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"آسٹن بول رہا ہوں راڈرک"...... آسٹن نے تیز سے لہجے میں کہا

"یس باس"...... دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ یکلخت مؤدبانہ ہو گیا۔

"اپنے آدمیوں کو ساتھ لے کر فوراً میرے ہیڈ کوارٹر پہنچو۔ مقامی سیکورٹی والوں نے جارج کو پکڑ لیا ہے اور جارج میرے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں جانتا ہے ۔ اس لئے میں نے یہ ہیڈ کوارٹر مستقل طور پر چھوڑ دیا ہے لیکن فوری طور پر وہاں سے نکلنے کی وجہ سے میں وہاں سے تمام کاغذات وغیرہ نہیں اٹھا سکا۔ تم اپنے آدمیوں کے ساتھ فوراً وہاں پہنچو اور وہاں موجود تمام کاغذات کو اکٹھا کر کے لے جاؤ اور انہیں آگ

لگادو۔ کاغذ کا ایک پرزہ بھی وہاں نہیں رہنا چاہئے"...... آسٹن نے کہا۔

" لیکن باس ۔ ہو سکتا ہے کہ سیکورٹی والے اس دوران وہاں پہنچ جائیں یا وہ نگرانی کر رہے ہوں ۔ اس طرح میں اور میرا گروپ بھی ٹریس ہو سکتا ہے ۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں اس ہیڈ کوارٹر کو میزائلوں سے ہی اڑا دوں"...... راڈرک نے کہا۔

" نہیں ۔ ان حالات میں اتنا بڑا اقدام درست نہیں ہو گا ۔ جارج بے حد سخت جان آدمی ہے ۔ وہ آسانی سے منہ نہیں کھولے گا ۔ اس لئے یہ لوگ فوراً وہاں نہیں پہنچ سکتے ۔ تم پہلے چیکنگ کر لینا ۔ پھر اندر جانا"...... آسٹن نے کہا۔

" ٹھیک ہے باس ۔ جیسے آپ کا حکم"...... راڈرک نے جواب دیا۔

" او کے ۔ فوری حرکت میں آجاؤ"۔ آسٹن نے کہا اور رسیور رکھ دیا

" اب مجھے اور میکوفی دونوں کو میک اپ کرنا پڑے گا"۔ جارج کے ذریعے کرنل فریدی نے لامحالہ ہمارے حلیئے معلوم کر لئے ہوں گے"...... آسٹن نے اٹھتے ہوئے کہا اور انتھونی اور میکوفی دونوں نے بھی اٹھتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔

" باس ۔ جارج کو تو اس سٹی گیسٹ ہاؤس میں نصب اس سپر بلاسٹر کا بھی علم تھا"...... اچانک میکوفی نے کہا تو آسٹن بھی بے اختیار چونک پڑا۔

" اوہ ۔ اوہ ۔ واقعی ۔ ویری بیڈ ۔ رئیلی ویری بیڈ ۔ اب تو سارا مشن ہی ختم ہو گیا ۔ مجھے چیف رولف سے بات کرنا پڑے گی"...... آسٹن

نے دوبارہ کرسی پر ڈھیر ہوتے ہوئے کہا۔

" لیکن باس ۔ کیا ہم اس عمارت کو میزائلوں سے نہیں اڑا سکتے"...... میکوفی نے کہا تو آسٹن بے اختیار چونک پڑا۔

" ہاں ۔ ایسا ممکن ہو سکتا ہے ۔ بالکل ممکن ہو سکتا ہے ۔ لیکن یہ کام کون کرے گا ۔ کرنل فریدی اور سیکورٹی والوں نے تو اس کے گرد انتہائی سخت حفاظتی انتظامات کر رکھے ہیں"...... آسٹن نے کہا۔

" باس ۔ یہ کام میں آسانی سے کر سکتا ہوں"...... اچانک انتھونی نے کہا تو آسٹن چونک کر انتھونی کو دیکھنے لگا۔

" اوہ ۔ اوہ ۔ واقعی مجھے تمہارے بارے میں تو خیال ہی نہیں آیا ۔ تم اور تمہارا گروپ ہر لحاظ سے اس سارے سیٹ اپ سے آف ہے ۔ اس لئے تم کسی صورت بھی چیک نہیں ہو سکے اور تم یہ کام بھی کر سکتے ہو ۔ او کے ۔ پھر یہ مشن تمہارے ذمے رہا ۔ تم نے خود جا کر اس عمارت کو چیک کرنا ہے ۔ اس کے حفاظتی انتظامات معلوم کرنے ہیں اور پھر اسے میزائلوں سے اڑا دینے کا پلان بھی تم نے خود بنانا ہے"...... آسٹن نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

" یس باس ۔ آپ مجھے تفصیل بتا دیں ۔ پھر یہ کام مجھ پر چھوڑ کر بے فکر ہو جائیں"...... انتھونی نے مسکراتے ہوئے کہا تو آسٹن نے اسے عمارت کے بارے میں تفصیل بتانی شروع کر دی۔

کیپٹن حمید نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ریڈ سٹار ہوٹل"۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی

"سیکورٹی سے کیپٹن حمید بول رہا ہوں"...... کیپٹن حمید نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ حکم فرمایئے سر"...... دوسری طرف سے بولنے والی خاتون کا لہجہ یکلخت مؤدبانہ ہو گیا۔

"آپ کے ہوٹل میں ایک صاحب آسٹن ٹھہرے ہوئے ہیں۔ ان کے بارے میں کوائف چاہئیں"...... کیپٹن حمید نے کہا۔

"آپ مینجر صاحب سے بات کر لیں جناب۔ میں فون ملواتی ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور کیپٹن حمید نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"یس سر۔ میں مینجر بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ

آواز سنائی دی۔

"سیکورٹی سے بول رہا ہوں کیپٹن حمید"...... کیپٹن حمید نے کہا۔

"یس سر۔ حکم فرمایئے سر"...... مینجر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو کیپٹن حمید نے اس سے بھی آسٹن کے بارے میں بات کر دی۔

"ایک منٹ ہولڈ کیجئے جناب۔ میں معلوم کراتا ہوں جناب"۔ مینجر نے کہا اور پھر چند منٹ کی خاموشی کے بعد مینجر کی آواز سنائی دی۔

"ہیلو سر"...... مینجر نے کہا۔

"یس"...... کیپٹن حمید نے جواب دیا۔

"آج سے دس روز پہلے آسٹن صاحب ہمارے ہوٹل میں مقیم تھے لیکن وہ دو روز بعد کمرہ چھوڑ گئے۔ اب آسٹن نام کا کوئی صاحب ہمارے ہوٹل میں مقیم نہیں ہے"...... مینجر نے جواب دیا۔

"وہ چونکہ ایکریمی ہیں۔ اس لئے ان کے کاغذات تو آپ کے ریکارڈ میں موجود ہوں گے"...... کیپٹن حمید نے کہا۔

"نہیں سر۔ جب مسافر کمرہ چھوڑتا ہے تو اس کے کاغذات اسے واپس کر دیئے جاتے ہیں۔ البتہ رجسٹر میں اس کا نام اور مختصر کوائف درج رہتے ہیں۔ وہ مل سکتے ہیں"...... مینجر نے کہا۔

"وہ کس روم نمبر میں رہا ہے اور اسے وہاں کون سرو کرتا رہا ہے"۔ کیپٹن حمید نے پوچھا۔

"جناب۔ وہ تیسری منزل کے کمرہ نمبر بارہ میں مقیم رہا ہے اور تیسری منزل کے دو مخصوص ویٹر ہیں۔ باری باری ڈیوٹی دیتے ہیں۔

ان میں سے ایک کا نام راحت اور دوسرے کا نام افضل ہے"۔ منیجر نے جواب دیا۔

"ان میں سے اس وقت کون موجود ہوگا"....... کیپٹن حمید نے کہا۔

"ویٹر افضل موجود ہے جناب"....... منیجر نے جواب دیا۔

"او کے۔ ہم خود ہوٹل آرہے ہیں۔ آپ افضل کو پابند کر دیں کہ وہ کہیں نہ جائے"....... کیپٹن حمید نے جواب دیا۔

"یس سر"....... دوسری طرف سے کہا گیا اور کیپٹن حمید نے رسیور رکھا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"آؤ صائمہ۔ اب اس افضل سے تفصیلی بات کر لیں شاید آسٹن کے بارے میں مزید کوئی معلومات مل جائیں"....... کیپٹن حمید نے ساتھ بیٹھی ہوئی کیپٹن صائمہ سے کہا اور کیپٹن صائمہ سرہلاتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں کار میں بیٹھے ریڈ سٹار ہوٹل کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔

"کیا تمہیں یقین ہے کہ یہ وہی آسٹن ہے جس کی ہمیں تلاش ہے"....... کیپٹن صائمہ نے کہا۔

"ہاں۔ یہ وہی ہے"۔ کیپٹن حمید نے بڑے حتمی سے لہجے میں کہا۔

"اس یقین کی وجوہات"....... کیپٹن صائمہ نے پوچھا تو حمید بے اختیار مسکرا دیا۔

"پہلے وعدہ کرو کہ آج شام کسی اچھے سے ریستوران میں بیٹھ کر میرے ساتھ کافی پیو گی پھر بتاؤں گا"....... کیپٹن حمید نے کہا تو کیپٹن

صائمہ بے اختیار ہنس پڑی۔

"میں تو صبح سے تمہارے ساتھ ہوں اور ظاہر ہے شام تک ساتھ رہوں گی"....... کیپٹن صائمہ نے کہا۔

"یہ تو ڈیوٹی کا ساتھ ہے۔ میں دوستانہ ساتھ کی بات کر رہا ہوں"....... کیپٹن حمید نے کہا تو کیپٹن صائمہ ایک بار پھر ہنس پڑی۔

"او کے۔ وعدہ رہا"....... کیپٹن صائمہ نے کہا تو کیپٹن حمید کے چہرے پر مسرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"شکریہ۔ اب وجوہات سن لو۔ ایئر پورٹ ریکارڈ چیک کرنے سے ایسے تین آسٹن سامنے آئے ہیں جو گذشتہ ایک ماہ کے دوران مراسک دارالحکومت میں داخل ہوئے ہیں اور ابھی تک واپس نہیں گئے۔ ان میں سے ایک آسٹن بزنس مین ہے اور اس نے سرکاری حکام کے ساتھ میٹنگز بھی کی ہیں اور آج بھی وہ ایک بزنس میٹنگ میں شریک ہے اور مزید چھان بین کے مطابق وہ طویل عرصے سے مسلسل وقفے وقفے سے مراسک آتا جاتا رہتا ہے اور ایکریمیا سے بھی تصدیق کر لی گئی ہے کہ وہ واقعی بزنس مین ہے اس لئے وہ شک کے دائرے سے نکل گیا۔ دوسرا آسٹن ایکریمیا کی ایک یونیورسٹی میں ماہر آثار قدیمہ ہے اور وہ مطالعاتی دورے پر مراسک آیا ہوا ہے اور تحقیقات کی گئی تو وہ واقعی پروفیسر ہے اور یہاں بھی اس کی تمام تر مصروفیات آثار قدیمہ سے ہی متعلق ہیں۔ اب رہ گیا تیسرا آسٹن اور یقیناً یہ ہمارا مطلوبہ آدمی ہے۔ کاغذات کی رو سے وہ بزنس مین ہے لیکن جو پتہ اس نے ایکریمیا کا دیا ہے وہ پتہ

تحقیقات سے جعلی ثابت ہوا ہے ۔ اس کی تصویر ایئر پورٹ پر کام کرنے والے ایک ٹیکسی ڈرائیور نے پہچان کر بتایا ہے کہ اس نے اسے ایئر پورٹ سے ریڈ سٹار ہوٹل ڈراپ کیا تھا اور اب منیجر سے ہونے والی بات چیت تم نے سن لی ہے کہ وہ آدمی صرف دو روز ہوٹل میں رہا اور پھر چھوڑ گیا ۔ ایکریمیا بھی وہ واپس نہیں گیا" ...... کیپٹن حمید نے کہا۔

"ہو سکتا ہے کہ وہ اس ہوٹل کو چھوڑ کر کسی اور ہوٹل میں شفٹ ہو گیا ہو ۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ کسی پرائیویٹ رہائش گاہ پر شفٹ ہو گیا ہو اور ایسا کرنا جرم تو نہیں" ...... کیپٹن صائمہ نے کہا۔

"قطعی جرم نہیں ہے لیکن ہم نے اسے ٹریس تو کرنا ہے ۔ افضل سے بات ہو جائے ۔ شاید وہ کوئی ایسی بات بتا دے جس سے اسے ٹریس کرنا آسان ہو" ...... کیپٹن حمید نے کہا اور کیپٹن صائمہ نے اثبات میں سر ہلا دیا ۔ تھوڑی دیر بعد وہ ریڈ سٹار ہوٹل پہنچ چکے تھے ۔ کاؤنٹر پر بات کرتے ہی انہیں فوراً منیجر کے کمرے تک پہنچا دیا گیا۔

"آیئے جناب ۔ میں آپ کی آمد کا منتظر تھا" ...... نوجوان منیجر نے کرسی سے اٹھ کر ان کا استقبال کرتے ہوئے کہا۔

"شکریہ ۔ وہ ویٹر افضل کہاں ہے" ...... کیپٹن حمید نے ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"وہ ابھی آ جاتا ہے ۔ آپ پہلے فرمائیں کہ آپ کیا پینا پسند کریں گے" ...... منیجر نے انتہائی خوشامدانہ لہجے میں کہا۔

"ہم ڈیوٹی پر ہیں مسٹر منیجر ۔ آپ افضل کو بلائیں اور وقت ضائع نہ کریں" ...... کیپٹن حمید کے بولنے سے پہلے ہی کیپٹن صائمہ نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"یس میڈم" ...... منیجر نے کہا اور انٹر کام کا رسیور اٹھا کر اس نے ایک بٹن دبا دیا۔

"ویٹر افضل کو بھیجو" ۔ منیجر نے کہا اور رسیور رکھ دیا ۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا ایک ادھیڑ عمر ویٹر اندر داخل ہوا ۔ اس کے چہرے پر شدید پریشانی کے آثار نمایاں تھے ۔ وہ اپنے انداز سے خوفزدہ نظر آ رہا تھا ۔

"افضل ۔ ان کا تعلق سیکورٹی سے ہے ۔ جو کچھ پوچھیں تم نے درست جواب دینا ہے" ...... منیجر نے افضل سے مخاطب ہو کر کہا۔

"مم ۔ مم ۔ میں تو جناب بے گناہ ہوں ۔ میں نے تو کبھی کوئی ایسی حرکت نہیں کی جناب" ...... افضل نے اور زیادہ خوفزدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"گھبراؤ نہیں ۔ تم ہمارے ملزم نہیں ہو ۔ ہم نے تو صرف تم سے ایک غیر ملکی آسٹن کے بارے میں پوچھنا ہے ۔ بیٹھ جاؤ" ...... کیپٹن حمید نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا تو افضل کے چہرے پر قدرے اطمینان کے تاثرات نمودار ہو گئے ۔ وہ بڑے مؤدبانہ انداز میں ان کے سامنے کرسی پر بیٹھ گیا۔

"پہلے تم یہ تصویر دیکھو اور بتاؤ کہ کیا یہی آسٹن تمہاری والی منزل میں مقیم رہا تھا" ...... کیپٹن حمید نے جیب سے ایک تصویر نکال کر

افضل کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔یہی صاحب مقیم رہے ہیں"۔افضل نے تصویر کو ایک نظر دیکھتے ہی جواب دیا اور تصویر واپس کیپٹن حمید کی طرف بڑھادی۔

"ٹھیک ہے۔اب یہ بتاؤ کہ اس سے تمہاری موجودگی میں وہاں کتنے افراد ملنے آتے رہے ہیں"...... کیپٹن حمید نے کہا۔

"دو روز میں جناب میری موجودگی کے دوران صرف ایک غیر ملکی ان سے ملنے آیا تھا اور مہمان کے آنے پر انہوں نے شراب طلب کی تھی میں شراب لے کر گیا تو وہ دونوں آپس میں باتیں کر رہے تھے۔میں شراب سرو کر کے واپس چلا گیا"...... افضل نے جواب دیا۔

"ان دونوں کا آپس میں رویہ کیسا تھا"...... کیپٹن حمید نے پوچھا تو افضل چونک پڑا۔

"رویہ۔کیا مطلب جناب۔میں سمجھا نہیں"...... افضل نے کہا۔

کیپٹن صائمہ کے چہرے پر بھی الجھن کے تاثرات ابھر آئے تھے شاید وہ بھی کیپٹن حمید کے سوال کا مطلب یا مقصد نہ سمجھی تھی۔

"تم نے بتایا ہے کہ وہ باتیں کر رہے تھے۔کیا وہ بے تکلفانہ انداز میں باتیں کر رہے تھے یا اس طرح جیسے اجنبی بات کرتے ہیں۔یا کوئی افسر اور ماتحت بات کرتے ہیں یا دوستانہ انداز میں باتیں ہو رہی تھیں یا دونوں کے انداز سے ایسے معلوم ہوتا تھا کہ جیسے وہ ایک دوسرے کے حریف ہوں۔اس طرح کے اور بھی بہت سے رویے ہو سکتے ہیں"...... کیپٹن حمید نے کہا تو کیپٹن صائمہ کے چہرے پر یکلخت

کیپٹن حمید کے لئے انتہائی تحسین کے تاثرات ابھر آئے۔منیجر کے چہرے پر بھی کچھ ایسے ہی تاثرات نظر آرہے تھے۔

"اوہ۔اوہ۔ٹھیک ہے جناب۔اب میں سمجھ گیا ہوں۔اس آنے والے آدمی کا لہجہ بات کرتے وقت مؤدبانہ سا تھا۔ایسے لگتا تھا۔جیسے آسٹن صاحب اس کے افسر ہوں اور اسے ہدایات دے رہے ہوں"...... افضل نے جواب دیا۔

"کیا تم ایکریمی زبان سمجھتے ہو"...... کیپٹن حمید نے پوچھا۔

"نہیں جناب۔البتہ چند الفاظ آتے ہیں"...... افضل نے جواب دیا۔اب وہ پوری طرح مطمئن انداز میں بات کر رہا تھا۔

"کوئی نام بھی لیا تھا اس نے۔سوچو"...... کیپٹن حمید نے پوچھا۔

"اوہ ہاں صاحب۔آسٹن صاحب نے انتھونی نام لیا تھا جناب اس کا"۔افضل نے جواب دیا۔

"اس انتھونی کا حلیہ کیا تھا"۔کیپٹن حمید نے پوچھا تو افضل نے ذہن پر زور دے کر آہستہ آہستہ حلیہ بتانا شروع کر دیا۔اس نے آنکھیں بند کی ہوئی تھیں۔پھر کیپٹن حمید نے مسلسل سوال کرتے ہوئے اس سے انتھونی کے حلیئے کی خاص اور اہم تفصیلات معلوم کر لیں

"جب آسٹن نے کمرہ چھوڑا تو کیا تمہاری ڈیوٹی تھی"...... کیپٹن حمید نے پوچھا۔

"نہیں جناب۔وہ شام کے وقت گئے ہوں گے"...... افضل نے

جواب دیا۔

"یہاں مخصوص ٹیکسیاں ہوتی ہیں یا باقاعدہ کال کرنا پڑتی ہیں"۔ کیپٹن حمید نے مینجر سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"جناب۔چار ٹیکسیاں مستقل طور پر ہوٹل کے ساتھ اٹیچ ہیں"۔ مینجر سے پہلے ہی افضل نے جواب دیا۔

"یہ چاروں ٹیکسی ڈرائیور اس وقت موجود ہوں گے"...... کیپٹن حمید نے پوچھا۔

"معلوم کرنا ہوگا جناب"...... اس بار مینجر نے جواب دیا۔

"جتنے بھی ہوں۔انہیں یہاں بلوالیں"...... کیپٹن حمید نے کہا اور مینجر نے سرہلاتے ہوئے انٹرکام کا رسیور اٹھالیا۔

"تم جاؤ۔شکریہ"...... کیپٹن حمید نے افضل سے کہا اور افضل سرہلاتا ہوا اٹھا۔اور پھر سلام کر کے وہ بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"جتنے ٹیکسی ڈرائیور باہر موجود ہیں انہیں فوراً میرے دفتر بھیجو"۔ مینجر نے کسی سے مخاطب ہو کر کہا اور پھر رسیور رکھ دیا۔

"اب تو جناب۔کچھ خدمت کا موقعہ دے دیں"...... مینجر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔جوس منگوا لو"...... کیپٹن حمید نے مسکراتے ہوئے کہا تو مینجر نے ایک بار پھر انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور جوس بھیجنے کا حکم دے کر رسیور رکھ دیا۔

"جناب۔میں آپ کی ذہانت سے بے حد متاثر ہوا ہوں۔آپ نے

واقعی کمال کر دیا ہے"...... مینجر نے رسیور رکھ کر خوشامدانہ لہجے میں کیپٹن حمید سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تو اس سے پہلے تمہارا کیا خیال تھا کہ سیکورٹی والے ذہین نہیں ہوتے"...... کیپٹن حمید نے مسکراتے ہوئے کہا تو کیپٹن صائمہ اس کی بات سن کر بے اختیار ہنس پڑی۔

"اوہ نہیں جناب۔میرا مطلب انتہائی ذہانت سے تھا"...... مینجر نے قدرے شرمندہ سے لہجے میں کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی دروازہ کھلا اور ایک ویٹر ہاتھ میں ٹرے اٹھائے اندر داخل ہوا۔ٹرے میں جوس کے تین گلاس رکھے ہوئے تھے۔اس نے بڑے مؤدبانہ انداز میں ایک ایک گلاس حمید اور صائمہ کے سامنے رکھا اور تیسرا گلاس مینجر کے سامنے رکھ کر وہ خالی ٹرے اٹھائے خاموشی سے باہر چلا گیا اور ان تینوں نے جوس سپ کرنا شروع کر دیا۔تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور چار آدمی اندر داخل ہوئے۔ان چاروں کے جسموں پر ٹیکسی ڈرائیوروں کی مخصوص یونیفارم تھیں۔ان کے ساتھ ویٹر افضل بھی تھا۔

"جناب اتفاق سے چاروں ہی موجود تھے۔میں انہیں لے آیا ہوں اور میں نے ان سے بات بھی کر لی ہے۔یہ عبدالرشید بتا رہا ہے کہ اس نے آسٹن صاحب کو ہوٹل سے اٹھا کر ریکس کالونی کی ایک کوٹھی میں ڈراپ کیا تھا"...... ویٹر افضل نے اندر آتے ہوئے کہا۔

"کون ہے عبدالرشید"...... کیپٹن حمید نے کہا تو ایک ادھیڑ عمر

ٹیکسی ڈرائیور نے آگے بڑھ کر کیپٹن حمید کو سلام کیا۔

"پہلے یہ تصویر دیکھ لو۔ کیا یہی آدمی تھا"...... کیپٹن حمید نے جیب سے تصویر نکال کر عبدالرشید کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ یہی صاحب تھے جناب"...... عبدالرشید نے جواب دیا اور تصویر کیپٹن حمید کو واپس کر دی۔

"تم ہر روز بے شمار غیر ملکیوں کو ٹیکسی میں بٹھاتے رہتے ہو۔ تمہیں کیسے اس کے متعلق یاد رہا جبکہ اب تک کافی روز بھی گزر چکے ہیں"...... کیپٹن حمید نے کہا۔

"جناب۔ ان صاحب نے راستے میں ایک پبلک فون بوتھ سے کافی طویل کال کی تھی۔ میں ویٹ کرتا رہا۔ پھر منزل پر پہنچ کر انہوں نے مجھے کرایہ اور ٹپ کے ساتھ ساتھ ویٹنگ چارجز علیحدہ ادا کئے حالانکہ عام طور پر ویٹنگ کی رقم کوئی ادا نہیں کرتا۔ اس لئے یہ صاحب مجھے یاد رہے ہیں"...... عبدالرشید نے جواب دیا تو کیپٹن حمید نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"ریکس کالونی کی کس کوٹھی پر اسے ڈراپ کیا تھا تم نے"۔ کیپٹن حمید نے کہا۔

"کوٹھی نمبر تو جناب نہ ہی میں نے دیکھا اور نہ مجھے یاد رہ سکتا ہے۔ البتہ اتنا معلوم ہے کہ وہ کوٹھی اے بلاک میں تھی اور اس کے بڑے گیٹ کے ساتھ ایک پرانا درخت بھی تھا"۔ عبدالرشید نے جواب دیا۔

"کوٹھی کے گیٹ کے باہر کوئی آدمی موجود تھا"...... کیپٹن حمید

نے پوچھا۔

"نہیں جناب۔ ویسے گیٹ بند تھا"...... عبدالرشید نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ تم جا سکتے ہو۔ شکریہ"...... کیپٹن حمید نے کہا اور وہ سب سلام کر کے واپس مڑے اور دفتر سے باہر نکل گئے۔

"او کے۔ اب ہمیں اجازت۔ آپ کے تعاون اور جوس کا شکریہ"...... کیپٹن حمید نے اٹھتے ہوئے منیجر سے کہا۔ کیپٹن صائمہ بھی اٹھ کھڑی ہوئی۔

"ایسی کوئی بات نہیں جناب۔ ہم تو آپ کے خدمت گزار ہیں"...... منیجر نے جواب دیا تو کیپٹن حمید مسکراتا ہوا مڑا اور پھر وہ صائمہ سمیت دفتر سے باہر آگیا۔ چند لمحوں بعد ان کی کار ہوٹل سے نکل کر ریکس کالونی کی طرف جانے والی سڑک پر دوڑ رہی تھی۔

"منیجر ٹھیک کہہ رہا تھا۔ تم واقعی غیر معمولی طور پر ذہین ہو۔ میں تمہاری ذہانت سے بے حد متاثر ہوئی ہوں"...... کیپٹن صائمہ نے کہا۔

"کیا صرف ذہانت سے یا"...... کیپٹن حمید نے مسکراتے ہوئے کہا تو کیپٹن صائمہ بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"تم ہنستے ہوئے بے حد خوبصورت لگتی ہو"...... کیپٹن حمید نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تمہارا مطلب ہے ویسے میں خوبصورت نہیں ہوں"...... کیپٹن صائمہ نے کہا تو اس بار کیپٹن حمید ہنس پڑا۔

"بڑی جلدی بدلہ چکا دیا ہے حالانکہ تم تو مجھے ذہین کہہ رہی

تھی"...... کیپٹن حمید نے جواب دیا اور صائمہ ایک بار پھر بے اختیار ہنس پڑی۔ تھوڑی دیر بعد کار ریکس کالونی میں داخل ہوئی اور کیپٹن حمید اور صائمہ دونوں نے اس کوٹھی کی تلاش شروع کر دی اور جلد ہی وہ کوٹھی تلاش کرنے میں کامیاب ہو گئے لیکن دوسرے لمحے کیپٹن حمید یہ دیکھ کر چونک پڑا کہ کوٹھی کے کھلے ہوئے گیٹ سے باہر کرنل فریدی کی کار موجود تھی اور کرنل فریدی کار کے قریب کھڑا ایک سیکورٹی آفیسر سے باتوں میں مصروف تھا۔

"کرنل فریدی صاحب تو پہلے سے یہاں موجود ہیں"...... کیپٹن صائمہ نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس مینجر نے اطلاع کر دی ہو گی"...... کیپٹن حمید نے برا سامنہ بناتے ہوئے کہا اور کار کا رخ کوٹھی کے گیٹ کی طرف موڑ دیا۔ اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ وہ یہاں کرنل فریدی کی پہلے سے موجودگی سے سخت بور ہوا ہے۔ ظاہر ہے اس نے کیپٹن صائمہ پر اپنی کارکردگی اور ذہانت کا جو سکہ بٹھایا تھا اور کیپٹن صائمہ کو یقین دلایا تھا کہ کرنل فریدی کا تو بس نام ہی ہے اصل کام تو وہی کرتا ہے لیکن کرنل فریدی کی ان سے پہلے یہاں موجودگی بتا رہی تھی کہ اس کی ساری محنت بے کار چلی گئی ہے۔

رولف اپنے آفس میں بیٹھا شراب پینے میں مصروف تھا کہ اچانک میز پر رکھے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ رولف نے یہاں جنگل میں واقع اپنے ہیڈ کوارٹر میں ایک خصوصی سیٹلائٹ کے ذریعے پوری دنیا کے ساتھ فون کا رابطہ رکھا ہوا تھا اور ہیڈ کوارٹر کے اندر بھی مواصلات کا جال بچھا ہوا تھا۔ وہ یہاں سے نہ صرف اپنے ہیڈ کوارٹر کے ہر حصے بلکہ دنیا کے بھی ہر حصے میں فون پر رابطہ کر سکتا تھا۔

"یس"...... رولف نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھاتے ہوئے کہا۔

"مرفی بول رہا ہوں باس۔ ہانسو چیک پوسٹ نمبر تھری سے مائیکل نے ابھی ٹرانسمیٹر کال کی ہے۔ چیک پوسٹ کو تباہ کر دیا گیا ہے۔ صرف مائیکل ہی زندہ بچا ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو رولف بے اختیار اچھل پڑا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو"...... رولف نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آپ سپیشل ٹرانسمیٹر آن کر لیں ۔ مائیکل ابھی لائن پر ہے ۔ آپ خود اس سے تفصیل معلوم کر لیں" .... دوسری طرف سے مرفی نے کہا اور رولف نے جلدی سے رسیور رکھا اور پھر میز کی دراز کھول کر اس نے ایک جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر نکالا اور اس کا بٹن آن کر دیا ۔

"ہیلو ۔ مائیکل بول رہا ہوں ۔ اوور" .... دوسری طرف سے ایک وحشت بھری آواز سنائی دی ۔

"یس ۔ رولف بول رہا ہوں ۔ مائیکل ۔ کیا ہوا ہے ۔ تفصیل بتاؤ ۔ اوور" .... رولف نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا ۔

"چیف ۔ میں شہد لینے جنگل کے کافی اندر چلا گیا تھا ۔ وہاں میں نے میزائل فائرنگ کی آوازیں سنیں تو میں فوراً واپس آیا ۔ لیکن جب میں واپس پہنچا تو کیبن اور واچ ٹاور دونوں مکمل طور پر تباہ ہو چکے تھے باقی ساتھیوں کی لاشیں بھی موجود تھیں ۔ انہیں گولیوں سے اڑا دیا گیا تھا جبکہ دو ساتھیوں کی لاشیں چیک پوسٹ سے کچھ دور دریا کے کنارے پر موجود تھیں ۔ وہ وہاں مچھلی کا شکار کھیل رہے تھے ۔ کیبن اور واچ ٹاور کو میزائلوں سے تباہ کر دیا گیا تھا ۔ میں نے کیبن کو چیک کیا تو یہ چھوٹا سا ٹرانسمیٹر بچ گیا تھا اس پر میں کال کر رہا ہوں ۔ اوور" ۔ دوسری طرف سے وحشت بھرے لہجے میں کہا گیا تو رولف نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے ۔

"کس نے ایسا کیا ہے ۔ اوور" .... رولف نے غراتے ہوئے کہا ۔

"چیف ۔ میں دریا کے ساتھ ساتھ دوڑتا ہوا آگے بڑھا تو میں نے

دریا میں ایک خصوصی لانچ کو ہیڈ کوارٹر کی طرف جاتے ہوئے دیکھا تھا ۔ اوور" .... مائیکل نے جواب دیا ۔

"خصوصی لانچ ۔ تمہارا مطلب ہے ہماری اپنی لانچ ۔ اوور" ۔ رولف نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا ۔

"یس چیف ۔ اوور" .... مائیکل نے جواب دیا ۔

"فرسٹ اور سیکنڈ چیک پوسٹ کو کال کیا تھا تم نے ۔ اوور" ۔ رولف نے کہا ۔

"یس چیف ۔ لیکن وہاں سے کوئی کال اٹنڈ ہی نہ کر رہا تھا ۔ اوور" .... مائیکل نے جواب دیا ۔

"او کے ۔ تم وہیں رہو ۔ ہم ان حملہ آوروں کا سراغ لگا کر ان کا خاتمہ کرنے کے بعد ہیلی کاپٹر تمہاری طرف بھیج دیں گے ۔ اوور" ۔ رولف نے کہا ۔

"یس باس ۔ اوور" .... دوسری طرف سے کہا گیا اور رولف نے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کیا اور پھر انتہائی پھرتی سے اس نے ٹرانسمیٹر پر ایک اور فریکونسی ایڈجسٹ کرنا شروع کر دی ۔ فریکونسی ایڈجسٹ کرنے کے بعد اس نے جلدی سے بٹن آن کر دیا ۔

"ہیلو ۔ ہیلو ۔ چیف رولف کالنگ فرام ہیڈ کوارٹر ۔ اوور" ۔ رولف نے تیز لہجے میں کہا ۔

"یس چیف ۔ جیکب بول رہا ہوں ہانسو چیک پوسٹ فور سے ۔ اوور" .... چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی تو

رولف کے چہرے پر قدرے اطمینان کے تاثرات نمودار ہو گئے۔ کیونکہ جیکب کے کال کرنے کا مطلب تھا کہ حملہ آور ابھی تک فورتھ چیک پوسٹ تک نہیں پہنچ سکے اور انہیں آسانی سے ختم کیا جا سکتا ہے۔

"جیکب۔ ایک خصوصی لانچ نے ہماری پہلی تین چیک پوسٹس تباہ کر دی ہیں اور اب وہ تمہاری چیک پوسٹ کی طرف آ رہی ہے۔ تم الرٹ ہو جاؤ اور اس لانچ کو بغیر ایک لمحہ ضائع کئے تباہ کر دو۔ اوور"...... رولف نے چیختے ہوئے کہا۔

"خصوصی لانچ۔ لیکن چیف۔ خصوصی لانچ تو ہماری اپنی لانچ ہو گی۔ وہ کیسے چیک پوسٹ کو تباہ کر سکتی ہے۔ اوور"...... جیکب نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"وہ ہماری لانچ نہیں ہے بلکہ ہماری لانچ جیسی بنائی گئی ہے۔ ہماری سب لانچیں ہیڈ کوارٹر میں موجود ہیں۔ یہ یقیناً پاکیشیائی ایجنٹ ہوں گے۔ تم ایک لمحہ ضائع کئے بغیر ان کا خاتمہ کر دو اور پھر مجھے کال کرو۔ ویسے میں خصوصی ہیلی کاپٹر بھی ان کی تلاش میں بھجوا رہا ہوں۔ اوور"...... رولف نے کہا۔

"یس چیف۔ اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور رولف نے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے فون کا رسیور اٹھایا۔ اس کے نیچے لگے ہوئے بٹن کو پریس کر کے اس نے اسے ڈائریکٹ کیا اور پھر اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے کیونکہ سیکرٹری کے ذریعے کال ملوانے سے اس کے

خیال کے مطابق وقت ضائع ہوتا تھا اور ان حالات میں وہ ایک لمحہ بھی ضائع نہ کرنا چاہتا تھا۔

"یس۔ ایئر سروس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"رولف بول رہا ہوں۔ کراؤن سے بات کراؤ فوراً"...... رولف نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"یس چیف"...... دوسری طرف سے انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یس چیف۔ میں کراؤن بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک اور بھاری مردانہ آواز سنائی دی۔

"کراؤن۔ پاکیشیائی ایجنٹ ہیڈ کوارٹر کو تباہ کرنے کے لئے ہماری طرح کی ایک خصوصی لانچ میں بیٹھ کر دریائے ہانسو کے ذریعے ہیڈ کوارٹر کی طرف آ رہے ہیں۔ انہوں نے ہماری تین چیک پوسٹیں تباہ کر دی ہیں ابھی وہ چوتھی چیک پوسٹ تک نہیں پہنچے۔ میں نے فورتھ چیک پوسٹ کے انچارج جیکب کو الرٹ کر دیا ہے لیکن تم ایک خصوصی ہیلی کاپٹر لے کر فوراً وہاں جاؤ تاکہ انہیں تلاش کر کے ان کا خاتمہ کر دو کیونکہ یہ لوگ حد درجہ تیز اور شاطر ہیں۔ اس لئے تم نے محتاط رہنا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ تمہارا ہیلی کاپٹر ہی تباہ کر دیں یا اس پر قبضہ کر لیں"...... رولف نے کہا۔

"یس چیف۔ آپ بے فکر رہیں۔ آپ کے حکم کی فوری اور فول

پروف تعمیل ہو گی"...... کراؤن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سنو۔ان کی تعداد کافی ہے۔ان میں ایک عورت بھی شامل ہے وہ سب ایکریمی میک اپ میں ہوں گے۔تم نے بہر حال کوئی چیکنگ نہیں کرنی۔جو بھی اجنبی نظر آئے یا لانچ نظر آئے اسے فوری طور پر ہلاک اور تباہ کر دینا ہے"...... رولف نے کہا۔

"یس چیف"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"آپریشن مکمل ہوتے ہی مجھے فوراً کال کرنا"...... رولف نے کہا اور ہاتھ مار کر اس نے کریڈل دبا دیا۔ایک بار پھر اس نے فون کے نیچے لگا ہوا بٹن پریس کر دیا کیونکہ ایک کال ختم ہونے پر وہ خود بخود آن ہو جاتا تھا اور پھر دوبارہ نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس۔فرانکو اٹنڈنگ"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"رولف بول رہا ہوں فرانکو"...... رولف نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس چیف"...... دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ یکلخت مؤدبانہ ہو گیا۔

"پورے ہیڈ کوارٹر کو ریڈ الرٹ کر دو۔پاکیشیائی سیکرٹ ایجنٹ ہیڈ کوارٹر کو تباہ کرنے کے لئے آ رہے ہیں۔وہ دریائے ہانسو میں ہماری طرح کی خصوصی لانچ پر سفر کر رہے ہیں اور انہوں نے ہماری تین چیک پوسٹس بھی تباہ کر دی ہیں۔میں نے فورتھ چیک پوسٹ کے انچارج جیکب کو بھی الرٹ کر دیا ہے اور ایئر سروس کے انچارج

کراؤن کو بھی کہہ دیا ہے کہ وہ خصوصی ہیلی کاپٹر فضا میں لے جائے اور انہیں ختم کر دے لیکن اس کے باوجود تم پوری طرح الرٹ ہو جاؤ کیونکہ یہ لوگ حد درجہ خطرناک ہیں۔کسی اجنبی کو کسی حالت میں بھی ہیڈ کوارٹر میں داخل نہیں ہونا چاہیئے۔کسی پوچھ گچھ یا گرفتاری کی ضرورت نہیں ہے۔جو اجنبی اور مشکوک مرد یا عورت نظر آئے اسے گولی سے اڑا دو۔سمجھ گئے ہو ناں"...... رولف نے کہا۔

"یس چیف۔آپ قطعی بے فکر رہیں۔میں ریڈ الرٹ کر دیتا ہوں پھر تو آپ کی اجازت کے بغیر کوئی بھی ہیڈ کوارٹر میں داخل نہ ہو سکے گا"...... فرانکو نے جو ہیڈ کوارٹر کا انتظامی انچارج تھا۔جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کسی اجازت وغیرہ کے چکر میں نہ پڑنا"...... رولف نے تیز لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او کے۔چیف"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور رولف نے رسیور رکھ کر اطمینان بھرا سانس لیا۔کیونکہ اب اس کے نقطہ نظر سے عمران اور اس کے ساتھی کسی صورت بھی ہیڈ کوارٹر میں زندہ داخل نہ ہو سکتے تھے۔ان کی ہلاکت سو فیصد یقینی ہو چکی تھی۔

کرنل فریدی نے کیپٹن حمید اور کیپٹن صائمہ کو کار میں بیٹھے اس کوٹھی کی طرف آتے ہوئے دیکھا جس کے باہر وہ خود موجود تھا تو اس نے ہاتھ اٹھا کر انہیں آنے کا اشارہ کیا۔ اس کے لبوں پر مسکراہٹ رینگ گئی تھی کیونکہ اسے نمبر الیون کی طرف سے کیپٹن حمید کی کارکردگی کی مسلسل رپورٹیں مل رہی تھیں اور اسے معلوم تھا کہ کیپٹن حمید آسٹن نامی ایکریمی کو تلاش کر رہا ہے اور اس سلسلے میں اس نے ایئرپورٹ کا نہ صرف ریکارڈ چیک کیا تھا بلکہ ریڈ سٹار ہوٹل کے مینجر کے دفتر میں اس نے ویٹر اور ٹیکسی ڈرائیوروں سے بھی پوچھ گچھ کی ہے پھر ایک ٹیکسی ڈرائیور سے اسے ریکس کالونی کی اس کوٹھی کے بارے میں معلوم ہوا ہے کہ آسٹن اس ہوٹل سے اس کوٹھی میں شفٹ ہوا ہے جبکہ خود اس نے جب روڈی اور جان مائیکل کے پیشہ ور قاتل سے تحقیقات کا آغاز کیا تو وہ جارج تک جا پہنچا تھا جس نے ان دونوں کو قتل کرایا تھا اور پھر اپنی فورس کے ذریعے اس نے جارج اور

اس کے ساتھیوں کی رہائش گاہ پر بے ہوش کر دینے والے کیپسول فائر کرائے اور پھر جارج کو تو اس کے ذاتی خصوصی ہیڈ کوارٹر میں شفٹ کر دیا گیا تھا جبکہ اس کے باقی ساتھیوں کو پوچھ گچھ کے لئے سیکورٹی کے حوالے کر دیا گیا تھا۔ جارج نے پوچھ گچھ کے دوران بہت سے انکشافات کئے تھے۔ ویسے تو شاید جارج زبان نہ کھولتا لیکن چونکہ اس سے پوچھ گچھ کرنے والا کرنل فریدی خود تھا اس لئے وہ زبان کھولنے پر مجبور ہو گیا تھا اور اس کے انکشافات کے مطابق یہاں رولف کی طرف سے انتہائی تربیت یافتہ گروپس کانفرنس کو سبوتاژ کرنے کے لئے بھجوائے گئے تھے جن کا انچارج ایک آسٹن نامی شخص تھا۔ جارج نے یہ انکشاف بھی کیا تھا کہ رولف کی پلاننگ کے مطابق سٹی گیسٹ ہاؤس کو کانفرنس سے ایک رات پہلے سپر بلاسٹر کی مدد سے اڑا دینا شامل تھا جس میں پاکیشیائی وفد نے ٹھہرنا تھا اور اس کے لئے انہوں نے انتہائی خفیہ کارروائی کر رکھی تھی کہ کافی فاصلے سے جدید ترین مشینوں کی مدد سے انہوں نے بلڈنگ کی بنیادوں تک ایک سرنگ کھودی تھی اور اس سرنگ کے ذریعے اس عمارت کی بنیادوں میں سپر بلاسٹر نصب کر دیئے گیا تھا جسے کسی صورت بھی چیک نہ کیا جا سکتا تھا۔ آسٹن کے ہیڈ کوارٹر کے طور پر ریکس کالونی کی اس کوٹھی کا پتہ بتایا گیا تھا جس کوٹھی کے سامنے اس وقت کرنل فریدی موجود تھا۔ کرنل فریدی نے سب سے پہلے تو سٹی گیسٹ ہاؤس کے نیچے موجود سپر بلاسٹرز کو ناکارہ کرایا اور پھر وہ اپنے آدمیوں سمیت یہاں آسٹن کی گرفتاری کے لئے

پہنچا۔ لیکن یہاں پہنچ کر اسے یہ دیکھ کر بے حد مایوسی ہوئی تھی کہ کوٹھی خالی پڑی ہوئی تھی اور کوٹھی کے بڑے ہال میں جلے ہوئے کاغذات کی راکھ کا ایک بڑا سا ڈھیر موجود تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ آسٹن کو جارج کی گرفتاری کی اطلاع مل گئی تھی اور وہ ہیڈ کوارٹر چھوڑ کر فرار ہو گیا۔ کاغذات کے جلانے سے البتہ کرنل فریدی اس نتیجے پر پہنچا تھا کہ یہ کام آسٹن نے کسی اور گروپ کی مدد سے کرایا ہے۔ اس کے آدمی اس وقت اس کار کو تلاش کر رہے تھے جسے اس کوٹھی میں آتے جاتے اکثر دیکھا گیا تھا جبکہ کرنل فریدی سیکورٹی کے ایک افسر سے اس معاملے پر بات کر رہا تھا کہ دارالحکومت میں موجود تمام غیر ملکیوں کی باقاعدہ سخت نگرانی کی جائے کہ اسے کیپٹن حمید کی کار دکھائی دے گئی۔

"ٹھیک ہے۔ آپ اعلیٰ حکام سے بات کر لیں۔ اس کے بعد جو فیصلہ ہو وہ مجھے بتا دیں"...... کرنل فریدی نے سیکورٹی افسر سے کہا۔

"یس سر"...... اس آفیسر نے جواب دیا اور پھر کرنل فریدی کو سلام کر کے وہ تیزی سے مڑا اور ایک طرف کھڑی اپنی کار کی طرف بڑھ گیا جبکہ کرنل فریدی، کیپٹن حمید اور کیپٹن صائمہ کی طرف متوجہ ہو گیا جو کار روک کر اب کار سے نیچے اتر رہے تھے۔ کیپٹن حمید کے چہرے پر موجود ناگواری کے تاثرات کرنل فریدی کو دور سے نظر آ رہے تھے اور وہ اس کی وجہ سے بھی واقف تھا کیونکہ وہ کیپٹن حمید کی طبیعت سے اچھی طرح واقف تھا۔ یقیناً کیپٹن حمید نے صائمہ کے سامنے اپنی

کارکردگی کے بارے میں بڑے بڑے دعوے کئے ہوں گے اور مسلسل کام کر کے اس پر اپنی کارکردگی کی دھاک بٹھانے کی کوشش کی ہو گی لیکن اب جبکہ وہ آسٹن کو تلاش کرتے ہوئے یہاں پہنچے تو ان سے پہلے کرنل فریدی یہاں موجود تھا۔ ظاہر ہے یہ بات کیپٹن حمید کو کیسے پسند آ سکتی تھی۔

"کرنل صاحب۔ آپ یہاں کیسے"...... کیپٹن صائمہ نے آگے بڑھتے ہی انتہائی تجسس بھرے لہجے میں کہا۔

"میں نے سوچا کہ کیپٹن حمید کو زیادہ تکلیف نہ کرنی پڑے اس لئے اس سے پہلے یہاں آ گیا لیکن جس آسٹن کی تلاش میں تم لوگ یہاں آئے ہو وہ پہلے ہی یہاں سے نکل گیا ہے"...... کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ ہم آسٹن کی تلاش میں یہاں آئے ہیں"...... کیپٹن حمید نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کیونکہ یہاں آسٹن ہی رہتا تھا جو دہشت پسند گروپ کا چیف ہے ویسے مجھے اطلاعات ملتی رہی ہیں کہ تم نے واقعی بے پناہ محنت کی ہے۔ تمہاری کارکردگی واقعی قابل تعریف رہی ہے"...... کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا تو کیپٹن حمید کے ستے ہوئے چہرے پر یکلخت مسکراہٹ رینگ گئی۔

"لیکن آپ کو کیسے آسٹن کے بارے میں معلوم ہوا"...... اس بار کیپٹن حمید نے قدرے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہم نے ایک دوسرے ذریعے سے اس کا پتہ چلایا ہے۔ دو ایکریمی جن کے متعلق مجھے معلومات مل گئی تھیں کہ ان کا تعلق دہشت پسند گروپ سے ہے انہیں اچانک ہلاک کر دیا گیا۔ ان کے قاتل کو ٹریس کیا گیا اور پھر اس کے ذریعے ہم آگے بڑھتے رہے اور آخر کار ایک آدمی جارج تک بات جا پہنچی۔ جارج کو گرفتار کر کے جب اس سے پوچھ گچھ کی گئی تو اس نے بتایا کہ یہاں دہشت پسندوں کا چیف آسٹن ہے اور یہ کوٹھی اس کا ہیڈ کوارٹر ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اس نے انکشاف کیا کہ سٹی گیسٹ ہاؤس کی بنیادوں میں سرنگ لگا کر سپر بلاسٹر نصب کر دیا گیا ہے جس میں کانفرنس میں شامل ہونے والے پاکیشیائی وفد نے ٹھہرنا ہے چونکہ وہ انتہائی اہم اور سیریس مسئلہ تھا اس لئے مجھے اس سپر بلاسٹر کو ناکارہ کرانے میں وقت لگ گیا اور آسٹن کو یقیناً جارج کی گرفتاری کی خبر مل گئی اس لئے وہ یہاں سے فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا ہے۔ لیکن میرے آدمی اس کار کی تلاش کر رہے ہیں جو یہاں موجود رہی ہے۔ اگر وہ کار مل جاتی ہے تو ہم آسٹن کو تلاش کر لیں گے"۔ کرنل فریدی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ ہم بھی درست راستے پر کام کر رہے ہیں"...... کیپٹن حمید نے کہا۔

"ہاں۔ تم نے واقعی کام کرنے کا حق ادا کیا ہے اور اس میں میرا خیال ہے کہ اصل کریڈٹ کیپٹن صائمہ کو جاتا ہے کیونکہ وہ تمہارے ساتھ رہی ہیں"...... کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو

کیپٹن حمید نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے جبکہ کیپٹن صائمہ بے اختیار ہنس پڑی۔

"اوہ۔ نہیں کرنل صاحب۔ میرا اس میں کوئی کریڈٹ نہیں ہے کیپٹن حمید صاحب واقعی بے حد ذہین آدمی ہیں۔ انہوں نے جس انداز میں کام کیا ہے مجھے تو اس سے بے حد تجربہ حاصل ہوا ہے۔ میں تو ان کی ذہانت سے بے حد متاثر ہوئی ہوں"...... کیپٹن صائمہ نے کہا تو کیپٹن حمید کے چہرے پر یکلخت بے پناہ مسرت کے تاثرات ابھر آئے جبکہ کرنل فریدی مسکرا دیا۔

"اس کار کی کیا تفصیلات ہیں جس کو آپ کو تلاش کر رہے ہیں"...... کیپٹن حمید نے کہا تو کرنل فریدی نے کار کا رنگ ماڈل اور نمبر بتا دیئے جو اس کے آدمیوں نے ساتھ والی کوٹھی کے چوکیدار سے معلوم کر لئے تھے۔

"اگر یہ کار ٹریس نہ ہو سکی تو"...... کیپٹن صائمہ نے کہا۔

"تو پھر کیا ہوا۔ بہرحال آسٹن کو تلاش کرنا ہی ہے۔ ہو جائے گا"...... کرنل فریدی نے کہا۔

"آسٹن کا حلیہ تو معلوم ہو گیا ہو گا آپ کو"...... کیپٹن حمید نے اچانک ایک خیال کے تحت پوچھا۔

"وہ یقیناً اس حلیئے میں نہیں ہو گا جس حلیے میں اس کی تصویر تمہاری جیب میں ہے"...... کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو کیپٹن حمید بے اختیار اچھل پڑا۔

"اس کا مطلب ہے کہ آپ صرف میری جاسوسی کروا کر اپنا کریڈٹ بنا رہے ہیں"...... کیپٹن حمید نے غصیلے لہجے میں کہا تو کرنل فریدی بے اختیار ہنس پڑا۔

"میں کیپٹن صائمہ کی وجہ سے تمہاری کارکردگی کی تعریف کر رہا ہوں برخوردار۔ ورنہ مجھے تو یہ بھی معلوم ہے کہ تم نے کہاں کہاں کیا کیا غلطیاں کی ہیں۔ بہرحال تم اپنا کام جاری رکھو۔ اگر دہشت پسند اس کانفرنس کو سبوتاژ کرنے میں کامیاب ہو گئے تو یہ ہماری صلاحیتوں کی موت ہو گی"...... کرنل فریدی نے کہا اور پھر کار میں بیٹھ کر اس نے کار سٹارٹ کی اور ہاتھ ہلا کر انہیں الوداع کہتا ہوا آگے بڑھ گیا۔

کرنل فریدی کے جانے کے بعد کیپٹن حمید نے اس طرح کندھے اچکائے جیسے اس کے نقطہ نظر سے کرنل فریدی کا چلا جانا اس کے کاندھوں پر پڑے ہوئے کسی بوجھ کا ختم ہونا تھا۔

"اب مزید کیا کرنا ہے ہم نے"...... کیپٹن صائمہ نے کیپٹن حمید کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔

"یہ درست ہے کہ کرنل فریدی اتفاق سے ہم سے پہلے یہاں پہنچ گیا ہے اور کرنل فریدی کی وجہ سے ہی آسٹن فرار ہونے میں کامیاب ہوا۔ اب اگر کرنل فریدی ہماری طرح فوری طور پر یہاں پہنچ جاتا پھر آسٹن یقیناً گرفتار ہو جاتا اور آسٹن کی گرفتاری کے بعد اس کا سارا گروپ سامنے آجاتا اور مشن مکمل ہو جاتا"...... کیپٹن حمید نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"لیکن اس عمارت کی فوری حفاظت بھی تو ضروری تھی"۔ کیپٹن صائمہ نے کرنل فریدی کی حمایت کرتے ہوئے کہا۔

"ابھی تو کوئی وفد دارالحکومت پہنچا ہی نہیں ۔جب وفد آتا تو تب ہی وہ بلاسٹ کرتے ۔ بہرحال ابھی ہمارے ترکش میں کافی ایسے تیر موجود ہیں جن کا علم کرنل فریدی کو بھی معلوم نہیں ہے"۔ کیپٹن حمید نے کہا تو کیپٹن صائمہ بے اختیار اچھل پڑی ۔

"کیا مطلب ۔ کون سے تیروں کی بات کر رہے ہو"۔ کیپٹن صائمہ نے حیران ہو کر پوچھا۔

"حسن کے تیروں کی"...... کیپٹن حمید نے جواب دیا تو کیپٹن صائمہ ہنس پڑی ۔

"اس تیر نے تو اپنا شکار کر بھی لیا ہے"...... کیپٹن صائمہ نے کہا تو اس بار کیپٹن حمید ہنس پڑا۔اس کے چہرے پر جگمگاہٹ سی ہونے لگی کیونکہ وہ کیپٹن صائمہ کے فقرے کا مطلب اچھی طرح سمجھ گیا تھا۔

"یہ شکار تو ایسا ہے کہ تیر کے استعمال کی نوبت ہی نہیں آنے دیتا اور پہلے ہی شکار ہو جاتا ہے ۔آؤ یہاں سے تو چلیں"...... کیپٹن حمید نے مسکراتے ہوئے کہا تو کیپٹن صائمہ بے اختیار ہنس پڑی ۔

"اب کہاں کا پروگرام ہے"...... کار میں بیٹھتے ہوئے کیپٹن صائمہ نے پوچھا۔

"کرنل فریدی تو اس کار کو تلاش کر کے اس آستن تک پہنچنا چاہتا ہے لیکن میرے پاس ایک اور ذریعہ بھی موجود ہے اور وہ ہے انتھونی کا"...... کیپٹن حمید نے کہا تو صائمہ بے اختیار چونک پڑی ۔

"انتھونی ۔وہ کون ہے"...... صائمہ نے حیران ہو کر پوچھا۔

"تمہیں یاد نہیں رہا کہ ویٹر افضل نے آستن کے مہمان کا ذکر کیا تھا"...... کیپٹن حمید نے کہا تو کیپٹن صائمہ بے اختیار اچھل پڑی ۔

"اوہ ۔اوہ ۔ہاں ۔واقعی یہ بات تو میرے ذہن سے ہی اتر گئی تھی ۔ گڈ شو ۔ تمہاری صلاحیتیں تو مجھے واقعی تمہارا گرویدہ بنائے چلی جا رہی ہیں"...... کیپٹن صائمہ نے جواب دیا تو کیپٹن حمید مسکرا دیا۔

"اس تعریف کا شکریہ"...... کیپٹن حمید نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ کیپٹن صائمہ کے یہ فقرے اس کی انا کو تسکین پہنچا رہے ہیں۔

"لیکن تم اسے کیسے تلاش کرو گے ۔ کیا اس کا کوئی کلیو ہے تمہارے پاس"...... کیپٹن صائمہ نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کلیو تلاش کرنا پڑتا ہے مس صائمہ ۔ بنا بنایا نہیں ملا کرتا"۔ کیپٹن حمید نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کار ایک سائیڈ پر روک دی ۔

"آؤ میرے ساتھ "۔ کیپٹن حمید نے کار کا دروازہ کھول کر نیچے اترتے ہوئے کہا تو کیپٹن صائمہ بھی سر ہلاتی ہوئی نیچے اتر آئی ۔ وہ دونوں اس وقت ایک بازار کے آغاز میں موجود تھے ۔ کیپٹن حمید نے کار لاک کی اور پھر وہ آگے بڑھ گیا۔صائمہ اس کے ساتھ ساتھ تھی ۔چند لمحوں بعد کیپٹن حمید ایک آرٹسٹ کی دکان میں داخل ہو گیا۔یہاں ایک نوجوان موجود تھا ۔ دکان میں ہاتھ سے بنی ہوئی بے شمار تصویریں برائے فروخت تھیں جن میں لینڈ سکیپ بھی تھے اور

پورٹریٹ بھی۔

"جی فرمایئے"۔اس نوجوان نے کیپٹن حمید سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یہ ساری تصویریں آپ کی بنائی ہوئی ہیں"...... کیپٹن حمید نے اس نوجوان سے پوچھا۔

"جی نہیں۔میرے والد صاحب بناتے ہیں۔وہ مراسک کے انتہائی معروف مصور ہیں۔ان کا نام طلار ہے۔یہ تصویر کے نیچے ان کا نام اور دستخط موجود ہیں"...... نوجوان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وہ کہاں ہوتے ہیں"...... کیپٹن حمید نے پوچھا۔

"جی پیچھے ان کا سٹوڈیو ہے۔وہ وہاں کام کر رہے ہیں"...... نوجوان نے جواب دیا۔

"ہم نے ایک حلیہ بتا کر ایک تصویر بنوانی ہے اور اس کا ہم انتہائی معقول معاوضہ بھی دیں گے حالانکہ یہ کام سرکاری ہے اور ہمارا تعلق سیکورٹی سے ہے"...... کیپٹن حمید نے کہا۔

"اوہ اچھا۔آیئے میں آپ کو ان سے ملوا دیتا ہوں"۔نوجوان سیکورٹی کا نام سنتے ہی بے حد مؤدب ہو گیا تھا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ دکان کے عقب میں بنے ہوئے ایک بڑے اور شاندار سٹوڈیو میں پہنچ گئے۔جہاں ایک بوڑھا آدمی ایک پورٹریٹ پر کام کر رہا تھا۔نوجوان نے جب ان کے متعلق تفصیل بتائی تو بوڑھا بھی مؤدب ہو گیا۔

"جناب۔حکومت سے تعاون تو ہم سب کا فرض ہے۔آپ حلیہ بتائیں میں کوشش کروں گا کہ آپ کا کام ہو سکے"...... طلار نے

مؤدبانہ لہجے میں کہا۔نوجوان انہیں سٹوڈیو میں چھوڑ کر واپس چلا گیا اور کیپٹن حمید نے ویٹر افضل کا بتایا ہوا حلیہ تفصیلات سے بتانا شروع کر دیا۔طلار واقعی اچھا مصور تھا۔اس نے کیپٹن حمید کے بتانے پر تصویر بنانا شروع کر دی اور پھر ایک گھنٹے کی محنت کے بعد جب تصویر تیار ہو گئی تو کیپٹن حمید اور کیپٹن صائمہ دونوں نے ہی طلار کی مہارت کی بے حد تعریف کی کیونکہ یہ تصویر دیکھ کر کوئی سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ صرف حلیہ سن کر بھی اس طرح کی جیتی جاگتی تصویر بنائی جا سکتی ہے۔

"بے حد شکریہ جناب۔آپ جیسے قابل اور ماہر مصور سے مل کر بے حد مسرت ہوئی ہے۔فرصت ملی تو آپ سے مزید باتیں ہوں گی"...... کیپٹن حمید نے اس سے تصویر لیتے ہوئے کہا اور پھر اس نے جیب سے بٹوہ نکالا۔

"اوہ نہیں جناب۔اسے میری طرف سے تحفہ سمجھیں۔اللہ کا دیا ہوا بہت ہے"...... طلار نے معاوضہ لینے سے انکار کرتے ہوئے کہا پھر کیپٹن حمید نے کافی ضد کی لیکن طلار بضد رہا اور آخر کار کیپٹن حمید نے اس کا شکریہ ادا کیا اور پھر وہ کیپٹن صائمہ کے ساتھ اس کی دکان سے باہر آ گیا۔

"کمال ہے۔میرے تو تصور میں بھی نہ تھا کہ صرف حلیئے کی بنا پر بھی اس طرح تصویر تیار ہو سکتی ہے"...... کیپٹن صائمہ نے کار میں بیٹھتے ہوئے کہا تو کیپٹن حمید بے اختیار مسکرا دیا۔

"اب کیا پروگرام ہے"...... کیپٹن صائمہ نے کہا۔

"پہلے تو ریڈ سٹار ہوٹل جائیں گے وہاں ویٹر افضل کو یہ تصویر دکھا کر کنفرم کریں گے کہ تصویر درست ہے یا نہیں۔ اس کے بعد آگے کی سوچیں گے"...... کیپٹن حمید نے کہا اور کیپٹن صائمہ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد ان کی کار ہوٹل پہنچ گئی۔ افضل ڈیوٹی پر موجود تھا۔ کیپٹن حمید نے جب اسے تصویر دکھائی تو وہ اچھل پڑا۔

"بالکل جناب۔ یہی آدمی آسٹن صاحب سے ملنے آیا تھا۔ یہ اسی کی تصویر ہے۔ کہاں سے ملی ہے آپ کو"...... افضل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو کیپٹن حمید بے اختیار مسکرا دیا۔

"مجھے شک تھا کہ کہیں یہ کسی اور آدمی کی تصویر نہ ہو۔ بہرحال تم نے کنفرم کر دی ہے تو ٹھیک ہے"...... کیپٹن حمید نے جواب دیا اور تصویر جیب میں رکھ لی۔

"اوہ جناب مجھے یاد آگیا۔ ان صاحب کو میں نے تھوڑی دیر پہلے گلشن کالونی میں دیکھا تھا"...... اچانک افضل نے کہا تو کیپٹن حمید اور کیپٹن صائمہ دونوں چونک پڑے۔

"گلشن کالونی میں"...... کیپٹن حمید نے چونک کر کہا۔

"جی ہاں جناب۔ گلشن کالونی میں ہمارے اسسٹنٹ منیجر صاحب کی رہائش ہے۔ وہ آج کل بیمار ہیں اور ان کے گھر کا سامان میں ہی انہیں پہنچاتا ہوں۔ میں سامان لے کر وہاں گیا تھا اور جب واپس آ رہا تھا تو ان صاحب کو میں نے ایک کوٹھی سے کار میں باہر نکلتے ہوئے

دیکھا۔ چونکہ کار اچانک کوٹھی سے باہر نکلی تھی اس لئے مجھے رکنا پڑا۔ میں نے انہیں دیکھا تھا۔ وہ سیٹرنگ پر موجود تھے۔ کار میں چار اور ایکریمی بھی تھے"...... افضل نے کہا۔

"ویری گڈ۔ کونسی کوٹھی"۔ کیپٹن حمید نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نمبر تو میں نے نہیں دیکھا البتہ نشانیاں بتا سکتا ہوں"۔ افضل نے کہا۔

"تم ہمارے ساتھ چلو"...... کیپٹن حمید نے کہا۔

"جناب۔ میں ڈیوٹی پر ہوں"...... افضل نے کہا تو کیپٹن حمید نے وہیں کاؤنٹر سے ہی منیجر کو فون کر کے افضل کی چھٹی کرائی اور تھوڑی دیر بعد وہ ان کے ساتھ کار میں بیٹھا ہوا تھا اور کار ہوٹل سے نکل کر گلشن کالونی کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ گلشن کالونی کافی وسیع وعریض کالونی تھی لیکن افضل نے جلد ہی اس کوٹھی کی نشاندہی کر دی جس میں سے انتھونی کی کار نکلی تھی۔

"تم ٹیکسی میں بیٹھ کر واپس ہوٹل چلے جاؤ"...... کیپٹن حمید نے کافی آگے جا کر کار روک کر جیب سے ایک بڑا نوٹ نکال کر افضل کو دیتے ہوئے کہا اور افضل نے نوٹ لے کر جیب میں ڈالا اور پھر انہیں سلام کر کے وہ کار سے اترا اور پیدل واپس چل پڑا۔

"اب کیا پروگرام ہے۔ میرا خیال ہے سکورٹی کو طلب کر لینا چاہیئے"...... کیپٹن صائمہ نے کہا۔

"وہ کیوں"۔ کیپٹن حمید نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"ان لوگوں کو گرفتار کرنے کے لئے"...... کیپٹن صائمہ نے کہا۔

"اوہ نہیں۔ کیپٹن حمید اپنا شکار خود مارا کرتا ہے۔ تم یہیں کار میں بیٹھو۔ میں عقبی طرف سے اندر جاؤں گا"...... کیپٹن حمید نے کہا۔

"اندر جا کر کیا کرو گے"...... کیپٹن صائمہ نے حیران ہو کر پوچھا۔

"اس انتھونی سے پوچھ گچھ کروں گا اور کیا کروں گا"...... کیپٹن حمید نے جواب دیا۔

"اور اگر اندر ایک سے زیادہ لوگ ہوئے تو"...... کیپٹن صائمہ نے کہا۔

"تو پھر کیا ہوا۔ میرے لئے یہ کیا مسئلہ ہے"...... کیپٹن حمید نے کہا اور دروازہ کھول کر باہر نکلنے ہی لگا تھا کہ ایک کار تیزی سے ان کے قریب آکر رکی۔

"کیپٹن صاحب۔ کرنل فریدی صاحب کا حکم ہے کہ آپ باہر ہی رہیں گے"...... کار میں سوار ایک نوجوان نے مسکراتے ہوئے کیپٹن حمید سے مخاطب ہو کر کہا تو کیپٹن حمید بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا مطلب"...... کیپٹن حمید نے حیران ہو کر پوچھا۔ کیپٹن صائمہ بھی حیرت بھری نظروں سے اس نوجوان کو دیکھنے لگی۔

"کوٹھی میں آسٹن بھی موجود ہے اور فورس نے کوٹھی کو گھیرا ہوا ہے۔ کرنل صاحب کا انتظار ہے۔ جیسے ہی وہ پہنچیں گے آپریشن شروع ہو جائے گا۔ آپ کی کار جیسے ہی کالونی میں داخل ہوئی کرنل صاحب کو اطلاع کر دی گئی تھی اور انہوں نے پیغام دیا ہے کہ آپ اندر نہ جائیں

باہر ہی رہیں گے"...... نوجوان نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ کیپٹن حمید کوئی جواب دیتا۔ نوجوان کار آگے بڑھا کر لے گیا۔

"کیا مصیبت ہے۔ جہاں بھی جاتا ہوں کرنل فریدی وہاں پہلے سے ہی پہنچ جاتا ہے۔ اسے میری جاسوسی کے علاوہ شاید دنیا میں اور کوئی کام ہی نہیں ہے"...... کیپٹن حمید نے جھلائے ہوئے انداز میں کار کا دروازہ بند کرتے ہوئے بڑبڑاتے ہوئے کہا تو کیپٹن صائمہ اس کی اس جھلاہٹ پر بے اختیار ہنس پڑی۔

"مجھے یقین آگیا ہے کیپٹن حمید کہ کرنل فریدی تمہاری بیساکھیوں پر ہی آگے بڑھتا ہے"...... کیپٹن صائمہ نے مسکراتے ہوئے کہا تو کیپٹن حمید کا ستا ہوا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔

"دیکھا تم نے دیکھا۔ اب تو تمہیں یقین آگیا ہو گا کہ اصل کارنامہ کیپٹن حمید سرانجام دیتا ہے جبکہ کریڈٹ کرنل فریدی لے جاتا ہے"...... کیپٹن حمید نے کہا تو کیپٹن صائمہ بے اختیار ہنس پڑی۔ اس کی آنکھوں میں شرارت کی چمک نمایاں تھی۔

"اب کیا پروگرام ہے"...... کیپٹن صائمہ نے چند لمحوں بعد پوچھا۔

"پروگرام کیا ہونا ہے۔ اب جب کہ کرنل فریدی کا پیغام آگیا ہے تو اب اس کی تعمیل تو کرنی ہی پڑے گی"۔ کیپٹن حمید نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا تو کیپٹن صائمہ ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"تم ہنس کیوں رہی ہو۔ کیا میں نے کوئی غلط بات کر دی ہے۔ کرنل فریدی بہرحال عہدے کے لحاظ سے میرا افسر ہے۔ اس لئے اس کے حکم کی تعمیل تو مجبوری ہے"...... کیپٹن حمید نے اس بار قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ارے یہ بات نہیں ہے۔ میں تو اس لئے ہنس رہی تھی کہ بیچارے ماتحت کس قدر مجبور ہوتے ہیں"...... کیپٹن صائمہ نے جواب دیا تو کیپٹن حمید نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کار کو ایک سائیڈ پر کر کے روک دیا۔ پانچ منٹ بعد کرنل فریدی کی کار ان کے قریب آکر رکی اور کرنل فریدی کار سے نیچے اتر آیا۔ اس کے پہنچتے ہی کیپٹن حمید اور کیپٹن صائمہ بھی کار سے باہر آگئے۔

"قسمت واقعی تمہارے ساتھ ہے کہ تمہیں اس افضل ویٹر نے انتھونی کا درست پتہ بتا دیا"...... کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا تو کیپٹن حمید نے بے اختیار منہ بنا لیا جبکہ کیپٹن صائمہ کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"آپ کو ان باتوں کا کیسے پتہ چل جاتا ہے کرنل صاحب"۔ کیپٹن صائمہ سے نہ رہا گیا تو اس نے پوچھ لیا تھا۔

"اچھے بچوں کی باقاعدہ نگرانی کی جاتی ہے تاکہ وہ بگڑ نہ جائیں"۔ کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور پھر تیزی سے اس کوٹھی کی طرف بڑھ گیا جس کی نشاندہی افضل ویٹر نے کی تھی۔

"ہونہہ۔ یہ نہیں کہتے کہ دوسروں کی جاسوسی کر کے خود کریڈٹ حاصل کیا جاتا ہے"...... کیپٹن حمید نے منہ بناتے ہوئے کہا اور کیپٹن صائمہ ایک بار پھر بے اختیار ہنس پڑی۔ کرنل فریدی سڑک پار کر کے جیسے ہی کوٹھی کے پھاٹک کے قریب پہنچا۔ اسی لمحے سائیڈ گلی سے ایک نوجوان نکلا اور اس نے کرنل فریدی سے کوئی بات کی اور پھر تیزی سے واپس گلی میں چلا گیا۔

"تم لوگ بھی آجاؤ۔ اندر موجود لوگ بے ہوش ہو چکے ہیں۔ تمہاری ملاقات انتھونی سے کرا دی جائے گی"...... کرنل فریدی نے مڑ کر سڑک پار کھڑے کیپٹن حمید اور کیپٹن صائمہ سے مخاطب ہو کر کہا اور اس کے ساتھ ہی کوٹھی کا بڑا پھاٹک کھل گیا اور کرنل فریدی مڑ کر اندر داخل ہو گیا۔

"آؤ کیپٹن"...... صائمہ نے کیپٹن حمید سے کہا اور تیزی سے سڑک کراس کر کے کوٹھی کی طرف بڑھ گئی۔ کیپٹن حمید کو بھی بادل نخواستہ اس کے پیچھے جانا پڑا۔ کوٹھی میں کوئی زود اثر بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کر دی گئی تھی۔ اندر ہر شخص بے ہوش پڑا ہوا تھا۔ کرنل فریدی کی فورس کے چار مسلح افراد اندر موجود تھے۔ وہ شاید عقبی طرف سے اندر کود گئے تھے پھر ایک دفتر کے انداز میں سجے ہوئے کمرے میں انہیں انتھونی نظر آگیا۔

"اس کے ساتھ والا یقیناً آسٹن ہوگا"...... کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ نے کار کے ذریعے یہاں کا پتہ چلایا ہے"...... کیپٹن صائمہ نے کرنل فریدی سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"نہیں ۔ تقریباً ایک گھنٹہ پہلے ایک ٹرانسمیٹر کال کیچ کی گئی جس میں آسٹن اور انتھونی کے درمیان گفتگو ہو رہی تھی ۔ آسٹن کو چونکہ ہم تلاش کر رہے تھے اس لئے اس کال میں آسٹن کا نام سن کر ہم چونک پڑے ۔ پھر جدید ترین مشینری کی مدد سے اس کال کا مقام معلوم کر لیا گیا ۔ وہ یہی کوٹھی تھی چنانچہ ہمارے آدمیوں نے اس کوٹھی کو گھیر لیا اسی لمحے ایک کار یہاں پہنچی جس پر یہ آدمی انتھونی سوار تھا ۔ چنانچہ میرے حکم پر اس کوٹھی میں بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کی گئی اور پھر میں یہاں پہنچ گیا" ۔ کرنل فریدی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور کیپٹن صائمہ نے اثبات میں سر ہلا دیا ۔ کرنل فریدی کے آدمی وہاں موجود تمام بے ہوش افراد کو اٹھا کر گاڑیوں میں ڈال کر لے جا رہے تھے ۔

"اب آسٹن کے ہاتھ آ جانے کے بعد تو یہ مشن مکمل ہو گیا" ۔ کیپٹن حمید نے جو خاموش کھڑا تھا اچانک کرنل فریدی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جب تک کانفرنس کامیابی سے مکمل نہ ہو جائے اس وقت تک مشن کو کیسے مکمل کہا جا سکتا ہے"...... کرنل فریدی نے جواب دیا۔

"تو پھر ہمیں اجازت ۔ ہم کچھ تفریح کر لیں" ۔ کیپٹن حمید نے کہا۔

"ہاں ۔ تم نے واقعی اس بار خاصا کام کیا ہے ۔ اس لئے تمہیں

تفریح کی اجازت دی جا سکتی ہے لیکن دارالحکومت سے باہر نہ جانا"...... کرنل فریدی نے جواب دیا تو کیپٹن حمید کے چہرے پر یکلخت مسرت کے تاثرات ابھر آئے ۔

"آؤ صائمہ ۔ اب یہاں ہمارا کوئی کام نہیں رہا"...... کیپٹن حمید نے مسرت بھرے لہجے میں کیپٹن صائمہ سے کہا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"کرنل صاحب ۔ کیا واقعی اب ہمارا کوئی کام نہیں رہا ۔ اگر ایسا ہے تو پھر کیا میں اپنی پہلی ڈیوٹی پر واپس چلی جاؤں"...... کیپٹن صائمہ نے کرنل فریدی سے مخاطب ہو کر کہا تو کیپٹن حمید اس کی بات سن کر بے اختیار مڑ کر رک گیا۔

"ارے ۔ کیا کرنل صاحب نے بتایا نہیں کہ جب تک کانفرنس کامیابی سے مکمل نہ ہو جائے مشن مکمل نہیں ہو سکتا ۔ اس لئے پوچھنے کی کیا ضرورت ہے ۔ آؤ"...... کیپٹن حمید نے کہا تو کرنل فریدی بے اختیار مسکرا دیا۔

"کیپٹن حمید درست کہہ رہا ہے ۔ فی الحال کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ آئندہ کیا واقعات پیش آئیں گے ۔ آسٹن زبان کھولے گا تو پھر ہی پوزیشن سامنے آئے گی ۔ اگر تمہارے کام کرنے کا کوئی سکوپ نکلا تو میں اطلاع بھجوا دوں گا ۔ اس وقت تک تم لوگ تفریح کر سکتے ہو"...... کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا تو کیپٹن صائمہ سر ہلاتی ہوئی مڑی اور کیپٹن حمید کی طرف بڑھ گئی۔

عمران اپنے ساتھیوں سمیت خصوصی لانچ میں سوار اس انتہائی تیز رفتار بلکہ طوفانی دریا ہانسو میں سفر کرتے ہوئے رولف کے ہیڈ کوارٹر کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ تیسری چیک پوسٹ بھی انہوں نے تباہ کر دی تھی اور اب ان کا ٹارگٹ چوتھی اور آخری چیک پوسٹ تھا لیکن یہ چیک پوسٹ ابھی کافی دور تھی اس لئے وہ سب مطمئن بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک عمران کی جیب سے ٹوں ٹوں کی مخصوص آوازیں سنائی دیں تو نہ صرف عمران بلکہ لانچ میں موجود سب افراد بری طرح چونک پڑے۔

"اوہ۔ ٹرانسمیٹر کال ہو رہی ہے"...... عمران نے تیز لہجے میں کہا اور پھر اس نے اندرونی جیب سے ایک چھوٹا سا لیکن جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر کیچر باہر نکال لیا۔ ٹوں ٹوں کی آوازیں اسی میں سے سنائی دے رہی تھیں۔ عمران نے جلدی سے ٹرانسمیٹر کیچر کے دو بٹن یکے بعد دیگرے پریس کر دیئے۔

"ہیلو ہیلو۔ مائیکل کالنگ فرام چیک پوسٹ نمبر تھری۔ اوور"۔ ایک گھبرائی ہوئی وحشت زدہ آواز سنائی دی تو عمران بری طرح چونک پڑا۔ کیونکہ چیک پوسٹ نمبر تھری کو تو وہ ابھی تباہ کر کے آ رہے تھے۔ پھر چیک پوسٹ نمبر تھری سے یہ آدمی مائیکل کیسے کال کر رہا تھا۔

"یس۔ مرفی اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... چند لمحوں بعد ایک آواز سنائی دی اور پھر ان دونوں کے درمیان جو گفتگو ہوئی اسے سن کر عمران اور اس کے ساتھیوں کو معلوم ہوا کہ مائیکل زندہ بچ گیا تھا۔ وہ جنگل میں تھا اور اسے تباہ شدہ چیک پوسٹ میں سے ایک کارآمد ٹرانسمیٹر مل گیا تھا اور اب وہ ہیڈ کوارٹر کال کر رہا ہے۔ پھر مرفی نے اسے کال پینڈنگ رکھنے کا کہا تو ٹرانسمیٹر پر خاموشی طاری ہو گئی۔ تھوڑی دیر بعد ٹرانسمیٹر پر رولف کی آواز سنائی دی اور اس کے بعد مائیکل نے وہی تفصیل رولف کو بتا دی۔ مائیکل اسے خصوصی لانچ کے بارے میں بتا رہا تھا پھر کال ختم ہو گئی اور عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ کیونکہ اب اس لانچ میں آگے بڑھنا خود کشی کرنے کے مترادف تھا۔ لانچ میں موجود عمران کے دوسرے ساتھی بھی خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کے چہرے بھی ستے ہوئے تھے کیونکہ ایک لحاظ سے وہ اب درمیان میں پھنس کر رہ گئے تھے اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی۔ اچانک ٹرانسمیٹر کال کیچر نے ایک اور کال کیچ کی اور ایک بار پھر ٹوں ٹوں کی مخصوص آوازیں سنائی دینے لگیں۔ عمران نے ایک بار پھر دو بٹن بیک وقت دبا دیئے تاکہ دونوں ٹرانسمیٹروں میں ہونے والی گفتگو

کچھ کی جاسکے۔

"ہیلو ہیلو چیف رولف کالنگ فرام ہیڈ کوارٹر۔ اوور"...... رولف کی چیختی ہوئی آواز سنائی دے رہی تھی۔

"یس چیف۔ جیکب بول رہا ہوں ہانسو چیک پوسٹ نمبر فور سے۔ اوور"...... ایک دوسری آواز سنائی دی اور پھر ان دونوں کے درمیان جو گفتگو ہوئی وہ عمران اور اس کے ساتھی خاموش بیٹھے سنتے رہے۔ جب یہ کال ختم ہوئی تو عمران نے ٹرانسمیٹر کال کیچر آف کر کے جیب میں رکھ لیا۔

"اب اس لانچ کو کنارے سے لگاؤ۔ اب اس پر مزید سفر کرنا غلط ہے"...... عمران نے کہا اور صدیقی نے جو اب لانچ ڈرائیو کر رہا تھا اس کا رخ کنارے کی طرف موڑ دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ سب لانچ سے اتر کر دریا کے کنارے پر پہنچ چکے تھے۔

"اب سلاگا ہماری رہنمائی کرے گا"...... عمران نے کہا۔

"بالکل عمران صاحب۔ جیسے آپ کہیں"...... سلاگا نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کال تم نے بھی سن لی ہے۔ فورتھ چیک پوسٹ پر موجود لوگ اب ہوشیار ہو چکے ہیں۔ اس کے علاوہ ایک ہیلی کاپٹر بھی ہماری تلاش کے لئے بھیجا جا رہا ہے۔ اس لئے اب تم بتاؤ کہ ہم اس چوتھی چیک پوسٹ سے بچ کر جلد از جلد ہیڈ کوارٹر تک کیسے پہنچ سکتے ہیں"۔ عمران نے سلاگا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جنگل کے راستے کے علاوہ اور تو کوئی راستہ ہی نہیں ہے"۔ سلاگا نے جواب دیا۔

"عمران صاحب۔ میرے ذہن میں ایک تجویز آئی ہے"...... صفدر نے کہا۔

"ہاں بولو"...... عمران نے صفدر کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ انسانی نفسیات کے مطابق وہ لوگ ہمیں اس کنارے اور اس جنگل میں ہی تلاش کریں گے لیکن اگر ہم دوسرے کنارے پر موجود جنگل میں سفر کرتے ہوئے آگے بڑھ جائیں تو پھر یقیناً ہم ان کی چیکنگ سے بچ سکتے ہیں"...... صفدر نے کہا تو عمران بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کی آنکھوں میں تیز چمک ابھر آئی۔

"اوہ۔ اوہ۔ واقعی یہ بہترین تجویز ہے"...... عمران نے کہا۔

"لیکن ہمیں دو بار یہ دریا عبور کرنا پڑے گا اور دریا کو عبور کرنا بہت مشکل ہے"...... صدیقی نے کہا۔

"ہم اس لانچ پر دوسرے کنارے جا سکتے ہیں"...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"لیکن اس طرح انہیں معلوم ہو جائے گا کہ ہم دوسری طرف ہیں"...... صدیقی نے جواب دیا۔

"نہیں۔ ہم لانچ کو دھکیل دیں گے اور اس کے انجن کو خودکار کر دیں گے۔ اس طرح لانچ دونوں کناروں پر ٹکراتی اور بہتی ہوئی آگے بڑھتی چلی جائے گی اور انہیں یہ معلوم نہ ہو سکے گا کہ ہم کہاں

ہیں"...... صفدر نے کہا۔

"نہیں صفدر۔ لانچ یہیں رہے گی ورنہ انہیں دوسرے کنارے کا بھی شک پڑ سکتا ہے۔ اگر انہیں بندھی ہوئی خالی لانچ ملی تو وہ لامحالہ یہی سمجھیں گے کہ ہم ادھر ہی ہیں۔ کیونکہ ان کو بھی یہی خیال ہو گا کہ ہم یہ خوفناک طوفانی دریا تیر کر پار نہیں کر سکتے۔ اس طرح ہم آسانی سے اور محفوظ انداز میں آگے بڑھ سکیں گے"...... عمران نے کہا۔

"لیکن دریا کو کیسے پار کیا جائے گا"...... صفدر نے کہا۔

"اس کی فکر مت کرو۔ پہلے ہم سب لانچ میں بیٹھ کر دوسرے کنارے پر جائیں گے۔ وہاں تم سب کو اور سامان کو اتار کر میں لانچ لے کر واپس اس کنارے پر آؤں گا اور یہاں اسے باندھ کر پھر دریا پار کر کے دوسری طرف پہنچ جاؤں گا"...... عمران نے کہا۔

"نہیں عمران صاحب۔ اس دریا کی رفتار اس قدر تیز ہے کہ آدمی اس میں کسی صورت بھی اپنے آپ کو کنٹرول نہیں کر سکتا۔ ہم آپ کو ضائع کرنے کا رسک نہیں لے سکتے"...... صفدر نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"تم میری بات سمجھے نہیں۔ ہمارے پاس رسی موجود ہے۔ دوسرے کنارے پر پہنچ کر رسی ایک درخت کے تنے سے باندھ دی جائے گی اور پھر میں لانچ لے کر جب اس کنارے پر آؤں گا تو رسی کا دوسرا سرا ساتھ لے آؤں گا اور اسے یہاں ایک درخت سے باندھ دوں گا۔ مخصوص انداز کی گانٹھ دی جائے گی جسے مخصوص جھٹکے سے کھولا جا

سکتا ہو۔ پھر لانچ کو یہاں باندھ کر اس رسی کے سہارے دریا کراس کر کے میں تمہاری طرف آ جاؤں گا"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ ویری گڈ۔ یہ واقعی بہترین تجویز ہے"۔ صفدر سمیت سب ساتھیوں نے کہا تو پھر ایک بار پھر وہ سب لانچ میں سوار ہو گئے سلاگو نے رسی کھولی اور پھر چھلانگ لگا کر وہ واپس لانچ میں آ گیا۔ اس نے ایک بار پھر لانچ کو آپریٹ کرنا شروع کر دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ دوسرے کنارے پر پہنچ گئے۔ لانچ کو وہاں روکا گیا اور سب سامان سمیت نیچے اتر گئے۔ عمران نے رسی کا بنڈل لیا اور رسی کا ایک سرا اس نے کنارے پر موجود ایک مضبوط درخت کے ساتھ باندھا اور پھر بنڈل لے کر وہ واپس لانچ میں آ گیا جبکہ اس کے باقی ساتھی سامان سمیت جنگل کے اندرونی حصے کی طرف بڑھ گئے تاکہ دور سے نظر نہ آ سکیں۔ عمران لانچ چلاتا ہوا واپس پہلے والے کنارے پر آیا اور پھر لانچ کو روک کر اس نے پہلے تو اس کی رسی ایک درخت سے باندھی تاکہ لانچ واپس دریا میں نہ جا سکے اور پھر اس رسی کا دوسرا سرا پکڑے وہ درختوں کی طرف بڑھ گیا جس کا ایک سرا وہ دوسرے کنارے پر درخت سے باندھ آیا تھا۔ اس نے ایک مضبوط لیکن چکنے تنے والے درخت کا انتخاب کیا اور پھر رسی کو اس طرح کھینچ کر باندھ دیا کہ اب رسی دریا کی سطح سے کچھ بلندی پر تنی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔ مخصوص انداز میں گانٹھ باندھ کر اور اسے کھینچ کر تسلی کر لینے کے بعد عمران کنارے پر آیا اور پھر رسی پکڑ کر وہ دریا میں اتر گیا اور رسی کے

سہارے وہ انتہائی مہارت اور تیزی سے دوسرے کنارے کی طرف بڑھتا چلا گیا جبکہ لانچ اس کنارے پر بندھی ہوئی کھڑی تھی۔ تھوڑی دیر بعد وہ صحیح سلامت دوسرے کنارے پر پہنچ جانے میں کامیاب ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے دونوں ہاتھوں سے رسی پکڑی اور اسے مخصوص انداز میں جھٹکے دینے شروع کر دیئے۔ تیسرے جھٹکے پر تنی ہوئی رسی دریا میں گر گئی اور عمران نے بجلی کی سی تیزی سے اسے کھینچنا شروع کر دیا۔ جب اس نے ساری رسی کھینچ لی تو وہ اسے اکٹھا کر کے اس درخت کی طرف بڑھ گیا جس سے اس کا سرا بندھا ہوا تھا لیکن اسی لمحے صفدر نے آ کر وہ سرا کھول دیا اور پھر عمران نے رسی کا بنڈل صفدر کو دے دیا جس نے اسے لپیٹنا شروع کر دیا۔ اب لانچ دائیں کنارے پر کھڑی نظر آ رہی تھی جبکہ وہ سب دریا کے بائیں کنارے پر تھے۔

"آؤ اب آگے چلیں"...... عمران نے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ سب سامان کے تھیلے پشت پر لادے جنگل کے اندر سے ہوتے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے۔ تھوڑی دیر بعد انہیں دور سے ہیلی کاپٹر کی آواز سنائی دی تو وہ سب چونک پڑے۔

"صدیقی۔ درخت پر چڑھ کر چیک کرو کہ ہیلی کاپٹر کدھر کا رخ کرتا ہے"...... عمران نے صدیقی سے کہا اور صدیقی نے پشت پر لدا ہوا بیگ اتارا اور تیزی سے ایک درخت پر چڑھتا ہوا شاخوں میں غائب ہو گیا۔ ہیلی کاپٹر کی آواز مسلسل سنائی دے رہی تھی اور آواز سے یہی معلوم ہوتا تھا کہ ہیلی کاپٹر دریا کے اوپر ہی گھوم رہا ہے۔ وہ سب اونچی

اونچی جھاڑیوں کی اوٹ میں کھڑے تھے۔ تھوڑی دیر بعد اس ہیلی کاپٹر کی آواز دور جاتی سنائی دی اور پھر آہستہ آہستہ معدوم ہو گئی۔ چند لمحوں بعد صدیقی درخت سے نیچے اتر آیا۔

"ہیلی کاپٹر کافی دیر تک دریا کے اوپر چیکنگ کرتا رہا ہے۔ پھر دائیں کنارے پر بھی اس نے چیکنگ کی ہے۔ اس کے بعد وہ دریا کے درمیان پرواز کرتا ہوا آگے بڑھ گیا ہے"...... صدیقی نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ ان کا خیال ہے کہ ہم لانچ روک کر اب دریا میں تیر کر آگے بڑھ رہے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"ہو سکتا ہے کہ ان کا خیال یہ ہو کہ جنگل کا سفر دریا کی نسبت زیادہ پر خطر ہو"...... صفدر نے کہا۔

"نہیں۔ وہ صرف حفظ ماتقدم کے طور پر ایسا کر رہے ہیں۔ اب وہ واپس آئیں گے"...... عمران نے کہا۔

"کیوں نہ ہم اس ہیلی کاپٹر کو ہی مار گرائیں۔ اس طرح ہم لانچ پر آسانی سے آگے بڑھ سکیں گے"...... تنویر نے کہا۔

"لیکن فورتھ چیک پوسٹ والے تو موجود ہوں گے"...... صفدر نے کہا۔

"اس سے پہلے ہم لانچ سے اتر سکتے ہیں جس طرح ہم پہلی تین چیک پوسٹوں کے سلسلے میں کرتے آئے ہیں۔ کم از کم اس طرح ہم کافی سفر جلدی سے طے کر لیں گے"...... تنویر نے کہا۔

"نہیں۔ ہیلی کاپٹر کی تباہی کا انہیں علم ہو جائے گا اور ان کے پاس صرف ایک ہی ہیلی کاپٹر نہ ہو گا۔ آؤ ہمیں اب کنارے کنارے آگے بڑھنا ہو گا۔ اگر ہم جنگل میں کافی اندر چلے گئے تو وہاں خوفناک درندے ہمارا راستہ روک دیں گے"....... عمران نے کہا اور وہ سب سر ہلاتے ہوئے آگے بڑھنے لگے۔ لیکن ابھی انہوں نے تھوڑا فاصلہ ہی طے کیا ہو گا کہ ہیلی کاپٹر کی آواز ایک بار پھر سنائی دینے لگی اور اس بار آواز سن کر وہ سب بے اختیار چونک پڑے کیونکہ آواز سے یہی محسوس ہو رہا تھا کہ ہیلی کاپٹر بائیں کنارے پر موجود جنگل کے اوپر پرواز کرتا ہوا آرہا ہے۔

"اوہ۔ جلدی کرو۔ جھاڑیوں میں چھپ جاؤ۔ شاید انہیں کسی طرح معلوم ہو گیا ہے کہ ہم بائیں کنارے پر ہیں۔ جلدی کرو"....... عمران نے کہا اور وہ سب اچھل کر تیزی سے اونچی اونچی جھاڑیوں میں دبکتے چلے گئے۔ تھوڑی دیر بعد ہیلی کاپٹر کی آواز ان کے سروں کے اوپر سنائی دی اور پھر آگے بڑھتی چلی گئی۔ لیکن ذرا آگے جانے کے بعد ہیلی کاپٹر کا رخ بدلتا ہوا محسوس ہوا۔ وہ ایک بار پھر واپس آرہا تھا۔

"انہوں نے ہمیں چیک کر لیا ہے۔ جنگل کی طرف دوڑو"۔ عمران نے چیختے ہوئے کہا اور وہ سب جھاڑیوں کی اوٹ سے نکل کر بے تحاشا جنگل کے اندرونی طرف بھاگتے چلے گئے۔ چند لمحوں بعد جس جگہ وہ موجود تھے وہاں خوفناک فائرنگ شروع ہو گئی۔

"اوٹ لے لو۔ رک جاؤ۔ حرکت مارک ہو سکتی ہے"....... عمران

نے کہا اور ایک بار پھر وہ سب تیزی سے مختلف جھاڑیوں کی اوٹ میں ہو گئے۔ اس ساری جگہ اور اس کے ارد گرد مسلسل اور تیز فائرنگ ہو رہی تھی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے آسمان سے گولیوں کی بارش ہو رہی ہو پھر ایک خوفناک دھماکہ ہوا۔ اب وہاں میزائل گرنے لگے تھے۔

"اب اس ہیلی کاپٹر پر قبضہ کرنے کا سکوپ بن گیا ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے ساتھ بیٹھی ہوئی جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"وہ کیسے"....... جولیا نے حیران ہو کر پوچھا۔

"انہوں نے ہمیں چیک کر لیا ہے اور لامحالہ یہ فائرنگ کا نتیجہ معلوم کرنے کے لئے ہیلی کاپٹر نیچے لے آئیں گے"....... عمران نے کہا اور جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد فائرنگ بند ہو گئی اور پھر ہیلی کاپٹر کی آواز دریا کی طرف جاتی سنائی دی۔

"اوہ۔ یہ لوگ واقعی بے حد ہوشیار ہیں۔ یہ دریا کے دوسرے کنارے پر ہیلی کاپٹر اتاریں گے"....... عمران نے کہا۔

"لیکن پھر یہاں چیکنگ کیسے کریں گے"....... جولیا نے کہا۔

"شاید وہ صرف یہ دیکھنا چاہتے ہوں کہ کیا ہم ہلاک ہو گئے ہیں یا نہیں اور وہ دور بینوں سے اس کا جائزہ لیں"....... عمران نے کہا کیونکہ ہیلی کاپٹر اب دریا پر معلق کھڑا محسوس ہو رہا تھا۔

"عمران صاحب۔ میرا خیال ہے کہ اس ہیلی کاپٹر کو باقاعدہ ڈاج دیا جائے۔ ہم میں سے ایک آدمی کنارے پر جا کر جھلک دکھائے اور پھر اندر آجائے"....... کچھ فاصلے پر موجود صفدر کی آواز سنائی دی۔

"نہیں ۔ ابھی یہ کنفرم نہیں ہیں پھر یہ کنفرم ہو جائیں گے"۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا اور صفدر کی دوبارہ آواز سنائی نہ دی۔ کافی دیر تک ہیلی کاپٹر کی آواز سنائی دیتی رہی پھر وہ دور جاتی ہوئی سنائی دینے لگی اور پھر آہستہ آہستہ معدوم ہو گئی۔

"وہ دوسرے کنارے کے جنگل میں چلے گئے ہیں ۔ شاید انہیں کوئی شک پڑا تھا۔ بہرحال آؤ۔ اب ہمیں پیدل چلنا ہے"....... عمران نے کہا اور ایک بار پھر وہ سب پیدل آگے بڑھنے لگے۔ ہیلی کاپٹر کی آواز دوبارہ سنائی نہ دی تھی۔ وہ مسلسل سفر کرتے رہے۔

"اب ہم دریا کیسے پار کریں گے عمران صاحب"....... صفدر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جب وہاں پہنچ جائیں گے تو پھر سوچیں گے"....... فی الحال تو سفر درپیش ہے ۔ یہ تو طے ہو"....... عمران نے کہا اور صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی رولف نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس ۔ رولف بول رہا ہوں"....... رولف نے کہا۔

"چیف ۔ مراسک کے دارالحکومت کاسا سے آپ کے لئے کال ہے ۔ کوئی سکاٹ آپ سے فوری طور پر بات کرنا چاہتا ہے"....... دوسری طرف سے اس کی پرسنل سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

"کاسا سے ۔ سکاٹ کی کال ۔ کیا مطلب ۔ یہ سکاٹ کون ہے ۔ بہرحال بات کراؤ"....... رولف نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہیلو ۔ میں سکاٹ بول رہا ہوں کاسا سے"....... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"یس ۔ چیف اٹنڈنگ یو" ۔ رولف نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"چیف ۔ میرا تعلق آسٹن کے ایک گروپ سے ہے ۔ آسٹن اور اس کے سارے گروپ کرنل فریدی اور سیکورٹی کے ہاتھوں پکڑے جا چکے ہیں ۔ میں ایک مشن کے سلسلے میں چونکہ علیحد[illegible] میں رہائش پذیر

تھا اس لئے میں بچ گیا ہوں اور اب آپ کو کال کر رہا ہوں"۔ دوسری طرف سے سکاٹ نے کہا تو رولف کو یوں محسوس ہوا جیسے سکاٹ کی آواز ایٹم بم پھٹنے کی آواز ہو۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا تم احمق ہو یا نشے میں ہو"...... رولف نے غصے کی شدت سے چیختے ہوئے کہا۔

"چیف۔ میں درست کہہ رہا ہوں یہاں سوائے میرے آسٹن کے گروپ کا کوئی آدمی اب باہر نہیں ہے۔ ہمارا مشن پہلے ہی ناکام ہو چکا ہے۔ اس عمارت کے نیچے سے سپر بلاسٹر بھی نکال لیا گیا ہے جس میں پاکیشیا کے وفد نے ٹھہرنا تھا اور باس آسٹن اور اس کے سارے گروپ گرفتار کر لئے گئے ہیں اور شاید اب تک وہ ہلاک بھی ہو چکے ہوں"...... سکاٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ ویری بیڈ۔ یہ سب کیسے ہوا۔ تفصیل بتاؤ"۔ رولف نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"زیادہ تفصیل کا تو مجھے علم نہیں ہے چیف۔ میں نے کسی کام کے لئے باس آسٹن سے رابطہ قائم کیا تو وہاں سے کسی نے فون اٹنڈ نہ کیا میں وہاں گیا تو ہیڈ کوارٹر خالی تھا اور وہاں سیکورٹی کے افراد پہرہ دے رہے تھے۔ میں نے اخباری نمائندہ بن کر معلومات حاصل کیں تو پتہ چلا کہ سیکورٹی کے کرنل فریدی نے یہاں چھاپہ مارا لیکن باس آسٹن پہلے ہی ہیڈ کوارٹر خالی کر گئے تھے۔ مجھے معلوم تھا کہ باس آسٹن انتھونی کے پاس سکتے ہیں۔ میں وہاں گیا تو معلوم ہوا کہ وہاں بھی

سیکورٹی کے کرنل فریدی نے چھاپہ مارا اور وہاں آسٹن اور انتھونی اپنے ساتھیوں سمیت ان کے ہاتھ آ گئے۔ پھر میں نے سیکورٹی کے ہیڈ کوارٹر میں ایک آدمی سے معلومات حاصل کیں تو پتہ چلا کہ باس آسٹن انتھونی اور ان کا پورا گروپ گرفتار کر لیا گیا ہے۔ چار گروپ ان کے تحت تھے وہ چاروں پکڑے گئے ہیں۔ اس عمارت سے سپر بلاسٹر بھی ہٹا لیا گیا ہے اور باس انتھونی نے ارد گرد کی عمارتوں سے میزائلوں سے حملہ کرنے کا جو پلان بنایا تھا وہ بھی ناکام بنا دیا گیا ہے"...... سکاٹ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ ویری سیڈ۔ ٹھیک ہے۔ تم چاہو تو واپس آ جاؤ"۔ رولف نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک جھٹکے سے رسیور رکھ دیا اور دونوں ہاتھوں سے سر پکڑ لیا۔ کیونکہ اس اطلاع کا مطلب تھا کہ اس کا سارا مشن مکمل طور پر فیل ہو چکا ہے ابھی وہ دونوں ہاتھوں سے سر پکڑے بیٹھا تھا کہ اچانک اسے مارک کا خیال آ گیا۔ وہ چونک پڑا کیونکہ سکاٹ نے چار گروپس پکڑے جانے کا ذکر کیا تھا جبکہ مارک کا گروپ پانچواں تھا اور اسے بعد میں کاسا بھیجا گیا تھا۔ اس نے جلدی سے میز کی دراز کھولی اور ایک خصوصی ساخت کا لانگ رینج ٹرانسمیٹر باہر نکال کر میز پر رکھا۔ یہ خصوصی ساخت کا ایسا ٹرانسمیٹر تھا جس کی کال کسی صورت بھی چیک نہ ہو سکتی تھی اور اگر کسی طرح چیک بھی ہو جاتی تو اس سے ہونے والی گفتگو سمجھی نہ جا سکتی تھی۔ اس نے تیزی سے ایک فریکونسی ایڈجسٹ کرنی شروع کر دی۔

"ہیلو ۔ ہیلو ۔ رولف کالنگ ۔ اوور"...... رولف نے فریکونسی ایڈجسٹ کرنے کے بعد بار بار کال دینی شروع کر دی۔

"یس ۔ مارک اٹنڈنگ ۔ اوور"...... چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے ایک مردانہ آواز سنائی دی تو رولف کا ستا ہوا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا کیونکہ مارک کے کال اٹنڈ کرنے کا مطلب تھا کہ وہ اور اس کا گروپ کرنل فریدی کے ہاتھ نہ لگا تھا۔

"مارک ۔ میں رولف بول رہا ہوں ہیڈ کوارٹر سے ۔ تم اور تمہارا گروپ تو محفوظ ہے ناں ۔ اوور"...... رولف نے کہا۔

"یس چیف ۔ پوری طرح محفوظ ہے ۔ لیکن آپ کیوں پوچھ رہے ہیں ۔ اوور" ۔ دوسری طرف سے مارک کی حیرت بھری آواز سنائی دی ۔

"کاسا میں آسٹن اور اس کے تحت کام کرنے والے چاروں گروپس کرنل فریدی اور وہاں کی سیکورٹی کے ہاتھ لگ گئے ہیں ۔ اوور" ۔ رولف نے کہا۔

"اوہ ۔ ویری سیڈ چیف ۔ لیکن آسٹن تو میرے سیٹ اپ کے بارے میں اچھی طرح جانتا ہے اور اب سیٹ اپ کو تبدیل کرنے کا وقت بھی نہیں رہا ۔ ایسا نہ ہو کہ وہ زبان کھول دے ۔ اوور" ۔ مارک کی گھبرائی ہوئی آواز سنائی دی ۔

"ہاں ۔ ایسا ہو سکتا ہے ۔ تم فوراً وہاں سے شفٹ ہو جاؤ جس طرح بھی ہو سکے ۔ اوور"...... رولف نے کہا۔

"ٹھیک ہے ۔ اب تو اور سیٹ اپ کرنا پڑے گا ۔ لیکن اس میں

رسک ہے مگر کیا کیا جائے ۔ یہ تو واقعی بہت برا ہوا ۔ اوور" ۔ مارک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم نے کیا سیٹ اپ کیا ہے ۔ اوور"...... رولف نے پوچھا۔

"یہاں ایک راڈار اسٹیشن ہے ۔ اس کے قریب میں نے اپنا خفیہ اڈا بنایا ہوا ہے ۔ میں کانفرنس والے دن سے ایک رات پہلے اس راڈار اسٹیشن پر قبضہ کر کے وہاں سے میزائل فائر کر کے اس کانفرنس ہال کو اڑا دوں گا چونکہ آپ نے مجھے اور میرے گروپ کو آسٹن کے تحت کیا تھا اس لئے آسٹن کو میں ساتھ لے کر گیا تھا اور اسے سارا سیٹ اپ دکھایا تھا ۔ اوور"...... مارک نے جواب دیا۔

"گڈ ۔ یہ اچھی پلاننگ ہے ۔ سنو مارک ۔ اب ہماری ساکھ کا انحصار تمہاری کارکردگی پر ہے ورنہ اگر یہ کانفرنس کامیاب ہو گئی تو ہماری ساکھ ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے گی اور شاید ہم سب بھی اسرائیلی ایجنٹوں کے ہاتھوں مارے جائیں ۔ اس لئے اب تم نے انتہائی محتاط رہنا ہے ۔ کانفرنس ہال کو ہر صورت میں تباہ ہو جانا چاہئے ۔ ہر صورت اور ہر قیمت پر ۔ اس کا تمہیں اتنا بڑا انعام دیا جائے گا کہ تم تصور بھی نہ کر سکو گے ۔ اوور"...... رولف نے کہا۔

"اوکے چیف ۔ آپ بے فکر رہیں ۔ میں خود ہی تمام انتظامات کر لوں گا ۔ آپ کو بہرحال کامیابی کی ہی خبر ملے گی ۔ لیکن ایک درخواست ہے کہ اب آپ مجھ سے اس وقت تک کسی طرح بھی رابطہ نہ کریں جب تک مشن مکمل نہ ہو جائے تاکہ میں ہر لحاظ سے محفوظ رہ

سکوں ۔ مشن مکمل ہونے پر میں خود آپ کو کال کر لوں گا ۔ اوور"۔ مارک نے کہا۔

"او کے ۔ وش یو گڈ لک ۔ اوور اینڈ آل"...... رولف نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا ۔ اب اس کے چہرے پر قدرے اطمینان کے تاثرات ابھر آئے تھے کیونکہ مارک اپنے گروپ سمیت وہاں موجود تھا اور وہ مارک کی صلاحیتوں سے پوری طرح واقف تھا ۔ رولف کو ابھی ٹرانسمیٹر رکھے چند ہی منٹ گزرے ہوں گے کہ ٹرانسمیٹر کال آنا شروع ہو گئی ۔ رولف نے چونک کر ٹرانسمیٹر کی طرف دیکھا اور پھر اس کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو چیف ۔ جیکب بول رہا ہوں ۔ انچارج ہانسو چیک پوسٹ فورتھ سے ۔ اوور"...... بٹن دبتے ہی جیکب کی آواز سنائی دی ۔

"یس رولف اٹنڈنگ یو ۔ کیا رپورٹ ہے ۔ اوور"...... رولف نے تیز لہجے میں پوچھا۔

"چیف ۔ لانچ ابھی تک فورتھ چیک پوسٹ کی رینج میں نہیں پہنچی البتہ میری ہیلی کاپٹر کے پائلٹ جوناتھن سے ٹرانسمیٹر پر بات ہوئی ہے اس نے بتایا ہے کہ خالی لانچ فورتھ چیک پوسٹ سے تقریباً پانچ کلو میٹر کے فاصلے پر دریا کے کنارے کھڑی پائی گئی ہے لیکن اس لانچ میں سوار افراد غائب ہیں ۔ اوور"...... جیکب نے کہا۔

"اوہ ۔ انہیں یقیناً اطلاع مل گئی ہو گی ۔ وہ اب جنگل کے ذریعے یہاں پہنچنے کی کوشش کریں گے ۔ ٹھیک ہے تم ہر طرح سے الرٹ

رہو ۔ میں جوناتھن سے براہ راست رپورٹ لیتا ہوں ۔ اوور اینڈ آل"...... رولف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے تیزی سے ٹرانسمیٹر پر ایک فریکونسی ایڈجسٹ کرنی شروع کر دی ۔ فریکونسی ایڈجسٹ کر کے اس نے بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو ۔ رولف کالنگ ۔ اوور"...... رولف نے تیز لہجے میں بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

"یس جوناتھن اٹنڈنگ یو چیف ۔ اوور"...... چند لمحوں بعد جوناتھن کی آواز سنائی دی ۔

"کیا رپورٹ ہے جوناتھن ۔ اوور"...... رولف نے کہا۔

"چیف ۔ میں نے جیکب کو رپورٹ دے دی تھی ۔ ایک خالی خصوصی لانچ فورتھ چیک پوسٹ سے تقریباً پانچ کلو میٹر کے فاصلے پر دریا کے کنارے کھڑی ہوئی ملی ہے ۔ اس کے بعد میں نے دریا کو فورتھ چیک پوسٹ تک چیک کیا کہ کہیں یہ لوگ دریا میں تیرتے ہوئے آگے نہ بڑھ رہے ہوں لیکن وہاں وہ لوگ نہ ملے تو میں نے دریا کے بائیں کنارے پر جنگل کو چیک کرنے کا فیصلہ کیا کیونکہ جہاں لانچ موجود تھی وہاں دریا کے دوسرے کنارے پر ریت پر ایسے آثار موجود تھے جیسے یہاں کافی لوگ موجود رہے ہوں ۔ میں وہاں جنگل میں چیکنگ کر رہا تھا کہ درختوں کے درمیان مجھے ایک جھاڑی کی سائیڈ سے سیاہ رنگ کے بیگ کا کونہ سا نظر آیا ۔ میں نے وہاں اندھا دھند فائرنگ کر دی اور شیل بھی پھینکے لیکن وہاں کچھ نہ تھا ۔ اب میں

دائیں کنارے کے جنگل کو جس طرف لانچ موجود تھی اور جس طرف فورتھ چیک پوسٹ ہے چیک کر رہا ہوں ۔ لیکن ابھی تک کوئی آدمی وہاں دکھائی نہیں دیا اور نہ ہی کوئی ایسے آثار نظر آئے ہیں ۔ اوور"...... جوناتھن نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"بائیں کنارے پر جا کر وہ کیا کریں گے ۔ بغیر لانچ کے تو وہ دریا پار نہیں کر سکتے اور وہاں سے دریا پار کئے بغیر وہ ہیڈ کوارٹر میں داخل ہی نہیں ہو سکتے ۔ وہ یہیں کہیں جنگل میں ہی چھپے ہوئے ہوں گے اور مجھے یقین ہے کہ وہ تمہارے ہیلی کاپٹر کی آواز سن کر جھاڑیوں میں چھپ جاتے ہوں گے ۔ اوور"...... رولف نے جواب دیا۔

"آپ کی بات درست ہے چیف ۔ لیکن اب ہیلی کاپٹر کی آواز کو تو میں روک نہیں سکتا ۔ جنگل کی وجہ سے وہ تو دور دور سے سنائی دیتی ہے اور نہ ہی میں کم بلندی پر آ سکتا ہوں اور نہ ہی ہیلی کاپٹر کو نیچے اتار سکتا ہوں ۔ اوور"...... جوناتھن نے جواب دیا۔

"تم بہرحال چیکنگ جاری رکھو ۔ میں اس سلسلے میں کوئی اور پلان بناتا ہوں ۔ اوور اینڈ آل"۔ رولف نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور اس کے نیچے لگے ہوئے مخصوص بٹن کو پریس کر کے اسے ڈائریکٹ کیا اور پھر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے ۔ چند لمحوں تک دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دیتی رہی پھر رسیور اٹھا لیا گیا۔

"ایئر سروس"...... دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

"رولف بول رہا ہوں ۔ کراؤن سے بات کراؤ"...... رولف نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس چیف"۔ دوسری طرف سے یکلخت انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا ۔

"ہیلو ۔ کراؤن بول رہا ہوں چیف"...... چند لمحوں بعد کراؤن کی مؤدبانہ آواز سنائی دی ۔

"کراؤن ۔ ابھی جوناتھن سے میری بات ہوئی ہے ۔ وہ ان لوگوں کو تلاش نہیں کر پا رہا ۔ کیونکہ وہ کم بلندی پر آنے اور نیچے اترنے کا رسک نہیں لے سکتا ۔ تم ایسا کرو کہ مزید دو ہیلی کاپٹرز بھی بھجوا دو اور انہیں کہہ دینا کہ وہ تینوں اطراف میں اس طرح چیک کریں کہ یہ لوگ اگر جھاڑیوں میں چھپے ہوئے ہوں تو نکل ہی نہ سکیں ۔ اوور"۔ رولف نے کہا۔

"چیف ۔ میرا خیال ہے کہ میں دس مسلح آدمیوں کو بھی ساتھ بھجوا دوں جنہیں وہاں اتار دیا جائے ۔ پھر وہ زمین پر چیکنگ کریں اور ہیلی کاپٹر فضا میں چیکنگ کریں ۔ اس طرح یہ لوگ لازماً ختم ہو جائیں گے"...... کراؤن نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ ہاں بالکل ۔ ایسا ٹھیک رہے گا ۔ اس طرح وہ لازماً سامنے آنے پر مجبور ہو جائیں گے اوکے ۔ ٹھیک ہے ایسا ہی کرو"۔ رولف نے کہا ۔

"یس چیف"...... دوسری طرف سے کراؤن نے کہا اور رولف نے رسیور رکھ دیا ۔ پھر چند لمحوں تک کچھ سوچنے کے بعد اس نے ایک بار پھر رسیور اٹھایا ۔ نیچے لگا ہوا بٹن دوبارہ پریس کیا اور تیزی سے نمبر ڈائل

کرنے شروع کر دیئے۔

"فرانکو بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ہیڈ کوارٹر کے سیکورٹی انچارج فرانکو کی آواز سنائی دی۔

"رولف بول رہا ہوں فرانکو"...... رولف نے کہا۔

"یس چیف"...... دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ یکلخت مؤدبانہ ہو گیا۔

"ہیڈ کوارٹر کو ریڈ الرٹ کر دیا گیا ہے کہ نہیں"...... رولف نے پوچھا۔

"یس چیف۔ نہ صرف ریڈ الرٹ کر دیا گیا ہے بلکہ مکمل طور پر سیلڈ کر دیا گیا ہے"...... دوسری طرف سے فرانکو نے جواب دیا۔

"اوکے۔ پھر بھی پوری طرح ہوشیار رہنا۔ وہ لوگ غائب ہو چکے ہیں اور جب تک وہ مارے نہ جائیں۔ اس وقت تک خطرہ موجود رہے گا"...... رولف نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں چیف۔ انسان تو ایک طرف مکھی بھی ہیڈ کوارٹر میں داخل نہیں ہو سکتی"...... دوسری طرف سے فرانکو نے کہا تو رولف نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

ختم شد

عمران فریدی سیریز میں انتہائی دلچسپ اور ہنگامہ خیز ایڈونچر

زگ زیگ مشن حصہ دوم

مصنف:۔ مظہر کلیم ایم۔ اے

- کیا عمران اور اس کے ساتھی اری زونا کے جنگلوں میں موجود دہشت گردوں کے ہیڈ کوارٹر کو تباہ کر سکے یا خود موت کا شکار ہو گئے۔
- وہ لمحہ۔ جب عمران اور اس کے ساتھی اری زونا کے جنگل میں بے بس ہو کر رہ گئے اور یقینی اور خوفناک موت نے چاروں طرف سے ان پر یلغار کر دی۔
- مراسک میں کانفرنس ہال کو تباہ کرنے کیلئے دہشت گردوں کی خوفناک سازشیں۔
- وہ لمحہ۔ جب عمران پاکیشیا سیکرٹ سروس، کرنل فریدی، زیرو فورس اور مراسک کی فوجی سیکورٹی سب دہشت گردوں کے مقابل ناکام اور بے بس ہو کر رہ گئے۔
- کیا دہشت گرد اپنے مشن میں کامیاب ہو گئے۔
- اعصاب شکن اور جان لیوا جدوجہد پر مبنی ایک ایسی کہانی جو ہر لحاظ یادگار حیثیت کی حامل ہے۔

شائع ہو گیا ہے

یوسف برادرز۔ پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں فورسٹارز کے سلسلے کا ایک دلچسپ اور منفرد ناول

سفاک مجرم

مکمل ناول

مصنف
مظہر کلیم ۔ ایم ۔ اے

سفاک مجرم

جو پاکیشیا سے معصوم بچوں کو اغوا کر کے غیر ملکی ادویہ ساز لیبارٹریوں کو فروخت کر دیتے تھے۔ جہاں ان پر انتہائی زہریلی ادویات کے تجربات کئے جاتے۔

سفاک مجرم

جنہوں نے پاکیشیا کے سینکڑوں ہزاروں خاندانوں کو انتہائی سفاکانہ انداز میں موت کی دلدل میں دھکیل دیا۔

سفاک مجرم

جن کا طریقہ کار اس قدر پراسرار تھا کہ عمران اور فورسٹارز باوجود انتہائی کوشش کے ان کا معمولی سا سراغ بھی نہ لگا سکے۔

سفاک مجرم

جن کے خلاف فورسٹارز نے اپنی مکمل ناکامی کا برملا اعتراف کر لیا۔

سفاک مجرم

جو اپنے خلاف ہر ثبوت انتہائی سفاکی سے مٹا دیا کرتے تھے۔

سفاک مجرم

جن کے سفاکانہ جرم سے واقف ہو جانے کے باوجود عمران ان کے خلاف بے بس ہو کر رہ گیا —— کیوں —— ؟

سفاک مجرم

جن کے ساتھ عمران کے باورچی سلیمان کو جان لیوا مقابلہ کرنا پڑا۔ کیا سلیمان مجرموں کے ہاتھوں ہلاک ہو گیا —— یا —— ؟

کیا عمران اور فورسٹارز ان سفاک مجرموں کو پکڑ سکے اور پاکیشیا کے ہزاروں معصوم بچوں کی زندگیاں بچانے میں کامیاب ہو سکے —— یا ناکامی ان کا مقدر ٹھہری —— ؟

- انتہائی خوفناک اور جان لیوا جدوجہد
- اعصاب کو منجمد کر دینے والا سسپنس اور بے پناہ تیز رفتار ایکشن سے بھرپور ایک انتہائی منفرد انداز کی کہانی

یوسف برادرز ۔ پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز

زگ زیگ مشن

حصہ دوم

مظہر کلیم ایم اے

یوسف برادرز

پاک گیٹ

ملتان

جملہ حقوق بحق ناشران محفوظ

اس ناول کے تمام نام، مقام، کردار، واقعات اور پیش کردہ سچوئشنز قطعی فرضی ہیں کسی قسم کی جزوی یا کلی مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کیلئے پبلشرز مصنف پرنٹرز قطعی ذمہ دار نہیں ہونگے۔

ناشران ——— اشرف قریشی
——— یوسف قریشی
پرنٹر ——— محمد یونس
طابع ——— ندیم یونس پرنٹرز لاہور
قیمت ——— ۴۵/- روپے

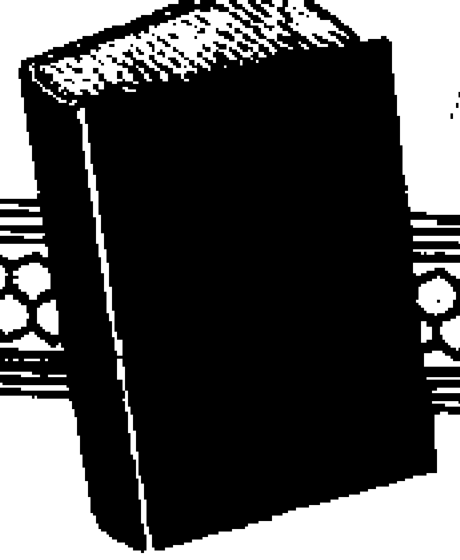

چند باتیں

محترم قارئین ۔ ام مسنون ۔ "زگ زیگ مشن" کا دوسرا اور آخری حصہ آپ کے ہاتھو میں ہے ۔ اس حصے میں عمران اور کرنل فریدی کی مشترکہ جدوجہد انتہائی تیزی سے اپنے عروج کی طرف بڑھ رہی ہے ۔ اس لئے مجھے یقین ہے کہ آپ اس حصے کو پڑھنے کے لئے انتہائی بے چین ہو رہے ہوں گے لیکن اس حصے کے مطالعہ سے پہلے اپنے چند خطوط اور ان کے جو بات بھی ملاحظہ کر لیں کیونکہ یہ بھی دلچسپی کے لحاظ سے کسی طرح بھی کم نہیں ہیں ۔

لیہ سے عتیق الر حمان جلال زئی صاحب لکھتے ہیں ۔ "آپ کے ناول واقعی شاہکار کی حیثیت رکھتے ہیں ۔ آپ جس طرح جرائم کے خلاف جہاد کر رہے ہیں او جس طرح نوجوانوں کی کردار سازی کر رہے ہیں اس کی تعریف الفاظ میں ناممکن ہے ۔ گذشتہ دنوں "اوپن کلوز" پڑھا ۔ واقعی شاہکار ناول تھا ۔ عمران کا مزاح بھی اپنے عروج پر تھا البتہ اس مرتبہ اس میں شاعری کی آمیزش زیادہ تھی ۔ شاید عمران اس مہم پر جانے سے پہلے شاعروں کی صحبت میں رہا ہوگا لیکن آپ نے ان اشعار کو نثر میں لکھ کر اشعار کا سارا مزہ کرکرا کر دیا ۔ اگر آپ انہیں اشعار میں ہی رہنے دیتے تو زیادہ لطف آتا ۔ امید ہے آپ توجہ کریں گے" ۔

محترم عتیق الر حمان جلال زئی صاحب ۔ خط لکھنے اور ناول پسند

کرنے کا بے حد شکریہ ۔ جہاں تک اشعار نثر میں لکھنے کا تعلق ہے تو محترم ۔ عمران باتوں کے درمیان اپنی پسند کے مصرعے تو بولتا ہی رہتا ہے ۔ پورا شعر تو شاید ہی اس نے کبھی بولا ہو ۔ اس لئے ایک مصرعہ تو نثر کے انداز میں ہی لکھا جا سکتا ہے ۔ ویسے اگر عمران مکمل شعر بولنا شروع کر دے تو کل آپ یہ فرمائش بھی کر سکتے ہیں کہ وہ شعر ترنم سے پڑھے اور شاید اسی فرمائش کے ڈر سے وہ پورا شعر نہیں کہتا ۔ صرف مصرعے پر ہی اکتفا کرتا ہے ۔

چک نمبر 69/EB اگرو عارف والا سے محمد نعیم اکرم صاحب لکھتے ہیں ۔ "آپ کے ناول طویل عرصے سے پڑھ رہا ہوں آپ کا طرز تحریر اور انتہائی معیاری مزاح مجھے بے حد پسند ہے ۔ گزشتہ دنوں آپ کا ناول "بلاسٹڈ اٹیک" پڑھا بے حد پسند آیا ۔ عمران اور اس کے ساتھیوں خاص طور پر ٹائیگر جوزف اور جوانا نے جس طرح اپنی جانوں پر کھیل کر دشمن کے منصوبے کو تباہ کیا ۔ وہ واقعی قابل داد تھا ۔ میری طرف سے ان سب کو دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پہنچا دیں ۔ مجھے یقین ہے کہ آپ مشکبار اور فلسطین کے موضوع پر زیادہ سے زیادہ ناول لکھیں گے"۔

محترم محمد نعیم اکرم صاحب ۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ ۔ آپ کی مبارکباد عمران اور ان کے ساتھیوں تک پہنچا دی جائے گی ۔ جہاں جذبے سچے ہوں وہاں انسان واقعی جدوجہد کرتے ہوئے اپنی جان کی پرواہ بھی نہیں کرتا ۔ اس لئے قابل مبارکباد ہیں سچے جذبے ہوتے ہیں ۔ جہاں تک مشکبار اور فلسطین پر زیادہ سے زیادہ ناول لکھنے کی بات ہے تو انشاء اللہ آپ کی فرمائش پوری ہوتی رہے گی ۔

کراچی سے شاہ جہاں صاحب لکھتے ہیں ۔ "آپ کے قلم میں چاشنی اور سحر اتنا ہے کہ ہر ناول پڑھنے سے ایک نیا لطف آتا ہے ۔ آپ کا ہر ناول دوسرے سے بڑھ کر ہی ہوتا ہے ۔ میری دعا ہے کہ آپ ہمیشہ اسی طرح خوبصورت اور دلکش تحریریں لکھتے رہیں ۔ مشکبار پر آپ کے ناول واقعی انتہائی قابل قدر ہیں ۔ لیکن میری خواہش ہے کہ آپ بوسنیا اور چیچنیا پر بھی ضرور ناول لکھیں ۔ اگر آپ اپنی تازہ تصویر مجھے ارسال کر دیں تو میں آپ کا بے حد مشکور ہوں گا"۔

محترم شاہ جہاں صاحب ۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ ۔ بوسنیا اور چیچنیا پر ناول لکھنے کی آپ کی فرمائش انشاء اللہ جلد پوری کرنے کی کوشش کروں گا ۔ جہاں تک تازہ تصویر ارسال کرنے کی بات ہے تو محترم ہر ماہ تازہ ناول کے پیچھے میری تصویر تو موجود ہوتی ہے اور میرا خیال ہے کہ میری تصویر میں بہرحال تازگی موجود ہوتی ہے امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے ۔

خیر پور ٹامیوالی سے ایم رمضان ساغر رحمانی صاحب لکھتے ہیں ۔ "آپ کے ناول ۔ بے حد پسند ہیں ۔ آپ کے ناول اس قدر دلچسپ ہوتے ہیں کہ بار بار پڑھنے کے باوجود دل نہیں بھرتا ۔ خاص طور پر "فائی لینڈ" اور "ریڈ رنگ" دونوں ناول بے حد پسند آئے ہیں لیکن ناول ریڈ

رنگ میں لگتا ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس، عمران کے بغیر کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ کیا واقعی ایسا ہے۔ امید ہے آپ جواب ضرور دیں گے"۔

محترم ایم رمضان رحمانی صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ہر رکن اپنی جگہ علیحدہ اور اہم حیثیت کا مالک ہے البتہ چونکہ عمران کی کارکردگی ان سب پر حاوی رہتی ہے۔ اس لئے آپ کو ایسا محسوس ہوا ہے لیکن اکثر ناولوں میں ایسی سچوئشنز بھی آپ کی نظروں سے یقیناً گزری ہوں گی جہاں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بغیر عمران کی کوئی حیثیت نہیں لگتی۔ اس لئے کسی ایک سچوئشن کی بنیاد پر اتنا بڑا فیصلہ نہیں کر لینا چاہئے۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے"۔

اب اجازت دیجئے

والسلام

آپ کا مخلص

مظہر کلیم ایم اے

عمران اور اس کے ساتھی آگے بڑھے چلے جا رہے تھے کہ اچانک سلاگا جو ان سب سے آگے تھا ٹھٹھک کر رک گیا اور اس نے اپنا ہاتھ ہوا میں بلند کیا تو عمران اور اس کے ساتھی بھی رک گئے۔ سلاگا تیزی سے مڑ کر عمران کی طرف آیا۔

"جناب۔ میں نے ایک مقامی آدمی کی جھلک دیکھی ہے"۔ سلاگا نے کہا۔

"مقامی آدمی کی جھلک۔ کیا مطلب"...... عمران نے پوچھا۔

"یہاں مقامی افراد کی آبادیاں ہیں۔ یہ لوگ جنگل میں ہی پیدا ہوتے ہیں اور جنگل میں ہی مرجاتے ہیں۔ گو ان کی آبادیاں تو جنگل کے بہت اندر ہیں لیکن کبھی کبھی شکار کے پیچھے بھاگتے ہوئے یہ لوگ ادھر آنکلتے ہیں"...... سلاگا نے جواب دیا۔

"تو پھر کیا چاہتے ہو تم"...... عمران نے کہا۔

"اگر آپ اجازت دیں تو میں اسے پکڑ لوں"...... سلاگا نے کہا۔

"اس کا فائدہ"...... عمران نے پوچھا۔

"ہو سکتا ہے وہ ہمیں ہیڈ کوارٹر کے بارے میں یا وہاں تک جانے والے کسی راستے کے بارے میں کوئی مفید بات بتا سکے"...... سلاگا نے کہا۔

"لیکن اگر ان کی تعداد زیادہ ہوئی تو"...... عمران نے کہا۔

"میں خیال رکھوں گا"...... سلاگا نے کہا۔

"ٹھیک ہے جاؤ۔ لیکن کیا تم اکیلے یہ کام کر لو گے یا ہم میں سے بھی کچھ لوگ تمہارے ساتھ جائیں"...... عمران نے کہا۔

"ایک آدمی بھجوا دیں"...... سلاگا نے کہا۔

"صفدر۔ تم ساتھ جاؤ"...... عمران نے صفدر سے کہا۔

"میں جاتا ہوں"...... تنویر نے کہا۔

"نہیں۔ تم جذباتی آدمی ہو اور یہاں جذبات کا نتیجہ ہماری موت کی صورت میں بھی نکل سکتا ہے جاؤ صفدر۔ لیکن سنو۔ کسی قسم کا غیر ضروری رسک لینے کی ضرورت نہیں ہے"...... عمران نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ سلاگا کے ساتھ آگے بڑھ گیا جبکہ وہ سب وہیں جھاڑیوں کی اوٹ لے کر بیٹھ گئے۔

"میرا خیال ہے کہ ہم اس کنارے پر آ کر پھنس گئے ہیں۔ اب ہمارا دوسرے کنارے تک پہنچنا مسئلہ بن جائے گا"...... جولیا نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یہ کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ اصل مسئلہ ہیڈ کوارٹر میں داخلے کا ہے جو کچھ میں اس ہیڈ کوارٹر کے بارے میں معلوم کر سکا ہوں اس لحاظ سے اس کی حفاظت کے انتہائی غیر معمولی انتظامات کئے گئے ہیں اور پہلے تو شاید اچانک جانے کی صورت میں ہمارے وہاں داخلے کے امکانات تھے لیکن اب جبکہ انہیں ہماری آمد کا علم ہو گیا ہے اب تو انہوں نے پورے ہیڈ کوارٹر کو مکمل طور پر سیلڈ کر دیا ہوگا"۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا تو جولیا کے چہرے پر تشویش کے تاثرات ابھر آئے۔

"ہیڈ کوارٹر میں پانی کی سپلائی یقیناً دریا سے ہی ہوتی ہو گی۔ اس لئے ہم اگر کسی طرح اس سپلائی لائن کو تلاش کر لیں تو میرا خیال ہے کہ ہم خاموشی سے اندر داخل ہو سکتے ہیں"...... اچانک صدیقی نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

"اوہ۔ واقعی یہ اہم بات ہے"...... عمران نے کہا۔

"اس وقت شام ہونے والی ہے اور جس طرح کے حالات ہیں ان حالات میں ہمیں ہیڈ کوارٹر تک پہنچتے پہنچتے رات پڑ جائے گی اور رات کے وقت کیسے اس سپلائی لائن کا علم ہوگا"...... جولیا نے کہا۔

"سلاگا وہاں رہتا رہا ہے۔ ہو سکتا ہے وہ اس بارے میں کچھ جانتا ہو"...... عمران نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

"تھوڑی دیر بعد سلاگا اور صفدر واپس آتے ہوئے دکھائی دیئے لیکن ان کے ساتھ کوئی مقامی آدمی نہ تھا۔ وہ اکیلے ہی واپس آ رہے تھے۔

"وہ تو پھر نظر ہی نہیں آیا عمران صاحب ۔شاید کہیں دور نکل گیا ہے"...... سلاگا نے کہا۔

"او کے ۔ ہمیں بھی کچھ دیر آرام کرنے کی ضرورت تھی ۔ چلو اسی بہانے آرام ہو گیا ۔ تم دونوں بھی کچھ دیر آرام کر لو ۔ پھر چلیں گے"...... عمران نے کہا تو صفدر اور سلاگا وہیں بیٹھ گئے۔

"سلاگا ۔ ہیڈ کوارٹر کو پانی کی سپلائی تو دریا سے ہی ہوتی ہو گی"...... عمران نے سلاگا سے کہا تو سلاگا بے اختیار چونک پڑا۔

"یس باس"...... دریا کا پانی صاف ہے ۔اس لئے وہی ہیڈ کوارٹر میں استعمال ہوتا ہے"...... سلاگا نے جواب دیا۔

"کیا تمہیں اس کی سپلائی لائن کے بارے میں علم ہے"۔ عمران نے کہا۔

"جی ہاں ۔بہت بڑے بڑے پائپوں کے ذریعے پانی ہیڈ کوارٹر کے اندر لے جایا جاتا ہے ۔ پھر انڈر گراؤنڈ ایک بہت بڑے تالاب میں اسے جمع کیا جاتا ہے جہاں سے اسے پمپوں کے ذریعے اوپر کھینچ لیا جاتا ہے"...... سلاگا نے جواب دیا۔

"اس تالاب کو صاف کرنے کے لئے اس تک پہنچنے کا راستہ تو ہو گا"...... عمران نے کہا۔

"جی ہاں ۔اس کی باقاعدہ صفائی ہوتی رہتی ہے"...... سلاگا نے جواب دیا۔

"اگر ہم ان پائپوں کے ذریعے اس تالاب تک پہنچ جائیں تو پھر ہم

آسانی سے اندر پہنچ سکتے ہیں"...... عمران نے کہا تو سلاگا بے اختیار اچھل پڑا۔

"اوہ باس ۔واقعی ایسا ہو سکتا ہے ۔میں اس پوائنٹ کو جانتا ہوں جہاں سے پانی اندر جاتا ہے کیونکہ ایک بار وہاں پائپ ٹوٹ گیا تھا تو میں نے بھی دوسروں کے ساتھ وہاں کام کیا تھا"...... سلاگا نے جواب دیا۔

"لیکن اب رات پڑنے والی ہے ۔رات کو تم کیسے اس پوائنٹ کو چیک کرو گے"...... عمران نے کہا۔

"اس کی آپ فکر نہ کریں جہاں یہ پوائنٹ ہے وہاں قریب ہی ایک ٹاور بنا ہوا ہے ۔اس ٹاور پر راڈار نصب ہے ۔یہ اس کی خاص نشانی ہے"...... سلاگا نے کہا۔

"راڈار ۔کیا مطلب ۔کیا یہاں ہوائی حملے کا خطرہ ہے"...... عمران نے حیران ہو کر کہا۔

"وہ ہوائی جہازوں کو چیک کرنے والا راڈار نہیں ہے بلکہ اس پر موجود مشین جو راڈار کی طرح گھومتی ہے اس کا تعلق کسی خلائی سیارے سے ہے اور اس کے ذریعے فون کا رابطہ پوری دنیا سے ہوتا ہے"...... سلاگا نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"لیکن یہ پوائنٹ دریا کے دوسرے کنارے پر ہو گا"...... جولیا نے کہا۔

"جی ہاں مس ۔دوسرے کنارے پر ہی ہے"...... سلاگا نے جواب

دیتے ہوئے کہا۔

"تم فکر نہ کرو۔ وہی رسی والی ترکیب دوبارہ استعمال ہو گی۔ میں خود جا کر ادھر رسی باندھ دوں گا"...... عمران نے کہا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے اٹھتے ہی دوسرے ساتھی بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔

"نہیں۔ تم اکیلے نہیں جاؤ گے۔ ہم سب ساتھ جائیں گے"۔ جولیا نے کہا۔

"تم فکر نہ کرو۔ میں جنت میں نہیں جا رہا۔ بلکہ ہو سکتا ہے کہ یہ طوفانی دریا میرے لئے جہنم ثابت ہو"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جنت ہو یا جہنم۔ بہرحال تم اکیلے نہیں جاؤ گے۔ یہ میرا فیصلہ ہے"...... جولیا نے غراتے ہوئے کہا اور عمران بے اختیار مسکرا دیا جبکہ تنویر نے ہونٹ بھینچ لئے۔ اس کے چہرے پر خود بخود ناگواری کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"عمران صاحب۔ کیا آپ کے ذہن میں اس طوفانی دریا کو کراس کرنے کا کوئی آئیڈیا ہے"...... صفدر نے بات کا رخ بدلتے ہوئے کہا۔ وہ سب اب آگے بڑھے چلے جا رہے تھے۔

"آئیڈیا کیا ہونا ہے۔ اس کی رفتار تم نے خود دیکھی ہے لیکن اب اس کی رفتار دیکھ کر ہم دوسرے کنارے پر بیٹھ کر انتظار تو کرنے سے رہے۔ اسے بہرحال پار تو کرنا ہے"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ایک کام ہو سکتا ہے کہ اسے پار کرنے والے کی کمر سے رسی باندھ دی جائے تاکہ اگر وہ کسی جگہ پھنس جائے تو اسے واپس کھینچا جا سکے"...... صدیقی نے کہا۔

"واپس تو اس کی لاش ہی آئے گی"...... عمران نے کہا اور وہ سب خاموش ہو گئے۔ پھر مسلسل سفر کرتے کرتے آخر کار وہ اس جگہ پہنچ گئے جہاں سلاگا کے مطابق دریا کی دوسری طرف ہیڈ کوارٹر تھا۔

"صدیقی۔ تم درخت پر چڑھنے کے ماہر ہو۔ اوپر چڑھ کر چیک کرو"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو سب ساتھی بے اختیار ہنس پڑے اور صدیقی بھی مسکراتا ہوا ایک درخت پر چڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے چہرے پر جوش کے تاثرات تھے۔

"سلاگا کا اندازہ بالکل درست ہے عمران صاحب۔ ہم نہ صرف ہیڈ کوارٹر کے سامنے پہنچ گئے ہیں بلکہ اس ٹاور کے بھی سامنے ہیں۔ جس پر راڈار نما مشین لگی ہوئی ہے"...... صدیقی نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اوکے۔ پھر کچھ دیر یہیں بیٹھ کر آرام کر لیں"...... عمران نے کہا اور وہیں گھاس پر بیٹھ گیا۔

"لیکن عمران صاحب۔ جب دوسرے کنارے پر موجود جنگل کو وہ چھان لیں گے تو پھر لامحالہ وہ ادھر کا رخ کریں گے"...... صدیقی نے بھی گھاس پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"جب تک وہ یہاں پہنچیں گے تب تک ہم ہیڈ کوارٹر میں داخل

بھی ہو چکے ہوں گے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ آپ نے بہرحال دریا کو عبور کرنے کی کوئی ترکیب سوچ لی ہے"...... صفدر نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اوہ کیا ترکیب ہے۔ پہلے مجھے بتاؤ"...... جولیا نے چونک کر کہا۔

"بڑی آسان ترکیب ہے۔ غوطہ خوری کا لباس ہمارے پاس موجود ہے۔ میں یہ لباس پہن کر پانی میں اتر جاؤں گا۔ رسی کا ایک سرا میں اپنی بیلٹ سے باندھ لوں گا۔ دوسرا سرا تمہارے پاس ہوگا۔ دریا کی رفتار طوفانی ضرور ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ بہتے ہوئے آہستہ آہستہ دوسرے کنارے تک بہرحال پہنچا جا سکتا ہے۔ غوطہ خوری کے لباس کی وجہ سے ڈوبنے کا خطرہ ختم ہو جائے گا"...... عمران نے کہا۔

"لیکن اس طرح تو نجانے آپ کو تیر کر کہاں تک جانا پڑے۔ رسی تو اتنی لمبی نہیں ہو سکتی"...... صفدر نے کہا۔

"اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔ ایک آدمی رسی کا سرا پکڑ کر کنارے کے ساتھ ساتھ آگے بڑھتا چلا جائے گا۔ رات کے وقت ہیڈ کوارٹر سے آگے کسی نے کیا چیکنگ کرنی ہے۔ جب میں دوسری طرف پہنچ جاؤں گا تو میں رسی کو مخصوص انداز میں جھٹکا دے کر اشارہ کر دوں گا پھر ہم دونوں دریا کے دونوں کناروں پر اس رسی کو باندھ دیں گے اور پھر اس رسی کی مدد سے آسانی سے سب لوگ دریا پار کر کے دوسرے کنارے پر پہنچ جائیں گے۔ اس کے بعد ہماری واپسی ہو جائے گی"

عمران نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر جب رات کافی گہری ہو گئی تو عمران اٹھا اور اس نے غوطہ خوری کا لباس ایک بیگ سے نکال کر پہننا شروع کر دیا۔ لباس پہن کر رسی کا ایک سرا اس نے بیلٹ کے ساتھ مضبوطی سے باندھ لیا۔

"تم سب یہیں رکو گے۔ میں پانی میں اتروں گا اور صفدر رسی کا دوسرا سرا لے کر چلے گا"...... عمران نے کہا۔

"لیکن ہیڈ کوارٹر سے صفدر کو تو کنارے کے ساتھ ساتھ دوڑتے ہوئے چیک کیا جا سکتا ہے"...... تنویر نے کہا۔

"ہاں۔ صفدر کو چیک کیا جا سکتا ہے واقعی تنویر کی بات درست ہے۔ چلو اس طرح کر لیتے ہیں کہ صفدر بھی غوطہ خوری کا لباس پہن لے اور پانی میں اتر جائے۔ لیکن وہ کنارے کے ساتھ ساتھ تیرتا ہوا آگے بڑھے گا"...... عمران نے کہا اور عمران کی اس بات کی سب نے تائید کر دی کیونکہ اس طرح وہ دونوں ہی آسانی سے نظروں میں نہ آ سکتے تھے۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں انہیں وہیں چھوڑ کر کنارے کی طرف بڑھنے لگے۔ جب درختوں کی رو ختم ہونے لگی تو وہ دونوں جھکے جھکے انداز میں آگے بڑھتے رہے اور پھر پہلے عمران پانی میں اترا اور اس کے بعد صفدر بھی پانی میں اتر گیا۔ پانی کی رفتار واقعی بے حد تیز تھی لیکن عمران مسلسل دوسرے کنارے پر جانے کی سر توڑ کوشش کرتا رہا۔ پانی کی خوفناک رفتار سے بار بار اپنے ساتھ بہا کر لے جاتی تھی لیکن عمران نے ہمت نہ ہاری اور آہستہ آہستہ وہ دریا کے درمیانی حصے

میں پہنچ گیا جہاں پانی کی رفتار سب سے زیادہ تیز تھی۔ عمران کو یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ کوئی حقیر تنکا ہو جو پانی کے خوفناک بہاؤ میں پھنس کر رہ گیا ہو۔ مسلسل جدوجہد کرتے ہوئے وہ قدرے تھک ہی گیا تھا لیکن اسے معلوم تھا کہ اس کی اس کوشش پر نہ صرف اس کی زندگی بلکہ اس کے ساتھیوں کی بقا کا انحصار ہے۔ اس لئے وہ مسلسل کوشش کرتا رہا اور آخر کار وہ اس خوفناک طوفانی ریلے سے نکل کر قدرے کم طوفانی رفتار کے دھارے میں پہنچ گیا اور پھر آہستہ آہستہ وہ دوسرے کنارے کے نزدیک ہوتا چلا گیا۔ چونکہ پہاڑی علاقے کے بعد جنگل کے اندر زمین مسلسل ڈھلوانی تھی اس لئے پانی کی رفتار ڈھلوان کی وجہ سے خاصی تیز تھی۔ پھر تھوڑی دیر بعد جب وہ دوسرے کنارے پر چڑھا تو کافی دیر تک وہاں پڑا سستاتا رہا۔ اس خوفناک جدوجہد کی وجہ سے اس کے سارے اعصاب شل ہو کر رہ گئے تھے لیکن پھر کمر سے بندھی ہوئی رسی کو جھٹکا لگا تو وہ چونک پڑا۔ اس نے اٹھ کر رسی کو مخصوص انداز میں جھٹکا دیا اور پھر اسے بیلٹ سے کھول کر وہ گھسیٹتا ہوا آگے بڑھا اور کچھ فاصلے پر موجود ایک درخت کے چوڑے تنے سے اس نے اسے مضبوطی سے باندھ دیا اور خود وہیں درخت کے تنے کے قریب ہی بیٹھ گیا۔ چند لمحوں بعد رسی تن گئی تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ دوسری طرف صفدر نے بھی رسی کو درخت کے تنے سے باندھ دیا ہے۔ عمران کی نظریں رسی پر جمی ہوئی تھیں لیکن رسی ساکت تھی عمران سمجھتا تھا کہ وہ کافی آگے نکل آئے ہیں اس لئے صفدر اب اپ

ساتھیوں کو بلانے گیا ہو گا اور وہی ہوا تقریباً نصف گھنٹے بعد رسی کو جھٹکے لگنے شروع ہو گئے اور عمران نے ایک طویل سانس لیا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے ایک سائے کو رسی کے سہارے دریا میں تیر کر کنارے کی طرف آتے دیکھا اور جب وہ سایہ کنارے پر آیا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔ کیونکہ آنے والا تنویر تھا۔

"تم نے واقعی ہمت کا ثبوت دیا ہے عمران۔ یہ تمہارا ہی کام تھا کہ اس خوفناک طوفانی رفتار کے حامل دریا کو پار کر کے آئے ہو۔ مجھے تو رسی کے سہارے کے باوجود اسے پار کرنا مشکل ہو گیا تھا"...... تنویر نے قریب آکر بڑے تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

"اس تعریف کا شکریہ"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم نے واقعی جدوجہد کی ہے"...... تنویر نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ واقعی اس قدر تھک گیا تھا کہ باوجود چاہنے کے اس کا بولنے کو دل ہی نہ کر رہا تھا۔ پھر تھوڑی دیر بعد جولیا بھی آ گئی۔ اس کے بعد صفدر صدیقی اور آخر میں سلاگا بھی پہنچ گیا۔ اتنی دیر میں عمران اپنے آپ پر قابو پا چکا تھا۔

"یہ رسی یہیں رہنے دو اور اب ہمیں واپس ہیڈ کوارٹر جانا ہو گا"...... عمران نے اپنا غوطہ خوری کا لباس اتارتے ہوئے کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ پھر وہ سب جنگل کے اندر بڑے محتاط انداز میں گزرتے ہوئے آخر کار اس ٹاور تک پہنچ گئے۔ وہاں واقعی ایک بہت بڑا پائپ دریا کے اندر کنارے پر موجود تھا۔ یہ پائپ زیر زمین تھا

اور ڈھلوانی تھا۔

"احتیاط سے ورنہ ہم مارے بھی جاسکتے ہیں"...... عمران نے کہا اور پانی میں اتر کر وہ تیزی سے اس پائپ کے دھانے کی طرف بڑھنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اس پائپ میں پانی کے ساتھ سفر کرتے ہوئے نیچے گہرائی میں اترتا چلا گیا۔ کافی دیر بعد اس کا جسم ایک زور دار چھپاکے سے پانی کے اندر جا گرا اور عمران سمجھ گیا کہ وہ تالاب کے اندر پہنچ گیا ہے۔ وہ تیزی سے تیرتا ہوا سائیڈ میں ہوا تو اس کے بعد ایک اور چھپاکا ہوا اور پھر تو چھپاکوں کا تانتا سا بندھ گیا۔ عمران نے پشت پر موجود تھیلے میں سے واٹر پروف ٹارچ نکالی اور دوسرے لمحے ارد گرد کا ماحول روشن ہو گیا۔ یہ ایک کافی بڑا اور گہرا تالاب تھا۔ اس کے درمیان میں ایک بڑا سا پائپ تھا جو کافی بلندی پر جا کر چھت میں غائب ہو گیا تھا۔ یہ ایک گول کمرہ نما جگہ تھی جسے باقاعدہ بنایا گیا تھا۔ ایک سائیڈ پر لوہے کی سیڑھیاں اوپر جا رہی تھیں اور سیڑھیوں کے اختتام پر ایک کافی بڑا گول سا ڈھکن تھا جیسے گٹر کے دہانے پر ہوتا ہے۔ چھت پر کئی جگہوں پر جالیاں بنی ہوئی تھیں جن کے چاروں طرف سے تازہ ہوا اندر آ رہی تھی لیکن بارش کا پانی براہ راست اندر نہ آسکتا تھا۔ شاید پانی کو تازہ ہوا پہنچانے کا خصوصی انتظام کیا گیا تھا۔

"یہ جگہ ہیڈ کوارٹر کے اندر کہاں پر ہے"...... عمران نے سلاگا سے پوچھا۔

"ہیڈ کوارٹر کے مین گیٹ کے تقریباً قریب ہی ہے۔ ویسے

ہیڈ کوارٹر تو بہت وسیع رقبے پر پھیلا ہوا ہے"۔ سلاگا نے جواب دیا۔

"رولف کا دفتر یا رہائش گاہ۔ وہ یہاں سے کتنے فاصلے پر ہے"۔ عمران نے پوچھا۔

"کافی دور ہے۔ راستے میں اور عمارتیں ہیں"...... سلاگا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہاں یقیناً تہہ خانہ بھی ہوگا"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ وہ یہاں سے قریب ہے"...... سلاگا نے جواب دیا۔

"اوکے۔ اب سلاگا، میں اور تنویر تین افراد اوپر جائیں گے۔ ہماری کوشش ہوگی کہ ہم اسلحہ خانے میں وائرلیس بم نصب کر دیں اور اس رولف کو بے ہوش کر کے یہاں لے آئیں"...... عمران نے کہا۔

"لیکن عمران صاحب۔ ہم ادھر ڈھلوان کی وجہ سے تالاب کے اندر تو آگئے ہیں لیکن ہم واپس کیسے جائیں گے"...... صفدر نے کہا۔

"یہ بعد میں سوچیں گے"...... عمران نے کہا اور پھر سلاگا اور تنویر کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کرتے ہوئے وہ سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا۔

رولف اپنی رہائش گاہ میں بڑی بے چینی کے عالم میں مسلسل ٹہل رہا تھا۔ رات پڑ چکی تھی لیکن ابھی تک عمران اور اس کے ساتھیوں کا پتہ نہ چل سکا تھا۔ وہ لوگ اس طرح غائب ہو گئے تھے جیسے ان کا وجود ہی نہ ہو۔ اگر وہ خالی خصوصی لانچ اور تینوں چیک پوسٹیں تباہ نہ ہوئی ہوتیں تو رولف یہی سمجھتا کہ وہ لوگ اری زونا سے ادھر آئے ہی نہیں لیکن اب وہ دستیاب ہی نہ ہو رہے تھے۔ تیسری چیک پوسٹ سے ہیڈ کوارٹر تک تمام جنگل چھان مارا گیا تھا۔ ہیلی کاپٹروں کی مدد سے بھی اور مسلح افراد کی مدد سے بھی۔ لیکن ان کا کہیں پتہ نہ چل رہا تھا اور پھر اس نے دریا کے دوسرے کنارے پر موجود جنگل کو بھی چیک کرنے کا حکم دے دیا تھا لیکن وہاں سے بھی وہ لوگ دستیاب نہ ہوئے تھے اور جیسے جیسے وقت گزرتا جا رہا تھا۔ رولف کی بے چینی میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔

"آخر یہ لوگ گئے تو کہاں گئے"...... رولف نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ مزید کچھ سوچتا اچانک میز پر رکھے ہوئے ٹرانسمیٹر سے کال آنی شروع ہو گئی۔ وہ جھپٹ کر آگے بڑھا اور اس نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو۔ آرنلڈ کالنگ۔ اوور"...... ایک تیز آواز سنائی دی۔ یہ آرنلڈ اس دستے کا انچارج تھا جو جنگل میں انہیں تلاش کر رہا تھا۔

"یس۔ رولف اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... رولف نے تیز لہجے میں کہا۔

"چیف۔ ہیڈ وارٹر سے تقریباً ایک کلومیٹر آگے دریا کے اوپر ایک رسی بندھی ہوئی ملی ہے۔ اوور"...... دوسری طرف سے آرنلڈ کی آواز سنائی دی تو رولف بے اختیار اچھل پڑا۔

"دریا کے اوپر رسی۔ کیا مطلب۔ اوور"...... رولف نے حیرت بھرے انداز میں کہا۔ وہ واقعی آرنلڈ کی بات نہ سمجھ سکا تھا۔

"چیف۔ نائلون کی ایک مضبوط رسی دریا کے بائیں کنارے پر ایک درخت کے ساتھ بندھی ہوئی ہے جبکہ دریا کے اوپر سے گزر کر ہیڈ کوارٹر والی سائیڈ پر جا رہی ہے اور رسی تنی ہوئی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ اسے دوسری طرف بھی کسی درخت سے باندھا گیا ہے اور یہ رسی اس بات کی نشاندہی کرتی ہے کہ یہ لوگ دریا کے بائیں کنارے کے جنگل میں سفر کر کے ہیڈ کوارٹر کی طرف بڑھتے رہے جبکہ ہم انہیں ہیڈ کوارٹر والی سائیڈ پر ہی تلاش کرتے رہے۔ پھر کسی طرح انہوں نے

یہ رسی باندھی اور اس رسی کی مدد سے یہ دریا پار کر کے ہیڈ کوارٹر والی سائیڈ پر پہنچ گئے اور انہوں نے جان بوجھ کر ہیڈ کوارٹر سے کافی آگے یہ کام کیا ہے تاکہ اس طرح ہم انہیں تلاش نہ کر سکیں ۔ اوور"۔ آرنلڈ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ ۔ اوہ ۔ تو یہ بات ہے ۔ اس لئے یہ مل نہ رہے تھے ۔ تم فوراً ہیلی کاپٹر کو کال کرو اور ہیلی کاپٹر پر بیٹھ کر اس کنارے پر پہنچو اور پھر مل کر ادھر انہیں تلاش کر کے ختم کر دو ۔ اوور"...... رولف نے تیز لہجے میں کہا۔

"چیف ۔ یہ لوگ ہیڈ کوارٹر کے اندر نہ داخل ہو گئے ہوں ۔ اوور"...... آرنلڈ نے کہا۔

"نانسنس ۔ یہ بات تم نے کیسے کر دی ۔ یہ کیسے اندر داخل ہو سکتے ہیں ۔ ہیڈ کوارٹر تو سیل کر دیا گیا ہے اور ویسے بھی ریڈ الرٹ ہے یہ اندر داخل ہوئے تو فوراً پتہ چل جائے گا ۔ اوور"......... رولف نے کہا۔

"یس چیف ۔ اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور رولف نے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر دیا ۔ اب اس کے چہرے پر قدرے اطمینان کے تاثرات ابھر آئے تھے کیونکہ اب ان کا ایک لحاظ سے پتہ چل گیا تھا اور اب انہیں موت سے دنیا کی کوئی طاقت نہ بچا سکتی تھی ۔ وہ ایک طرف بنے ہوئے ریک کی طرف بڑھنے لگا جس میں دنیا کی انتہائی قیمتی شرابوں کی بوتلیں موجود تھیں اس نے ایک بوتل

اٹھائی ہی تھی کہ اسے اپنے عقب میں دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی ۔ وہ تیزی سے مڑا ہی تھا کہ اس کے ہاتھ میں موجود بوتل بے اختیار اس کے ہاتھ سے نکل کر فرش پر جا گری ۔ اس کی آنکھیں حیرت کی شدت سے پھٹنے کے قریب ہو گئیں کیونکہ دروازے سے تین اجنبی اندر داخل ہوئے تھے ان میں سے دو کے ہاتھوں میں مشین پسٹل موجود تھے ۔

"تم ۔ تم ۔ تم کون ہو ۔ تم"...... رولف کے منہ سے لاشعوری طور پر نکلا۔

"میرا نام علی عمران ہے"...... سب سے آگے موجود ایکریمی نے کہا تو رولف کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے ذہن پر کسی نے ایٹم بم فائر کر دیا ہو اور اس کے ساتھ ہی اس کے حواس اس کا ساتھ چھوڑتے چلے گئے ۔ اس کے ساتھ ہی ایک بار پھر اس کے ذہن میں دھماکہ ہوا اور اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن پر چھا جانے والا سیاہ پردہ اٹھتا چلا گیا۔ لیکن دوسرے لمحے رولف یہ محسوس کر کے پاگل ہونے کے قریب ہو گیا کہ اس کا جسم ایک کرسی پر رسیوں سے بندھا ہوا تھا اور وہ عمران اس کے سامنے کھڑا ہوا تھا جبکہ اس کے دو ساتھی جن میں سے ایک ایکریمی اور دوسرا مقامی تھا ۔ کمرے میں موجود نہ تھے ۔

"تمہیں ہوش آگیا مسٹر رولف ۔ لیکن تمہارے متعلق تو مشہور ہے کہ تم عالمی دہشت گرد ہو ۔ ایسے آدمی کو تو بڑا بہادر اور انتہائی مضبوط اعصاب کا مالک ہونا چاہئے"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو رولف نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے ۔

"تم۔ تم یہاں تک کیسے پہنچ گئے۔ کیا۔ کیا تم جن ہو۔ بھوت ہو۔ مافوق الفطرت ہو"...... رولف نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا تو سامنے کھڑا ہوا عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"اوہ۔ تو تم اسی لئے ہمیں دیکھتے ہی بے ہوش ہو گئے تھے۔ ایسی کوئی بات نہیں مسٹر رولف۔ اگر ہم جن بھوت یا مافوق الفطرت ہوتے تو ہمیں کیا ضرورت تھی رسی کے ذریعے دریا کراس کرنے کی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"پھر۔ پھر تم کیسے سیلڈ ہیڈ کوارٹر کے اندر پہنچ گئے اور وہ بھی میری رہائش گاہ تک کیسے پہنچ گئے"...... رولف کو محسوس ہو رہا تھا کہ اس کی ذہنی حالت واقعی خراب ہو رہی ہے۔ اصل میں اسے کسی طور پر بھی یہ بات سمجھ نہ آ رہی تھی کہ یہ لوگ ہیڈ کوارٹر کے اندر کیسے داخل ہو گئے۔

"میں تمہاری حیرت دور کر دیتا ہوں تاکہ تم سے اطمینان سے بات چیت ہو سکے۔ دریا سے پائپوں کے ذریعے پانی ہیڈ کوارٹر کے اندر تالاب میں جاتا ہے۔ ہم ان پائپوں کے ذریعے تالاب میں پہنچ گئے اور پھر وہاں سے اوپر آ گئے۔ اب یہ تمہاری اپنی سوچ ہے کہ تمہارے ہیڈ کوارٹر کے اندر ہمیں کہیں بھی ایک آدمی بھی نظر نہیں آیا۔ شاید تم نے اس کی ضرورت ہی نہ سمجھی تھی۔ تالاب سے نکل کر ہم تمہارے اسلحہ خانے میں گئے اس وسیع وعریض اسلحہ خانے میں جہاں انتہائی جدید اور انتہائی قیمتی اسلحے کے ڈھیر سٹاک کئے گئے ہیں۔ ہم نے وہاں

ایک وائرلیس چارجر چھپا کر رکھ دیا ہے اور اس کا چارجر میری جیب میں ہے۔ اس طرح میں جس وقت چاہوں صرف ایک بٹن دبا کر اس اسلحہ خانے کو تباہ کر سکتا ہوں اور اتنا تو تم خود سمجھ سکتے ہو کہ جب یہ تمہارا اسلحہ خانہ تباہ ہو گا تو تمہارے اس ہیڈ کوارٹر اور تمہارا کیا حشر ہو گا۔ میں چاہتا تو خاموشی سے واپس چلا جاتا اور باہر پہنچ کر بم فائر کر دیتا۔ لیکن مجھے معلوم ہے کہ یہاں کافی لوگ موجود ہیں اور میں قتل عام نہیں کرنا چاہتا۔ اس لئے میں یہاں آیا ہوں اب اس بات کا انحصار تم پر ہے کہ تم کیا چاہتے ہو"...... عمران نے جواب دیا۔ اس کا لہجہ بے حد اطمینان بھرا تھا لیکن اس کے منہ سے تفصیل سن کر رولف کے ذہن میں بے اختیار آندھیاں سی چلنے لگ گئیں کیونکہ اسے معلوم تھا کہ اس کے سامنے کھڑا عمران جو کچھ کہہ رہا ہے وہ واقعی درست ہے۔ تالاب اور پائپوں والا آئیڈیا تو اس کے ذہن کے کسی کونے میں بھی نہ تھا کہ یہ لوگ یہاں سے بھی اندر داخل ہو سکتے ہیں اور عمران کی یہ بات بھی درست تھی۔ ہیڈ کوارٹر کے اندر مسلح افراد کے گشت کی کبھی ضرورت ہی نہ سمجھی گئی تھی کیونکہ یہ بات حتمی طور پر سمجھی جاتی تھی کہ کوئی اندر داخل ہی نہیں ہو سکتا۔

"تم۔ تم کیا چاہتے ہو"...... رولف نے بے اختیار ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"تمہاری اور ہماری کوئی لڑائی نہیں ہے۔ تم اگر عالمی دہشت گرد ہو تو تمہاری یہ کارروائیاں یورپ اور ایکریمیا اور ان جیسے دوسرے

ملکوں تک ہی محدود رہتی ہیں۔ پاکیشیا یا دوسرے مسلم ممالک میں تمہاری کارروائیاں سامنے نہیں آئیں۔ اس لئے تم جو کچھ بھی کرتے رہو۔ ہمیں اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ہماری دلچسپی صرف مراسک کے دارالحکومت کاسا میں ہونے والی کانفرنس سے ہے۔ ہم اس کانفرنس کو صحیح سلامت منعقد کروانا چاہتے ہیں اور بس"...... عمران نے جواب دیا۔

"پھر تو تمہیں فکر کرنے کی ضرورت نہیں رہی۔ وہاں کرنل فریدی نے ہمیں مکمل طور پر ناکام کر دیا ہے۔ ہمارے تمام گروہ اس نے گرفتار کر لئے ہیں۔ ہم نے ایک عمارت میں سپر بلاسٹر نصب کیا تھا۔ وہ بھی اس نے ٹریس کر کے ناکارہ کر دیا ہے۔ اب تو وہاں ہمارا صرف ایک آدمی بچا ہے اور وہ بھی عام سا مخبر ہے۔ اس نے مجھے اطلاع دی ہے اور بس۔ اب ہم اتنی جلدی نہ ہی یہاں سے کوئی گروپ بھیج سکتے ہیں اور نہ وہاں کی سخت چیکنگ میں کوئی گروپ اب مزید کارروائی کر سکتا ہے اور یہ بھی بتادوں کہ رولف زندگی میں پہلی بار ناکام ہوا ہے"...... رولف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کب آئی ہے یہ کال کہ تمہارے گروپ وہاں ناکام ہو چکے ہیں"...... عمران نے پوچھا۔

"دن کا پچھلا پہر تھا۔ اس وقت جب میرے آدمی تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو تلاش کرتے پھر رہے تھے"...... رولف نے جواب دیا۔

"کال فون پر آئی تھی یا ٹرانسمیٹر پر"...... عمران نے پوچھا۔

"ٹرانسمیٹر پر"...... رولف نے جواب دیا۔

"کیا یہاں ہیڈ کوارٹر میں کال ریکارڈ کی جاتی ہے۔ سوچ کر جواب دینا۔ ہم نے پھر اس بات کی چیکنگ کرنی ہے جو تم بتاؤ گے اور اگر تم نے غلط بیانی کی تو پھر تمہاری موت یقینی ہو جائے گی"...... عمران کا لہجہ بے حد جارحانہ تھا۔

"ٹرانسمیٹر کال کیسے ریکارڈ ہو سکتی ہے۔ فون کال تو ریکارڈ ہوتی ہیں"...... رولف نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"پھر تم کیسے ثابت کرو گے کہ جو کچھ تم کہہ رہے ہو وہ درست ہے"...... عمران نے کہا۔

"تم خود کرنل فریدی سے بات کر کے دیکھ لو"...... رولف نے جواب دیا۔

"کرنل فریدی کو کیا معلوم کہ تمہارے اور کتنے گروپ وہاں موجود ہیں۔ وہ تو صرف ان کے بارے میں ہی بتا سکے گا جن کو اس نے گرفتار کیا ہے"...... عمران نے جواب دیا۔

"پھر میں کیا کر سکتا ہوں۔ تم خود بتاؤ"...... رولف نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"مجھے کیا ضرورت ہے کچھ بتانے کی۔ میں تو خاموشی سے نکل جاؤں اور پھر فائر کر دوں گا۔ وہاں میں ذمہ دار نہیں ہوں۔ وہاں کی ذمہ داری کرنل فریدی پر ہے اور کرنل فریدی انتہائی ذمہ دار آدمی ہے۔

میں تو تم سے اس لئے رعایت کرنا چاہتا تھا کہ اگر واقعی وہاں تم
مشن ناکام ہو چکا ہے تو پھر تمہارا ہیڈ کوارٹر اڑا کر مجھے کیا ملے گا۔
کیوں ایک فضول کارروائی کروں"...... عمران نے جواب د
ہوئے کہا۔

"میں کیا کر سکتا ہوں۔ تمہاری مرضی ہے جو کرو۔ میں اس حا
میں تمہیں روک تو نہیں سکتا"...... رولف نے جواب دیا۔

"ایک کام ہو سکتا ہے کہ میں تمہیں یہاں سے مراسک ساتھ
جاؤں اور تمہیں کانفرنس ہال میں بٹھا دیا جائے تاکہ اگر واقعی
تمہارا کوئی گروپ کام کر رہا ہے تو پھر اگر کانفرنس ہال تباہ ہوتا۔
تم بھی تو ساتھ ہی مرو گے"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے
رولف بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے دماغ میں بے اختیار دھم
ہونے لگے کیونکہ اسے معلوم تھا کہ مارک وہاں کام کر رہا ہے اور
نے لامحالہ کانفرنس ہال تباہ کر دینا ہے لیکن جلد ہی اس نے اپنے
کو سنبھال لیا۔

"تمہاری مرضی۔ میں کیا کہہ سکتا ہوں"...... رولف نے اپنے
کو پرسکون بناتے ہوئے کہا۔

"تمہاری یہ بدلتی ہوئی کیفیت نے مجھے سب کچھ بتا دیا ہے رولف
اس لئے اب تم خود بتاؤ گے کہ وہاں کیا ہو رہا ہے اور کیا نہیں"۔
عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"جو میں نے کہا ہے وہی درست ہے"...... رولف نے اپنے ہو

بھینچتے ہوئے کہا۔ اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ عمران کو مارک کے
بارے میں کچھ نہیں بتائے گا تاکہ مارک اپنا کام کر سکے۔ اس طرح کم
از کم رولف کی ساکھ تو قائم رہ جائے گی۔ ہیڈ کوارٹر کا کیا ہے وہ تو
دوبارہ بھی بنایا جا سکتا ہے۔ لیکن ابھی اس کا فقرہ ختم ہی ہوا تھا کہ
اچانک عمران کا بازو گھوما اور دوسرے لمحے رولف کو یوں محسوس ہوا
جیسے اس کی کنپٹی پر کوئی پہاڑ آ گرا ہو۔ اس کے ذہن میں ایک خوفناک
دھماکہ ہوا اور اس کے ساتھ ہی اس کے حواس اس کا ساتھ چھوڑ گئے۔

کرنل فریدی اپنی رہائش گاہ کے سٹنگ روم میں بیٹھا ہوا
کتاب کے مطالعے میں مصروف تھا۔ ساتھ ہی کافی کی پیالی پڑی ہو
تھی۔ وہ کتاب پڑھنے کے ساتھ ساتھ کافی سپ کر رہا تھا کہ اچا
کمرے کا بند دروازہ کھلا اور کیپٹن حمید اندر داخل ہوا۔

"اوہو۔ تو مطالعہ کیا جا رہا ہے"...... کیپٹن حمید نے چہکتے ہوئے
لہجے میں کہا۔

"کتابوں کا مطالعہ کرنا جرم تو نہیں ہے"...... کرنل فریدی
مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"میں نے کب کہا ہے کہ جرم ہے"...... کیپٹن حمید نے
بناتے ہوئے کہا اور ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گیا تو کرنل فریدی
اختیار مسکرا دیا۔

"میں نے لفظ کتابوں کہا ہے"...... کرنل فریدی نے کافی کی

اٹھا کر منہ سے لگاتے ہوئے کہا۔

"مطالعہ کتابوں رسالوں کا ہی کیا جاتا ہے"...... کیپٹن حمید نے
جواب دیا۔

"اور مشاہدہ"...... کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا تو
کیپٹن حمید بے اختیار چونک پڑا۔

"مشاہدہ۔ کیا مطلب۔ یہ آپ نے کیا پہیلیاں بجھوانی شروع کر دی
ہیں"...... کیپٹن حمید نے کہا اور کرسی سے اٹھنے لگا۔

"بیٹھو۔ کچھ دیر میرے پاس بھی بیٹھ جایا کرو"...... کرنل فریدی
نے کہا تو کیپٹن حمید کے چہرے پر یکلخت حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"آج آپ کے موڈ کی مجھے سمجھ نہیں آ رہی"...... کیپٹن حمید نے
دوبارہ کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"جس کا مطالعہ اور مشاہدہ کر کے آ رہے ہو۔ اس سے پوچھ
لینا"...... کرنل فریدی نے کہا تو کیپٹن حمید اور زیادہ چونک پڑا۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ میں کس کا مطالعہ اور مشاہدہ کرتا رہا ہوں"۔
کیپٹن حمید نے کہا۔

"کتاب حسن کا مطالعہ اور مجسمہ حسن کا مشاہدہ ہی تو کرتے رہے ہو
رین بو ریستوران میں"...... کرنل فریدی نے صفحہ پلٹتے ہوئے کہا تو
کیپٹن حمید نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"اوہ۔ تو اس ساری تمہید کا مطلب یہ تھا کہ آپ کو میرا کیپٹن
صائمہ کے ساتھ ریستوران میں بیٹھنا پسند نہیں آیا۔ کیا میں وجہ پوچھ

سکتا ہوں"...... کیپٹن حمید نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم نے کیسے اندازہ لگالیا کہ مجھے پسند نہیں آیا"...... کرنل فریدی نے پوچھا۔

"تب ہی تو آپ اس طرح طنزیہ لہجے میں بات کر رہے ہیں۔جیسے میں نے کیپٹن صائمہ کے ساتھ بیٹھ کر کوئی جرم کر لیا ہو"...... کیپٹن حمید نے کہا۔

"تمہیں کیپٹن صائمہ نے یہ تو بتا دیا ہو گا کہ وہ شادی شدہ ہے"۔ کرنل فریدی نے جواب دیا تو کیپٹن حمید بے اختیار اچھل پڑا۔اس کے چہرے پر شدید حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"کیا۔کیا مطلب۔صائمہ شادی شدہ ہے۔نہیں۔اس نے تو کچھ نہیں کہا اور......" کیپٹن حمید نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور اس بوکھلاہٹ کی وجہ سے اس سے فقرہ بھی مکمل نہ ہو سکا تھا۔

"اس میں اتنا بوکھلانے کی کیا بات ہے۔کیا لڑکیوں کی شادیاں نہیں ہوتیں"...... کرنل فریدی نے اس بار کیپٹن حمید کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"ہوتی تو ہیں مگر۔نہیں اگر ایسا ہوتا تو وہ مجھے بتا دیتی"۔ کیپٹن حمید نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

"وہ واقعی شادی شدہ ہے۔کرنل عبداللہ کے بیٹے سے اس کی شادی ہو چکی ہے۔کرنل عبداللہ کا بیٹا اعلیٰ تعلیم کے لئے ایکریمیا گیا ہوا ہے"...... کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا تو کیپٹن حمید کے

چہرے پر یکلخت ناگواری کے تاثرات ابھر آئے۔

"آپ نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا تھا"...... کیپٹن حمید نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تو پھر تم کیا کرتے"...... کرنل فریدی نے لطف لیتے ہوئے کہا کیونکہ وہ کیپٹن حمید کی طبیعت سے اچھی طرح واقف تھا کہ کیپٹن حمید شادی شدہ لڑکیوں سے بے حد الرجک رہتا ہے۔گو اسے معلوم تھا کہ کیپٹن حمید کا کردار بے داغ ہے اور وہ صرف فلرٹ کرتا ہے۔

"میں اپنا وقت تو ضائع نہ کرتا۔ہونہہ"...... کیپٹن حمید نے کہا۔ اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ اس کا موڈ کرنل فریدی کی بات سن کر آف ہو چکا ہے۔

"کیا مطلب۔شادی شدہ لڑکیوں سے بات چیت کرنے۔ان سے ریستوران میں بیٹھ کر گپیں مارنے سے وقت ضائع ہوتا ہے اور غیر شادی شدہ لڑکیوں سے ایسا کرنے میں وقت ضائع نہیں ہوتا"۔ کرنل فریدی نے کہا۔

"بس۔آپ کو ان باتوں کا کیا علم۔آپ تو ویسے ہی ہر قسم کے جذبات واحساسات کے معاملے میں پتھر ہیں۔اس کا مطلب ہے کہ صائمہ نے مجھے احمق بنایا ہے۔وہ میری باتوں پر دل ہی دل میں ہنس رہی ہو گی"...... کیپٹن حمید نے غراتے ہوئے کہا۔اسے اب اس کی ساری باتیں یاد آ رہی تھیں جو اس نے کیپٹن صائمہ سے کی تھیں۔

"کن باتوں پر"...... کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا تو

کیپٹن حمید بے اختیار ایک جھٹکے سے کھڑا ہو گیا۔

"میں جا رہا ہوں"....... کیپٹن حمید نے کہا اور تیزی سے دروازے کی طرف مڑ گیا۔

"ٹھہرو۔ مجھے تم سے چند ضروری باتیں کرنی ہیں"....... اس بار کرنل فریدی کی انتہائی سنجیدہ آواز سنائی دی تو کیپٹن حمید ایک جھٹکے سے مڑا۔

"یہ باتیں صبح نہیں ہو سکتیں"....... کیپٹن حمید نے اسی طرح غصیلے لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ اب کانفرنس میں صرف ایک دن درمیان میں رہ گیا ہے اور ہمارے لئے ایک ایک لمحہ قیمتی ہے"....... کرنل فریدی نے اسی طرح انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا تو کیپٹن حمید خاموشی سے دوبارہ اسی کرسی پر بیٹھ گیا جس پر وہ پہلے بیٹھا ہوا تھا۔

"فرمایئے"....... کیپٹن حمید نے کہا۔

"دارالحکومت سے دور ایک پہاڑی سلسلہ ہے۔ اونچے اونچے ٹیلوں کا سلسلہ۔ وہاں ایک راڈار اسٹیشن قائم ہے۔ میں اس راڈار اسٹیشن کا چکر لگا آیا ہوں۔ وہاں ویسے تو ہر چیز اوکے ہے لیکن میں چاہتا ہوں کہ تم زیرو فورس کے ساتھ اس راڈار اسٹیشن کے گرد باقاعدہ پہرہ دو"۔ کرنل فریدی نے کہا تو کیپٹن حمید چونک پڑا۔

"راڈار اسٹیشن اور وہ بھی دارالحکومت سے دور۔ وہاں کیا ہے۔ کانفرنس تو دارالحکومت میں ہو رہی ہے"....... کیپٹن حمید نے حیرت

بھرے لہجے میں کہا۔

"ہمیں ہر طرف کا خیال رکھنا ہے۔ گو بظاہر تو آسٹن سے معلوم ہونے والے تمام گروپس کو گرفتار کر لیا گیا ہے اور مزید کوئی آدمی یا گروپ باقی نہیں رہا لیکن اس کے باوجود کچھ کہا نہیں جا سکتا"۔ کرنل فریدی نے کہا۔

"آپ کا مطلب ہے کہ کوئی گروپ اس راڈار اسٹیشن پر قبضہ کر لے گا یا اسے تباہ کر دے گا۔ پھر کیا ہو گا اس سے کانفرنس پر کیا اثر پڑے گا"....... کیپٹن حمید نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کانفرنس ہال پر میزائل بھی فائر کئے جا سکتے ہیں۔ آسٹن کا ایک گروپ باقاعدہ اس منصوبے پر کام کر رہا تھا جس کا انچارج انتھونی تھا۔ ان لوگوں نے ایسی تمام عمارتوں پر میزائل فائر کرنے کے لئے جگہوں کا انتخاب کر لیا تھا جہاں کانفرنس میں شرکت کرنے والے وفود نے ٹھہرنا تھا۔ اگر یہ لوگ پکڑے نہ جاتے تو پھر یقیناً ہمارے لئے بے حد پرابلم تھا لیکن اب بھی کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ ایسا انتظام کوئی اور کر رہا ہو اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس کا علم آسٹن کو بھی نہ ہو"....... کرنل فریدی نے کہا۔

"تو آپ کا مطلب ہے کہ راڈار اسٹیشن سے کانفرنس ہال پر میزائل فائر ہو سکتے ہیں۔ کتنا فاصلہ ہے یہاں سے اس راڈار اسٹیشن کا"۔ کیپٹن حمید نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"فضا سے تقریباً پچیس کلو میٹر ہو جائے گا"....... کرنل فریدی نے

کہا۔

"میرا خیال ہے کہ آپ اعصابی طور پر تھک گئے ہیں۔آپ کو آرام کرنا چاہئے"...... کیپٹن حمید نے مسکراتے ہوئے کہا تو کرنل فریدی بے اختیار ہنس پڑا۔

"تم شاید یہ بات اس فاصلے کو مدنظر رکھ کر کہہ رہے ہو۔ لیکن موجودہ دور میں یہ فاصلہ کیا حیثیت رکھتا ہے۔آج کل تو بین البراعظمی میزائل تیار ہو رہے ہیں"...... کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ہو رہے ہوں گے لیکن ایسے میزائل یہاں کیسے لائے جاسکتے ہیں۔ کیا اس قدر فاصلہ طے کرنے والے میزائل چھوٹے سے پتھر جتنے ہوں گے کہ انہیں غلیل میں رکھ کر مار دیا جاتا ہوگا"...... کیپٹن حمید نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تمہاری بات درست ہے۔میزائل بہرحال میزائل ہوتے ہیں اور حکومت نے ایسے اسلحے کو کاسا میں داخل ہونے سے روکنے کے لئے بڑے سخت اقدامات کئے ہیں لیکن اس کے باوجود تم جانتے ہو کہ ایسا ہو سکتا ہے۔ایسے ایسے راستے ہوتے ہیں جن کا علم حکومت کے اہل کاروں کو سرے سے نہیں ہوتا یا پھر دولت کا لالچ بھی کام دکھا سکتا ہے"...... کرنل فریدی نے جواب دیا تو کیپٹن حمید نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"لیکن آپ نے اس راڈار اسٹیشن کو ہی کیوں منتخب کیا ہے۔ کیا

کسی اور عمارت سے میزائل فائر نہیں ہو سکتا"...... کیپٹن حمید نے کہا

"اس راڈار اسٹیشن کی بلندی ایسی ہے کہ اگر وہاں سے میزائل فائر کیا جائے تو وہ بغیر کسی رکاوٹ کے کانفرنس ہال تک پہنچ سکتا ہے۔اس کے علاوہ جتنی بھی ایسی عمارتیں ہیں ان پر فوج اور سیکورٹی کی سخت نگرانی ہوگی کیونکہ ایسی عمارتیں بہرحال شہر میں ہی ہیں۔شہر سے باہر نہیں ہے۔ باہر صرف یہی راڈار اسٹیشن ہی ہے اور اس کے ارد گرد کا علاقہ ویران ہے"...... کرنل فریدی نے جواب دیا۔

"بات تو آپ کی ٹھیک ہے لیکن میرا خیال ہے کہ ہمیں یہ سارا کام کرنے کی بجائے حکومت سے کہہ دینا چاہئے وہ وہاں فوج کا کوئی دستہ تعینات کر دے گی"...... کیپٹن حمید نے کہا۔

"تم کیپٹن صائمہ کو ساتھ لے جانا۔ پھر تو وہ ویرانہ تمہیں ویرانہ نہ لگے گا"...... کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اب اس کا نام نہ لیں بس۔ ٹھیک ہے میں صبح چلا جاؤں گا"۔ کیپٹن حمید نے کہا اور کرسی سے اٹھ کر ایک بار پھر دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔اسی لمحے کرنل فریدی کے ساتھ تپائی پر پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل فریدی نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔ کیپٹن حمید فون کی گھنٹی کی آواز سن کر مڑا اور پھر رک گیا۔

"یس۔ہارڈسٹون"...... کرنل فریدی نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"جو پیر و مرشد خود ہارڈ سٹون ہو اس نے اپنے مرید کے دل میں کیا گداز میرا مطلب ہے کیا نرمی پیدا کرنی ہے"...... دوسری طرف سے عمران کی چہکتی ہوئی آواز سنائی دی اور کیپٹن حمید کے کانوں میں عمران کی ہلکی سی آواز پڑی تو وہ منہ بناتا ہوا مڑا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر چلا گیا۔

"اگر گداز دل کا اتنا ہی شوق ہے تو پھر تمہاری اماں بی سے بات کروں"...... کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے آپ کو شاید مریدوں کا زندہ رہنا پسند نہیں ہے"۔ عمران نے کہا تو کرنل فریدی بے اختیار ہنس پڑا۔

"اس وقت رات کو کیسے فون کیا ہے۔ وہ تمہارے مشن کا کیا ہوا"...... کرنل فریدی نے موضوع بدلتے ہوئے کہا۔ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ عمران نے از خود دھارے پر آنا ہی نہیں۔ وہ مسلسل ادھر ادھر کی باتیں ہی کرتا رہے گا۔

"میں اپنے مشن کے گداز دل سے ہی فون کر رہا ہوں"۔ عمران کی آواز سنائی دی تو کرنل فریدی بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا مطلب۔ کیا تم رولف کے اری زونا والے ہیڈ کوارٹر سے بات کر رہے ہو"...... کرنل فریدی نے کہا۔

"جی ہاں۔ ویسے میں تو بڑے شوق سے ان عالمی دہشت گرد صاحب کو دیکھنے گیا تھا لیکن یہ عالمی دہشت گرد تو مجھے عالمی دل گداز لگتا ہے"...... عمران نے جواب دیا اور کرنل فریدی بے اختیار ہنس پڑا۔

"جب تم وہاں پہنچ جا تو اس کا دل تو گداز ہونا ہی تھا"...... کرنل فریدی نے کہا اور دوسری طرف سے عمران کے ہنسنے کی آواز سنائی دی۔

"مجھے رولف نے بتا ا ہے کہ آپ نے وہاں کسی آسٹن کا دل اس قدر گداز کر دیا ہے کہ ر لف کا سارا مشن ہی مکمل طور پر ختم ہو چکا ہے"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ تو رولف تک اس کی رپورٹ پہنچ گئی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ ابھی اس کے آد ، یہاں موجود ہیں"...... کرنل فریدی نے چونک کر کہا۔

"وہ تو یہی کہہ رہا ہے له اس کا کوئی مخبر وغیرہ ہے۔ اس نے اطلاع دی ہے اور اس کے سارے گروپس آپ نے ختم کر دیئے ہیں۔ لیکن میں نے اس پر ایک نفہ باتی داؤ آزمایا۔ میں نے اسے کہا کہ اگر ایسی بات ہے تو میں اسے سا ۂ لے کر کا سا جاتا ہوں اور اسے کانفرنس ہال میں بٹھا دیا جائے گا تا کہ اگر کانفرنس ہال تباہ ہو تو ساتھ ہی اس کی موت بھی واقع ہو جائے جس پر وہ بری طرح گھبرا گیا۔ گو اس نے فوری طور پر اپنے آپ پر نابو پا لیا لیکن بہرحال اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ وہاں ابھی کچھ نہ کچھ ہو رہ ہے اور میں نے بھی فون اسی لئے کیا تھا تا کہ آپ سے پوچھ سکوں"...... عمران نے کہا۔

"یہاں آسٹن اور اس کے سارے گروپس کو گرفتار کر لیا گیا ہے اور بظاہر تو یہی معلوم ہ تا ہے کہ ان کے سارے آدمی گرفتار ہو چکے ہیں لیکن میں پھر بھی چوکنا رہنا چاہتا ہوں۔ تم اس رولف سے مزید

معلومات حاصل کرو۔ہو سکتا ہے کہ اس نے کوئی ایسا انتظام واقعی رکھا ہو جس کا علم ہمیں نہ ہو سکے"...... کرنل فریدی نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے"...... دوسری طرف سے عمران نے جواب دیا اور کرنل فریدی نے خدا حافظ کہتے ہوئے رسیور رکھ دیا اور کتاب اٹھا دوبارہ اس کا مطالعہ شروع کر دیا۔اس کے ذہن میں صرف وہی را
اسٹیشن ہی اٹک رہا تھا اور اس کا انتظام اس نے کر دیا تھا۔اسے معل
تھا کہ اگر کوئی کارروائی کی بھی گئی تو کیپٹن حمید زیرو فورس کے سا
مل کر بہر حال اسے روک لے گا۔

عمران اپنے ساتھیوں سمیت خصوصی ہیلی کاپٹر میں سوار جنگل کے اوپر سے گزرتا ہوا اری زونا کی طرف بڑھتا چلا جا رہا تھا۔وہ جب تنویر اور سلاگا سمیت تالاب سے نکل کر ہیڈ کوارٹر میں داخل ہوا تو وہاں واقعی کوئی آدمی موجود نہ تھا اور سلاگا کی مدد سے وہ ایک اسلحہ خانے تک پہنچ گیا۔اسلحے کا اتنا بڑا سٹاک دیکھ کر عمران کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئی تھیں۔پھر اسلحہ بھی انتہائی جدید ساخت کا اور قیمتی تھا۔عمران نے وہاں ایک نہیں بلکہ کئی وائرلیس چارجر بم آن کر کے مختلف جگہوں پر چھپا دیئے تھے۔پھر وہ تینوں رولف کی رہائش گاہ پر پہنچ گئے۔ایک کمرے کی دہلیز سے روشنی باہر آ رہی تھی اور اندر سے رولف کی تیز آواز بھی سنائی دے رہی تھی۔عمران نے دروازے کو آہستہ سے دبایا تو وہ بند نہ تھا۔رولف کی بات سے معلوم ہو رہا تھا کہ وہ کسی سے ٹرانسمیٹر پر بات کر رہا ہے۔عمران دروازے سے کان لگائے کھڑا سنتا رہا اور

اسے معلوم ہو گیا کہ ٹرانسمیٹر پران کے متعلق ہی رپورٹ دی جا رہی ہے۔وہ رسی ٹریس کر لی گئی تھی لیکن عمران جانتا تھا کہ یہ بات ان لوگوں کے ذہن میں بھی نہ آئے گی کہ وہ پانی کے پائپوں کے ذریعے اندر داخل ہو چکے ہیں۔وہ انہیں باہر ہی تلاش کرتے رہیں گے۔ویسے بھی جب رولف ان کے قبضے میں آجائے گا تو پھر ان کے لئے خطرہ ختم ہو جائے گا۔چنانچہ عمران اندر داخل ہوا اور پھر جیسے ہی اس نے رولف کے سامنے اپنا نام لیا رولف لہرا کر گرا اور بے ہوش ہو گیا۔عمران نے رسی کی مدد سے اسے کرسی پر بندھوایا اور پھر سلاگا کو واپس بھجوا دیا تاکہ وہ تالاب میں موجود دوسرے ساتھیوں کو بھی یہاں لے آئے جبکہ تنویر کو اس نے دروازے کے باہر کھڑا ہونے کے لئے کہا تاکہ اچانک کوئی کمرے میں نہ آجائے۔اس کے بعد اس نے رولف کی ناک اور منہ بند کر کے اسے ہوش دلایا۔رولف واقعی اس بات پر پاگل ہو رہا تھا کہ عمران اور اس کے ساتھی ہیڈ کوارٹر میں کیسے داخل ہو گئے تھے۔پھر عمران نے اسے تفصیل بتا دی اور اس کے بعد اس سے پوچھ گچھ کرتا رہا لیکن رولف نے جو کچھ بتایا۔اس کے مطابق تو کرنل فریدی نے دہار مراسک میں اس کا سارا مشن ہی ناکام کر دیا تھا اور عمران کرنل فریدی کی صلاحیتوں سے واقف تھا۔اس لئے یہ بات انوکھی نہ تھی لیکن عمران نے جب اسے آزمانے کے لئے ساتھ لے کر کانفرنس ہال میں بٹھانے کی بات کی تو رولف کا چہرہ ایک لمحے کے لئے زرد پڑ گیا تھا اور اس بات سے عمران الجھن میں پڑ گیا تھا۔اس نے سوچا کہ کرنل فریدی سے بات

کر لی جائے پھر رولف سے مزید بات کرے۔چنانچہ اس نے رولف کی کنپٹی پر ضرب لگا کر اسے بے ہوش کر دیا اور پھر کرنل فریدی کو فون کیا۔کرنل فریدی نے گو رولف کی بات کی تائید کر دی تھی لیکن وہ خود بھی اس سلسلے میں پوری طرح مطمئن نہیں تھا۔اس لئے عمران نے فیصلہ کر لیا کہ وہ رولف کو ساتھ لے جائے۔یہاں ہیڈ کوارٹر میں زیادہ دیر ٹھہرنا بھی غلط تھا۔کسی بھی وقت کچھ بھی ہو سکتا تھا۔اس لئے عمران رولف کو ہوش میں لے آیا اور پھر اپنے مخصوص انداز کے تشدد سے اس نے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں ساری تفصیلات رولف سے حاصل کر لیں۔چنانچہ اس نے ایک بار پھر رولف کو بے ہوش کیا اور پھر رولف کی آواز میں اس نے ہیڈ کوارٹر کی ایئر سروس کے چیف کراؤن کو فون کر کے اسے ایک بڑا ہیلی کاپٹر لے کر اپنی رہائش گاہ پر پہنچنے کا حکم دیا تاکہ وہ خود باکر عمران اور اس کے ساتھیوں کو تلاش کر سکے اور پھر تھوڑی دیر بعد ایک بڑا سا خصوصی ساخت کا ہیلی کاپٹر وہاں پہنچ گیا۔اس کے پائلٹ کو ختم کرنا مشکل ثابت نہ ہوا اور اسے رولف کے کمرے میں ڈال کر وہ سب اس ہیلی کاپٹر میں سوار ہوئے اور رولف کو بھی انہوں نے ساتھ بٹھا لیا۔پائلٹ سیٹ عمران نے خود سنبھال لی اور پھر یہ ہیلی کاپٹر بڑے اطمینان سے پرواز کرتا ہوا ہیڈ کوارٹر سے باہر گیا۔عمران نے ایک چکر جنگل پر لگایا اور پھر اس کا رخ اس نے اری زونا کی طرف کر دیا۔وہ اب جلد از جلد اری زونا پہنچ کر وہاں سے کسی چارٹرڈ جیٹ طیارے کے ذریعے مراسک پہنچنا چاہتا تھا۔لیکن اری زونا

سے پہلے اس نے ہیلی کاپٹر کو پہاڑیوں کے درمیان ایک مسطح چٹان پر اتار لیا۔

"اب اس رولف کو اٹھا کر باہر لے آؤ تاکہ یہ یہاں بلندی سے اپنے ہیڈ کوارٹر کی تباہی کا نظارہ آسانی سے کرسکے"...... عمران نے اپنے ساتھیوں سے کہا اور ہیلی کاپٹر سے اتر گیا۔ چند لمحوں بعد اس کے سارے ساتھی بھی نیچے اتر آئے اور بے ہوش رولف کو بھی اتار لیا گیا اس کے دونوں ہاتھ رسی کی مدد سے اس کے عقب میں بندھے ہوئے تھے۔

"اسے ہوش میں لے آؤ"...... عمران نے کہا تو صفدر نے رولف کی ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیئے اور جب اس کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے لگے تو صفدر پیچھے ہٹ گیا۔ چند لمحوں بعد ہی چٹان پر پڑے ہوئے رولف نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔

"اسے اٹھا کر کھڑا کر دو"...... عمران نے کہا اور صفدر نے جھک کر رولف کو بازو سے پکڑا اور ایک جھٹکے سے کھڑا کر دیا۔

"کک۔ کک۔ کیا مطلب۔ یہ میں کہاں ہوں۔ یہ۔ تم سب۔ اوہ۔ یہ تو"...... رولف نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"تم اری زونا کے قریب پہاڑیوں پر موجود ہو رولف۔ ہم تمہارے ہی خصوصی ہیلی کاپٹر پر بیٹھ کر اطمینان سے تمہارے ہیڈ کوارٹر

سے باہر آ گئے ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ میرے حکم کے بغیر تمہیں ہیلی کاپٹر کیسے مل سکتا ہے اور پھر ایئر سروس والوں نے چیک کیوں نہیں کیا"...... رولف کے لہجے میں یقین نہ آنے والی کیفیت تھی۔

"اس لئے کہ کراؤن کو یہی معلوم ہے کہ ہیلی کاپٹر رولف نے خود طلب کیا ہے اور وہ اس ہیلی کاپٹر میں سوار ہو کر خود پاکیشیائی ایجنٹوں کو تلاش کرنے جا رہا ہے۔ اس لئے کسی چیکنگ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ۔ اوہ۔ تم لوگ میری توقع سے بھی بڑھ کر خطرناک ہو۔ میں نے تو کبھی خواب میں بھی ایسا نہ سوچا تھا"...... رولف نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں شکست کا تاثر نمایاں تھا۔

"ہمیں بھی تمہارے ہیڈ کوارٹر تک پہنچنے میں بے حد محنت بلکہ صحیح معنوں میں مشقت کرنی پڑی ہے ورنہ تم نے تو واقعی اپنے ہیڈ کوارٹر کو ناقابل تسخیر بنا رکھا تھا لیکن تم نے یہ نہیں پوچھا کہ ہم یہاں پہاڑیوں میں کیوں اترے ہیں اور تمہیں ہوش میں کیوں لایا گیا ہے"...... عمران نے کہا

"اوہ۔ واقعی"...... رولف نے چونک کر کہا۔

"میں نے تمہیں وہاں بھی بتایا تھا کہ ہمیں تم سے یا تمہارے ہیڈ کوارٹر سے براہ راست کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ ہمیں صرف اس کانفرنس کے انعقاد سے دلچسپی ہے اس لئے اگر تم مجھے یہ بتا دو کہ تمہارا

کوئی گروپ وہاں کیا کام کر رہا ہے اور کہاں ہے تو تمہارا ہیڈ کوارٹر تباہ ہونے سے بچ جائے گا اور تمہیں بھی زندہ چھوڑا جا سکتا ہے ورنہ دوسری صورت میں تمہارا ہیڈ کوارٹر بھی تباہ ہو جائے گا اور تمہاری لاش بھی ان پہاڑیوں میں پڑی رہے گی جسے گدھ نوچتے رہیں گے"۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے وائرلیس بم ڈی چارجر نکال کر ہاتھ میں لے لیا۔ رولف کی نظریں ڈی چارجر پر گئیں اس کے چہرے پر دہشت کے تاثرات نمودار ہو گئے۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ کیا تم نے واقعی اسلحہ خانے میں وائرلیس رکھا ہے"...... رولف نے دہشت زدہ سے لہجے میں کہا۔

"تو تمہارا کیا خیال ہے کہ میں تم سے مذاق کر رہا ہوں"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ نہیں پلیز"...... ہیڈ کوارٹر مت تباہ کرو۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ تمہاری کانفرنس منعقد ہو گی۔ اسے بالکل سبوتاژ نہ ہونے دوں گا اور میرا وعدہ کہ آئندہ پاکیشیا یا کسی بھی اسلامی ملک کے خلاف کوئی کارروائی نہ کروں گا"...... رولف نے انتہائی دہشت لہجے میں کہا۔

"کانفرنس میں ابھی کچھ وقت ہے اس لئے میں تمہارے وعدے پر کیسے اعتبار کر لوں"...... عمران نے کہا۔

"پہلے تم حلف اٹھا کر وعدہ کرو کہ تم ہیڈ کوارٹر تباہ نہیں کرو گے اور مجھے بھی زندہ چھوڑ دو گے۔ پھر میں تمہیں اپنے اس گروپ

متعلق بتا دیتا ہوں جو کانفرنس کی تباہی کے لئے کام کر رہا ہے اور اس نے ہر قیمت پر کانفرنس ہال تباہ کر دینا ہے۔ اسے دنیا کی کوئی طاقت نہیں بچا سکے گی"...... رولف نے کہا تو عمران نے حلف لے لیا۔

"تو سنو۔ وہاں میرا ایک خصوصی گروپ کام کر رہا ہے۔ اس کا انچارج مارک ہے۔ وہ میزائل فائرنگ کا خصوصی ماہر ہے۔ وہ کانفرنس ہال پر میزائل فائر کرے گا۔ بس میں اتنا جانتا ہوں"۔ رولف نے کہا۔

"یہ مارک اس وقت کہاں ہو گا"...... عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"مجھے نہیں معلوم۔ اس نے کہا تھا کہ ٹرانسمیٹر کال کیچ ہو سکتی ہے اس لئے میں اس سے رابطہ بھی نہ کروں اور نہ اس سے تفصیل پوچھوں وہ کانفرنس ہال تباہ کر کے خود ہی مجھے کال کرے گا"...... رولف نے جواب دیا اور عمران اس کے لہجے سے ہی سمجھ گیا کہ وہ جو کچھ کہہ رہا ہے سچ کہہ رہا ہے۔

"اس کی فریکونسی بتاؤ"...... عمران نے کہا۔

"اس نے کہا تھا کہ وہ ٹرانسمیٹر توڑ دے گا تاکہ میں اسے کال نہ کر سکوں۔ وہ آسٹن اور اس کے گروپس کی گرفتاری کی وجہ سے خوفزدہ تھا"...... رولف نے جواب دیا۔

"اس مارک کا حلیہ اور قد و قامت تفصیل سے بتاؤ"...... عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا تو رولف نے تفصیلات بتا دیں۔

"کیا وہ اصل نام اور حلیے سے وہاں گیا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"نہیں۔ ظاہر ہے وہ ایسا کر ہی نہیں سکتا اور مجھے واقعی معلوم نہیں ہے کہ وہ کس حلیے اور نام سے وہاں گیا ہے۔ آسٹن کو معلوم ہو گا"...... رولف نے کہا۔

"پھر اسے کیسے ٹریس کیا جا سکتا ہے۔ تم صاف صاف کیوں نہیں بتاتے"...... عمران نے یکلخت تلخ لہجے میں کہا۔

"جو کچھ مجھے معلوم تھا وہ میں نے بتا دیا ہے۔ اس سے زیادہ واقعی مجھے معلوم نہیں ہے"...... رولف نے کہا۔

"وہ فریکونسی بتاؤ جس پر تم اسے کال کرتے تھے"...... عمران نے کہا تو رولف نے فریکونسی بتا دی۔

"سامان سے لانگ رینج ٹرانسمیٹر نکال لاؤ صفدر"...... عمران نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا اور صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا اور ہیلی کاپٹر کی طرف مڑ گیا جس میں سامان پڑا ہوا تھا۔ تھوڑی دیر بعد ایک لانگ رینج ٹرانسمیٹر لے کر واپس آ گیا۔ عمران نے اس پر وہ فریکونسی ایڈجسٹ کی جو رولف نے بتائی تھی۔

"ہیلو ہیلو۔ رولف کالنگ۔ اوور"...... عمران نے رولف کی آواز میں کال دینا شروع کر دی اور رولف اس طرح حیران ہو کر عمران کی طرف دیکھنے لگا جیسے اسے اپنے کانوں پر یقین نہ آ رہا ہو۔

"یس۔ مارک اٹنڈنگ یو چیف۔ اوور"...... اچانک دوسری طرف سے ایک آواز ابھری اور رولف بے اختیار چونک پڑا۔

"مارک تم"...... عمران نے بولنا شروع کیا ہی تھا کہ یکلخت رولف چیخ پڑا۔

"خطرہ مارک"...... رولف نے چیختے ہوئے کہا کہ صفدر نے جھپٹ کر اس کا منہ ہاتھ سے بند کر دیا لیکن بہرحال یہ دونوں لفظ دوسری طرف ٹرانسمٹ ہو چکے تھے اور اس کے ساتھ ہی یکلخت ٹرانسمیٹر کا رابطہ ختم ہو گیا۔

"آج پہلی بار مجھے اپنے اندازے کی غلطی پر افسوس ہو رہا ہے۔ میرا خیال تھا کہ تم اتنی بڑی تنظیم کے سربراہ ہو۔ عالمی سطح پر تمہارا نام ہے اس لئے تم میں اتنی عقل تو بہرحال ہو گی کہ تم ایک مشن کی ناکامی پر اپنی زندگی اور اپنا ہیڈ کوارٹر بچانے کو ترجیح دو گے لیکن تم دنیا کے سب سے بڑے احمق ثابت ہوئے ہو۔ تمہارا کیا خیال ہے کہ میں یہ فریکونسی ٹریس نہیں کر سکتا۔ فریکونسیاں اس طرح الکل پچو سے نہیں بنائی جاتیں۔ ان کا باقاعدہ حساب کتاب ہوتا ہے۔ اب جبکہ مجھے معلوم ہو گیا کہ مارک وہاں کام کر رہا ہے تو اب اسے تلاش کر کے ختم کرنا میرے لئے کوئی مسئلہ نہیں ہے لیکن تمہارا ہیڈ کوارٹر اب نہیں بچ سکے گا"...... عمران نے صفدر کو اس کے منہ سے ہاتھ ہٹانے کا اشارہ کرتے ہوئے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"مم۔ مم۔ مجھ۔ واقعی غلطی ہو گئی ہے۔ مجھے معاف کر دو۔ تم نے حلف اٹھایا ہوا ہے"...... رولف نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

"غلطی ہوئی نہیں۔ تم نے دانستہ ایسا کیا ہے۔ مجھے اور غلطی کی

تو معافی ہو سکتی ہے۔ دانستہ کی گئی کارروائی کی معافی نہیں ہو سکتی۔ اب دیکھو اپنے ہیڈ کوارٹر کا حشر"...... عمران نے غراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب میں واپس رکھا ہوا ڈی چارجر باہر نکال لیا۔

" رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ فارگاڈ سیک رک جاؤ۔ مت تباہ کرو۔ مت تباہ کرو"...... رولف نے یکلخت ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا لیکن عمران نے بڑے سرد مہرانہ انداز میں ڈی چارجر کا بٹن پریس کر دیا۔ اس پر لگا ہوا زرد رنگ کا بلب جل اٹھا۔ یہ اس بات کی نشانی تھی کہ ہیڈ کوارٹر کے اسلحہ خانے میں لگے ہوئے تمام بم فائر ہو سکتے ہیں۔

" رک جاؤ۔ پلیز رک جاؤ۔ تمہیں تمہارے خدا کا واسطہ رک جاؤ"...... رولف نے گھگھیاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

" میرے خدا نے تمہیں یہ نہیں کہا تھا کہ تم عالمی دہشت گرد بن کر ہزاروں بے گناہ لوگوں کو ہلاک کرتے رہو۔ تمہارا کیا خیال ہے کہ جس کانفرنس ہال اور جن عمارتوں کو تم تباہ کرنے کی کوشش کر رہے ہو۔ ان میں انسان نہیں ہوں گے اور تم نے ہیڈ کوارٹر میں جو بے پناہ اور انتہائی ہلاکت خیز اسلحہ اکٹھا کر رکھا ہے اس اسلحے سے تم صرف شیطانوں کو ہلاک کرو گے"...... عمران نے غراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ڈی چارجر کا دوسرا بٹن پریس کر دیا۔ بٹن پریس ہوتے ہی زرد رنگ کا بلب بجھ گیا اور اس کے ساتھ موجود دوسرا سرخ رنگ کا بلب ایک لمحے کے لئے جلا اور پھر بجھ گیا اور عمران نے

ڈی چارجر ایک طرف اچھال دیا۔ دوسرے لمحے دور سے انتہائی خوفناک گڑگڑاہٹ اور انتہائی خوفناک دھماکوں کی مسلسل آوازیں سنائی دینے لگیں اور اس کے ساتھ ہی اس طرح شعلے آسمان کی طرف بلند ہوئے جیسے اچانک کوئی آتش فشاں پوری قوت سے پھٹ پڑا ہو۔

" اوہ۔ اوہ۔ یہ۔ یہ کیا ہو گیا ہے۔ یہ"...... رولف نے یکلخت گھٹنوں کے بل نیچے گرتے ہوئے کہا اور پھر وہ منہ کے بل نیچے گرا اور ساکت ہو گیا۔

" اسے ہوش میں لے آؤ تاکہ یہ اچھی طرح اپنے ہیڈ کوارٹر کو تباہ ہوتے دیکھ سکے۔ اس نے اپنے آپ کو لوگوں کی موت و زندگی کا مالک سمجھ لیا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ اسے کبھی شکست نہیں ہو سکتی"۔ عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا اور صفدر تیزی سے نیچے جھکا لیکن دوسرے لمحے وہ بے اختیار ایک طویل سانس لے کر سیدھا ہو گیا۔

" یہ ختم ہو چکا ہے"...... صفدر نے کہا تو عمران سمیت سب لوگ بے اختیار اچھل پڑے۔

" ختم ہو گیا۔ کیا مطلب"...... عمران نے حیران ہو کر کہا۔

" اس کا دل بند ہو گیا ہے"...... صفدر نے جواب دیا۔

" اوہ۔ دوسروں کو تباہ کرنے والا اس قدر بزدل نکلا کہ اپنے ہیڈ کوارٹر کو بھی تباہ ہوتے نہ دیکھ سکا۔ ہونہہ۔ عالمی دہشت گرد"...... عمران نے بڑے حقارت بھرے لہجے میں کہا۔ آگ کے شعلے اسی طرح آسمان کی طرف بلند ہوتے رہے اور گڑگڑاہٹ اور دھماکے

اسی طرح جاری تھے ۔ گو جہاں یہ لوگ موجود تھے وہاں سے ہیڈ کوارٹر کافی دور تھا لیکن انہیں یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے یہ سب کچھ ان کے بے حد قریب ہو رہا ہو ۔

"عمران صاحب ۔ ہیڈ کوارٹر کے ارد گرد تو گھنا جنگل ہے ۔ اس آگ سے اگر جنگل کو آگ لگ گئی تو پھر سارا جنگل تباہ ہو جائے گا"...... صفدر نے کہا ۔

"نہیں ۔ یہ انتہائی مرطوب آب وہوا کا جنگل ہے ۔ اول تو اسے آگ نہیں لگے گی اور اگر لگ بھی گئی تو جلد ہی خود ہی ختم ہو جائے گی کیونکہ ایسے جنگلوں کے درختوں کے اندر اس قدر نمی ہوتی ہے کہ آگ پھیلتی نہیں ہے"...... عمران نے جواب دیا تو صفدر اور دوسرے ساتھیوں نے اثبات میں سرہلا دیئے ۔

"رولف کے ہاتھ کھول دو اور اسے اٹھا کر اس دریا میں پھینک دو تاکہ اس کی لاش خود ہی پانی میں بہتی ہوئی اپنے ہیڈ کوارٹر تک پہنچ جائے"...... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا اور واپس ہیلی کاپٹر کی طرف مڑ گیا ۔

مارک کرسی پر بیٹھا ہوا تھا ۔ اس کے سامنے موجود میز پر ایک سرخ رنگ کے میزائل کے چند کھلے ہوئے حصے موجود تھے اور وہ ان حصوں کو ایک مشین کی مدد سے جوڑنے میں مصروف تھا ۔ یہ ایک غار تھا جس کا دہانہ ایک بڑے سے پتھر سے مکمل طور پر بند کیا گیا تھا ۔ غار کی ایک دیوار کے ساتھ رکھی ہوئی لوہے کی پورٹیبل میز تھی جو مستطیل شکل کی تھی ۔ اس پر تقریباً تین فٹ اونچی لیکن خاصی لمبی انتہائی جدید طرز کی مشین پڑی ہوئی تھی جس پر بے شمار میٹر اور ڈائل لگے ہوئے تھے ۔ اس مشین کے سامنے ایک کرسی پر ایک نوجوان بیٹھا ہوا تھا ۔ وہ اس مشین کے مختلف بٹنوں کو ایڈجسٹ کرنے میں مصروف تھا کہ اچانک تیز سیٹی کی آواز سے غار گونج اٹھا تو مارک اور اس کا ساتھی دونوں ہی یکلخت اچھل پڑے ۔

"ٹرانسمیٹر کال ۔ مگر میں نے تو چیف کو کہہ دیا تھا کہ وہ مجھے کال نہ

کرے"...... مارک نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ کرسی سے اٹھا اور ایک طرف رکھی ہوئی چھوٹی سی لوہے کی الماری کی طرف بڑھ گیا۔ الماری کے پٹ کھلے ہوئے تھے اور اس کے اندر اوزار موجود تھے۔ اوپر والے خانے میں ایک جدید ساخت کا لانگ رینج ٹرانسمیٹر بھی پڑا ہوا تھا سیٹی کی آواز اسی ٹرانسمیٹر سے نکل رہی تھی۔ مارک نے ٹرانسمیٹر اٹھایا اور اسے لا کر اسی میزائل والی میز پر رکھ کر وہ کرسی پر بیٹھ گیا۔

"ہو سکتا ہے کوئی اہم بات ہو گئی ہو"...... مستطیل مشین کے سامنے بیٹھے ہوئے نوجوان نے مارک سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں۔ دیکھو"...... مارک نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو۔ رولف کالنگ۔ اوور"...... بٹن دبتے ہی ٹرانسمیٹر سے سیٹی کی آواز ختم ہو گئی اور چیف رولف کی آواز سنائی دی۔

"یس۔ مارک اٹنڈنگ یو چیف۔ اوور"...... مارک نے جواب دیا۔

"مارک تم"...... دوسری طرف سے چیف کی آواز سنائی دی۔

"خطرہ مارک"...... اسی لمحے چیف کی ہی چیختی ہوئی آواز سنائی دی اور مارک نے بوکھلائے ہوئے انداز میں ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اس کے چہرے پر یکلخت شدید حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"یہ۔ یہ کیا ہوا"...... مارک نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"باس۔ چیف خود ہی بات کر رہا تھا اور خود ہی اس نے چیخ کر خطرہ کہہ دیا۔ یہ کیا مطلب ہوا"...... مارک کے ساتھی نے کہا۔

"نہیں۔ یہ دو مختلف آدمیوں کی آوازیں تھیں۔ پہلا آدمی ٹرانسمیٹر کے قریب سے بات کر رہا تھا جبکہ دوسرا ٹرانسمیٹر سے کچھ فاصلے پر تھا"...... مارک نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے تیزی سے فریکونسی ایڈجسٹ کرنی شروع کر دی اور پھر بٹن دبا دیا۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ مارک کالنگ۔ اوور"...... مارک بار بار کال دیتا رہا لیکن دوسری طرف سے کال اٹنڈ نہ کی گئی تو اس نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"ہیڈ کوارٹر سے کال اٹنڈ ہی نہیں کی جا رہی۔ یہ سب کیا ہو رہا ہے"...... مارک نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"چیف کی ذاتی فریکونسی پر کال کریں"...... مارک کے ساتھی نے کہا اور مارک نے سر ہلاتے ہوئے چیف کی ذاتی فریکونسی ایڈجسٹ کرنی شروع کر دی لیکن اس بار بھی بار بار کال دینے کے باوجود دوسری طرف سے کال اٹنڈ نہ کی گئی تو مارک نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اس کے چہرے پر شدید ترین پریشانی کے تاثرات نمودار ہو گئے تھے۔

"اس کا مطلب ہے کہ معاملہ بے حد گڑ بڑ ہے۔ انتہائی گڑ بڑ"۔ مارک نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"باس۔ میرے ذہن میں ایک خیال آیا ہے"...... اچانک مارک کے ساتھی نے کہا تو مارک چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔

"کیا خیال ہیرلڈ"...... مارک نے پوچھا۔

"باس۔ کہیں کوئی آدمی چیف کی آواز کی نقل تو نہیں کر رہا تھا"۔

ہیرلڈ نے کہا تو مارک بے اختیار کرسی سے اچھل پڑا۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ چیف کی آواز کی نقل۔ کیا مطلب"...... مارک نے حیران ہو کر کہا۔

"باس۔ یہ تو میرا خیال لیکن اگر موجودہ حالات کا بغور تجزیہ کیا جائے تو ہو سکتا ہے میرا خیال درست ثابت ہو۔ چیف اری زونا والے ہیڈ کوارٹر میں ہے اور ہیڈ کوارٹر کال اٹنڈ نہیں کر رہا۔ ذاتی فریکونسی پر بھی کال اٹنڈ نہیں کی جا رہی۔ اس کا مطلب ہے باس کہ کسی گروپ نے ہیڈ کوارٹر میں داخل ہو کر چیف کو گرفتار کر لیا ہو۔ پھر چیف سے آپ کی فریکونسی معلوم کر کے وہ چیف کی آواز میں بات کرنا چاہتا ہو کہ چیف نے جو یقیناً قریب ہی موجود ہوں گے یکلخت چیخ کر آپ کو خطرے سے آگاہ کر دیا ہو"...... ہیرلڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ اوہ۔ آسٹن اور اس کے گروپ بھی مارے گئے۔ اوہ۔ اوہ۔ ایک منٹ۔ اوہ۔ ویری سیڈ۔ اوہ۔ کہیں یہ کام پاکیشیا کے علی عمران کا نہ ہو۔ وہی دوسروں کی آوازوں کی انتہائی کامیاب نقل کر لیتا ہے"...... مارک نے خود کلامی کے سے انداز میں کہا۔

"پاکیشیا کا علی عمران"...... ہیرلڈ نے حیران ہو کر پوچھا۔

"ہاں۔ تم نے واقعی انتہائی اہم بات کی ہے۔ میرے تو ذہن میں بھی نہ تھی۔ اس کانفرنس میں پاکیشیا بھی شریک ہو رہا ہے اور یہاں کرنل فریدی کام کر رہا ہے۔ آسٹن اور اس کے گروپس کو کرنل

فریدی نے پکڑا ہے۔ لامحالہ علی عمران پاکیشیا سیکرٹ سروس سمیت اری زونا چیف کو پکڑنے اس کے ہیڈ کوارٹر پہنچا ہو گا اور وہ اس قدر خطرناک آدمی ہے کہ ناممکن کو بھی ممکن بنا دیتا ہے۔ ٹھیک ہے۔ اب ساری بات سمجھ میں آ گئی ہے۔ پہلے چیف کے لہجے میں بات کرنے والا عمران ہو گا لیکن چیف کو شاید اچانک ہوش آ گیا ہو گا اور انہوں نے چیخ کر مجھے خطرے سے آگاہ کرنے کی کوشش کی"...... مارک نے کہا۔

"آپ اس علی عمران کو جانتے ہیں"...... ہیرلڈ نے کہا۔

"ہاں۔ میں نے کافی طویل عرصہ اسرائیل کی ایک خفیہ ایجنسی فائیو سٹار میں کام کیا ہے۔ وہاں ہماری ایجنسی اور علی عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ساتھ خاصا ٹکراؤ رہا ہے۔ یہ یقیناً وہی ہو گا"...... مارک نے کہا۔

"تو پھر اب"...... ہیرلڈ نے کہا۔

"پہلے میں نے وہ جگہ آسٹن کی وجہ سے چھوڑی اور اب اس عمران کی وجہ سے ہمیں یہ جگہ چھوڑنی پڑے گی"...... مارک نے کہا۔

"یہ جگہ چھوڑنی پڑے گی۔ کیوں"...... ہیرلڈ نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"نہ صرف جگہ بلکہ یہ منصوبہ بھی ختم کرنا پڑے گا"...... مارک نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب باس۔ آخر آپ کیا کہہ رہے ہیں"...... ہیرلڈ نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے مارک کی ذہنی حالت پر شک گزرنے لگا ہو۔

"سنو ہیرلڈ۔ میرے ذہن میں جو نقشہ اب بنا ہے اس کے مطابق چیف رولف بھی یقیناً ختم ہو گیا ہے اور اس کا اری زونا والا ہیڈ کوارٹر بھی اب تک ختم ہو چکا ہو گا۔ یہاں کاسا میں آسٹن اور اس کے سارے گروپس بھی ختم ہو چکے ہیں۔ اب صرف میں اور میرا گروپ رہ گیا ہے اور چونکہ تمہیں معلوم ہے کہ ایکریمین ہیڈ کوارٹر میں چیف رولف کا سیکنڈ میں ہوں۔ اس لئے اب رولف کی تنظیم کا چیف میں ہوں لیکن اس کا فیصلہ اسرائیلی حکام نے کرنا ہے اور ہمیں بہرحال کانفرنس ہال کو تباہ کرنا ہے۔ فی الحال جو صورت حال ہے اس کے مطابق عمران اور کرنل فریدی ہمارے اس اڈے تک بھی پہنچ جائیں گے اور چونکہ اس علاقے میں بھی راڈار اسٹیشن موجود ہے اس لئے لامحالہ وہ راڈار اسٹیشن کی بھی حفاظت کریں گے اس لئے اب ہم اس راڈار اسٹیشن کے ذریعے کانفرنس ہال پر میزائل فائر نہیں کر سکتے"...... مارک نے کہا۔

"یہاں یہ لوگ کیسے پہنچ جائیں گے"...... ہیرلڈ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس ٹرانسمیٹر کال کے ذریعے جو عمران یا چیف رولف نے کی ہے"...... مارک نے کہا تو ہیرلڈ بے اختیار اچھل پڑا۔

"ٹرانسمیٹر کال کے ذریعے۔ کیا مطلب باس۔ آخر آپ نے اچانک ایسی الجھی ہوئی باتیں کیوں شروع کر دی ہیں۔ ٹرانسمیٹر کال کے ذریعے یہاں کا پتہ کیسے معلوم کیا جا سکتا ہے جبکہ یہ خصوصی ساخت کا

ٹرانسمیٹر ہے۔ اس کو تو کچ ٹیپ نہیں کیا جا سکتا"...... ہیرلڈ نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ واقعی خصوصی ساخت کا ٹرانسمیٹر ہے۔ اس کی کال کیچ نہیں ہو سکتی۔ لیکن عمران کو اس کی مخصوص فریکونسی کا تو علم ہو گیا ہے اور اس فریکونسی کو سامنے رکھ کر یہاں کا کھوج لگایا جا سکتا ہے اور عمران ان معاملات میں بے حد ماہر ہے"...... مارک نے کہا۔

"وہ کیسے باس۔ مجھے بھی تو سمجھائیں"...... ہیرلڈ نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"عمران کو بہرحال چیف سے یہ تو معلوم ہو گیا ہو گا کہ میں کاسا میں موجود ہوں اس لئے وہ فریکونسی کی ساخت کو جب کاسا کے نقشے پر رکھ کر حساب کرے گا تو وہ لامحالہ ہماری یہ جگہ ٹریس کر لے گا"۔ مارک نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ اب میں سمجھ گیا۔ فریکونسی کے حساب کتاب کے ساتھ علاقے کو ملا کر چیک کیا جاتا ہو گا۔ ٹھیک ہے۔ لیکن پھر اب کیا کرنا ہے۔ کیا یہ منصوبہ ختم"...... ہیرلڈ نے کہا۔

"نہیں۔ ایسا ممکن ہی نہیں ہے کہ میں پیچھے ہٹ جاؤں۔ کانفرنس ہال بہرحال تباہ ہو گا لیکن یہاں راڈار اسٹیشن سے نہیں بلکہ دوسری جگہ سے"...... مارک نے کہا۔

"دوسری کون سی جگہ ہو سکتی ہے"...... ہیرلڈ نے کہا۔

"میں جہاں بھی کام کرتا ہوں متبادل سکیموں کو ذہن میں رکھ کر

کرتا ہوں ۔ میں نے صرف راڈار اسٹیشن پر ہی تکیہ نہ کر لیا تھا۔ ب
دوسرے سپاٹ میرے ذہن میں ہیں ۔ میں نے خفیہ طور پر اس کا
سروے بھی کیا ہے ۔ اب ہم نے یہ کرنا ہے کہ تمام سامان یہاں سے
پہاڑیوں کے قریب واقع گودام میں شفٹ کرنا ہے اور صبح وہاں سے
نکال کر اس جگہ لے جانا ہے"...... مارک نے کہا۔

"وہ جگہ کون سی ہے باس"...... ہیرلڈ نے کہا۔

"ابھی نہیں ۔ جب ہم وہاں پہنچ جائیں گے پھر بتاؤں گا۔ تم فوری
طور پر اس مشینری کو کھولو ۔ میں میزائل کو دوبارہ کھولتا ہوں"۔ مارک
نے کہا اور ہیرلڈ سر ہلاتا ہوا مشینری کی طرف متوجہ ہو گیا۔

کار خاصی تیز رفتاری سے کاسا شہر سے نکل کر پہاڑیوں کی طرف
بڑھی چلی جا رہی تھی ۔ ڈرائیونگ سیٹ پر ایک مقامی نوجوان تھا جس
کے جسم پر مقامی سیکورٹی کی یونیفارم تھی جبکہ سائیڈ سیٹ پر عمران
بیٹھا ہوا تھا۔ عقبی سیٹ پر صفدر اور تنویر دونوں موجود تھے ۔ عمران
اپنے ساتھیوں سمیت آج صبح ہی اری زونا سے مراسک کے
دارالحکومت کاسا پہنچا تھا اور یہاں پہنچنے کے بعد عمران نے مقامی نقشہ
لے کر جب اس پر مارک کی فریکونسی کے تحت چیکنگ کی تو یہ علاقہ
کاسا دارالحکومت سے خاصی دور ایک پہاڑی علاقہ ثابت ہوا ۔ عمران
نے کرنل فریدی سے ملاقات کی اور جب عمران نے کرنل فریدی سے
ساری بات ڈسکس کی تو کرنل فریدی نے اسے بتایا کہ اس علاقہ میں
ایک راڈار اسٹیشن موجود ہے اور اس کے ذہن میں پہلے ہی خدشہ
موجود تھا کہ کہیں راڈار اسٹیشن سے کانفرنس ہال کو میزائل کا نشانہ نہ

بنا دیا جائے ۔ اس لئے اس نے کیپٹن حمید کی سربراہی میں زیرو فو
وہاں بھجوا دی ہے ۔ جو اس راڈار اسٹیشن کی نگرانی کر رہی ہے ۔
عمران اس وقت اس راڈار اسٹیشن کی طرف ہی جا رہا تھا ۔ کرنل فر
نے اسے کار کے ساتھ ساتھ سیکورٹی کا ڈرائیور بھی مہیا کر دیا تھا ۔
عمران کو وہاں پہنچنے میں آسانی ہو جائے ۔

"عمران صاحب ۔ یہ راڈار اسٹیشن تو ملٹری کے قبضے میں ہو
اس پر مجرم کیسے قبضہ کر سکتے ہیں" .... عقبی سیٹ پر بیٹھے
صفدر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا ۔

"کیوں ۔ کیا ملٹری کے لوگ انسان نہیں ہوتے" .... عمران
جواب دیا ۔

"انسان تو ہوتے ہیں لیکن بہرحال وہ لوگ تربیت یافتہ
ہیں" .... صفدر نے جواب دیا ۔

"اگر اچانک ان پر بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کر دی جا
پھر کیا ہو گا" .... عمران نے کہا ۔

"اوہ ۔ تو آپ کا خیال ہے کہ یہ مارک وغیرہ ایسا کریں گے"
صفدر نے کہا ۔

"اگر ایسا نہیں کریں گے تو ایسی ہی کوئی اور واردات کر
ہیں" ۔ عمران نے جواب دیا ۔

"لیکن کرنل فریدی صاحب نے تو بتایا ہے کہ وہاں ان کی
فورس کیپٹن حمید کی سربراہی میں باقاعدہ نگرانی کر رہی ہے" ۔

نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا ۔

"میں نے کرنل فریدی سے پوچھا ہے ۔ وہاں راڈار اسٹیشن کے انچارج کی سیکرٹری نہ صرف خاتون ہے بلکہ خوبصورت خاتون ہے ۔ اس لئے کیپٹن حمید کی زیریں تو یقیناً اس خاتون کی نگرانی میں لگی ہوئی ہوں گی البتہ زیرو فورس وہاں واقعی نگرانی کر رہی ہو تو اور بات ہے" .... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

"لیکن عمران صاحب ۔ آپ وہاں جا کر کیا کریں گے" .... صفدر نے کہا ۔

"ہم نے مارک کو تلاش کرنا ہے ۔ وہ لازماً اس راڈار اسٹیشن کے آس پاس ہی کہیں اپنے گروپ سمیت موجود ہو گا" .... عمران نے کہا ۔

"لیکن وہ تو سارا علاقہ ویران پہاڑیوں پر مشتمل ہے" .... صفدر نے کہا ۔

"ہاں ۔ اسی لئے تو اسے یقیناً وہاں چھپنے کے لئے کوئی نہ کوئی جگہ مل گئی ہو گی" .... عمران نے جواب دیا ۔

"لیکن ہو سکتا ہے کہ وہ ان پہاڑیوں کی بجائے شہر میں ہو اور وہاں سے راڈار اسٹیشن پہنچے" .... تنویر نے کہا ۔

"نہیں ۔ کرنل فریدی نے ہر طرف چیکنگ سپاٹ بنا رکھے ہیں اور یقیناً ان لوگوں کے پاس میزائل ہوں گے ۔ اس لئے وہ شہر سے یہاں آنے کا رسک نہیں لے سکتے" .... عمران نے جواب دیا ۔

"لیکن جدید میزائلوں کو تو حصوں میں تقسیم کر کے بھی لے آیا جا سکتا ہے یا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ میزائل انہوں نے کسی غار میں چھپا رکھے ہوں اور خود وہ شہر سے آجائیں"...... صفدر نے کہا۔

"ہونے کو تو بہت کچھ ہو سکتا ہے۔ لیکن چیکنگ تو ضروری ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"تمہارا نام کیا ہے مسٹر ڈرائیور"...... اچانک عمران نے ڈرائیور سے مخاطب ہو کر کہا جو مسلسل خاموش تھا۔

"میرا نام عباس ہے جناب"...... ڈرائیور نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا تم یہاں کاسا کے ہی رہنے والے ہو یا کسی اور شہر سے یہاں آئے ہوئے ہو"...... عمران نے پوچھا۔

"میں کاسا کا ہی رہنے والا ہوں جناب"...... عباس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پھر تو تم ان پہاڑیوں کے بارے میں اچھی طرح جانتے ہو گے"...... عمران نے کہا۔

"جی ہاں۔ میں ہزاروں نہیں تو سینکڑوں بار ضرور ان پہاڑیوں میں گھوم چکا ہوں کیونکہ ہماری بستی ان پہاڑیوں کے پار واقع ہے اور میرا باپ بکریاں پالتا تھا۔ میں بچپن میں بکریاں ان پہاڑیوں میں ہی چرایا کرتا تھا"...... عمران نے جواب دیا۔

"کیا تمہیں معلوم ہے کہ ہم وہاں کیا کرنے جا رہے ہیں"۔ عمران نے کہا۔

"جی ہاں۔ آپ راڈار اسٹیشن چیک کرنے جا رہے ہیں"۔ عباس نے جواب دیا۔

"نہیں۔ ہمیں اطلاع ملی ہے کہ دہشت گردوں کا ایک گروپ ان پہاڑیوں میں کہیں چھپا ہوا ہے کسی خفیہ مقام پر اور ان کا منصوبہ یہ ہے کہ رات کو کسی بھی وقت اس راڈار اسٹیشن پر قبضہ کر کے وہاں سے میزائل کانفرنس ہال پر فائر کر دیا جائے۔ ہم اس خفیہ مقام کو تلاش کرنے جا رہے ہیں"...... عمران نے کہا تو عباس بے اختیار چونک پڑا۔

"لیکن جناب۔ یہ پہاڑیاں تو مکمل طور پر ویران ہیں۔ کہیں کہیں ان پر جھاڑیاں وغیرہ ہیں۔ بلکہ یہ حقیقت میں تو پہاڑیاں ہی نہیں ہیں اونچے نیچے ٹیلے ہیں۔ بس مقامی لوگ انہیں پہاڑیاں کہتے ہیں۔ یہاں تو کوئی خفیہ مقام ہو ہی نہیں سکتا"...... عباس نے جواب دیا۔

"کیا ان اونچے نیچے ٹیلوں میں غار بھی نہیں ہیں"...... عمران نے کہا۔

"جی ہیں لیکن بہت چھوٹی چھوٹی غاریں ہیں۔ ایسی غاریں کہ ان میں دو آدمی بھی اکٹھے ٹھہر نہیں سکتے۔ ایک آدھ غار بڑی ہو گی"۔ عباس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کوئی خفیہ ٹریک۔ کوئی خفیہ راستہ"...... عمران نے کہا۔

"نہیں جناب ۔ میرا خیال ہے کہ ایسا نہیں ہے"...... عباس نے جواب دیا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"تھوڑی دیر بعد پہاڑی علاقہ شروع ہو گیا ۔یہاں بھی باقاعدہ چیک پوسٹ تھی جسے مخصوص کارڈ دکھا کر عبور کیا گیا اور پھر کار ان پہاڑیوں کی اونچی نیچی سڑک پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھنے لگی ۔ عمران نے دیکھا کہ وہ واقعی پہاڑیوں کی بجائے اونچے نیچے ٹیلے ہی تھے ۔ خشک اور ویران ٹیلے جہاں کہیں کہیں جھاڑیاں اگی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں ۔

"یہ راڈار اسٹیشن کہاں ہے"...... عمران نے عباس سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جی اگلی سڑک کا اگلا موڑ مڑتے ہی وہ نظر آنے لگ جائے گا ۔وہ یہاں کے سب سے اونچے ٹیلے پر بنا ہوا ہے"...... عباس نے جواب دیا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر واقعی کار نے آگے جا کر جیسے ہی موڑ کاٹا انہیں دور سے ایک اونچے ٹیلے پر راڈار گھومتا ہوا نظر آنے لگ گیا تھا۔

"یہاں تو واقعی کوئی ایسی جگہ نہیں ہو سکتی جہاں یہ لوگ چھپ سکیں"...... صفدر نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا ۔ تھوڑی دیر بعد کار راڈار اسٹیشن کے گیٹ کے سامنے جا کر رک گئی ۔ گیٹ بند تھا اور اس کے باہر دو مسلح فوجی موجود تھے کار رکتے ہی عمران اور اس کے ساتھی نیچے اتر آئے ۔ ڈرائیور عباس بھی نیچے اترا اور اس نے جیب سے ایک سرخ رنگ کا کارڈ نکال کر گیٹ پر کھڑے ہوئے ایک مسلح

فوجی کی طرف بڑھا دیا۔

"یہ کرنل فریدی صاحب کے مہمان ہیں"...... عباس نے کہا تو مسلح فوجی نے ایک نظر غور سے کارڈ کو دیکھا اور پھر سر ہلاتا ہوا وہ سائیڈ گیٹ سے اندر چلا گیا۔ عمران بڑے غور سے راڈار اسٹیشن کی عمارت اور اس کے اردگرد کے علاقے کو دیکھ رہا تھا ۔ تھوڑی دیر بعد سائیڈ گیٹ سے ایک فوجی کرنل باہر آگیا۔

"خوش آمدید جناب ۔ میرا نام کرنل احمد حسین ہے ۔ میں یہاں کا انچارج ہوں ۔ مجھے کرنل فریدی صاحب نے فون پر آپ کی آمد کی اطلاع دے دی تھی"...... ادھیڑ عمر کرنل احمد حسین نے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"میرا نام علی عمران ہے اور یہ میرے ساتھی ہیں صفدر اور تنویر"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور کرنل احمد حسین نے باری باری سب سے مصافحہ کیا۔

"آیئے اندر تشریف لے آیئے"...... کرنل احمد حسین نے کہا۔

"عباس ۔ تم ابھی یہیں رکو گے"...... عمران نے ڈرائیور سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس سر"...... عباس نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا تو عمران صفدر اور تنویر کے ساتھ کرنل احمد حسین کے پیچھے عمارت میں داخل ہو گیا ۔ چند لمحوں بعد وہ کرنل احمد حسین کے سادہ سے انداز میں سجے ہوئے دفتر میں موجود تھے ۔

"کرنل فریدی صاحب نے مجھے فون پر بتایا ہے کہ اس راڈار اسٹیشن کو دہشت گرد استعمال کرنے کا پلان بنا رہے ہیں اور آپ اسی سلسلے میں یہاں تشریف لائے ہیں لیکن میری سمجھ میں یہ بات نہیں آ رہی کہ آخر وہ کس طرح یہ کام کریں گے"...... کرنل احمد حسین نے بیٹھتے ہوئے کہا۔

"جہاں تک آپ کے سوال میں الفاظ "کس طرح" کا جواب ہے تو آپ خود بتائیں کہ اگر آپ مجرموں کی جگہ ہوتے اور آپ کا چیف اس راڈار اسٹیشن کو استعمال کرنے کا آپ کو پلان بنانے کے لئے کہتا تو آپ کیا کرتے"...... عمران نے جواب دیا۔

"اوہ۔ اوہ۔ واقعی اس نقطہ نظر سے تو میں نے سوچا ہی نہ تھا"۔ کرنل احمد حسین نے چونک کر کہا۔ اس کی پیشانی پر سوچ کی لکیریں نمودار ہو گئی تھیں۔

"کوئی جواب ذہن میں آیا آپ کے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو کرنل احمد حسین بے اختیار ایک طویل سانس لے کر ہنس پڑا۔

"ٹھیک ہے عمران صاحب۔ واقعی کسی بھی طرح یہ کام کیا جا سکتا ہے۔ ایک طرح نہیں ہزاروں طرح سے۔ میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں"...... کرنل احمد حسین نے ہنستے ہوئے کہا اور عمران بھی اس کے اس جواب پر بے اختیار ہنس پڑا۔

"آپ واقعی فراخ ذہن کے انسان ہیں جو اتنی جلدی مان گئے ہیں۔

بہرحال اب ہم نے صرف یہ سوچنا ہے کہ اگر مجرموں نے یہ پلان بنایا ہے تو وہ اس پر عمل درآمد کا کیا طریقہ استعمال کریں گے"...... عمران نے کہا۔

"عملدرآمد سے مطلب یہی نکلتا ہے کہ کس طرح استعمال کریں گے"...... کرنل احمد حسین نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ استعمال کرنے کے لئے تو وہ یہاں راڈار پر میزائل لانچر فٹ کر دیں گے اور میزائل کو کانفرنس ہال کا ٹارگٹ لے کر فائر کر دیں گے۔ یہ کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ راڈار اسٹیشن پر قبضے کا بھی کوئی پرابلم نہیں ہے۔ وہ کسی بھی وقت یہاں بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کر سکتے ہیں کوئی اور جدید حربہ استعمال کر سکتے ہیں جس کی وجہ سے یہاں موجود افراد بے حس ہو سکتے ہیں۔ میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ کانفرنس کل منعقد ہونی ہے۔ آج مختلف ملکوں سے وفود کی آمد شروع ہو گئی ہے۔ کانفرنس کے انعقاد کا وقت دن کے دس بجے ہے اور ظاہر ہے کانفرنس کا آغاز تقریباً گیارہ ساڑھے گیارہ بجے ہو سکتا ہے۔ یہی وہ وقت ہو گا جب اس کانفرنس ہال کو تباہ کیا جا سکتا ہے۔ اس لئے اگر مجرموں نے اس راڈار اسٹیشن کو استعمال کرنا ہے تو انہیں یہاں میزائل اور میزائل لانچر نصب کرنے کے لئے کم از کم ایک گھنٹہ تو ضرور چاہئے ہو گا۔ ایسی صورت میں وہ دس بجے کے قریب یہاں قبضہ کرنے کی کوشش کریں گے"...... عمران نے کہا۔

"آپ کی بات درست ہے"...... کرنل احمد حسین نے جواب دیا۔

"راڈار اسٹیشن تک پہنچنے کے ہر راستے کی باقاعدہ ناکہ بندی کر دی گئی ہے اس لئے یقیناً مجرم میزائل اور میزائل لانچر اور اسے آپریٹ کرنے والی مشینری لے کر شہر سے روانہ نہیں ہو سکتے۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ لوگ لامحالہ پہلے سے انہی پہاڑیوں کے اندر موجود ہوں گے"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ واقعی آپ کا تجزیہ درست ہے"...... کرنل احمد حسین نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہماری یہاں آمد کا مقصد صرف اتنا ہے کہ ہم ان پہاڑیوں پر ان کی کھوج لگائیں۔ مجھے ڈرائیور عباس نے بتایا ہے کہ ان پہاڑیوں پر کوئی آبادی نہیں ہے البتہ چھوٹی چھوٹی غاریں ہیں ہو سکتا ہے ان لوگوں نے کوئی بڑی غار تلاش کر لی ہو اور وہ وہاں چھپے ہوئے ہوں"۔ عمران نے کہا۔

"اوہ۔ حیرت ہے عمران صاحب۔ آپ کی ذہانت کی میں داد دیتا ہوں۔ یہ ساری باتیں میں بھی سوچ سکتا تھا لیکن آج تک میں نے تو اس انداز میں سوچا ہی نہیں"...... کرنل احمد حسین نے تحسین بھرے لہجے میں کہا اور عمران مسکرا دیا۔

"اب آپ بتائیں کہ اس سلسلے میں آپ ہماری کیا مدد کر سکتے ہیں اور ہاں۔ کرنل فریدی صاحب کے اسسٹنٹ کیپٹن حمید یہاں موجود ہوں گے۔ ان تک میرا سلام بھی بھجوا دیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو کرنل احمد حسین بے اختیار مسکرا دیا۔

"وہ میری پرسنل سیکرٹری کیپٹن کلثوم کے ساتھ کاسا گئے ہوئے ہیں۔ شام کو ان کی واپسی ہے"...... کرنل احمد حسین نے بتایا تو عمران مسکرا دیا۔

"چلیئے شام کو ہی سلام پہنچا دیجئے"...... عمران نے کہا اور کرنل احمد حسین نے ہنستے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"عمران صاحب۔ ہم سب کی ڈیوٹی تو یہاں راڈار اسٹیشن پر ہی ہے ہم تو یہاں سے بہت کم باہر نکلتے ہیں اس لئے ہم براہ راست تو اس سلسلے میں آپ کی کوئی مدد نہیں کر سکتے۔ البتہ یہاں جتنے بھی لوگ موجود ہیں اگر آپ حکم دیں تو یہ سب مجھ سمیت آپ کے ساتھ پہاڑیوں کی چھان بین کے لئے جانے کے لئے تیار ہیں"...... کرنل احمد حسین نے کہا۔

"نہیں۔ اس کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ یہ بتائیں کہ کیا آپ کے پاس یہاں سکرین ہیٹ گائیگر ہے"...... عمران نے کہا۔

"ہاں ہے۔ اسے ایمرجنسی میں راڈار کے ساتھ اٹیچ کیا جاتا ہے"...... کرنل احمد حسین نے کہا۔

"میرا بھی یہی خیال تھا۔ آپ صرف ایسا کریں کہ اسے راڈار کے ساتھ اٹیچ کرا دیں اور پھر میرے ساتھ آپریشن روم میں چلیں لیکن اس کا رخ آپ نے اس انداز میں رکھوانا ہے کہ وہ پہاڑیوں کو چیک کر سکے"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ ویری گڈ۔ اوہ۔ میں سمجھ گیا۔ آپ کس طرح پہاڑیوں

کو چیک کرنا چاہتے ہیں ۔ ویسے عمران صاحب ۔ اب تو مجھے یقین آگ ہے کہ آپ واقعی سپر مائینڈ ہیں ۔ یہ بات آپ ہی سوچ سکتے ہیں" کرنل احمد حسین نے میز پر پڑے ہوئے انٹر کام کا رسیور اٹھاتے ہوئے کہا۔

"کرنل فریدی میرے پیر و مرشد ہیں اور ایسے صدری نسخے مرشد وا سے ہی مل سکتے ہیں"...... عمران نے جواب دیا تو کرنل احمد حسیر بے اختیار ہنس پڑا۔ پھر اس نے انٹر کام کا بٹن دبایا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"راشد صاحب سے بات کراؤ"...... کرنل احمد حسین نے کہا او رسیور رکھ دیا۔ چند لمحوں بعد انٹر کام کی گھنٹی بجی تو اس نے ایک بار رسیور اٹھالیا۔

"راشد بول رہا ہوں سر"...... دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"راشد صاحب ۔ آپ فوری طور پر سکرین میٹل گائیکر کو راڈار ۔ ساتھ اٹیچ کرائیں لیکن اس کا رخ اس انداز میں رکھیں کہ اس سے راڈار اسٹیشن کے گرد موجود پہاڑیوں کو چیک کر سکیں"...... کرنل احمد حسین نے کہا۔

"پہاڑیوں کو سر" ۔ راشد نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں ۔ تفصیل پوچھنے کی ضرورت نہیں ہے ۔ جو کہا جا رہا ہے ، کراؤ اور مجھے اطلاع دو"...... کرنل احمد حسین نے سپاٹ لہجے میں کہ اور رسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً نصف گھنٹے بعد انٹر کام کی گھنٹی بج اٹھی او

کرنل احمد حسین نے رسیور اٹھالیا۔

"یس"...... کرنل احمد حسین نے کہا۔

"راشد بول رہا ہوں سر ۔ آپ کے حکم کی تعمیل کر دی گئی ہے"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"او کے ۔ میں اپنے مہمانوں کے ساتھ خود آپریشن روم میں آ رہا ہوں" ۔ کرنل احمد حسین نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

"آیئے جناب"...... کرنل احمد حسین نے کہا اور عمران سر ہلاتا ہوا اٹھا تو اس کے ساتھی صفدر اور تنویر بھی اٹھ کھڑے ہوئے ۔ تھوڑی دیر بعد وہ آپریشن روم میں موجود تھے یہاں کا انچارج راشد تھا جس سے کرنل احمد حسین نے عمران اور اس کے ساتھیوں کا تعارف کرایا۔

"راشد صاحب ۔ ہمیں اطلاع ملی ہے کہ دہشت گرد ان پہاڑیوں میں چھپے ہوئے ہیں ۔ آپ ایسا کریں کہ سکرین میٹل گائیکر کو مختلف رینجز میں ایڈجسٹ کر کے چاروں طرف چیک کرائیں ۔ تاکہ اگر وہ لوگ واقعی یہاں ہوں تو سکرین پر انہیں چیک کیا جا سکے" ۔ عمران نے کہا۔

"لیکن سر ۔ یہ گائیکر تو صرف لوہے کو چیک کرتا ہے ۔ انسانوں کو تو چیک نہیں کر سکتا"...... راشد حسین نے حیران ہوتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"ہو سکتا ہے کہ مجرم فولاد کے بنے ہوئے ہوں"...... عمران نے کہا تو اس بار کرنل احمد حسین بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

"راشد صاحب ۔ یہ مجرم یہاں پکنک منانے نہیں آئے ۔ ان کے پاس میزائل اور دوسرا اسلحہ ہوگا ۔ اس لئے جہاں یہ لوگ ہوں گے وہاں یہ اسلحہ بھی ہوگا اور جب اسلحہ چیک ہو جائے گا تو وہ بھی چیک ہو جائیں گے"...... کرنل احمد حسین نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"اوہ ۔ اوہ ۔ یس سر ۔ ٹھیک ہے سر"...... راشد نے قدرے شرمندہ سے لہجے میں کہا اور پھر وہ مشینری کی طرف مڑ گیا ۔ عمران اور اس کے ساتھیوں اور کرنل احمد حسین کے لئے سکرین کے سامنے کرسیاں رکھ دی گئیں اور تھوڑی دیر بعد چیکنگ کا آغاز ہو گیا ۔ ایک زاویے چاروں طرف جب چیکنگ مکمل ہو گئی تو رینج کو قدرے وسیع کر دیا گیا اس طرح چیکنگ ہوتی رہی ۔ پھر اچانک سکرین پر ایک سٹار دکھائی دیا تو وہ سب چونک پڑے ۔ کیونکہ یہ اس بات کی نشاندہی تھی کہ یہاں پر فولادی چیزیں موجود ہیں۔

"اوہ ۔ اوہ ۔ یہ جگہ کونسی ہے"...... عمران نے کہا۔

"ابھی معلوم ہو جاتا ہے سر"...... راشد حسین نے کہا اور تھوڑی دیر بعد وہ جگہ مارک کر لی گئی۔

"مزید چیکنگ کر لیں ۔ ہو سکتا ہے کہ انہوں نے ایک سے زیادہ اڈے بنائے ہوئے ہوں"...... عمران نے کہا تو راشد نے اثبات میں سر ہلا دیا اور ایک بار پھر چیکنگ شروع ہو گئی۔

"تھوڑی دیر بعد سکرین پر ایک بار پھر سٹار دکھائی دینے لگا تو سب ایک بار پھر چونک پڑے۔

"اسے بھی مارک کر لو"...... کرنل احمد حسین نے کہا۔

"یس سر"...... راشد نے جواب دیا اور اس سپاٹ کو مارک کر لینے کے بعد ایک بار پھر چیکنگ شروع کر دی گئی ۔ تقریباً ایک گھنٹے بعد کی بھرپور چیکنگ کے بعد مشین آف کر دی گئی۔

"یہی دو سپاٹس ہیں سر اور نہیں ہے"...... راشد نے کہا۔

"کرنل صاحب ۔ اب آپ اپنے آدمی ان سپاٹس پر بھیجیں اور وہاں چیکنگ کرائیں لیکن خیال رکھیں کہ یہ لوگ خطرناک بھی ثابت ہو سکتے ہیں"...... عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں ۔ مارک ہو جانے کے بعد اب یہ بچ کر نہ جا سکیں گے"...... کرنل احمد حسین نے کہا اور تھوڑی دیر بعد وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو اپنے دفتر میں پہنچا کر خود واپس چلا گیا۔

"ہمیں خود چیکنگ کرنی چاہئے تھی"...... تنویر نے کہا۔

"کیا ضرورت ہے ۔ وہ لوگ ایکشن میں تو نہیں ہوں گے ۔ ملٹری فورس انہیں چیک کر لے گی"...... عمران نے کہا اور پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد کرنل احمد حسین کی واپسی ہوئی ۔ وہ شاید خود ساتھ چلا گیا تھا۔

"عمران صاحب ۔ میں نے خود جا کر چیکنگ کی ہے ۔ یہ دونوں سپاٹ غاریں ہیں ۔ ان میں سے ایک غار تو مصنوعی ہے اور انتہائی خفیہ ہے اس کے اندر چند خصوصی انداز کے بم اور اوزار وغیرہ موجود ہیں ۔ وہاں کے آثار بتا رہے ہیں کہ یہاں لوگ رہتے رہے ہیں اور وہاں اور بھی بہت سامان موجود تھا ۔ ان لوگوں کو فوری طور پر وہاں سے

نکلنا پڑا ہے۔ ویسے یہ جگہ انتہائی خفیہ تھی۔ اس سکرین میٹل گائیگر کے علاوہ اس کو چیک کرنے کا اور کوئی ذریعہ ہی نہ تھا۔ چاہے لوگ وہا اردگرد بھی گھومتے رہتے۔ دوسرا سپاٹ ایک بڑی غار ہے۔ اس کے ا لوہے کے چند پورٹیبل پنج پڑے ہوئے ہیں اور چند استعمال شدہ او ہیں لیکن یہاں بھی حالات بتا رہے ہیں کہ یہاں لوگ رہتے رہے ہ اور انہیں اچانک وہاں سے جانا پڑا ہے"...... کرنل احمد حسین کرسی پر بیٹھتے ہوئے تفصیل بتائی۔

"ہونہہ۔ ٹھیک ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ ان لوگوں نے کے اس راڈار اسٹیشن کو استعمال کرنے کا پروگرام ختم کر دیا ٹھیک ہے۔ آپ پھر بھی ہوشیار رہیں۔ میں کرنل فریدی صاحب کہہ دوں گا کہ وہ یہاں مزید حفاظت کے لئے ملٹری کا پورا دستہ دیں"...... عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور کرنل احمد ح بھی اٹھ کھڑا ہوا۔ پھر کرنل احمد حسین انہیں بیرونی گیٹ سے باہر کی کار تک چھوڑنے آیا اور چند لمحوں بعد عمران اور اس کے ساتھی میں بیٹھے واپس شہر کی طرف جا رہے تھے۔

"یہ جگہیں وہ کیوں چھوڑ گئے ہیں"...... صفدر نے کہا۔

"میرے خیال کے مطابق پہلے وہ جس اڈے میں تھے وہ انہوں آسٹن کی گرفتاری کی وجہ سے چھوڑا۔ شاید آسٹن اس بارے میں تھا لیکن اس نے کرنل فریدی کو اس کے بارے میں کچھ نہیں بتا اور دوسرا اڈہ یقیناً انہوں نے اس ٹرانسمیٹر کال کی وجہ سے چھوڑ

جس کال میں رولف نے چیخ کر خطرے کا اعلان کر دیا تھا اور اس کا مطلب ہے کہ مارک خاصہ ذہین آدمی ہے حالانکہ میں نے جان بوجھ کر ے دوبارہ کال نہ کیا تھا تاکہ وہ مشکوک نہ ہو سکے لیکن وہ پھر بھی اڈہ چھوڑ گیا"...... عمران نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ ان کا یہ منصوبہ ختم ہو گیا"...... صفدر نے کہا۔

"بظاہر تو یہی نتیجہ نکا نظر آ رہا ہے کیونکہ رولف اور اس کا مین ہیڈ کوارٹر ختم ہو چکا ہے۔ یہاں کے سارے گروپ سوائے مارک کے ختم ہو چکے ہیں۔ اب اگر ئی گروپ باقی رہ گیا ہے تو ایکریمیا میں رہ گیا ہو گا لیکن دیکھنا یہ ہے کہ مارک کی اس گروپ میں کیا پوزیشن ہے اور رولف کی جگہ کون سنبھالتا ہے۔ اس کے بعد ہی فیصلہ ہو سکے گا کہ مارک واپس چلا جاتا ہے یا اپنے منصوبے کو ہر حالت میں مکمل کرے ...... عمران نے کہا۔

"لیکن اب کانفرنس تو کل منعقد ہو رہی ہے۔ اس کے پاس فیصلہ کرنے اور ٹارگٹ کو استعمال کرنے کے لئے متبادل اڈے کی تلاش کے لئے کتنا وقت رہ جائے گا"...... تنویر نے کہا۔

"جہاں تک متبادل اڈے کا تعلق ہے ایسے لوگ ہمیشہ متبادل کو ذہن میں رکھ کر پلاننگ کرتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ مارک یہاں سے شفٹ ہو کر کسی دوسرے پوائنٹ پر پہنچ کر اپنا کام شروع بھی کر چکا "...... عمران نے جواب دیا۔

"عمران صاحب ۔ کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ حکومت مراسک کانفرنس ہال کے گرد اینٹی میزائل سسٹم نصب کر دے تاکہ اگر اسرائیل میزائل فائر بھی ہو تو وہ کام نہ کر سکے"...... صفدر نے کہا۔

"یہ رولف گروپ دراصل اسرائیل کی سرپرستی میں کام کر رہا ہے اور ایکریمیا کی اسے درپردہ حمایت حاصل ہے ۔ اس لئے یہ لوگ ایسے میزائل استعمال کریں گے جن کا ڈیفنس سسٹم حکومت کے پاس نہ ہوگا کیونکہ مراسک جیسے ممالک نے جو کچھ بھی حاصل کر رکھا ہے ایکریمیا سے ہی حاصل کر رکھا ہے"...... عمران نے کہا اور صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"تو اب آپ کا کیا پروگرام ہے ۔ کیا آپ مارک کو تلاش کریں گے"...... صفدر نے کہا۔

"تلاش تو بہرحال کرنا ہی پڑے گا کیونکہ ہم آنکھیں بند کر کے تو نہیں بیٹھ سکتے"...... عمران نے جواب دیا۔

"لیکن کس طرح ۔ کیا آپ کے ذہن میں کوئی پلان ہے"...... صفدر نے کہا۔

"تم بتاؤ ۔ تم اس پوزیشن میں ہوتے تو کیا کرتے"...... عمران نے جواب دینے کی بجائے الٹا سوال کر دیا۔

"میں بتاتا ہوں ۔ حکومت مراسک کانفرنس والے روز تمام غیر ملکیوں کو ان کی رہائش گاہوں میں نظر بند کر دے ۔ کسی کو باہر نہ نکلنے دے"...... تنویر نے کہا تو صفدر اور عمران دونوں بے اختیار

پڑے۔

"غیر ملکی تو ہم بھی ہیں اور تمام وفود جو اس کانفرنس میں شرکت کرنے آ رہے ہیں وہ سب غیر ملکی ہیں ۔ پھر پوری دنیا سے اخبارات و رسائل کے رپورٹرز اور کیمرہ مین اور سیاسی تجزیہ نگار آ رہے ہیں اور آئیں گے وہ سب غیر ملکی ہوں گے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"صرف ایکریمیوں کو تو پابند کیا جا سکتا ہے"...... تنویر نے قدرے شرمندہ ہوتے ہوئے کہا۔

"اور اگر مارک وغیرہ نے کسی اور ملک کے لوگوں کا میک اپ کر لیا ۔ چلو اور ملک کا کیا اگر انہوں نے مقامی لوگوں کا میک اپ کر لیا تو پھر"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو تنویر کے چہرے پر مزید شرمندگی کے تاثرات پھیل گئے۔

"آئی ۔ ایم ۔ سوری ۔ واقعی میں نے اس تجویز پر اس انداز میں غور ہی نہ کیا تھا"...... تنویر نے واضح الفاظ میں معذرت کرتے ہوئے کہا۔

"گڈ ۔ تمہاری یہی اعلیٰ ظرفی ہے ۔ تمہاری جگہ اگر میں ہوتا تو بجائے اپنی غلطی کا اعتراف کرنے کے ایک ہزار دلیلیں دینے کی کوشش کرتا"...... عمران نے کہا تو تنویر اور صفدر دونوں ہنس پڑے

"عمران صاحب ۔ کیا حکومت مراسک نے یا کرنل فریدی صاحب نے ٹرانسمیٹر کالیں چیک کرنے کا بھی کوئی بندوبست کر رکھا ہے"۔ چند لمحوں کی خاموشی کے بعد صفدر نے کہا۔

"ہاں۔ لیکن جو ٹرانسمیٹر میں نے رولف کے پاس دیکھا ہے وہ انتہائی جدید ترین ہے۔اس کی کال کیچ نہیں ہو سکتی"...... عمران نے جواب دیا۔

"پھر تو واقعی اسے ٹریس کرنا مشکل ہو گا"...... صفدر نے بالآخر طویل سانس لیتے ہوئے کہا تو عمران ہنس پڑا۔

"بس اتنی جلدی ہتھیار ڈال دیئے تم نے"...... عمران نے کہا۔

"اب آپ جیسی ذہانت میں کہاں سے لے آؤں"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تنویر سے ادھار لے لو۔ یہ ذہانت کا سب سے بڑا سٹاکسٹ ہے"...... عمران نے جواب دیا تو کار صفدر کے قہقہے سے گونج اٹھی۔

"جب میں نے اپنی تجویز پر خود ہی معذرت کر لی ہے تو تمہیں کیا حق ہے میرا مذاق اڑانے کا"...... تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ارے ارے۔ میں مذاق اڑا نہیں رہا بلکہ میں نے تو تمہارے مذاق کو باندھ کر رکھ دیا ہے تاکہ وہ اڑ نہ جائے"...... عمران نے کہا اور صفدر ایک بار پھر ہنس پڑا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی۔ کار کے ڈیش بورڈ پر لگے ہوئے ٹرانسمیٹر سے ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔ عمران نے چونک کر ڈیش بورڈ کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ اسے کھول کر اندر موجود ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔ اس کے چہرے پر سنجیدگی تھی۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ یہ کال کرنل فریدی کی طرف سے ہی ہو سکتی ہے اور کرنل فریدی ظاہر ہے بغیر کسی اہم ترین بات کے

یوں کال نہیں کر سکتا تھا جبکہ عمران نے واپس جا کر اسے ملنا ہی تھا۔

"ہیلو۔ کرنل فریدی کالنگ۔ اوور"...... بٹن آن ہوتے ہی کرنل فریدی کی مخصوص سنجیدہ اور باوقار آواز سنائی دی۔

"منکہ مسمی علی عمران۔ پردیسی بلکہ بدیسی بزبان خویش بول رہا ہوں مرشد اعلیٰ۔ اوور"...... عمران نے اپنے مخصوص شگفتہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مجھے کرنل احمد حسین نے فون کر کے تفصیلات بتا دی ہیں کہ تم نے پہاڑیوں میں مارک کے دو سپاٹ چیک کر لئے تھے لیکن مارک ان پہاڑیوں سے جا چکا ہے۔ اوور"...... کرنل فریدی نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"آپ کے مرید خاص نے سچ بولا ہے پیر و مرشد۔ ویسے میں بھی یہی رپورٹ آپ کے گوش گزار کرنے خود حاضر ہو رہا تھا۔ اوور"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اس رپورٹ میں ایک بات اہم ہے کہ تم نے اپنی فطرت کے خلاف پہاڑیوں پر چیکنگ کا کام کرنل احمد حسین اور اس کے آدمیوں پر ڈال دیا تھا اور پھر خود بھی وہاں نہیں گئے بلکہ رپورٹ ملتے ہی تم واپس روانہ ہو گئے۔ کیا تمہیں پہلے سے یقین تھا کہ مارک یہاں سے جا چکا ہے۔ اوور"...... کرنل فریدی نے کہا۔ تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"آپ کی اس روشن ضمیری کی وجہ سے تو میں آپ کو پیر و مرشد مانتا

ہوں کرنل صاحب ۔ واقعی بات ایسی ہے ۔ مجھے سو فیصد یقین تھا کہ کال کے دوران خطرے کے الفاظ سننے کے بعد مارک لامحالہ یہ اڈہ چھوڑ گیا ہوگا اوور"....... عمران نے تحسین بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" لیکن تمہارا کیا خیال ہے کہ وہ مشن بھی چھوڑ گیا ہوگا ۔ اوور"....... کرنل فریدی نے کہا۔

" یہ تو اس سے ملاقات کے بعد ہی معلوم ہو سکتا ہے ۔ اوور" عمران نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔

" لیکن ملاقات کے لئے تم نے کوئی لائحہ عمل تو تجویز کیا ہوگا ۔ اوور"....... کرنل فریدی نے جواب دیا۔

" اس کا مشن بہرحال کانفرنس ہال کو ہی میزائلوں سے اڑانا ہے ۔ اس لئے راڈار اسٹیشن نہ سہی کوئی دوسری عمارت سہی ۔ اب ایسی عمارتوں کے بارے میں تو نقشہ دیکھ کر ہی اندازہ لگایا جا سکتا ہے ۔ اوور"....... عمران نے جواب دیا۔

" میں نے کرنل احمد حسین کی کال سننے کے بعد اس پوائنٹ پر غور کیا ہے اور نقشہ بھی چیک کر لیا ہے ۔ میرے خیال میں ایسی ایک عمارت راڈار اسٹیشن کے بالکل مخالف سمت میں ہے ۔ کاسا شہر ۔ تقریباً ساٹھ کلو میٹر دور ہے ۔ یہ ایک قدیم تاریخی عمارت ہے ۔ اس ... ایک مینار کی بلندی اتنی ہے کہ وہاں سے کانفرنس ہال تک یہ میزائل فائر کیا جا سکتا ہے اور میں نے اس عمارت کی چیکنگ اور اس

حفاظت کے احکامات جاری کر دیئے ہیں ۔ اوور"....... کرنل فریدی نے کہا۔

" ہمارے لئے ٹکٹیں تو یقیناً آپ نے بک کرا لی ہوں گی اوور" ۔ عمران نے کہا۔

" ٹکٹیں ۔ کیسی ٹکٹیں ۔ اوور"....... کرنل فریدی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" پاکیشیا جانے والی فلائٹ کی ۔ کیونکہ اب ہمارے لئے تو یہاں کوئی کام باقی ہی نہیں رہا ۔ اوور"....... عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

" اگر تم ناراض ہو رہے ہو تو میں اپنے احکامات واپس لے لیتا ہوں ۔ تم خود جا کر اس عمارت بلکہ پورے شہر کی عمارتیں چیک کر سکتے ہو ۔ اوور"....... کرنل فریدی کی مسکراتی ہوئی آواز سنائی دی اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

" ارے ۔ ارے ۔ اب تو آپ ناراض ہو گئے ہو ۔ ایسی کوئی بات نہیں ۔ میں نے تو اس لئے کہا تھا کہ اب واقعی ہمارے لئے کوئی کام باقی نہیں رہا۔اوور"....... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" جب تک یہ مارک مل نہ جائے تب تک کام ہی کام ہے اور اگر یہ نہ ملا تو پھر کم از کم کانفرنس کے شرکاء کی لاشیں ڈھونا تو کام ہوگا ہی ۔ اوور"....... دوسری طرف سے کرنل فریدی نے کہا اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"دھونے والے کام کا تو کیپٹن حمید کو خاصا تجربہ ہو گا البتہ گن میں کر لوں گا۔اوور"....... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"چلو کچھ تو کر ہی لو گے ناں ۔اوور اینڈ آل"....... دوسری طرف سے کرنل فریدی نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ عمران نے بھی ہنستے ہوئے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

مارک نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس ۔رین بو کلب"..... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی ۔

"میں مراسک کے دار الحکومت کاسا سے ورلڈ نیوز کا سپیشل رپورٹر جانسن بول رہا ہوں یہاں آپ کے کلب میں میرے ایک دوست آرنلڈ آتے ہیں ۔کیا وہ اس وقت موجود ہیں"....... مارک نے کہا۔

"یس سر۔ موجود ہیں ۔میں ان سے آپ کی بات کراتی ہوں"۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور مارک نے ہونٹ بھینچ لئے۔

"ہیلو ۔آرنلڈ بول رہا ہوں"....... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی ۔

"آرنلڈ ۔میں ورلڈ نیوز کا سپیشل رپورٹر جانسن بول رہا ہوں"۔

مارک نے کہا۔

"اوہ تم۔ کیسے فون کیا"...... دوسری طرف سے چونکتے ہوئے لہجے میں پوچھا گیا۔

"مجھے ابھی ابھی اطلاع ملی ہے کہ ہمارے اخبار کے نیوز ایڈیٹر صاحب نے استعفیٰ دے دیا ہے۔ میں نے دفتر کال کیا تھا لیکن وہاں سے کوئی اٹنڈ ہی نہیں کر رہا"...... مارک نے کہا۔

"تمہاری اطلاع درست ہے جانسن۔ واقعی ایسا ہی ہوا ہے اور یہ بھی بتا دوں کہ نہ صرف نیوز ایڈیٹر صاحب نے استعفیٰ دیا ہے بلکہ ان کے دفتر کے سارے ملازمین نے بھی ساتھ ہی استعفے دے دیئے ہیں۔ اس لئے تمہیں دفتر سے کوئی جواب نہ مل رہا تھا"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"لیکن اخبار تو بند نہیں ہو گیا ہو گا"...... مارک نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"ظاہر ہے وہ کیسے بند ہو سکتا ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"تو پھر اب کون انچارج ہے۔ میں رپورٹ کسے دوں"...... مارک نے کہا۔

"سیکنڈ نیوز آفس میں اسسٹنٹ نیوز ایڈیٹر گیلارڈ کو انچارج بنا دیا گیا ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کس نے اسے انچارج بنایا ہے۔ جبکہ میرا خیال ہے کہ یہ اختیار ...... تھا"...... مارک نے کہا۔

"اخبار کے ڈائریکٹرز کا فیصلہ ہے اور تم جانتے ہو کہ ان کا فیصلہ حتمی ہوتا ہے البتہ تمہیں ان کا نمبر تو رکھا گیا ہے"...... آرنلڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"گیلارڈ سے کس نمبر پر بات ہو سکتی ہے"...... مارک نے کہا۔

"میں نمبر بتا دیتا ہوں۔ تم خود بات کر لو"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی ایک فون نمبر بتا دیا گیا۔

"اوکے۔ شکریہ"...... مارک نے کہا اور ہاتھ سے کریڈل دبا کر اس نے دوبارہ نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"گیلارڈ سے بات کراؤ۔ میں مراسک کے دارالحکومت کاسا سے سپیشل رپورٹر جانسن بول رہا ہوں"...... مارک نے کہا۔

"اوہ اچھا۔ ہولڈ آن کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ گیلارڈ بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک اور بھاری سی مردانہ آواز سنائی دی۔

"مسٹر گیلارڈ۔ سب سے پہلے تو میری طرف سے نئی تعیناتی پر مبارکباد قبول فرمائیں"...... مارک نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ شکریہ۔ بے حد شکریہ۔ میں تو خود تم سے رابطہ کرنا چاہتا تھا لیکن میرے پاس تمہارا نمبر نہ تھا۔ کیا پوزیشن ہے وہاں"...... دوسری طرف سے مسرت بھری آواز سنائی دی۔

"کانفرنس کل منعقد ہو رہی ہے۔ میں اس کی رپورٹنگ کے لئے

تیار ہوں"...... مارک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ رپورٹنگ ضرور ہونی چاہئے کیونکہ اس بارے میں ڈائریکٹروں کی خصوصی میٹنگ میں بات ہوئی تھی۔ سب کا یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ ہمارے اخبار کی رپورٹنگ سب سے منفرد ہونی چاہئے"۔ گیلارڈ نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ ایسا ہی ہوگا اور کچھ"...... مارک نے کہا۔

"تم ویسے ہی نمبر ٹو ہو۔ تمہیں اطلاع تو مل گئی ہوگی"...... گیلارڈ نے کہا۔

"ہاں۔ اور میں اس کے لئے ڈائریکٹرز کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے مجھے اس قابل سمجھا"...... مارک نے جواب دیا۔

"تمہارے بارے میں ڈائریکٹرز کے خیالات بہت اچھے ہیں جانسن اس لئے بے فکر رہو اور یہ بھی خوشخبری سن لو کہ تمہارا معاوضہ بھی دوگنا کر دیا گیا ہے اور اس کانفرنس کی جاندار رپورٹنگ پر تمہیں انتہائی خصوصی انعام دینے کا بھی فیصلہ کیا گیا ہے"...... گیلارڈ نے کہا۔

"بے حد شکریہ۔ اب اجازت۔ او کے۔ گڈ بائی"...... مارک نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"باس کیا ہیڈ کوارٹر کے ساتھ آپ کے کوڈ پہلے سے طے شدہ تھے۔ جبکہ آپ یہاں بطور رپورٹر تو کام کرنے نہیں آئے تھے"...... مارک کے رسیور رکھتے ہی اس کے ساتھ بیٹھے ہوئے اس کے اسسٹنٹ ہیرلڈ نے کہا۔

"یہ خصوصی کوڈ ہیں۔ یہ چیف روالف نے اس لئے بنائے تھے کہ اگر کاسا سے ان کے ہیڈ کوارٹر یا ناراک ہیڈ کوارٹر کسی کو بھی عام فون پر بات کرنی پڑ جائے تو ان کوڈ میں بات کر سکے اور ناراک ہیڈ کوارٹر کو ان کوڈز سے آگاہ کر دیا گیا تھا۔ ان کوڈز میں جانسن میرا خصوصی نام ہے۔ جس کا علم ناراک ہیڈ کوارٹر کو پہلے سے ہے۔ اب دیکھو ان کوڈ سے بات بھی ہو گئی اور اگر کال چیک ہو رہی ہو گی تو یہی سمجھا جائے گا کہ کوئی رپورٹر اپنے دفتر سے بات کر رہا ہے"...... مارک نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"لیکن باس اگر انہوں نے اس کال کو چیک کیا تو پھر یہ استعفے وغیرہ کا معاملہ کیسے ہوگا"...... ہیرلڈ نے کہا۔

"میری کال ملتے ہی اس کا خصوصی انتظام ہو گیا ہو گا۔ اس بارے میں بے فکر رہو"۔ مارک نے جواب دیا۔

"ویسے باس حق تو واقعی آپ کا تھا"۔ ہیرلڈ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ لیکن بہرحال فیصلہ تو اسرائیلی حکام نے کرنا تھا۔ وہی لوگ ہمیں بھی کام دیتے ہیں اور سرپرستی بھی کرتے ہیں۔ بہرحال گیلارڈ میرا دوست ہے۔ اس کے چیف ہوتے ہوئے احکامات میرے ہی چلیں گے۔ اس لئے مجھے کوئی افسوس نہیں ہے"...... مارک نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے باس۔ آپ بہرحال حالات کو مجھ سے زیادہ بہتر انداز میں سمجھتے ہیں۔ اب پلان کا کیا کرنا ہے"...... ہیرلڈ نے موضوع

بدلتے ہوئے کہا۔

"کرنا کیا ہے۔ مشن مکمل کرنا ہے اور بس"...... مارک نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن آپ نے ان پہاڑیوں سے آتے ہوئے تو کہا تھا کہ آپ نے متبادل جگہ دیکھی ہوئی ہے لیکن شہر پہنچ کر آپ یہاں اطمینان سے بیٹھ گئے ہیں۔ صرف میک اپ اور کاغذات تبدیل ہوئے ہیں اور بس۔ جبکہ کانفرنس کا انعقاد کل ہو رہا ہے"...... ہیرلڈ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم بس میزائل آپریٹ کرنے کے ماہر ہو ہیرلڈ۔ تمہیں کیا معلوم کہ دنیا کے انتہائی مانے ہوئے سیکرٹ ایجنٹوں کے مقابل کس طرح کام کیا جاتا ہے۔ ابھی انتظار کرو۔ تھوڑی دیر بعد ہی تمہیں سب کچھ معلوم ہو جائے گا"...... مارک نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ ہیرلڈ کوئی بات کرتا میز پر رکھے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی اور مارک نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ جانسن بول رہا ہوں"...... مارک نے کہا کیونکہ پہاڑیوں سے واپس آکر اس نے جانسن کا نام اور روپ اختیار کر لیا تھا۔ اسی نام اور روپ کے کاغذات اس کے پاس پہلے سے ہی موجود تھے اور کاغذات کے لحاظ سے وہ واقعی ورلڈ نیوز کا سپیشل رپورٹر تھا۔ اس نے ان کاغذات کی چیکنگ کا بھی باقاعدہ انتظام کیا ہوا تھا۔ اگر حکومت مراسک ورلڈ نیوز سے ان کاغذات کی تصدیق چاہتی تو تصدیق کر دی

جاتی کیونکہ ورلڈ نیوز بھی بروولف گروپ کی ہی ملکیت تھا۔

"رابرٹ بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"اوہ ہاں۔ کیا رہا"...... مارک نے پوچھا۔

"تینوں اسپاٹس پر نہ صرف باقاعدہ نگرانی ہو رہی ہے بلکہ اندر بھی فوج اور سیکورٹی کا قبضہ ہے"...... رابرٹ نے جواب دیا تو مارک کے چہرے پر بے اختیار طنزیہ مسکراہٹ رینگ گئی۔

"او کے۔ تم واپس اپنے ساتھیوں کے پاس چلے جاؤ۔ میں تمہیں خود فون کر کے مزید احکامات دوں گا"...... مارک نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کریڈل پر ہاتھ رکھ دیا۔ چند لمحوں بعد اس نے کریڈل سے ہاتھ اٹھایا اور ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ویسٹرن ہوٹل"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"مس فیلڈا سے بات کرائیں۔ میں جانسن بول رہا ہوں سپیشل رپورٹر ورلڈ نیوز"...... مارک نے کہا۔

"یس سر۔ ہولڈ آن کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ فیلڈا بول رہی ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک اور نسوانی آواز سنائی دی۔

"جانسن بول رہا ہوں فیلڈا۔ کیا ہوا۔ کوئی کمرہ خالی ہوا تمہارے

ہوٹل میں یا ابھی انتظار کرنا پڑے گا"...... مارک نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ابھی ایک گھنٹہ پہلے خالی ہوا ہے۔ تم واقعی خوش نصیب ہو جانسن"...... دوسری طرف سے ہنستے ہوئے کہا گیا۔

"تم سے دوستی ہونے کے بعد میری خوش نصیبی میں اب کوئی شک رہ گیا ہے کیا"...... مارک نے کہا اور دوسری طرف سے فیلڈا ہنس پڑی۔

"اس خوبصورت تعریف کا شکریہ۔ اب تمہارا کیا پروگرام ہے"۔ فیلڈا نے ہنستے ہوئے کہا۔

"پروگرام کیا ہونا ہے۔ اب میں تمہارے ہوٹل میں قیام کروں گا اور ظاہر ہے وہاں تمہاری صحبت بھی میسر ہو گی اور کام بھی ہو جائے گا"...... مارک نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ پھر آجاؤ"...... فیلڈا نے کہا۔

"لیکن میرے ساتھ جو سامان ہے اس کا کیا ہو گا۔ اگر تمہارے ہوٹل والوں کو علم ہو گیا کہ میں پریس رپورٹر ہوں تو وہ مجھے دھکے دے کر باہر نکال دیں گے کیونکہ وہ لوگ پریس رپورٹروں سے بے حد الرجک ہو چکے ہیں"...... مارک نے کہا۔

"اس کی فکر مت کرو۔ میں نے منیجر سے بات کر لی ہے۔ تمہارے سامان پر کوئی اعتراض نہ کرے گا"...... فیلڈا نے جواب دیا۔

"او کے۔ پھر میں آرہا ہوں"...... مارک نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"کیا ہوا باس۔ آپ بے حد مطمئن نظر آرہے ہیں"...... ہیرلڈ نے کہا تو مارک بے اختیار ہنس پڑا۔

"تم نے پوچھا تھا کہ میں یہاں آکر اطمینان سے کیوں بیٹھ گیا ہوں تو اب سنو۔ میں نے اس راڈار اسٹیشن کے علاوہ تین ایسی عمارتیں منتخب کی تھیں جہاں سے ہم کانفرنس ہال پر میزائل فائر کر سکتے تھے لیکن ابھی رابرٹ کا فون آیا ہے کہ ان تینوں عمارتوں کی نہ صرف نگرانی کی جا رہی ہے بلکہ وہاں فوج اور سیکورٹی کا بھی قبضہ ہے۔ اگر ہم پہاڑیوں سے نکل کر سیدھے ان میں سے کسی جگہ پر پہنچ جاتے تو اب تک قبروں میں اتر چکے ہوتے"...... مارک نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ پھر باس اب پلان کا کیا ہو گا"۔ ہیرلڈ نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

"پلان تو ہر حال میں مکمل ہونا ہے کیونکہ اب چیف زولف کے خاتمے کے بعد اس پلان کی کامیابی اور بھی ضروری ہو گئی ہے۔ اگر یہ پلان کامیاب ہو گیا تو ڈائریکٹروں کی نظروں میں میری عزت اور قدر و قیمت اور بھی بڑھ جائے گی اور ہو سکتا ہے کہ میں نمبر ٹو نہ رہوں بلکہ نمبر ون بن جاؤں"...... مارک نے جواب دیا اور ہیرلڈ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"لیکن کس طرح باس۔ یہی بات تو میں پوچھ رہا ہوں"...... ہیرلڈ نے کہا۔

"کانفرنس ہال سے تقریباً ایک کلو میٹر کے فاصلے پر ویسٹرن ہوٹل

واقع ہے ۔اس ہوٹل میں پریس رپورٹر ٹھہرے ہوئے ہیں ۔اس کے ساتھ ساتھ وہاں فوجی اور سیکورٹی والے بھی پورے ہوٹل میں بکھرے ہوئے ہیں ۔خاص طور پر اس ہوٹل کی چھت اور اس کی اس سائیڈ کے سارے کمرے جن کا رخ کانفرنس ہال کی طرف ہے وہ سب سیکورٹی کے قبضے میں ہیں ۔فیلڈا وہاں اسسٹنٹ مینجر ہے ۔میں نے اس سے رابطہ کیا اور پھر انتہائی بھاری رقم کے عوض میں نے اس کی وفاداریاں خرید لیں ۔اس ہوٹل کے نیچے خصوصی تہہ خانے میں جہاں شرابیں اور ایسا ہی دوسرا سٹاک رکھا جاتا ہے ۔ان میں سے ایک تہہ خانے کا رخ کانفرنس ہال کی طرف ہے اور تم یہ سن کر حیران ہو گے کہ اس تہہ خانے میں ہوا کے لئے جو جالی نصب ہے وہ سڑک سے تقریباً دو فٹ اونچی ہے اور اس جالی سے لے کر کانفرنس ہال تک راستے میں کوئی عمارت بھی نہیں ہے ۔تمام عمارتیں یا دائیں طرف ہیں یا بائیں طرف صرف سڑکیں ہیں اور بس ۔اگر ہم اس جالی میں میزائل کو نصب کر دیں اور پھر اسے فائر کر دیں تو یہ میزائل بغیر کسی رکاوٹ کے سیدھا کانفرنس ہال سے جا ٹکرائے گا اور اس کے بعد ظاہر ہے کانفرنس ہال تباہ ہو جائے گا لیکن کسی کو یہ معلوم ہی نہ ہو سکے گا کہ میزائل کہاں سے فائر ہوا ہے اور اگر معلوم بھی ہوا تو ہم فوری طور پر وہاں سے نکل کر اوپر دوسرے کمروں میں پہنچ جائیں گے ۔ہمارے کاغذات درست ہیں اس لئے کوئی ہمیں پکڑ ہی نہ سکے گا اور ہمارا مشن مکمل ہو جائے گا ۔متبادل انتظام پہلے ہی کیا جا چکا ہے"...... مارک نے جواب دیا تو ہیرا

کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے ۔

"کمال کی سچوئشن تلاش کی ہے آپ نے باس ۔لیکن میزائل اور میزائل لانچر اور اس کی متعلقہ مشینری یہ سب وہاں تک کیسے پہنچیں گے ۔ظاہر ہے فوج اور سیکورٹی والے وہاں جانے والی ہر چیز کی باقاعدہ چیکنگ کر رہے ہوں گے"...... ہیرلڈ نے کہا ۔

"ہاں ۔ظاہر ہے انہیں ایسا کرنا بھی چاہئے ۔لیکن اس کا بندوبست بھی کر لیا گیا ہے ۔اس ہوٹل کے ساتھ ہی ایک رہائشی مکان ہے وہ برائے فروخت تھا ۔اسے خرید لیا گیا ہے اور وہاں سے اس تہہ خانے تک باقاعدہ ایک سرنگ کھودی گئی ہے ۔اب یہ سامان پہلے اس مکان میں جائے گا اور پھر وہاں سے اس تہہ خانے میں پہنچ جائے گا جبکہ ہم بطور پریس رپورٹر عام کمروں میں موجود رہیں گے اور صرف اس وقت اس تہہ خانے میں جائیں گے جب ہم نے فائر کرنا ہو گا"...... مارک نے جواب دیتے ہوئے کہا ۔

"ویری گڈ باس ۔ویری ویری گڈ ۔آپ نے واقعی فول پروف پلاننگ کی ہے اور حکومت اور سیکورٹی کی عین ناک کے نیچے"۔ہیرلڈ نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا ۔

"اصل مسئلہ اس تہہ خانے کی سیکورٹی چیکنگ تھا ۔چنانچہ مجھے اس کا انتظار تھا اور اب فیلڈا نے بتا دیا ہے کہ چیکنگ ہو چکی ہے اور چیک کرنے والوں کو اس بات کا آئیڈیا نہیں ہوا کہ یہاں سے بھی کوئی گڑبڑ ہو سکتی ہے اور نہ ہی وہ سرنگ چیک ہوئی ہے ۔وہ تو ویسے بھی چیک

نہ ہو سکتی تھی کیونکہ ابھی اسے اس تہہ خانے تک پہنچایا ہی نہیں گیا اس لئے یہ سپاٹ مکمل طور پر محفوظ ہو چکا ہے"...... مارک نے جواب دیا۔

"وہ مینجر کی کیا بات تھی باس۔ کیا مینجر بھی اس پلاننگ میں شامل ہے"...... ہیرلڈ نے پوچھا۔

"نہیں۔ یہ کوڈ ورڈز تھے۔ مینجر سے مطلب وہ مکان اور اس میں سرنگ تھا"...... مارک نے جواب دیا اور ہیرلڈ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اب اس کے چہرے پر گہرے اطمینان کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔

کیپٹن حمید نے کار ایک ریستوران کے سامنے روکی اور پھر اتر کر وہ لمبے لمبے قدم بڑھاتا ریستوران کے ہال میں داخل ہو گیا۔ اندر داخل ہو کر اس نے ادھر ادھر نظریں دوڑائیں تو ایک کونے میں میز پر بیٹھی ہوئی ایک خوبصورت لڑکی نے ہاتھ اٹھا کر اسے اشارہ کیا تو کیپٹن حمید کے چہرے پر یکلخت مسرت کے تاثرات ابھر آئے۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتا اس میز کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"ہیلو مس رخشندہ۔ آپ تو مجھ سے بھی پہلے یہاں پہنچ گئیں حالانکہ میرا خیال تھا کہ میں وقت سے پہلے آیا ہوں"...... کیپٹن حمید نے میز کے قریب جا کر کرسی سیٹ کر کے اس پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"میں بھی ابھی آکر بیٹھی ہوں"...... رخشندہ نے مسکراتے ہوئے کہا تو کیپٹن حمید نے اثبات میں سر ہلا دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ کے اشارے سے ویٹر کو بلایا اور اسے جوس لانے کا آرڈر دے دیا۔

"آپ نے کرنل فریدی سے بات کی ہے"....... رخشندہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں ۔ لیکن وہ کانفرنس تک بے حد مصروف ہیں ۔ اس لئے کانفرنس کے بعد ہی آپ کے متعلق فیصلہ کریں گے"....... کیپٹن حمید نے بڑے حتمی لہجے میں کہا تو رخشندہ کے چہرے پر بے اختیار مسکراہٹ دوڑ گئی۔

"اوہ ۔ بہت شکریہ ۔ لیکن میں اس کانفرنس کے لئے بھی کام کرنا چاہتی ہوں تاکہ کرنل فریدی کو اپنی صلاحیتوں کا عملی ثبوت دے سکوں"....... رخشندہ نے کہا۔

"وہ تو تم اب بھی کر سکتی ہو"....... کیپٹن حمید نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے ویٹر نے جوس کے گلاس لا کر ان دونوں کے سامنے رکھ دیئے۔

"وہ کیسے ۔ جب تک میری کوئی سرکاری حیثیت نہ ہو ۔ میں کیسے کام کر سکتی ہوں"....... رخشندہ نے جوس کا گلاس اٹھا کر اپنی طرف کرتے ہوئے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"سرکاری حیثیت کا کیا ہے ۔ ابھی بن جاتی ہے بلکہ بن چکی ہے ۔ تم کیپٹن حمید کی اسسٹنٹ ہو اور تمہیں وہ سارے اختیارات حاصل ہیں جو کیپٹن حمید کی اسسٹنٹ کو حاصل ہو سکتے ہیں"....... کیپٹن حمید نے کہا تو رخشندہ کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔

"اوہ ۔ اوہ ۔ ویری گڈ ۔ پھر تو واقعی میں کام کر سکتی ہوں ۔ آپ

بے حد شکریہ کیپٹن ۔ آپ نے یہ بات کر کے مجھے زندگی کی سب سے بڑی مسرت بخش دی ہے"....... رخشندہ نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جب تم نے مرسک میں اسلامی سیکورٹی کی نمائندہ بن کر کام کرنا ہی ہے تو یہ کام ابھی سے کیوں نہ شروع ہو جائے ۔ لیکن ایک بات بتا دوں کہ تم نے بہرحال میرے ساتھ رہنا ہے"....... کیپٹن حمید نے کہا۔

"وہ تو ظاہر ہے ۔ لیکن ایک بات تو بتائیں"....... رخشندہ نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ہاں ہاں ۔ ضرور ضرور پوچھو" ۔ کیپٹن حمید نے چونک کر پوچھا۔

"مجھے معلوم ہوا ہے کہ سیکرٹری کی کیپٹن صائمہ نے بھی آپ کے ساتھ کام کیا ہے اور راڈار اسٹیشن کے انچارج کرنل احمد حسین کی سیکرٹری کلثوم بھی آپ کے ساتھ دیکھی گئی ہے ۔ پھر آپ نے انہیں علیحدہ کیوں کر دیا ہے"....... رخشندہ نے کہا تو کیپٹن حمید کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"تمہیں ان سب باتوں کا کیسے علم ہوا"....... کیپٹن حمید نے حیران ہو کر کہا تو رخشندہ بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"آپ کو شاید معلوم نہیں ہے کہ میں کلثوم کی دوست ہوں ۔ اس نے مجھے یہ باتیں بتائی تھیں اور آپ کا تعارف بھی اس نے ہی کرایا تھا میں تو پہلے بھی یہی چاہتی تھی کہ کسی طرح میرا کرنل فریدی سے

تعارف ہو جائے ۔ اس لئے میں آپ سے ملی اور اب ہم یہاں ہیں"۔ رخشندہ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اوہ ۔ لیکن کلثوم نے تو تمہارا ذکر نہیں کیا تھا"...... کیپٹن حمید نے کہا۔

" میں نے اسے منع کر دیا تھا ۔ میں نہیں چاہتی تھی کہ کلثوم کی موجودگی میں آپ سے تفصیلی بات ہو ۔ میں یہ بات کلثوم سے بھی چھپانا چاہتی تھی"...... رخشندہ نے کہا۔

" کیپٹن صائمہ شادی شدہ تھی اور میں شادی شدہ عورتوں کے حقوق محفوظ سمجھتا ہوں اس لئے ان سے دوستی نہیں کیا کرتا ۔ جہاں تک کلثوم کا تعلق ہے جب تک میری ڈیوٹی راڈار اسٹیشن پر رہی کلثوم سے دوستی رہی ۔ جب وہاں سے ڈیوٹی ختم ہو گئی تو کلثوم سے ملاقات کا سکوپ بھی ختم ہو گیا"...... کیپٹن حمید نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" لیکن آپ نے مجھ سے تو پوچھا ہی نہیں کہ میں شادی شدہ ہوں یا نہیں"...... رخشندہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" پوچھنے کی ضرورت ہی نہیں ۔ کیونکہ میں نے تمہاری باقاعدہ انکوائری کرائی تاکہ جو کچھ تم نے بتایا ہے اس کی تصدیق کر سکوں ۔ تب ہی میں کرنل فریدی سے تمہاری بات کر سکتا تھا اور اس انکوائری میں مجھے بہرحال یہ معلوم ہو گیا ہے کہ تم غیر شادی شدہ ہو"۔ کیپٹن حمید نے مسکراتے ہوئے کہا تو رخشندہ بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی

" اچھا ۔ مجھے تو انکوائری کا علم ہی نہیں ہو سکا"۔ رخشندہ نے کہا ۔

" یہ انکوائری کیپٹن حمید کر رہا تھا اس لئے تمہیں کیسے علم ہو سکتا تھا"...... کیپٹن حمید نے کہا اور رخشندہ ایک بار پھر ہنس پڑی ۔

" لیکن اب آپ اس کانفرنس کے سلسلے میں کیا کر رہے ہیں"۔ اچانک رخشندہ نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

" کرنا کیا ہے ۔ یہاں موجود تمام دہشت گرد گروپس گرفتار ہو چکے ہیں ۔ اس لئے اب کوئی خطرہ ہی باقی نہیں رہا ۔ اس لئے سوائے عیش کرنے اور کیا ہو سکتا ہے"...... کیپٹن حمید نے کہا۔

" لیکن مجھے تو اطلاع ملی ہے کہ ایک گروپ ایسا یہاں موجود ہے کہ جو ابھی تک ٹریس نہیں ہو سکا"...... رخشندہ نے کہا تو کیپٹن حمید ایک بار پھر چونک پڑا ۔

" تمہیں کیسے معلوم ہوا"۔ کیپٹن حمید کے لہجے میں حیرت تھی ۔

" کلثوم نے ہی بتایا ہے کہ پاکیشیا کا علی عمران وہاں راڈار اسٹیشن پر گیا تھا ۔ اس نے وہاں سراغ لگایا ہے لیکن وہ لوگ وہاں سے جا چکے تھے ۔ ان کے لیڈر کا نام مارک بتایا گیا ہے"...... رخشندہ نے کہا۔

" ہاں ۔ واقعی ایسا ہی ہے لیکن میرا خیال ہے کہ وہ ملک سے فرار ہو گیا ہو گا ۔ اب وہ کسی صورت بھی کانفرنس کو سبوتاژ نہیں کر سکتا ۔ کیونکہ ہم نے شہر سے دور دور تک کوئی ایسی عمارت نہیں چھوڑی جہاں سے میزائل فائر ہو سکے ۔ اس کے علاوہ کانفرنس ہال کے گرد بھی انتہائی سخت سیکورٹی ہے اور اب مارک کے پاس چادر سلیمانی تو ہونے

سے رہی کہ وہ کسی کی نظروں میں آئے بغیر میزائل لا کر کانفرنس ہال پر دے مارے گا"...... کیپٹن حمید نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"لیکن اسے تلاش تو بہرحال کرنا چاہیئے۔ دشمن تو دشمن ہی ہوتا ہے۔ وہ وار تو کر سکتا ہے"...... رخشندہ نے کہا۔

"کرنل فریدی اور اس کی زیرو فورس اسے تلاش کر رہی ہے۔ وہ احمق علی عمران بھی اسے تلاش کر رہا ہے۔ کرتے رہیں"...... کیپٹن حمید نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"لیکن کیپٹن۔ یہ کارنامہ ہم نے انجام دینا ہے ہم نے۔ میرا مطلب ہے آپ نے اور میں نے"...... رخشندہ نے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا تو کیپٹن حمید اس کی جذباتیت پر بے اختیار مسکرا دیا۔

"کس طرح تلاش کرو گی اسے۔ وہ نجانے کس روپ میں اور کس نام سے موجود ہوگا اور ہو سکتا ہے وہ اس ریستوران میں ہی بیٹھا ہو"۔ کیپٹن حمید نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میرے ذہن میں اسے تلاش کرنے کا ایک پوائنٹ موجود ہے"...... رخشندہ نے کہا تو کیپٹن حمید چونک پڑا۔

"کونسا پوائنٹ"...... کیپٹن حمید نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"جب سے کلثوم سے میں نے سنا تھا۔ میں اس پر غور کرتی رہی ہوں اور نہ صرف میں نے اس پر غور کیا ہے بلکہ میں نے اس سلسلے میں تھوڑا سا کام بھی کیا ہے اور مجھے کسی حد تک کامیابی بھی ہوئی ہے"...... رخشندہ نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اچھا۔ ویری گڈ۔ بتاؤ مجھے"...... کیپٹن حمید نے مسرت بھرے لہجے میں کہا کیونکہ اتنا تو وہ بھی جانتا تھا کہ اگر واقعی رخشندہ کے ذہن میں کوئی پوائنٹ ہے جس پر کام کر کے اس مارک کو ٹریس کیا جا سکتا ہے تو کرنل فریدی کے سامنے وہ اسے اپنا کارنامہ بتا کر آسانی سے پیش کر سکتا ہے۔

"مارک ظاہر ہے غیر ملکی ہے اور اس نے اپنے ہیڈ کوارٹر وغیرہ فون کالز بھی کی ہوں گی اور یہاں کا ایک سرکاری ادارہ ایسا ہے جو بیرون ملک ہونے والی تمام فون کالز کا باقاعدہ ریکارڈ رکھتا ہے اور ان کا تجزیہ کرتا ہے۔ اس ادارے کی انچارج ایک خاتون ام رحمت ہے۔ وہ میری دوست ہے۔ میں نے اس سے رابطہ کیا کیونکہ مجھے یقین تھا کہ مارک ایکریمیا ضرور کال کرے گا۔ چنانچہ میں نے ام رحمت سے کہا کہ وہ ایکریمیا کی جانے والی کالوں کا تجزیہ کرے اور اگر اسے کوئی ایسی کال ملے جسے وہ مشکوک سمجھے تو مجھے بتائے اور اس نے آج صبح ہی مجھے فون کر کے بتایا ہے کہ ایک کال کو اس نے مشکوک سمجھا ہے۔ اس نے اس کا ٹیپ علیحدہ رکھ لیا ہے۔ اب وہ ڈیوٹی پر ہوگی۔ اگر آپ کہیں تو ابھی چل کر وہ ٹیپ سن لیتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ کوئی خاص بات معلوم ہو جائے"...... رخشندہ نے کہا۔

"ام رحمت نے یہ تو بتایا ہوگا کہ اس گفتگو میں کیا بات مشکوک ہے"...... کیپٹن حمید نے قدرے ناگوار سے لہجے میں کہا۔ کیونکہ وہ زیادہ سے زیادہ وقت رخشندہ کے ساتھ باتیں کرنے میں گزارنا چاہتا

تھا۔

" یہ تو میں نے اس سے پوچھا ہی نہیں۔ آؤ چلیں۔ ہمیں کام کرنا چاہئے"...... رخشندہ نے کہا اور اٹھ کھڑی ہوئی۔ اب کیپٹن حمید کو بھی بادل نخواستہ اٹھنا پڑا۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں ایک ہی کار میں بیٹھے اس ادارے کی عمارت کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔ رخشندہ چونکہ ٹیکسی میں آئی تھی اس لئے وہ کیپٹن حمید کی کار میں بیٹھ گئی تھی۔ ام رحمت ایک ادھیڑ عمر خاتون تھی جس نے ان دونوں کا کھلے دل سے اور انتہائی با اخلاق انداز میں استقبال کیا اور پھر وہ ان دونوں کو ایک علیحدہ کمرے میں لے گئی اور اس نے ٹیپ ریکارڈر میں وہ ٹیپ لگا کر اس کا بٹن دبا دیا۔ بولنے والا کوئی جانسن تھا جو ایکریمیا میں کسی رین بو کلب میں بیٹھنے والے اپنے کسی دوست آرنلڈ سے بات کرنا چاہتا تھا۔ پھر بات چیت ہوتی رہی اور وہ سب خاموش بیٹھے سنتے رہے۔ اس بات چیت کے مطابق جانسن کا تعلق ورلڈ نیوز سے تھا اور وہ یہاں کاسا میر کانفرنس کی اخبار کے لئے کوریج کے لئے آیا تھا اور اخبار کے نیوز ایڈیٹر اور اس کے ساتھیوں نے استعفے دے دیئے تھے اور اب اس استعفے دینے والے نیوز ایڈیٹر کی جگہ کسی گیلارڈ کو نیوز ایڈیٹر بنا دیا گیا تھا۔ یہ گفتگو ختم ہوئی تو ام رحمت نے یہ کیسٹ نکال کر ایک اور کیسٹ لگا دیا اور ایک بار پھر جانسن کی آواز سنائی دی۔ وہ اب گیلارڈ سے باتیں کر رہا تھا لیکن ان کے درمیان ہونے والی گفتگو بھی ان کے پیشے سے متعلق تھی۔ جب یہ گفتگو ختم ہوئی تو ام رحمت نے ٹیپ ریکارڈ آف کر

دیا۔

" ان دونوں ٹیپوں میں کیا بات آپ کو مشکوک نظر آئی ہے"۔ کیپٹن حمید نے ناگوار سے لہجے میں ام رحمت سے مخاطب ہو کر کہا۔

" جانسن نام کا کوئی آدمی بطور رپورٹر ہمارے پاس رجسٹرڈ نہیں ہے۔ ورلڈ نیوز کی طرف سے کوئی رپورٹر سرے سے کاسا آیا ہی نہیں"...... ام رحمت نے کہا تو کیپٹن حمید اور رخشندہ دونوں بے اختیار اچھل پڑے۔

" یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں۔ آپ کو کیسے معلوم ہوا"...... کیپٹن حمید نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" ہمیں حکومت کی طرف سے باقاعدہ ان سب افراد کی فہرست مہیا کی گئی ہے تاکہ ہم ان کی کالوں کو خصوصی طور پر ٹیپ کریں"۔ ام رحمت نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ کیا آپ نے اچھی طرح چیک کر لیا ہے"...... کیپٹن حمید کے لہجے میں اس بار چمک تھی کیونکہ اگر واقعی ایسا تھا تو یہ اہم ترین کلیو تھا اور وہ کرنل فریدی کو اس کلیو کے بارے میں بتا کر اپنی بہتر کارکردگی کا رعب جما سکتا تھا۔

" جی ہاں۔ میں نے خصوصی طور پر چیکنگ کی ہے"...... ام رحمت نے بڑے بااعتماد لہجے میں جواب دیا۔

" کیا آپ کے پاس ایسی مشینری ہے جس سے ان کالوں کا منبع چیک کیا جاسکے"...... کیپٹن حمید نے پوچھا۔

"نہیں جناب۔ ہمارا کام تو کالیں چیک کرنا اور پھر ان کا تجزیہ کرنا ہے اور بس"...... ام رحمت نے جواب دیا۔

"ان دو کالوں کے علاوہ بھی اس آدمی جانسن نے کوئی اور کال کی ہے ام رحمت"...... اس بار رخشندہ نے پوچھا۔

"فارن کال تو نہیں ہوئی البتہ مقامی کال ہوئی ہو تو میں کہہ نہیں سکتی۔ مقامی کالیں ٹیپ نہیں کی جاتیں"۔ ام رحمت نے جواب دیا۔

"کیا میں آپ کا فون استعمال کر سکتا ہوں"۔ کیپٹن حمید نے کہا۔

"جی ہاں۔ کیوں نہیں"...... ام رحمت نے جواب دیا اور پھر انہیں لے کر اپنے دفتر میں آ گئی۔ کیپٹن حمید نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس۔ نمبرالیون اٹنڈنگ"...... رابطہ قائم ہوتے ہی زیرو فون کے انچارج نمبرالیون کی آواز سنائی دی۔

"کیپٹن حمید بول رہا ہوں نمبرالیون۔ میں ایک اہم کلیو پر کام کر رہا ہوں۔ تم ایسا کرو کہ حکومت کے اطلاعاتی مرکز سے معلومات حاصل کرو کہ ایکریمیا کے اخبار ورلڈ نیوز کی طرف سے کوئی نمائندہ کانفرنس کی کوریج کے لئے یہاں بھجوایا گیا ہے یا نہیں اور اگر بھجوایا گیا ہے تو اس کا پورا نام اور یہاں کا پتہ معلوم کرو۔ میں دس منٹ بعد فون کروں گا"...... کیپٹن حمید نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس کیپٹن"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور کیپٹن حمید نے رسیور رکھ دیا۔ پھر ام رحمت نے مشروبات منگوائے اور دس منٹ کی

تقریباً پندرہ منٹ گزارنے کے بعد کیپٹن حمید نے رسیور اٹھایا اور ایک بار پھر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس نمبرالیون اٹنڈنگ"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے نمبرالیون کی آواز سنائی دی۔

"کیپٹن حمید بول رہا ہوں۔ کیا رپورٹ ہے"۔ کیپٹن حمید نے پوچھا۔

"ورلڈ نیوز کا کوئی نمائندہ مراسک نہیں آیا جناب۔ میں نے براہ راست ورلڈ نیوز آفس کا نمبر معلوم کر کے وہاں سے دریافت کیا ہے تو انہوں نے بتایا ہے کہ انہوں نے براہ راست تو کوئی نمائندہ نہیں بھیجا البتہ ان کا ایک سپیشل رپورٹر جس کا نام جانسن ہے اسے ہدایت کر دی گئی ہے کہ اگر وہ چاہے تو کانفرنس کی کوریج کرے۔ لیکن یہاں کے اطلاعاتی مرکز میں ابھی تک اس جانسن نے کوئی رپورٹ نہیں دی"...... نمبرالیون نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے"...... کیپٹن حمید نے منہ بناتے ہوئے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ جانسن تو بہرحال رپورٹر ہے۔ یہ پریس رپورٹر انتہائی لاپرواہ قسم کی مخلوق ہوتی ہے۔ ہو سکتا ہے اس نے یہاں اطلاعاتی مرکز میں اپنا نام ہی درج نہ کرایا ہو"...... کیپٹن حمید نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی وہ کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"تو اس کا مطلب ہے کہ یہ کالیں مشکوک نہیں ہیں"...... ام

رحمت نے بھی مایوسانہ لہجے میں کہا۔ رخشندہ کے چہرے پر بھی ۔ ی
کے تاثرات نمایاں نظر آرہے تھے۔

"ظاہر ہے۔ اب اور کیا کہا جا سکتا ہے"...... کیپٹن حمید نے: ب
دیا اور پھر سلام دعا کر کے وہ اس ادارے سے باہر آگئے۔

"یہ تو کچھ نہ ہوا۔ میں تو سمجھی تھی کہ اہم کلیو مل گیا"...... ک یں
بیٹھتے ہوئے رخشندہ نے کہا۔

"مایوس نہیں ہونا چاہئے۔ بہرحال تم نے محنت کی ہے۔ لیکن میں
نے تمہیں کہا ہے کہ اب کام کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ اب کا س
کو سبوتاژ کرنے کا خطرہ ختم ہو چکا ہے۔ اس لئے اب صرف ی
کارروائیاں ہی باقی رہ گئی ہیں۔ ویسے تم فکر نہ کرو۔ تمہاری سید پکی
ہے"...... کیپٹن حمید نے کار چلاتے ہوئے کہا اور رخشندہ کا چہ ے
اختیار کھل اٹھا۔

"شکریہ۔ تو اب کہاں جانے کا پروگرام ہے"...... رخشن نے
مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"جانا کہاں ہے۔ سنا ہے ڈمپل نام کے ریستوران کا ماحول ، جو
خوبصورت اور فرحت انگیز ہے۔ وہاں بیٹھیں گے اور خوبصورت تیں
کریں گے"...... کیپٹن حمید نے مسکراتے ہوئے کہا اور خشن نے
مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"حقیر فقیر پر تقصیر۔ رماندہ و بے راہگیر"...... عمران نے رسیور
اتے ہی بڑے تھکے تھکے سے لہجے میں بات کا آغاز کرتے ہوئے کہا۔

"فریدی بول رہا ہوں عمران۔ تمہاری آواز اور لہجہ بتا رہا ہے کہ
ہیں کام کرنے کے لئے کوئی کلیو نہیں مل رہا۔ اس لئے شاید اپنے آپ
درماندہ اور بے راہگیر بھی کہہ رہے ہو۔ میں نے فون اس لئے کیا ہے
ایک اہم کلیو کیپٹن حمید نے حاصل کر لیا ہے لیکن وہ اپنی فطرت
کے مطابق اس پر آگے نہیں چل سکا۔ اگر تم چاہو تو اس کلیو پر کام کر
تے ہو"...... دوسری طرف سے کرنل فریدی نے اس کی بات کاٹتے
ئے کہا۔

"ارے واہ۔ تو کیپٹن صاحب بھی کام کرنے لگ گئے ہیں۔
حال کیا کلیو ہے"...... ران نے شگفتہ لہجے میں کہا۔ کلیو کا سن کر

اس کے لہجے میں چمک نمایاں ہو گئی تھی۔

"کام کرنے لگ جاتا تو مجھے تمہیں کیوں کہنا پڑتا۔ میں سیکورٹی کے معاملات میں بے حد مصروف ہوں۔ کیپٹن حمید نے ایک نئی دوست بنائی ہے جو یہاں ایک پرائیویٹ جاسوسی ادارے کی مالکہ ہے اس کا نام رخشندہ ہے۔ کاسا میں ایک سرکاری ادارہ ہے جو فارن فون کالز کو ٹیپ کر کے اس کا تجزیہ کرتا ہے اور مشکوک کالوں کے بارے میں سیکورٹی کو اطلاعات مہیا کرتا ہے۔ اس ادارے کی انچارج ایک خاتون ہے جس کا نام ام رحمت ہے۔ یہ خاتون ام رحمت رخشندہ کی دوست ہے۔ رخشندہ کی خواہش ہے کہ اسے مراسک میں اسلامی سیکورٹی کی نمائندہ بنایا جائے اور اسی خواہش کے پیش نظر وہ کیپٹن حمید کے ساتھ دوستی بڑھا رہی ہے۔ رخشندہ نے کیپٹن حمید کو بتایا کہ اس نے ام رحمت سے کہا ہے کہ وہ کسی مشکوک کال کے متعلق بتائے اور پھر اس ام رحمت نے رخشندہ کو ایک مشکوک کال کے متعلق بتایا تو رخشندہ کیپٹن حمید کو ساتھ لے کر ام رحمت کے پاس گئی۔ یہ مشکوک کالیں کاسا سے ورلڈ نیوز کے نمائندے جانسن کی طرف سے ایکریمیا کی گئی ہیں۔ اس اخبار کے نیوز ایڈیٹر نے اسے دے دیا تھا۔ اس سلسلے میں کال تھی لیکن یہ مشکوک اس لئے گئی کہ بقول ام رحمت کے اخباری نمائندوں کی جو فہرست ادارے کو حکومت کی طرف سے دی گئی ہے اس میں ورلڈ نیوز کے کسی نمائندے کا نام رجسٹرڈ نہیں ہے۔ اس پر کیپٹن حمد نے زیرو الیون کو کال کیا

اسے مزید تحقیقات کے لئے کہا۔ نمبر الیون نے جو تحقیقات کی۔ اس کے مطابق ورلڈ نیوز نے کوئی نمائندہ باقاعدہ طور پر نہیں بھیجا لیکن انہوں نے بتایا ہے کہ انہوں نے اپنے ایک سپیشل رپورٹر جانسن کو ہدایت کی ہے کہ اگر وہ چاہے تو کانفرنس کی کوریج کر سکتا ہے لیکن جانسن یہاں رجسٹرڈ نہیں ہوا جبکہ یہ دونوں کالیں کاسا سے جانسن نے ہی کی ہیں۔ جب نمبر الیون نے مجھے اس کی اطلاع دی تو میں نے کیپٹن حمید سے بات کی لیکن کیپٹن حمید نے یہ کہہ کر بات ختم کر دی کہ اخباری رپورٹر لا ابالی قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ اس جانسن نے اپنا نام ہی رجسٹرڈ نہ کرایا ہوگا۔ میں نے سوچا کہ فون کر کے تمہیں بتا دوں۔ ہو سکتا ہے کہ اس سلسلے میں کوئی اہم کلیو سامنے آجائے"۔ کرنل فریدی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ یہ تو واقعی اہم بات ہے۔ کیپٹن حمید صاحب نے جو نتیجہ نکالا ہے وہ عام حالات میں تو درست ہو سکتا ہے لیکن ایسی اہم بین الاقوامی کانفرنس کی کوریج کے لئے رپورٹرز لازماً اپنا نام رجسٹرڈ کراتے ہیں تاکہ انہیں فون اور فیکس کی سہولتیں ترجیحی بنیادوں پر میسر آسکیں۔ ام رحمت صاحبہ کا ادارہ کہاں ہے۔ میں اس سے خود ملنا چاہتا ہوں"...... عمران نے اس بار انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کاشغر روڈ پر یہ ادارہ واقع ہے۔ نمبر ہے ون زیرو ون۔ میں ام رحمت کو فون کر دیتا ہوں۔ وہ تم سے پورا پورا تعاون کرے گی"...... کرنل فریدی نے کہا تو عمران نے شکریہ ادا کیا اور رسیور رکھ

کر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ حالانکہ وہ ابھی شہر بھر کے ہوٹلوں کی خاک چھان
آیا تھا لیکن کرنل فریدی کی اس کال کے بعد وہ اس طرح تروتازہ
آنے لگ گیا تھا جیسے وہ صدیوں سے آرام کرنے کے بعد اب کام کرنے
کے لئے تیار ہوا ہو۔ پھر اس سے پہلے کہ وہ دروازے کی طرف بڑ
دروازہ کھلا اور جولیا اندر داخل ہوئی۔

"مجھے ابھی صفدر نے بتایا ہے کہ تم آگئے ہو۔ کہاں کی
چھانتے رہے ہو۔ ہم یہاں بیٹھے بور ہوتے رہے"...... جولیا نے
داخل ہوتے ہی تیز لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"شہر کا سروے کرتا رہا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"سروے۔ وہ کیوں"...... جولیا نے حیران ہو کر پوچھا۔

"میں نے سوچا کہ چلو پورے شہر کا سروے کرو۔ شاید چاند ش
سے بڑھ کر کوئی حسین چہرہ نظر آجائے کیونکہ چاند شہزادی تو
نہیں کراتی لیکن یقین کرو جولیا۔ پورا شہر چھان مارا۔ چاند شہزا
زیادہ حسین تو ایک طرف اس جیسی بھی کوئی نظر نہ آئی تو تھک ہار
واپس آگیا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو جولیا کا چہ
فرط مسرت سے گلنار سا ہو گیا۔

"یہ چاند شہزادی کون ہے"...... جولیا نے جان بوجھ کر پو
"ایک ملک ہے سوئٹزر لینڈ۔ جہاں ہر طرف برف ہی بر
ہوئی دکھائی دیتی ہے۔ اس برف میں سے ظاہر ہے چاند جیسی
ہی نمودار ہو سکتی ہے"...... عمران نے جواب دیا تو جولیا

کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"لیکن چاند پر تو داغ ہوتے ہیں"...... جولیا بھی شاید اب ان
باتوں سے لطف لے رہی تھی۔

"بری نظر سے بچنے کے لئے داغ تو لگائے ہی جاتے ہیں لیکن یہ داغ
بھی بری نظر والوں کو ہی دکھائی دیتے ہیں"...... عمران نے مسکراتے
ہوئے کہا تو جولیا ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑی۔ اس کی آنکھوں میں
ستارے سے چمک اٹھے تھے۔

"لیکن تم کھڑے کیوں ہو۔ کیا پھر کہیں جانے کا ارادہ ہے"۔ جولیا
نے کہا۔ شاید اسے اب خیال آیا تھا کہ عمران بیٹھنے کی بجائے کھڑا ہوا
ہے۔

"ہاں۔ ایک خاتون کے بارے میں معلوم ہوا ہے کہ وہ بے حد
حسین ہے۔ میں نے سوچا کہ چلو اسے بھی دیکھ لیا جائے۔ آؤ تم بھی
ساتھ آجاؤ تاکہ مقابلے میں آسانی ہو سکے"...... عمران نے مسکراتے
ہوئے کہا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"میں تمہیں اور اس خاتون دونوں کو گولی مار دوں گی۔ سمجھے"۔
جولیا نے اچانک غصیلے لہجے میں کہا۔

"پہلے اس سے مل تو لو"...... عمران نے کہا اور پھر وہ کمرے سے
باہر آگیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں کار میں بیٹھے کاشغر روڈ کی طرف بڑھے
چلے جا رہے تھے۔

"کیا تم واقعی کسی عورت سے ملنے جا رہے ہو"...... اچانک جولیا

نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔
"ہاں ۔ کیوں کیا کسی عورت سے ملنا جرم ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"نہیں ۔ جرم کیوں ہونے لگا۔ لیکن بعض اوقات جرم کے بغ
سزا مل جایا کرتی ہے"...... جولیا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا
شاید اپنے آپ کو سنبھالنے میں کامیاب ہو چکی تھی۔
"تمہارا مطلب ہے جرم بے گناہی کی سزا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو جولیا نے بھی مسکراتے ہوئے اثبات میں
دیا۔
"پھر تو مرنے والا شہید کہلائے گا اور شہادت کی موت تو قس
والوں کو نصیب ہوتی ہے"...... عمران نے کہا تو جولیا بے اختیار
پڑی۔
"کون ہے یہ خاتون اور تم اس سے ملنے کیوں جا رہے ہو"۔
نے کہا۔
"خاتون کا نام ام رحمت ہے اور وہ ایک سرکاری ادارے کی ر
ہے"...... عمران نے جواب دیا۔
"ام رحمت ۔ یہ کیسا نام ہے ۔ اس کا مطلب ہے رحمت کی ماں"...... جولیا نے چونک کر کہا۔
"ہاں ۔ معنی کے لحاظ سے تو ایسا ہی ہے ۔ لیکن ہو سکتا ہے
رحمت کی ماں کوئی استعارہ ہو یا لقب ہو"...... عمران نے مسکر

ئے کہا اور جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر اس سے پہلے کہ ان کے درمیان مزید کوئی بات ہوتی ۔ عمران نے کار ایک دو منزلہ مارت کے کمپاؤنڈ گیٹ میں موڑ دی ۔ چند لمحوں بعد جب وہ ام رحمت کے دفتر میں داخل ہوئے تو جولیا کا ستا ہوا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا ونکہ ام رحمت ادھیڑ عمر خاتون تھی۔
"خوش آمدید جناب ۔ کرنل فریدی صاحب نے آپ کی آمد کے رے میں مجھے فون کر دیا تھا"...... ام رحمت نے کرسی سے اٹھ کر ان استقبال کرتے ہوئے انتہائی بااخلاق لہجے میں کہا۔
"یہ میری ساتھی ہیں مس جولیانا فٹز واٹر اور میرا نام علی عمران ہے"...... عمران نے اپنا اور جولیا کا تعارف کراتے ہوئے کہا اور پھر سمی فقروں کے بعد ان کے لئے جوس کے گلاس آ گئے۔
"وہ دونوں ٹیپس تو آپ کے پاس موجود ہوں گی جو آپ نے کیپٹن مید کو سنوائی تھیں"...... عمران نے جوس پیتے ہوئے پوچھا۔
"جی ہاں ۔ میں تو شاید انہیں واش کر دیتی لیکن کرنل فریدی صاحب کا فون آ گیا اس لئے میں نے انہیں روک لیا"...... ام رحمت نے جواب دیا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا ۔ تھوڑی دیر بعد ام رحمت انہیں علیحدہ کمرے میں لے گئی اور پھر ٹیپ ریکارڈر پر دونوں ٹیپس ان کے حوالے کر کے وہ واپس اپنے دفتر چلی گئی تو عمران نے ایک ٹیپ لگا کر ٹیپ ریکارڈر آن کر دیا ۔ پھر جانسن کی آواز جیسے ہی ٹیپ سے برآمد ہوئی عمران بے اختیار چونک پڑا ۔ اس کے چہرے پر

یکلخت چمک سی ابھر آئی تھی۔

"یہ آواز تو اسی مارک کی ہے"...... جولیا نے بھی چونکتے ہوئے

"ہاں۔ یہ مارک ہی ہے"...... عمران نے کہا اور پھر وہ ٹیپ نکلنے والی بات چیت سنتے رہے۔ پہلا ٹیپ ختم ہونے کے بعد عمرا دوسرا ٹیپ لگایا اور پھر اسے سنتے رہے۔

"یہ گفتگو شاید کوڈ میں ہے"...... جولیا نے کہا۔

"ہاں۔ اور مارک کی آواز شناخت کر لینے کے بعد اب یہ کوڈ بھ آگیا ہے"...... عمران نے ٹیپ ریکارڈر آف کرتے ہوئے کہا۔

"کیا بات ہوئی ہے۔ کچھ مجھے بھی تو بتاؤ"...... جولیا نے کہا۔

"اس ساری گفتگو کا مطلب یہ ہے کہ رولف اور اس کے ہیڈ کی تباہی کے بعد تنظیم کا نیا چیف بنایا گیا ہے۔ یہ مارک رو نائب تھا۔ اس کا خیال تھا کہ رولف کے بعد اسے چیف بنا دیا جا لیکن ڈائریکٹرز نے اس کی بجائے کسی گیلارڈ کو چیف بنا دیا۔ مارک کو ویسے ہی سیکنڈ چیف رکھا ہے"۔ عمران نے جواب ہوئے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اوہ۔ واقعی اب بات سمجھ میں آگئی ہے۔ کیونکہ نیوز ا مطلب رولف اور اس کے ساتھیوں کے استعفوں کا مطلب ہیڈ کی تباہی سے تھا۔ لیکن تمہیں ان کا علم کیسے ہوا"...... جولیا نے

عمران نے اسے کرنل فریدی کے فون اور اس سے ہونے والی گ دی۔

"پھر تو کیپٹن حمید سچ تھا۔ اس نے مارک کی آواز ہی نہ سنی ہوئی اس لئے وہ اصل بات کی تہہ تک نہ پہنچ سکا تھا۔ اگر ہم بھی اس رک کی آواز شناخت نہ کر لیتے تو شاید ہمارے لئے بھی یہ گفتگو بے ی ہو جاتی۔ لیکن اب تو اس مارک کو تلاش کرنا بے حد آسان ہو گیا ہے۔ یہاں مارک جانسن کے روپ میں باقاعدہ رجسٹرڈ ہو گا"۔ جولیا نے کہا۔

"نہیں۔ اس نے یہاں اپنا نام رجسٹرڈ نہیں کرایا"...... عمران نے کہا تو جولیا چونک پڑی۔

"اوہ۔ پھر کیسے اسے تلاش کیا جائے گا"...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"بظاہر تو کوئی راستہ نظر نہیں آتا کیونکہ اس وقت ہزاروں نہیں تو سینکڑوں اخباری رپورٹر اسامیں موجود ہوں گے۔ اب ایک ایک کو تو چیک نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن میرے ذہن میں ایک خیال آ رہا ہے کہ اگر یہ معلوم ہو جائے کہ یہ کال یہاں کس فون سے کی گئی ہے تو پھر بات آگے بڑھ سکتی ہے"...... عمران نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

"لیکن اگر اس نے کال پبلک فون بوتھ سے کی ہو تو پھر"۔ جولیا نے بھی اٹھتے ہوئے کہا۔

"پھر تو ظاہر ہے یہ آئیڈیا ختم"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور وہ دونوں اس کمرے سے دوبارہ ام رحمت کے دفتر میں آگئے۔

"کچھ فائدہ ہوا ان ٹیپوں سے عمران صاحب"...... ام رحمت نے

مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں ۔ یہ ہمارے مطلوبہ آدمی کی ہی کالیں ہیں ۔ ہم نے اس کی آواز پہچان لی ہے"...... عمران نے کہا تو ام رحمت چونک پڑی ۔

"اوہ ۔ اس کا مطلب ہے کہ میرا شک درست ثابت ہوا ہے"۔ ام رحمت نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں ۔ لیکن اب مسئلہ یہ ہے کہ اس آدمی کا سراغ کیسے لگایا جائے اگر کسی طرح اس بات کا پتہ چل جائے کہ یہ کالیں کس فون نمبر سے کی گئی ہیں تو بات آگے بڑھ سکتی ہے"...... عمران نے کہا۔

"میرے پاس تو ایسا انتظام نہیں ہے ۔ ارے ہاں ۔ اوہ ۔ ہو سکتا ہے کہ کام بن جائے"...... بات کرتے کرتے ام رحمت نے چونکتے ہوئے کہا۔

"کیا پوائنٹ ذہن میں آیا ہے آپ کے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میرے پاس ان کالوں کا وقت درج ہے ۔ اگر مین ایکس چینج سے اس وقت کے تحت معلومات حاصل کی جائیں تو شاید وہاں سے نمبر معلوم ہو جائے ۔ کیونکہ میرا خیال ہے کہ وہاں بھی کالوں کا ریکارڈ کیا جاتا ہے اور ہو سکتا ہے کہ سیکورٹی کے تحت وہ فون نمبر بھی ساتھ ہی چیک کرتے ہوں ۔ اگر آپ کہیں تو میں معلوم کروں"...... ام رحمت نے کہا۔

"ہم تو آپ کے اس تعاون پر آپ کے بے حد مشکور ہوں

گے"...... عمران نے جواب دیا۔

"اوہ ۔ ایسی کوئی بات نہیں ۔ یہ تو میرا قومی فرض ہے جناب"۔ ام رحمت نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور دو نمبر پریس کر دیئے۔

"اسلم صاحب ۔ جو ٹیپس ہم نے مشکوک قرار دے کر رکھوائی تھیں ان کا کالنگ ٹائم تو بتائیے"...... ام رحمت نے رابطہ ہوتے ہی کہا اور پھر چند لمحوں بعد اس نے اوکے کہہ کر کریڈل دبایا اور پھر ہاتھ اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ام رحمت بول رہی ہوں شہزادی صاحبہ"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ام رحمت نے کہا۔ چونکہ فون میں لاؤڈر نہ تھا یا اگر تھا تو ام رحمت نے اسے آن نہ کیا تھا اس لئے دوسری طرف سے ہونے والی بات عمران اور جولیا نہ سن سکتے تھے۔

"جی بہتر ۔ شکریہ ۔ میں خیریت سے ہوں ۔ ایک سرکاری کام ہے ۔ آپ کا عملہ آج کل فارن کالیں تو ٹیپ کرتا ہوگا ۔ گیارہ بج کر دس منٹ پر یکے بعد دیگرے دو کالیں ولنگٹن کی گئی ہیں ۔ مجھے یہ معلوم کرنا تھا کہ وہ کس فون نمبر سے کی گئی ہیں"...... ام رحمت نے کہا اور پھر وہ دوسری طرف سے بات سنتی رہی ۔

"یہ دونوں کالیں جاسن نامی ایک آدمی کی طرف سے کی گئی ہیں جو ورلڈ نیوز کا سپیشل رپورٹر ہے"...... ام رحمت نے کہا۔

"جی اچھا ۔ میں ہولڈ کرتی ہوں"...... دوسری طرف کی بات سن کر

ام رحمت نے کہا اور پھر اس نے رسیور پر ہاتھ رکھ دیا۔

" وہ فون نمبرز چیک کر کے بھی بتا دیں"...... ام رحمت نے مسرت بھرے لہجے میں کہا تو عمران اور جولیا دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

" یس"...... چند لمحوں بعد ام رحمت نے کہا اور پھر وہ دوسری طرف سے ہونے والی بات سنتی رہی۔

" اچھی طرح چیک کر لیا ہے ناں"...... ام رحمت نے کہا۔

" بہتر۔ بے حد شکریہ"...... ام رحمت نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر مسرت کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔ اس کے ساتھ ہی اس نے قلمدان سے بال پوائنٹ اٹھا کر کاغذ پر ایک فون نمبر لکھا اور عمران کی طرف بڑھا دیا۔

" یہ دونوں فون کالیں اس نمبر سے کی گئی ہیں"...... ام رحمت نے کہا۔

" شہزادی صاحبہ سے بات ہو سکتی ہے"...... عمران نے فون نمبر دیکھتے ہوئے کہا۔

" کیا مطلب۔ کیا آپ کو شک ہے کہ میں نے درست فون نمبر نہیں لکھا"...... ام رحمت نے یکلخت ناگوار سے لہجے میں کہا۔

" ارے نہیں۔ میرا یہ مطلب نہ تھا۔ میں شہزادی صاحبہ سے اس بارے میں مزید معلومات حاصل کرنا چاہتا تھا"...... عمران نے کہا۔

" اوکے۔ میں بات کراتی ہوں"...... ام رحمت نے کہا اور رسیور

اٹھا کر ایک بار پھر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

" ام رحمت بول رہی ہوں شہزادی صاحبہ۔ مسٹر علی عمران صاحب سے بات کیجئے۔ یہ سیکورٹی کے چیف کرنل فریدی صاحب کے ساتھی ہیں"...... ام رحمت نے کہا اور رسیور عمران کی طرف بڑھا دیا۔

" شہزادی صاحبہ۔ کیا آپ مقامی کالوں کا بھی ریکارڈ رکھتی ہیں"...... عمران نے سلام کے بعد پوچھا۔

" جی میرا شعبہ صرف فارن کالوں کا ریکارڈ رکھتا ہے۔ البتہ مقامی کالوں کے ریکارڈ کے لئے دوسرا شعبہ ہے۔ اس شعبے کے انچارج فیروز صاحب ہیں۔ میں ان کا نمبر بتا دیتی ہوں۔ آپ ان سے بات کر لیں"...... شہزادی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک نمبر بتا دیا۔

" شکریہ"...... عمران نے کہا اور پھر اس نے فون سیٹ اپنی طرف کھسکایا اور کریڈل دبا دیا اور پھر ٹون آنے پر اس نے شہزادی کا بتایا ہوا نمبر ڈائل کرنا شروع کر دیا۔

" یس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

" میں سیکورٹی سے بول رہا ہوں۔ میرا نام علی عمران ہے۔ فیروز صاحب سے بات کرائیے"...... عمران نے کہا۔

" جی بہتر۔ میں بات کراتی ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" ہیلو۔ میں فیروز بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ

آواز سنائی دی۔

"میرا نام علی عمران ہے اور میں سیکورٹی چیف کرنل فریدی ساتھی ہوں"...... عمران نے کہا۔

"یس سر۔حکم فرمایئے سر"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"ایک فون نمبر نوٹ کیجئے"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے وہی فون نمبر دوہرا دیا جو ام رحمت نے لکھ کر عمران کو دیا تھا۔

"یس سر۔نوٹ کر لیا ہے سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"آج گیارہ بج کر دس منٹ کے بعد اس فون نمبر سے کوئی مقامی کال کی گئی ہے یا نہیں۔یہ معلوم کرائیں"...... عمران نے کہا۔

"یس سر۔ہولڈ آن کریں۔میں کمپیوٹر سے معلوم کرتا ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو سر۔کیا آپ لائن پر ہیں"...... چند لمحوں بعد فیروز کی آواز سنائی دی۔

"ہاں۔فرمایئے"...... عمران نے کہا۔

"جی جناب۔ایک مقامی کال کی گئی ہے اس فون نمبر سے گیارہ کر بارہ منٹ پر"...... فیروز نے جواب دیا۔

"کیا اس کا ٹیپ آپ کے پاس ہے"...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

"یس سر۔چوبیس گھنٹے تک ہر کال کا ریکارڈ رکھا جاتا ہے"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اس کال کا ٹیپ مجھے فون پر ہی سنوا دیجئے"...... عمران نے کہا۔

"او کے۔ہولڈ آن کریں۔میں ٹیپ منگوا کر آپ کو سنواتا ہوں۔ پانچ سات منٹ لگ جائیں گے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"میں دس منٹ بعد فون کر لوں گا"...... عمران نے کہا۔

"جی بہتر"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے او کے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

"آپ کو کیسے خیال آیا کہ ان فارن کالوں کے بعد فوراً جانسن نے مقامی کال بھی کی ہوگی"...... ام رحمت نے کہا۔

"میرا اندازہ تھا"...... عمران نے کہا اور ام رحمت نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر دس منٹ بعد عمران نے ایک بار پھر رسیور اٹھایا اور فیروز کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس"...... دوسری طرف سے وہی نسوانی آواز سنائی دی۔

"فیروز صاحب سے بات کرائیں۔ میں علی عمران بول رہا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔فیروز بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد فیروز کی آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں۔کیا آپ نے ٹیپ منگوا لیا ہے"...... عمران

نے کہا۔

"یس سر۔ میں سنواتا ہوں سر"...... فیروز نے کہا اور پھر چند لمحوں بعد ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"ویسٹرن ہوٹل"...... کوئی خاتون بول رہی تھی۔

"مس فیلڈا سے بات کرائیں۔ میں جانسن بول رہا ہوں۔ سپیشل رپورٹر ورلڈ نیوز"...... مارک کی آواز سنائی دی اور عمران کے لبوں پر مسکراہٹ رینگ گئی۔

"یس سر۔ ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ فیلڈا بول رہی ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک اور نسوانی آواز سنائی دی۔

"جانسن بول رہا ہوں فیلڈا۔ کیا ہوا۔ کوئی کمرہ خالی ہوا تمہارے ہوٹل میں یا ابھی انتظار کرنا پڑے گا"...... مارک کی آواز سنائی دی اور پھر فیلڈا اور مارک کے درمیان بات چیت ہوتی رہی اور عمران خاموشی سے سنتا رہا۔

"ہیلو سر۔ کیا آپ نے ٹیپ سن لیا"...... ٹیپ کی گفتگو ختم ہونے کے بعد فیروز کی آواز سنائی دی۔

"ہاں۔ اس تعاون کا شکریہ"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کریڈل دبایا اور پھر ہاتھ اٹھا کر اس نے تیزی سے انکوائری کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس انکوائری پلیز"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے

آواز سنائی دی۔

"ویسٹرن ہوٹل کا نمبر دیں"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے ایک نمبر بتا دیا گیا اور عمران نے شکریہ کہہ کر ایک بار پھر کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر آپریٹر کا بتایا ہوا نمبر ڈائل کرنا شروع کر دیا۔

"ویسٹرن ہوٹل"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"مس فیلڈا سے بات کرائیں۔ میں سیکورٹی سے بول رہا ہوں"۔ عمران نے کہا۔

"مس فیلڈا تو ڈیوٹی آف کر کے چلی گئی ہیں جناب"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"وہ یہاں ہوٹل میں کیا ہیں"...... عمران نے پوچھا۔

"وہ یہاں اسسٹنٹ مینجر ہیں جناب"...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"ان کی رہائش گاہ کا نمبر دے دیں"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے ایک نمبر بتا دیا گیا۔

"ان کی رہائش گاہ کا پتہ بھی بتا دیں"...... عمران نے کہا۔

"راکسی پلازہ۔ فلیٹ نمبر بارہ۔ تیسری منزل"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے شکریہ ادا کر کے ایک بار پھر کریڈل دبا دیا اور ایک بار پھر انکوائری کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس انکوائری پلیز"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے

ایک نسوانی آواز میں کہا گیا۔

"سیکورٹی سے بول رہا ہوں"..... عمران نے تحکمانہ لہجے میں کہا

"یس سر۔فرمایئے"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا

"ایک فون نمبر نوٹ کیجئے اور مجھے بتایئے کہ یہ نمبر کس مقام پر اور کس کے نام پر نصب ہے"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے وہ فون نمبر دوہرا دیا جو ام رحمت نے لکھ کر دیا تھا۔

"یس سر۔ہولڈ آن کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو سر۔کیا آپ لائن پر ہیں"...... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے کہا گیا۔

"یس"...... عمران نے کہا۔

"یہ نمبر سلطان کالونی کی کوٹھی نمبر دو سو دس۔اے بلاک میں نصب ہے اور جناب ڈاکٹر احمد حسین کے نام پر ہے"...... انکوائری آپریٹر نے کہا

"کیا آپ نے اچھی طرح چیک کر لیا ہے"...... عمران نے کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے شکریہ کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

"او کے۔ام رحمت صاحبہ۔آپ کے تعاون کا بے حد شکریہ۔اب ہمیں اجازت دیجئے"...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"یہ تو میرا فرض تھا جناب اور مجھے خوشی ہے کہ میں اپنے وطن کے کسی کام تو آئی"...... ام رحمت نے جواب دیا اور عمران اس کا شکریہ

ادا کر کے جولیا سمیت اس کے دفتر سے باہر آ گیا۔

"کیا معلوم ہوا ہے۔مجھے بھی تو بتاؤ"...... جولیا نے کار میں بیٹھتے ہی کہا اور عمران نے اسے جانسن اور فیلڈا کے درمیان ہونے والی گفتگو بتا دی۔

"لیکن اس سے تو کوئی خاص بات معلوم نہیں ہو رہی البتہ اس فیلڈا کے ذریعے اس مارک کو ٹریس کیا جا سکتا ہے"...... جولیا نے کہا۔

"مجھے یہ گفتگو بھی کوڈ لگ رہی ہے۔گو ابھی تک اس کا صحیح مطلب میرے ذہن میں نہیں آ رہا لیکن بہرحال ایک اہم کلیو مل گیا ہے۔اب کم از کم ہمیں کام کرنے کا تو موقع ملا ہے"...... عمران نے کہا اور جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔تقریباً بیس منٹ کی مسلسل ڈرائیونگ کے بعد کار ایک قدیم ہاشمی کالونی میں داخل ہوئی اور تھوڑی دیر بعد انہوں نے کوٹھی نمبر دو سو دس تلاش کر لی۔کوٹھی کا پھاٹک بند تھا اور باہر تالا لگا ہوا تھا جبکہ ستون پر ڈاکٹر احمد حسین کی نیم پلیٹ بھی موجود تھی۔عمران نے کار پھاٹک کے سامنے روکی اور دروازہ کھول کر نیچے اترا اور پھاٹک کی طرف بڑھ گیا اس نے تالے کو چیک کیا۔

"تم یہیں رکو۔میں عقبی طرف سے اندر کود کر چیک کرتا ہوں"...... عمران نے مڑ کر کار میں بیٹھی ہوئی جولیا سے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا وہ سائیڈ گلی سے ہوتا ہوا کوٹھی کی عقبی سمت پر پہنچ گیا۔ادھر ایک ویران سی سڑک تھی اس لئے عمران کو دیوار پھاندنے اور اندر کودنے میں کوئی مشکل پیش نہ آئی۔کوٹھی خالی پڑی تھی اور اس

پر چھایا ہوا سکوت بتا رہا تھا کہ کوٹھی واقعی خالی ہے۔ عمران اس کے اندر گھومتا رہا۔ اندر سامان موجود تھا۔ ایک کمرے میں فون بھی موجود تھا۔ عمران نے اس کا نمبر چیک کیا۔ یہ وہی نمبر تھا جو شہزادی نے انہیں بتایا تھا۔ کوٹھی کے ماحول سے اندازہ ہوتا تھا کہ اسے چھوڑے ہوئے کچھ زیادہ دیر نہیں ہوئی تھی۔ عمران مختلف کمروں میں گھومتا رہا ایک کمرے میں داخل ہوتے ہی وہ بے اختیار چونک پڑا۔ اس نے میز پر رکھی ہوئی ایک چھوٹی سی ڈائری دیکھ لی تھی۔ وہ تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے ڈائری اٹھا لی۔ یہ عام سی ڈائری تھی لیکن ایکریمیا کی چھپی ہوئی تھی۔ عمران نے اسے کھولا تو اس کے اندر مختلف نمبرز لکھے ہوئے تھے اس کے علاوہ اور کچھ نہ تھا۔ لیکن پھر اس کے ایک سائیڈ کور میں پھنسا ہوا کاغذ اس نے چیک کر لیا۔ اس نے کاغذ باہر نکالا اور اسے کھولا تو اس پر ایک پتہ درج تھا اور بس۔ عمران نے وہ کاغذ تہہ کر کے جیب میں ڈالا اور ساتھ ہی ڈائری بھی جیب میں رکھ لی۔ اس کا اندازہ تھا کہ مارک نے کسی وجہ سے ڈائری جیب سے نکال کر یہاں رکھی ہوگی اور پھر جاتے وقت وہ اسے بھول گیا ہے۔ پھر دوسرے کمرے چیک کر کے وہ پھاٹک کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے سائیڈ پھاٹک کھولا اور باہر نکل کر اس نے پھاٹک کو باہر سے بند کیا اور پھر واپس آکر کار میں بیٹھ گیا۔

"کوئی خاص بات"...... جولیا نے پوچھا۔

"نہیں۔ کوٹھی خالی پڑی ہے لیکن اندر کے ماحول سے یوں محسوس ہوتا ہے کہ کوٹھی خالی ہوئے زیادہ وقت نہیں گزرا۔ البتہ ایک

ڈائری ملی ہے لیکن اس میں فون نمبر درج ہیں اور بس"...... عمران نے کہا اور کار کو بیک کر کے اس نے اسے واپس کالونی کے بیرونی راستے کی طرف بڑھا دیا۔

"ہمیں فیلڈا سے ہی صحیح سراغ ملے گا"...... جولیا نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"کیا اب تم فیلڈا کے پاس جا رہے ہو یا کہیں اور جاؤ گے"...... چند لمحوں بعد جولیا نے پوچھا۔

"اب ظاہر ہے فیلڈا کے پاس ہی جانا پڑے گا۔ میں نے تو کوشش کی تھی کہ یہیں اس کوٹھی سے ہی مسئلہ حل ہو جائے لیکن اب کیا کروں۔ تمہاری قسمت"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا تو جولیا چونک پڑی۔

"میری قسمت۔ کیا مطلب۔ اس میں میری قسمت کا کیا دخل آگیا"...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"وہی چاند شہزادی سے زیادہ حسین کی تلاش والی بات ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو جولیا بے اختیار ہنس پڑی۔

"کر لو تلاش۔ پوری دنیا گھوم لو۔ کہیں نہ کہیں تو مل ہی جائے گی"...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمران بھی ہنس پڑا۔

"تمہارا مطلب ہے کہ جب تک میں دنیا گھوموں۔ اس وقت تک چاند شہزادی برف شہزادی میں تبدیل ہو چکی ہو۔ میں ایسا رسک نہیں لے سکتا"...... عمران نے کہا اور جولیا بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

نجانے عمران کے ایسے فقرے جولیا کے دل کی کونسی تاروں کو چھوتے تھے کہ اس کا چہرہ گلنار سا ہو جاتا تھا۔ تھوڑی دیر بعد عمران کی کار اس سڑک پر پہنچ گئی جہاں کاسا کا سب سے بڑا اور مشہور راکسی پلازہ تھا۔ یہ اٹھارہ منزلہ رہائشی پلازہ تھا اور کاسا میں سب سے خوبصورت تھا۔ اس لئے عمران نے انکوائری آپریٹر سے راکسی پلازہ کا نام سننے کے بعد اس سے مزید تفصیل نہ پوچھی تھی۔ راکسی پلازہ کی وسیع وعریض پارکنگ میں عمران نے کار روکی اور پھر وہ دونوں نیچے اتر آئے۔ عمران نے کا لاک کی اور پلازہ کی مین لفٹوں کی طرف بڑھ گئے جن کی تعداد چھ تھی۔ تھوڑی دیر بعد وہ تیسری منزل پر پہنچ گئے۔ فلیٹ نمبر بارہ کے باہر فیلڈ کے نام کی پلیٹ بھی موجود تھی۔ فلیٹ کا دروازہ بند تھا۔ عمران نے ہاتھ اٹھا کر دروازے پر دستک دی۔

"کون ہے"...... چند لمحوں بعد اندر سے ایک مترنم نسوانی آوا سنائی دی۔

"جانسن"...... عمران نے مارک کے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ تم اور یہاں"...... اندر سے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی دروازہ ایک دھماکے سے کھلا تو عمران دروازے پر موجود نوجوان لڑکی کو بازو سے پکڑ کر کھینچتا ہوا اندر لے گیا۔ جبکہ جولیا اس کے پیچھے اندر آ گئی۔

"کک۔ کک۔ کون ہو تم۔ کون ہو تم"...... لڑکی نے قدرے

خوف سے چیختے ہوئے۔ لہجے میں کہا۔ اس کے چہرے پر یکلخت انتہائی خوف کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ جولیا نے دروازہ بند کر کے اسے لاک کر دیا۔

"اطمینان سے بیٹھ جاؤ"...... عمران نے اسے سٹنگ روم میں لے جا کر ایک صوفے پر دھکیلتے ہوئے کہا۔

"کون ہو تم۔ کیا۔ مطلب۔ کون ہو تم"...... فیلڈا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ وہ اب اپنی فوری بوکھلاہٹ پر قابو پا چکی تھی۔

"ہمارا تعلق جانسن سے ہے اس لئے گھبراؤ نہیں"...... عمران نے کہا۔

"جانسن۔ کون جانسن۔ میں تو کسی جانسن کو نہیں جانتی"۔ فیلڈا نے کہا۔

"ابھی تم نے اندر سے جو جواب دیا تھا اس کے بعد تمہارے پاس انکار کرنے کا کوئی جواز نہیں رہتا"...... عمران نے جیب سے ریوالور نکال کر اس کا رخ فیلڈا کی طرف کرتے ہوئے کہا تو فیلڈا کا چہرہ اور زیادہ خوفزدہ ہو گیا۔

"م۔ م۔ میں سچ کہہ رہی ہوں۔ میں کسی جانسن کو نہیں جانتی۔ وہ تو مجھے فیلڈا نے بتایا تھا کہ وہ جانسن سے ملنے جا رہی ہے۔ اس لئے جب باہر سے تم نے کہا کہ تم جانسن ہو تو میں نے حیران ہو کر جواب دیا تھا۔ لڑکی نے جواب دیا تو اس بار عمران چونک پڑا۔

"کیا مطلب۔ کیا تم فیلڈا نہیں ہو"...... عمران کے لہجے میں یقینی

حیرت تھی۔

"نہیں ۔ فیلڈا تو میرے ساتھ یہاں رہتی ہے ۔ میرا نام تو جنیڈا ہے۔ میں تو یہاں ایک سٹور میں سیل سپروائزر ہوں"...... لڑکی نے جواب دیا۔

"تمہارے پاس اس بات کا کوئی ثبوت ہے کہ تم فیلڈا نہیں ہو"...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ہاں ۔ سامنے الماری میں البم موجود ہے ۔ اس میں میرے اور فیلڈا کے فوٹو ہیں ۔ اسی خانے میں میری ذاتی فائل بھی موجود ہے جس میں میرا پاسپورٹ اور دوسرے کاغذات ہیں ۔ تم بے شک دیکھ لو"...... جنیڈا نے کہا۔

"جولیا ۔ البم اور فائل چیک کرو"...... عمران نے ساتھ کھڑی جولیا سے کہا اور جولیا سرہلاتی ہوئی الماری کی طرف بڑھ گئی ۔ چند لمحوں بعد وہ پلٹی تو اس کے ہاتھ میں ایک بڑے سائز کا البم اور ایک فائل موجود تھا ۔ اس نے فائل کور کو درمیانی میز پر رکھا اور البم کھولی ۔ اس میں واقعی جنیڈا کی تصویریں تھیں ۔ ان کے ساتھ ایک ادھیڑ عمر عورت کی تصویریں بھی تھیں ۔

"یہ ۔ یہ فیلڈا ہے"...... جنیڈا نے دوسری عورت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"اب فائل چیک کرو"...... عمران نے کہا تو جولیا نے البم بند کر کے فائل کھولی اور دوسرے لمحے پاسپورٹ اور دوسرے شناختی کاغذات

دیکھ کر ان دونوں کو ہی یقین آگیا کہ یہ لڑکی فیلڈا نہیں ہے بلکہ واقعی جنیڈا ہی ہے۔

"فیلڈا کہاں گئی ہے"...... عمران نے جنیڈا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"وہ ایک گھنٹہ پہلے گئی ہے ۔ اس نے مجھے بتایا تھا کہ وہ اپنے ایک دوست جانسن سے ملنے جا رہی ہے"...... جنیڈا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کہاں گئی ہے ۔ یہ بتاؤ"...... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"مجھے نہیں معلوم ۔ نہ میں نے اس سے پوچھا اور نہ اس نے بتایا"...... جنیڈا نے جواب دیا۔

"تمہیں بتانا ہوگا ۔ ابھی اور ہر صورت میں"...... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"جب مجھے معلوم ہی نہیں ہے تو میں کیسے بتاؤں"...... جنیڈا نے جواب دیا اور عمران کو اس کے لہجے سے ہی معلوم ہو گیا کہ وہ سچ بول رہی ہے۔

"او کے ۔ پھر جب تک وہ واپس نہیں آتی ہم یہیں ٹھہریں گے"...... عمران نے کہا۔

"لیکن وہ تو کہہ رہی تھی کہ شاید وہ رات کو واپس بھی نہ آئے"...... جنیڈا نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

"او کے ۔ پھر اٹھ کر کھڑی ہو جاؤ ۔ ہم تمہیں علیحدہ کمرے میں پہنچا دیتے ہیں ۔ تم وہیں رہنا ۔ ہم اس کا یہاں انتظار کریں گے" ۔ عمران

نے کہا تو جنیڈا اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ لیکن دوسرے لمحے عمران کا
گھوما اور جنیڈا چیختی ہوئی اچھل کر صوفے پر گری اور پھر پلٹ کر
فرش پر آگری۔ نیچے گر کر اس نے اٹھنے کی کوشش کی ہی تھی کہ
کی لات گھومی اور کنپٹی پر ضرب کھا کر جنیڈا کے حلق سے ایک
نکلی اور اس کا جسم جھٹکا کھا کر یکلخت ساکت ہو گیا۔

"اب کیا واقعی ہمیں رات یہاں گزارنی پڑے گی"...... جولیا نے کہا۔

"نہیں۔ اس جنیڈا کا لہجہ بتا رہا ہے کہ اس نے یہ بات صرف اس لئے کی ہے کہ ہمیں واپس بھیج سکے"...... عمران نے جواب دیا اور جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"پورے فلیٹ کی تلاشی لو۔ ہو سکتا ہے کہ جانسن کا کوئی سراغ مل جائے"...... عمران نے جولیا سے کہا تو جولیا سر ہلاتی ہوئی آگے بڑھ گئی۔ عمران فون کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے رسیور اٹھایا اور ویسٹرن ہوٹل کا نمبر ڈائل کر دیا۔

"ویسٹرن ہوٹل"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"اسسٹنٹ منیجر مس فیلڈا سے بات کرائیں"...... میں ان کا ایک دوست رابرٹ بول رہا ہوں"...... عمران نے لہجہ بدل کر بات کرتے ہوئے کہا۔

"ان کی تو ڈیوٹی کافی دیر سے آف ہو چکی ہے۔ وہ اپنی رہائش گاہ

چلی گئی ہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ان کی رہائش گاہ سے مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ اپنے کسی دوست جانسن سے ملنے گئی ہیں۔ کیا آپ بتا سکتی ہیں کہ وہ کہاں ہوں گی۔ مجھے ان سے انتہائی ضروری بات کرنی ہے"...... عمران نے کہا۔

"نہیں جناب۔ میں اس بارے میں کچھ نہیں جانتی"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"آپ معلوم تو کریں۔ ہو سکتا ہے کہ وہ ہوٹل میں موجود ہوں"۔ عمران نے کہا۔

"نہیں جناب۔ اگر وہ یہاں آتیں تو مجھے فوراً معلوم ہو جاتا"۔ دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے شکریہ کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

"یہاں تو صرف جنیڈا کا ذاتی سامان ہے۔ جانسن کے بارے میں تو کچھ بھی نہیں ہے"...... اسی لمحے جولیا نے واپس آتے ہوئے کہا لیکن اس سے پہلے کہ عمران اس کی بات کا جواب دیتا۔ فون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... عمران نے جنیڈا کے لہجے میں کہا۔

"فیلڈا بول رہی ہوں جنیڈا۔ میں نے تمہیں یہ بتانے کے لئے فون کیا ہے کہ میں آج رات فلیٹ پر نہیں آؤں گی۔ تم میرا انتظار نہ کرنا"...... دوسری طرف سے فیلڈا نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ لیکن تم کہاں سے بول رہی ہوں"...... عمران نے فیلڈا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اپنے ہوٹل سے"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رسیور رکھ دیا گیا۔ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ہاتھ کریڈل پر رکھا اور پھر کچھ دیر تک سوچنے کے بعد اس نے ہاتھ کریڈل سے اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ویسٹرن ہوٹل"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے وہی نسوانی آواز سنائی دی جس نے پہلے بات کی تھی۔

"منیجر سے بات کراؤ"...... میں سیکورٹی اسسٹنٹ چیف بول رہا ہوں"...... عمران نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ ہولڈ آن کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ منیجر آصف بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک بھاری مگر باوقار سی آواز سنائی دی۔

"مسٹر منیجر۔ میں اسسٹنٹ چیف سیکورٹی کرنل عبداللہ بول رہا ہوں"...... عمران نے اس بار کرنل عبداللہ کے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔ کیونکہ کرنل فریدی کے ساتھ وہ کرنل عبداللہ سے مل چکا تھا۔

"یس سر۔ فرمائیے سر"...... دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ بے حد مؤدبانہ ہو گیا تھا۔

"آپ کی اسسٹنٹ منیجر مس فیلڈا سے بات کرنی ہے۔ لیکن آپ کی استقبالیہ لڑکی جواب دے رہی ہے کہ مس فیلڈا چھٹی کر کے اپنی رہائش گاہ پر گئی ہیں جبکہ رہائش گاہ پر موجود ایک خاتون جنیڈا نے بتایا

ہے کہ وہ واپس ہوٹل چلی گئی ہے اور ابھی چند لمحے پہلے مس جنیڈا کو مس فیلڈا کی کال ملی ہے کہ وہ ہوٹل سے بول رہی ہیں۔ آپ بتائیں کہ آپ کے ہوٹل میں اس طرح کی پراسرار سرگرمیاں کیوں ہو رہی ہیں کہ مس فیلڈا وہاں موجود ہے لیکن آپ کی استقبالیہ لڑکی ان کی موجودگی سے انکاری ہے"...... عمران نے سرد اور سخت لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ ایسا نہیں ہو سکتا جناب۔ ویسے مس فیلڈا کی ڈیوٹی تو آف ہو چکی ہے۔ اگر وہ نجی حیثیت سے ہوٹل میں موجود ہیں تو میں ابھی معلوم کر کے بتاتا ہوں"...... دوسری طرف سے قدرے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

"میں ہولڈ کر رہا ہوں۔ مجھے مصدقہ رپورٹ چاہئے بلکہ مس فیلڈا سے میری بات کرائی جائے۔ ورنہ دوسری صورت میں مجھے ہوٹل پر ریڈ کرنا پڑے گا"...... عمران نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں۔ سر۔ میں ابھی معلوم کرتا ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"میں دس منٹ بعد فون کروں گا"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"ہو سکتا ہے فیلڈا نے جھوٹ بولا ہو کہ وہ ہوٹل سے بول رہی ہے"...... جولیا نے کہا۔

"لگتا تو ایسے ہی ہے۔ کیونکہ وہ بہرحال مارک کی ساتھی ہے اور یہ دونوں مل کر کوئی سازش بھی کر رہے ہیں۔ لیکن پھر بھی چیکنگ

ضروری ہے"...... عمران نے جواب دیا۔

"اس فیلڈا نے جب مارک سے بات کی تھی تو اس میں ہوٹل کے مینجر کا بھی ذکر آیا تھا۔ کہیں یہ بھی ان کے ساتھ نہ شامل ہو"...... جولیا نے کہا۔

"اسی لئے تو میں نے مینجر کو فون کیا ہے کہ اگر وہ ان میں شامل ہو اور فیلڈا ہوٹل میں موجود ہوئی تو پھر وہ مجھ سے اس کی بات کرائے تاکہ اسے مشکوک نہ سمجھا جائے"...... عمران نے کہا اور جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر دس منٹ بعد عمران نے رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ویسٹرن ہوٹل"...... رابطہ قائم ہوتے ہی استقبالیہ لڑکی کی آواز سنائی دی۔

"مینجر سے بات کرائیں۔ میں کرنل عبداللہ بول رہا ہوں سیکورٹی سے"...... عمران نے کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے اس بار مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"ہیلو۔ میں مینجر آصف بول رہا ہوں جناب"...... چند لمحوں بعد مینجر آصف کی بھاری مگر مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"ہاں۔ مس فیلڈا کا کیا ہوا"...... عمران نے کہا۔

"جناب۔ میں نے سارا ہوٹل چیک کرا لیا ہے۔ حتیٰ کہ پرائیویٹ رومز اور سپیشل رومز بھی چیک کرائے ہیں۔ تمام عملے سے بھی پوچھ لیا ہے۔ مس فیلڈا ڈیوٹی سے جانے کے بعد واپس ہوٹل نہیں آئیں"

مینجر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر ایک طویل سانس لیا۔

"اب کیا کرنا ہے"...... جولیا نے کہا۔

"کیا کریں۔ اس فیلڈا کو تلاش کرنا پڑے گا۔ البم سے اس کا ایک فوٹو نکال لو۔ یہ سیکورٹی والوں کو بھی دے دیں گے اور اپنے ساتھیوں کو بھی"...... عمران نے کہا اور جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اس جنیڈا کا کیا کریں"...... کمرے سے جاتے ہوئے جولیا نے کہا۔

"پڑی رہے۔ خود ہی ہوش میں آجائے گی"...... عمران نے کہا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

کال بیل کی آواز سنتے ہی کرسی پر بیٹھا ہوا مارک بے اختیار چونک پڑا ۔ وہ اس وقت ہوٹل سے ملحقہ اس مکان میں موجود تھا جہاں سے انہوں نے ہوٹل کے اس تہہ خانے تک سرنگ کھود رکھی تھی ۔ وہ یہاں کا جائزہ لینے آیا تھا لیکن اسے یہاں کسی کی آمد کی قطعی توقع نہ تھی اس لئے کال بیل کی آواز سن کر وہ بے اختیار چونک پڑا ۔ اس کے چہرے پر شدید تشویش کے تاثرات نمودار ہو گئے تھے ۔ گھنٹی دوسری بار بجی تو مارک ہونٹ چباتا ہوا اٹھا اور پھر کمرے سے نکل کر وہ برآمدے سے ہوتا ہوا صحن کراس کر کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا ۔ اس وقت وہ جانسن کے میک اپ میں ہی تھا ۔ اس نے جب پھاٹک کی جھری سے باہر کھڑی ہوئی فیلڈا کو دیکھا تو بے اختیار اس کے منہ سے اطمینان کا سانس نکل گیا ۔ اس نے آگے بڑھ کر چھوٹا پھاٹک کھول دیا اور ادھیڑ عمر فیلڈا اندر داخل ہوئی ۔ فیلڈا اگرچہ ادھیڑ عمر تھی لیکن اس

کا رکھ رکھاؤ اور میک اپ بتا رہا تھا کہ وہ اپنے آپ کو جوان تو کیا بلکہ نوجوان ظاہر کرنے کی پوری تیاری کر کے آئی تھی ۔

" ہیلو فیلڈا ۔ تم اس وقت یہاں کیسے آ گئیں "...... مارک نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا تو فیلڈا بے اختیار ہنس پڑی ۔

" مجھے یقین تھا کہ تم ابھی تک یہیں ہو گے "...... فیلڈا نے ہنستے ہوئے جواب دیا ۔

" ظاہر ہے ۔ پروگرام کے مطابق میں نے رات یہیں گزارنی ہے ۔ کیونکہ ہمارا کام صبح سویرے شروع ہونا ہے اور میں اس دوران باہر جانا نہیں چاہتا "...... مارک نے پھاٹک بند کرتے ہوئے کہا ۔

" تو کیا ہوا ۔ میں بھی وہاں اپنے فلیٹ میں بور ہو رہی تھی ۔ میں نے سوچا کہ تمہارے ساتھ یہاں بیٹھ کر باتیں ہی کی جائیں ۔ کچھ پیا پلایا جائے "...... فیلڈا نے کہا تو مارک بے اختیار مسکرا دیا ۔

" اس کمپنی کے لئے بے حد شکریہ ۔ میں بھی اکیلا یہاں واقعی بے حد بور ہو رہا تھا "...... مارک نے کہا اور پھر وہ دونوں باتیں کرتے ہوئے اندر کمرے میں پہنچ گئے ۔

" بیٹھو ۔ میں تمہارے لئے شراب لے آتا ہوں ۔ میں نے کل تک شراب کا خاصا سٹاک کر رکھا ہے یہاں "...... مارک نے مسکراتے ہوئے کہا تو فیلڈا بھی مسکراتی ہوئی کرسی پر بیٹھ گئی ۔ مارک نے شراب کی دو بوتلیں اور دو جام اٹھائے اور پھر فیلڈا کے سامنے کرسی پر بیٹھ گیا ۔ اس نے ایک بوتل کھول کر اس میں سے ایک جام بھرا اور

فیلڈا کی طرف بڑھا دیا جبکہ دوسری بوتل کھول کر اس نے دوسرا جام بھرا اور اپنے سامنے رکھ لیا۔

"میں تو برانڈی پیتا ہوں"...... مارک نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تمہاری ہمت ہے مارک کہ تم برانڈی پی کر بھی ہوش میں رہتے ہو"...... فیلڈا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"شراب تو میرے لئے پانی کی سی حیثیت رکھتی ہے"...... مارک نے فخریہ لہجے میں کہا اور فیلڈا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"تم نے بتایا تھا کہ فلیٹ میں تمہارے ساتھ کوئی اور لڑکی بھی رہتی ہے"...... مارک نے شراب سپ کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ ایک لڑکی جنیڈا رہتی ہے۔ کسی سٹور میں سیل سپروائزر ہے"...... فیلڈا نے بھی شراب کا گھونٹ لیتے ہوئے جواب دیا۔

"لیکن ابھی تم کہہ رہی تھیں کہ تم وہاں اکیلی بور ہو رہی تھیں"...... مارک نے کہا تو فیلڈا بے اختیار ہنس پڑی۔

"جنیڈا لڑکی ہے مرد تو نہیں ہے"...... فیلڈا نے کہا تو اس بار مارک بے اختیار ہنس پڑا۔ اس کی آنکھوں میں تیز چمک ابھر آئی تھی۔

"تو پھر یہیں رات کو رہ پڑو۔ باتیں ہی کریں گے"...... مارک نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن جینڈا کو تو میں کہہ کر نہیں آئی۔ وہ تو سروس روم سے کھانا منگوا لے گی اپنا بھی اور میرے لئے بھی"...... فیلڈا نے کہا۔

"تو کیا ہوا۔ تم اسے فون کر کے کہہ دو۔ لیکن یہ خیال رکھنا کہ

یہاں کے بارے میں نہ بتانا"...... مارک نے کہا۔

"تم مجھے احمق سمجھتے ہو"...... فیلڈا نے طنزیہ لہجے میں کہا تو مارک بے اختیار مسکرا دیا لیکن اس نے کوئی جواب نہ دیا۔

"تو پھر میں فون کر دوں"...... فیلڈا نے شرارت بھری نظروں سے مارک کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ارے ابھی پوچھنے کی ضرورت ہے"...... مارک نے کہا تو فیلڈا مسکراتی ہوئی اٹھی اور ایک طرف تپائی پر رکھے ہوئے فون کی طرف بڑھ گئی۔ اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے جنیڈا کی آواز سنائی دی۔

"فیلڈا بول رہی ہوں جنیڈا۔ میں نے تمہیں یہ بتانے کے لئے فون کیا ہے کہ میں آج رات فلیٹ پر نہیں آؤں گی۔ تم میرا انتظار نہ کرنا"...... فیلڈا نے کن انکھیوں سے مارک کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جو شراب پینے میں مصروف تھا اور اس کے لبوں پر مسکراہٹ تھی۔

"ٹھیک ہے۔ لیکن تم کہاں سے بول رہی ہو"...... دوسری طرف سے جنیڈا نے پوچھا۔

"اپنے ہوٹل سے"...... فیلڈا نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

"یہ ہوٹل کا ذکر کیسے آ گیا"...... مارک نے چونک کر پوچھا۔

"وہ جنیڈا پوچھ رہی تھی کہ میں کہاں سے بول رہی ہوں تو میں
جواب دیا کہ اپنے ہوٹل سے"...... فیلڈا نے دوبارہ کرسی پر
ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے شراب کی بوتل اٹھائی ا
بھرنا شروع کر دیا۔

"اچھا کیا کہ تم نے یہاں کے متعلق نہیں بتایا"...... مارک
کہا۔

"جب تم نے مجھے سمجھا دیا تھا تو پھر کیا میں احمق ہوں کہ اسے
کا پتہ بتاتی۔ ویسے ایک بات تو بتاؤ جانسن کہ تمہارا اس تنظ
عہدہ کیا ہے"...... فیلڈا نے شراب کا جام آدھا بھر کر بوتل واپس
رکھتے ہوئے پوچھا۔

"میں اس تنظیم کا سیکنڈ چیف ہوں"...... مارک نے جواب

"اوہ۔ پھر تو تم بہت بڑے آدمی ہو۔ انتہائی دولت مند"......
نے شراب کا گھونٹ لیتے ہوئے کہا تو مارک ہنس پڑا۔

"اس میں کوئی شک تو نہیں ہے۔ ایکریمیا کے دارالحکومت
میں میرے ذاتی ہوٹل، بار، ریستوران اور گیم کلب ہیں۔
کروڑوں ڈالرز تو ہر ماہ مجھے وہاں سے مل جاتے ہیں۔ اس کے
تنظیم کی طرف سے بھی لاکھوں ڈالر باقاعدگی سے ملتے رہتے
مارک نے جواب دیا تو فیلڈا کی آنکھیں حیرت سے پھٹ کر کانو
پھیلتی چلی گئیں۔

"لاکھوں کروڑوں ڈالر ماہانہ آمدنی۔ اوہ گاڈ۔ اس قدر رقم"۔ کسی

کے پاس ہو سکتی ہے"...... فیلڈا کی حالت واقعی غیر ہو رہی تھی اور
مارک بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

"یہ تو ایکریمیا میں معمولی بات ہے۔ مجھ سے بھی زیادہ آمدنی والے
لوگ وہاں موجود ہیں لیکن ایک بات ہے کہ اتنی آمدنی اس وقت ہوتی
ہے جب آدمی اپنی جان کو ہر وقت رسک میں ڈالے رکھے۔ بہرحال
چھوڑو ان باتوں کو۔ یہ بتاؤ کہ تم کب سے یہاں اس ہوٹل میں
ملازمت کر رہی ہو"...... مارک نے کہا۔

"گذشتہ دس سالوں سے"...... فیلڈا نے ایک طویل سانس لیتے
ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر یکلخت اداسی سی چھا گئی تھی۔

"کیا بات ہے۔ تم اداس کیوں ہو گئی ہو"...... مارک نے کہا۔

"میرا تعلق بھی ایکریمیا سے ہے جانسن۔ لیکن جب مجھے شعور آیا تو
میں وہاں کے ایک سرکاری یتیم خانے میں تھی۔ مجھے بتایا گیا کہ میرے
والد اور میری والدہ جو انتہائی غریب لوگ تھے ایک روز یتیم خانے میں
مجھے دے کر چلے گئے اور پھر کبھی واپس نہیں آئے۔ اس یتیم خانے میں
چند سال تک تو میں رہی پھر وہاں سے نکل آئی اور پھر میں نے دنیا بھر
کے دھکے کھائے۔ میں ایک سیاح کے ساتھ یہاں کاسا آئی تھی۔ وہ
یہاں کا باشندہ تھا اور ایکریمیا میں سیاحت کے لئے گیا ہوا تھا۔ اس نے
کہا تھا کہ وہ مجھ سے شادی کرے گا اور میں یہاں ایک پرسکون زندگی
گزاروں گی لیکن یہاں آنے کے بعد ایک روز وہ اچانک غائب ہو گیا
اور پھر آج تک واپس نہیں آیا۔ میں نے یہاں ہر قسم کا کام کیا ہے۔ پھر

ایک دوست کی مہربانی سے مجھے اس ہوٹل میں اسسٹنٹ سپروائزر ر
لیا گیا اور اب دس سالوں بعد میں یہاں کی اسسٹنٹ منیجر ہوں ۔ لیک
آج تک میں اندر سے تنہا ہوں ۔ میں نے بے شمار دوست بنائے لیک
سب دوست آخر کار مجھے چھوڑ گئے اور میں پھر اکیلی رہ جاتی ہوں" ۔ فیل
نے شراب پیتے ہوئے بڑے اداس لہجے میں کہا تو مارک بے اختیار ہنس
پڑا۔

"تم ہنس رہے ہو" ...... فیلڈا نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ہاں ۔ تمہاری حماقت پر ہنس رہا ہوں ۔ تم سمجھتی کہ اس دنیا می
دوسروں کے لئے کوئی زندہ رہتا ہے یا قربانی دیتا ہے ۔ نہیں ۔ ایس
کوئی بات نہیں یہاں ہر شخص اپنے لئے زندہ رہتا ہے اور قربانی د
کی بجائے قربانی لیتا ہے ۔ اس کی بقا اسی میں ہے اور جہاں اسے ا
غرض یا اپنے مفادات خطرے میں نظر آتے ہیں وہ ایک لمحہ ہچکچائے ب
اس خطرے کو ختم کر دیتا ہے ۔ تمہارے ساتھ بھی یہی ہوتا آیا ہے
جب تک تم سے ان لوگوں کا کوئی مفاد وابستہ رہا وہ تمہارے سا
رہے ۔ جب ان کا ذاتی مفاد ختم ہوا وہ چلے گئے ۔ یہ پوری دنیا کا وط
ہے ۔ اس میں اداس ہونے یا نہ ہونے کا کیا تعلق ہے" ...... مارک ۔
کہا۔

"لیکن یہ تو انتہائی خود غرضی ہے ۔ کچھ تو دوسروں کے جذبات کا
خیال رکھنا چاہئے" ...... فیلڈا نے کہا تو مارک ایک بار پھر ہنس پڑا۔

"تم چونکہ طویل عرصہ پہلے ایکریمیا سے یہاں آ چکی ہو اور یہاں

معاشرہ ایکریمیا کی نسبت پسماندہ ہے اس لئے تم یہ ساری باتیں سوچ
رہی ہو" ...... مارک نے کہا۔

"جب تمہارا مفاد مجھ سے ختم ہو جائے گا تو کیا تم بھی مجھ سے اسی
طرح آنکھیں پھیر لو گے ، جانسن" ...... فیلڈا نے مارک کی طرف دیکھتے
ہوئے کہا۔

"میرا تم سے کوئی مفاد وابستہ ہی نہیں ہے" ...... مارک نے
جواب دیا تو فیلڈا بے اختیار چونک پڑی ۔

"کیا مطلب ۔ اگر میں چاہوں تو تمہارا یہ سارا سیٹ اپ ایک لمحے
میں ختم ہو سکتا ہے ۔ میرے صرف ایک فون پر سب کچھ ہو سکتا ہے" ۔
فیلڈا نے کہا تو مارک بے اختیار مسکرا دیا۔

"کیا تم واقعی ایسا کرنے کی ہمت رکھتی ہو ۔ تمہیں معلوم ہے کہ
تم خود اس میں پوری طرح ملوث ہو" ...... مارک نے بظاہر مسکراتے
ہوئے کہا لیکن اس کی آنکھوں میں یکلخت سفاکی اور سرد مہری سی ابھر آئی
تھی۔

"ارے نہیں ۔ میں تو ویسے ہی مذاق کر رہی تھی ۔ مجھے کیا ضرورت
ہے ایسا کرنے کی" ...... فیلڈا نے بھی شاید اس کی آنکھوں کے بدلتے
ہوئے تاثرات دیکھ لئے تھے ۔

"تمہارے علاوہ اور کسے اس سیٹ اپ کا علم ہے" ...... مارک نے
چند لمحوں کی خاموشی کے بعد پوچھا۔

"کسی کو بھی نہیں" ...... فیلڈا نے فوراً ہی جواب دیا۔

"تمہیں اس کے معاوضے میں جو بھاری رقم دی گئی تھی اس کا کیا ہے تم نے"...... مارک نے پوچھا۔

"وہ رقم تو ادھار میں برابر ہو گئی۔ یہاں میں نے ایک سینڈیکیٹ کی رقم دینی تھی انہیں دے دی"...... فیلڈا نے جواب دیا۔

"انہوں نے پوچھا تو نہیں کہ تمہیں اس قدر بھاری رقم اچانک کہاں سے مل گئی"...... مارک نے کہا۔

"ارے نہیں۔ انہیں ایسی باتوں کی پرواہ نہیں ہوتی۔ انہیں رقم چاہئے تھی وہ انہیں مل گئی۔ اب ان کی بلا سے کہ میں نے یہ رقم کہاں سے اور کیسے حاصل کی ہے"...... فیلڈا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پھر تو اچھا ہوا"...... مارک نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کے چہرے کے تاثرات ایک بار پھر نارمل ہو گئے۔

"میرا خیال ہے کہ رات کے کھانے کا کوئی نہ کوئی انتظام کر لیا جائے۔ اگر تم کہو تو میں ہوٹل فون کر کے کھانا یہاں منگوا لوں"...... فیلڈا نے کہا۔

"ہاں۔ منگوا لو"...... مارک نے جواب دیا اور فیلڈا اٹھ کر ایک بار پھر فون کی طرف بڑھ گئی۔

"ٹھہرو۔ رک جاؤ۔ فون مت کرو۔ یہاں کسی آدمی کا آنا ٹھیک نہیں ہے۔ البتہ تم خود جا کر لے آؤ۔ لیکن خیال رکھنا کسی کو یہ معلوم نہ ہو سکے کہ میں یہاں ہوں یا تم یہاں واپس آؤ گی"...... مارک نے کہا۔

"او کے۔ جیسے تم کہو"...... فیلڈا نے مسکراتے ہوئے کہا اور

کمرے کے بیرونی دروازے کی طرف مڑ گئی۔ پھر اس کی واپسی تقریباً نصف گھنٹے بعد ہوئی لیکن مارک اس کا چہرہ دیکھ کر بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا ہوا۔ کیا کوئی خاص بات ہو گئی ہے"...... مارک نے چونک کر پوچھا۔

"سیکورٹی والے مجھے پوچھتے پھر رہے ہیں"...... فیلڈا نے خوفزدہ سے لہجے میں کہا تو مارک بے اختیار اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ تمہیں پوچھتے پھر رہے ہیں۔ کیوں"۔ مارک نے حیران ہو کر پوچھا۔

"میں ہوٹل سے کھانا لینے گئی تو مجھے ایک ویٹرس ایک طرف لے جا کر کہنے لگی کہ سیکورٹی کے کسی کرنل کا فون آیا تھا۔ وہ بار بار مجھے پوچھ رہا تھا۔ اس کا کہنا تھا کہ میری رہائش گاہ سے پتہ چلا ہے کہ میں واپس ہوٹل چلی گئی ہوں اور اس کرنل نے مینجر کو ڈانٹ پلائی کہ مجھے فوراً ہوٹل میں تلاش کر کے اس سے بات کرائے اور مینجر نے پورے ہوٹل کی تلاشی کرائی لیکن میں ہوٹل میں ہوتی تو انہیں ملتی۔ میں تو یہاں تھی"...... فیلڈا نے جواب دیا۔

"اب تو کسی کو نہیں معلوم کہ تم یہاں ہو"...... مارک نے کہا۔

"نہیں۔ میں ایک لمبا چکر کاٹ کر یہاں آئی ہوں اور اس ویٹرس کو بھی میں نے صرف اتنا بتایا ہے کہ میں ایک دوست کے پاس رہ رہی ہوں اور بس"...... فیلڈا نے جواب دیا۔

"وہ وقت آگیا فیلڈا ۔ جس کا تم نے ذکر کیا تھا ۔ اس کا مطلب ۔
کہ سیکورٹی والوں کو کوئی نہ کوئی ایسا کلیو مل چکا ہے جس وجہ سے
تمہیں تلاش کر رہے ہیں اور اگر تم ان کے ہاتھ آگئی تو پھر واقعی سب
کچھ ختم ہو جائے گا ۔ اس لئے اب تمہارا وجود ہمارے مشن کے ۔
انتہائی خطرہ بن گیا ہے"...... مارک نے انتہائی سرد لہجے میں کہا ۔

"کیا مطلب ۔ کیا کہنا چاہتے ہو تم"...... فیلڈا نے حیرت اور خوف
کے ملے جلے لہجے میں کہا ۔

"مطلب ہے کہ تمہاری زندگی بس اتنی ہی تھی ۔ یہ تو اچھا ہوا
تم انہیں فلیٹ پر نہیں ملی ۔ اگر تم وہاں انہیں مل جاتی تو شاید اب
تک ہم سب سیکورٹی والوں کے قابو میں آچکے ہوتے ۔ میرے ذہن میں
نجانے پہلے یہ بات کیوں نہیں آئی حالانکہ میں ان معاملات میں ہمیشہ
بے حد محتاط رہا ہوں ۔ مجھے تمہیں پہلے ہی راستے سے ہٹا دینا چاہئے
تھا"...... مارک نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب میں ہاتھ
ڈالا اور جب ہاتھ باہر آیا تو اس میں سائلنسر لگا ریوالور موجود تھا ۔

"کیا ۔ کیا مطلب ۔ یہ ریوالور ۔ تم ۔ تم"...... فیلڈا نے کہا اور
اس سے پہلے کہ وہ مزید کچھ کہتی ۔ مارک نے ٹریگر دبا دیا اور ٹھک
آواز کے ساتھ ہی گولی ٹھیک فیلڈا کے دل میں اتر گئی ۔ وہ چیخ مار
پشت کے بل ایک دھماکے سے نیچے گری اور پھر چند لمحوں تک اس
جسم تڑپتا رہا پھر ساکت ہو گیا ۔

"اسی جیسے احمقوں کی وجہ سے ہماری زندگی محفوظ رہتی ہے ۔ اگر

مجھے یہ سب کچھ نہ بتاتی تو شاید زندہ رہ جاتی"...... مارک نے ریوالور
واپس جیب میں ڈالتے ہوئے کہا اور پھر اس نے آگے بڑھ کر فیلڈا کے
ہاتھوں سے نکل کر دور جا گرنے والا کھانے کا پیکٹ اٹھایا اور اندرونی
کمرے کی طرف بڑھ گیا ۔ اب اس کے چہرے پر گہرے اطمینان کے
تاثرات نمایاں تھے ۔

ورکس اینڈ ریڈھی ور
جلد و جلد ساز
مین روڈ بھٹہ کالونی

کیپٹن حمید بڑے اطمینان بھرے انداز میں چلتا ہوا اپنے کمرے کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا کہ ملازم کی آواز سن کر مڑ گیا۔

"صاحب جی ۔ صاحب جی"...... ملازم آوازیں دیتا ہوا اس طرف بڑھا چلا آرہا تھا۔

"کیا بات ہے ۔ کیوں شور مچا رہے ہو"...... کیپٹن حمید نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"کرنل صاحب آپ کو بلا رہے ہیں صاحب جی"...... ملازم نے کہا تو کیپٹن حمید چونک پڑا۔

"وہ ابھی تک جاگ رہے ہیں"...... کیپٹن حمید نے حیران ہو کر پوچھا۔

"جی ہاں"...... ملازم نے جواب دیا اور کیپٹن حمید سر ہلاتا ہوا کرنل فریدی کے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ وہ رخشندہ کے ساتھ ڈنر

کرنے اور خوب جی بھر کر شہر کی سیر وغیرہ کرنے کے بعد اسے اس کی رہائش گاہ پر ڈراپ کر کے واپس آیا تھا۔ آج کا دن اس کے لحاظ سے خوبصورت انداز میں گزرا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ وہ بڑے مطمئن انداز میں اپنے کمرے کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا تاکہ اطمینان سے سو سکے کہ کرنل فریدی کے بلاوے نے اس کا موڈ آف کر دیا۔ اسے معلوم تھا کہ کرنل فریدی نے حسب عادت اسے اس آوارہ گردی پر نصیحتوں بھرا لیکچر پلانا ہے۔

"آپ ابھی تک جاگ رہے ہیں"...... کیپٹن حمید نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔ کرنل فریدی کرسی پر بیٹھا ایک کتاب کے مطالعے میں مصروف تھا۔

"ہاں اور شاید ہی آج رات نیند کرنے کا موقع مل سکے۔ آؤ بیٹھو۔ تمہارا دن تو آج خوب گزرا ہوگا"...... کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بس اب خدا کے لئے وعظ و نصیحت نہ شروع کر دینا۔ اپنی اپنی قسمت ہے"...... کیپٹن حمید نے ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا تو کرنل فریدی بے اختیار ہنس پڑا۔

"نصیحتیں عقلمندوں کے لئے ہوتی ہیں"...... کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ مجھے بے عقل ہی سمجھ لیں"...... کیپٹن حمید نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اسی لئے عیش کرتے رہتے ہو۔ اگر عقل والے ہوتے تو کم ا
اس خطرناک ترین صورتحال میں جبکہ پوری اسلامی دنیا کا وقار داؤ
ہوا ہے تم اس طرح ریستورانوں میں دیر تک نہ بیٹھے رہتے"......
بار کرنل فریدی کا لہجہ قدرے تلخ تھا۔

"خطرناک ترین صورتحال۔ کیا مطلب۔ کیسی خطرناک
صورتحال۔ سب کچھ تو اوکے ہے۔ اب کیسا خطرہ"...... کیپٹن
نے چونک کر پوچھا۔ اس کے لہجے میں حیرت کے ساتھ ساتھ تشو
کے تاثرات نمودار ہو گئے تھے کیونکہ کرنل فریدی کا یہ موڈ بتا رہا تھ
کرنل فریدی جیسا شخص بھی ذہنی طور پر دباؤ میں ہے اور کیپٹن
جانتا تھا کہ ایسا شاذ و نادر ہی ہوتا ہے۔

"تم اطمینان سے جا کر ننھے بچوں کی طرح سو جاؤ۔ بس ملازم
کہہ دینا کہ میرے لئے کافی بنا دے"...... کرنل فریدی نے کہا۔

"آخر ہوا کیا ہے۔ کچھ مجھے بھی تو بتائیں۔ وہ دہشت گرد ختم ہ
ہیں۔ اب کیسا خطرہ سامنے آگیا ہے۔ البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ
خطرے کو اپنے آپ پر طاری کر کے بیٹھ گئے ہوں"...... کیپٹن
نے بھی جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تم ام رحمت کے پاس گئے تھے اور پھر وہاں سے مطمئن ہو کر
آئے"...... کرنل فریدی نے کہا۔

"ہاں اور آپ سے میری فون پر بات ہوئی تھی۔ پھر"......
حمید نے کہا۔

"میں نے تمہاری یہ رپورٹ عمران کو پہنچا دی اور عمران ام رحمت
ے جا کر ملا اور تمہیں معلوم ہے کہ اس نے معاملات کو بہت آگے
پہنچا دیا ہے"...... کرنل فریدی نے کہا تو کیپٹن حمید بے اختیار
ل پڑا۔

"آگے تک بڑھا دیا ہے۔ کیا مطلب۔ جب نمبر الیون نے تصدیق
دی کہ جانسن واقعی ورلڈ نیوز کا سپیشل رپورٹر ہے تو پھر معاملات
کیسے بڑھ گئے"...... کیپٹن حمید نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"عمران نے مارک کی آواز سنی ہوئی تھی۔ اس نے جب وہ ٹیپ
تو وہ اس کی آواز پہچان گیا۔ اس طرح یہ معلوم ہو گیا کہ جانسن کے
پ میں مارک ہے۔ پھر مارک نے جو گفتگو کی وہ کوڈ میں تھی۔ اسے
ڈی کوڈ کر لیا گیا۔ یہ ساری گفتگو رولف اور اس کے ہیڈ کوارٹر کی
ہی کے سلسلے میں تھی۔ اس کے بعد عمران نے وہ فون نمبر ٹریس کر
جہاں سے یہ فون کیا گیا تھا اور اس کے ساتھ ساتھ اس نے مارک کی
اور مقامی کال کا بھی سراغ لگا لیا جو اس نے ویسٹرن ہوٹل کی
سسٹنٹ منیجر فیلڈا کو کی تھی۔ عمران اس کوٹھی پر پہنچا جہاں سے یہ
یں مارک نے ایکریمیا کی تھیں لیکن کوٹھی خالی ہو چکی تھی۔ پھر
ران اس فیلڈا کی رہائش گاہ پر پہنچ گیا۔ وہاں فیلڈا بھی غائب تھی۔
ٹل کی بھی چیکنگ کی گئی لیکن وہ ہوٹل میں موجود نہ تھی۔ عمران
اس کی رہائش گاہ سے اس کا فوٹو حاصل کیا اور اس کی کاپی مجھے بھجوا
تاکہ اس کی مزید کاپیاں کرا کر میں سیکورٹی میں تقسیم کرا دوں۔

عمران اور اس کے ساتھی بھی فیلڈا کو تلاش کرتے پھر رہے ہیں
اب یہ بات فائنل ہو گئی ہے کہ مارک یہاں موجود ہے او
کانفرنس ہال کو میزائل کا نشانہ بنانے کی کوشش کرے گا"
فریدی نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا تو کیپٹن حمید کے چ
پریشانی کے تاثرات نمایاں ہوگئے۔

"اوہ۔اوہ۔واقعی یہ تو انتہائی خطرناک صورت حال ہے۔
سوری۔مجھے ان حالات کا علم نہ تھا۔آپ کو تو معلوم تھا کہ
موجود ہوں آپ مجھے فون کر کے بلالیتے"...... کیپٹن حمید نے
بھرے لہجے میں کہا۔

"میں نے سوچا کہ بڑے عرصے بعد تمہیں تمہاری مطلب
میسر آئی ہے۔ تمہیں ڈسٹرب نہ کیا جائے"...... کرنل فریدی
مسکراتے ہوئے کہا تو کیپٹن حمید نے بے اختیار ہونٹ بھینچ

"فیلڈا کی تصویر کی کاپی ہے آپ کے پاس"...... چند
خاموش رہنے کے بعد کیپٹن حمید نے کہا۔

"تم کیا کرو گے تصویر دیکھ کر۔وہ ادھیڑ عمر خاتون ہے"
فریدی نے کہا تو کیپٹن حمید بے اختیار ہنس پڑا۔

"اسی لئے آپ اس کی تصویر کو اپنے تک محدود ر
ہیں"...... کیپٹن حمید نے کہا تو کرنل فریدی بے اختیار ہنس

"اگر مجھ تک محدود ہوتی تو پھر تم یہ بات کہہ سکتے تھے
پوری زیرو فورس، پوری سیکورٹی فورس، عمران اور اس

س انٹیلی جنس سب سے شہر میں تلاش کرتے پھر رہے ہیں"۔
ل فریدی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے میز پر رکھا ہوا ایک
کا لفافہ اٹھا کر کیپٹن حمید کی طرف بڑھا دیا۔ کیپٹن حمید نے
فے میں موجود تصویر نکالی اور اسے غور سے دیکھنے لگا۔چند لمحوں تک
غور سے دیکھنے کے بعد اس نے تصویر واپس لفافے میں ڈالی اور
کرنل فریدی کی طرف بڑھا دیا۔

"یہ اگر مجرموں کی ساتھی ہے تو پھر یہ میک اپ میں ہی ہو گی اور
کے ساتھ ہی ہو گی۔لیکن ایک بات میری سمجھ میں نہیں آ رہی کہ
ل کوئی ایسا پتھر تو ہے نہیں کہ جسے ہاتھ سے اٹھا کر وہ لوگ
رنس ہال پر مار دیں گے۔ظاہر ہے میزائل کسی لانچر سے فائر ہو گا۔
میزائل کافی بڑا ہوتا ہے جبکہ آپ نے ایسی تمام عمارتوں کی نگرانی
رکھی ہے جہاں سے ایسا کرنا خطرناک ہو سکتا ہے پھر اگر مارک
ں موجود ہی ہے تو وہ کیا کرے گا اور فیلڈا اس کی کیا مدد کر سکتی
...... کیپٹن حمید نے کہا۔

"تمہارے ذہن میں میزائلوں کا جو تصور موجود ہے وہ کافرستانی
ل ہیں۔کافرستان ایک پسماندہ ملک ہے۔وہاں ابھی تک پرانا
موجود ہے جبکہ اس تنظیم کی پشت پناہی اسرائیل کر رہا ہے اور
ئیل کے پاس انتہائی جدید ترین آلات موجود ہیں۔یہ ایسا میزائل
ہو سکتا ہے کہ جسے پارٹس کی صورت میں کسی بریف کیس میں
جا سکتا ہے اور بوقت ضرورت اسے جوڑا جا سکتا ہے۔ایسا ہی کام

اس کے لانچر سے بھی ہو سکتا ہے اور اسے کسی بھی ہوٹل کے
میں رکھ کر فائر کیا جا سکتا ہے۔ اس لئے جب تک مارک ہاتھ نہ آ
خطرہ تو بہر حال موجود رہے گا اور جہاں تک فیلڈا کی تلاش کا تعلق
اس وقت مارک جس روپ میں موجود ہے اس کا علم کسی بھی
نہیں۔ صرف فیلڈا کی مدد سے ہی اس کا سراغ لگایا جا سکتا ہے"۔
فریدی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اس فیلڈا کو تلاش کرنے کی ذمہ داری میری
آپ دیکھیں کہ میں اسے کس طرح تلاش کرتا ہوں"...... کیپ
نے بڑے اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

"کیا تمہارے ذہن میں کوئی خاص لائحہ عمل آگیا ہے"......
فریدی نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں۔ ویسٹرن ہوٹل سے اس کا سراغ لگے گا"...... کیپ
نے جواب دیا۔

"عمران اور سیکورٹی والے ہوٹل کے ہر آدمی سے اس با
پوچھ گچھ کر چکے ہیں۔ البتہ ایک ویٹرس نے اطلاع دی ہے کہ
فیلڈا کو ہوٹل میں دیکھا تھا۔ وہ دو آدمیوں کا کھانا لینے آئی
نے اس سے پوچھا کہ وہ ہوٹل سے کھانا کیوں لینے آئی ہے
اسے بتایا کہ وہ کسی دوست کے پاس ٹھہری ہوئی ہے۔ اس
سے کھانا لینے آئی ہے"...... کرنل فریدی نے جواب دیا۔

"پھر اس ویٹرس سے وقت معلوم کر کے ٹیکسی ڈرائیورو

معلومات حاصل کرنا ہوں گی"...... کیپٹن حمید نے کہا۔

"زیرو فورس یہ کر چکی ہے۔ وہ کھانا لے کر جانے کے بعد کسی بھی ٹیکسی میں سوار نہیں ہوئی"...... کرنل فریدی نے جواب دیا۔

"پھر کسی نجومی کے پاس جانا پڑے گا"...... کیپٹن حمید نے منہ بناتے ہوئے کہا اور کرنل فریدی بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"کیا تلاش کے تمام ذریعے ختم ہو گئے۔ سنو میں چاہتا ہوں کہ عمران سے پہلے تم اسے تلاش کر لو۔ اس لئے میں تمہیں ایک لائحہ عمل بتاتا ہوں۔ اس ہوٹل کے ارد گرد کا علاقہ چیک کرو۔ وہ اگر ٹیکسی پر نہیں گئی تو لامحالہ پیدل گئی ہو گی۔ اس ویٹرس سے تم فیلڈا کا لباس معلوم کر لو اور پھر ارد گرد کے علاقے میں ہر اس آدمی سے اس بارے میں پوچھو جس کے متعلق شبہ ہو سکے کہ اس نے اسے آتے جاتے دیکھا ہو گا۔ مجھے یقین ہے کہ تم اسے تلاش کر لو گے"۔ کرنل فریدی نے کہا۔

"یہ انتہائی بور کام ہے۔ یہ میرے بس کا نہیں ہے۔ یہ آپ کی زیرو فورس آسانی سے کر سکتی ہے"...... کیپٹن حمید نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تو پھر اچھے بچوں کی طرح جا کر سو جاؤ اور خوبصورت اور دلکش خواب دیکھو"...... کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا تو اسی لمحے ساتھ پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی اور کرنل فریدی نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... کرنل فریدی نے کہا۔

"عمران بول رہا ہوں پیرو مرشد"...... دوسری طرف سے عمران کی مخصوص شگفتہ آواز سنائی دی۔

"تمہارے لہجے سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ تم نے فیلڈا کا پتہ چلا لیا ہے"...... کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں کرنل صاحب۔ اس کا تو کہیں پتہ ہی نہیں چل رہا۔ جانے وہ محترمہ کسی گٹر میں آرام فرما رہی ہیں کہ ڈھونڈنے سے بھی نہیں مل رہیں۔ یہ شگفتگی اس لئے ہے کہ میں نے اتنا معلوم کر لیا ہے کہ فیلڈا وغیرہ کی اصل سازش کیا ہے"...... دوسری طرف سے عمران نے کہا تو کرنل فریدی بے اختیار اچھل پڑا۔

"اچھا۔ یہ تو بہت بڑی کامیابی ہے"...... کرنل فریدی نے کہا۔

"کامیابی تو اس وقت ہو گی جب یہ لوگ ہاتھ آئیں گے۔ فی الحال صرف اتنا معلوم ہوا ہے کہ انہوں نے کانفرنس ہال کو ٹارگٹ بنانے کے لئے ویسٹرن ہوٹل کو انتخاب کیا ہے"...... عمران نے کہا تو کرنل فریدی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"کس طرح معلوم ہوا ہے"...... کرنل فریدی نے پوچھا۔

"آپ میرے ساتھی تنویر کو تو جانتے ہیں۔ وہ ڈائریکٹ ایکشن کا قائل ہے۔ چنانچہ اسے ویسٹرن ہوٹل کے ایک سپروائزر سے فیلڈا کے سلسلے میں ہونے والی بات چیت پر شک گزرا کہ وہ کچھ چھپا رہا ہے۔ چنانچہ اس نے اپنی عادت کے مطابق ڈائریکٹ ایکشن لیا اور اس

ڈائریکٹ ایکشن کے نتیجے میں یہ معلوم ہوا ہے کہ فیلڈا نے اسے ایک ایکریمی سے ملوایا تھا جس نے اسے بھاری معاوضہ دے کر سب سے اوپر والی منزل کے ایک کمرے میں بطور فرضی مہمان ٹھہرانے کے لئے کہا"...... عمران نے کہا۔

"فرضی مہمان"...... کرنل فریدی نے حیران ہو کر کہا۔

"جی ہاں۔ کرائے کے مہمان۔ یہ کمرہ ایک مقامی شخص کے نام بک کرایا گیا۔ یہ کمرہ ساتویں منزل پر ہے اور اس کا نمبر چالیس بی ہے۔ اس کی بڑی کھڑکی کا رخ کانفرنس ہال کی طرف ہے اور اس کھڑکی سے کانفرنس ہال کے درمیان کوئی خاص رکاوٹ بھی نہیں ہے۔ اس ایکریمی نے اس سپروائزر کو رقم دی کہ وہ کسی فرضی نام سے کمرہ بک کرائے اور پھر کل دوپہر تک اس کمرے میں فرضی مہمان ٹھہرائے جو دوپہر بارہ بجے سے پہلے خاموشی سے کمرہ چھوڑ دیں گے اور بس"۔ عمران نے کہا۔

"وہ مہمان اب موجود ہیں اس کمرے میں"...... کرنل فریدی نے پوچھا۔

"نہیں۔ انہوں نے بھی کل صبح آنا تھا۔ اس وقت جب سیکورٹی نے ان تمام کمروں کی فائنل چیکنگ کرنا تھی"...... عمران نے کہا۔

"پھر تم نے کیا کیا ہے"...... کرنل فریدی نے کہا۔

"اب وہاں فرضی مہمانوں کی بجائے اصل مہمان ٹھہریں گے۔ میرا مطلب ہے میرے ساتھی صفدر اور تنویر۔ وہ پروگرام کے مطابق

باره بجے سے پہلے کمرہ چھوڑ کر ساتھ والے ایک خالی کمرے میں چلے جائیں گے ۔ باقی کام جو ہو گا وہ آپ آسانی سے سمجھ سکتے ہیں "۔ عمران نے کہا تو کرنل فریدی بے اختیار مسکرا دیا۔

" ہاں ۔لیکن یہ لوگ اس کمرے میں میزائل ۔اس کا لانچر اور اسے فائر کرنے والی مشینری کیسے لے آئیں گے جبکہ باہر تو چیکنگ ہو گی "...... کرنل فریدی نے کہا۔

" کوئی نہ کوئی اور سپروائزر بھی یقیناً ملوث ہو گا ۔ہو سکتا ہے کہ فیلڈ اس وقت منظر عام پر آجائے ۔ یہ لوگ ایسے راستوں سے واقف ہوتے ہیں جن سے کوئی دوسرا واقف نہیں ہوتا "...... عمران نے کہا۔

" اس کا تو یہ مطلب ہوا کہ یہ لوگ وہاں بارہ بجے کے بعد کارروائی کریں گے "...... کرنل فریدی نے کہا۔

" ویسے صحیح وقت بھی یہی ہو سکتا ہے ۔اس وقت کانفرنس ہال میں کارروائی اپنے عروج پر ہو گی "...... عمران نے جواب دیا۔

" ہاں تو پھر اب تم خود سنبھال لو گے انہیں یا "...... کرنل فریدی نے کہا۔

" سنبھالنے والا تو اللہ تعالیٰ ہے ۔میرا آپ کو فون کرنے کا مقصد یہ تھا کہ آپ سکیورٹی کو ہدایت کر دیں کہ وہ زیادہ سختی سے چیکنگ نہ کریں ۔ میں چاہتا ہوں کہ مجرموں کو کلرڈ ہینڈز گرفتار کیا جائے ۔ ان کے ہینڈز بلیک اینڈ وائٹ نہ ہوں "...... دوسری طرف سے عمران نے کہا اور کرنل فریدی بے اختیار ہنس پڑا ۔ کیونکہ وہ سمجھ گیا تھا کہ عمران

نے رنگے ہاتھوں کے محاورے کا انگریزی میں ترجمہ کر دیا ہے ۔

" او کے ۔میں ہدایات دے دوں گا "...... کرنل فریدی نے کہا اور پھر دوسری طرف سے خدا حافظ سن کر اس نے رسیور رکھ دیا۔

" اب وہ لامحالہ پلاننگ بدل دیں گے "...... کیپٹن حمید نے منہ بناتے ہوئے کہا وہ چونکہ ساتھ بیٹھا ہوا تھا اس لئے اس کے کانوں تک عمران کی آواز آسانی سے پہنچ رہی تھی ۔

" کیوں "...... کرنل فریدی نے چونک کر کہا۔

" وہ لوگ اتنے احمق نہیں ہیں کہ جس قدر یہ عمران انہیں سمجھ رہا ہے ۔انہوں نے لازماً اس سپروائزر کی نگرانی کی ہو گی اور جب انہیں اطلاع ملی ہو گی کہ اس سپروائزر کو زدو کوب کیا گیا ہے اور اس سے پوچھ گچھ کی گئی ہے تو وہ لامحالہ اپنا پلان بدل دیں گے "...... کیپٹن حمید نے جواب دیا۔

" تمہاری بات درست ہے "...... کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" تو پھر آپ نے اس احمق عمران سے یہ بات کرنی تھی "۔ کیپٹن حمید نے کہا۔

" مجھے کیا ضرورت ہے اسے سمجھانے کی ۔وہ خود ہی ان معاملات سے نمٹ لے گا "...... کرنل فریدی نے جواب دیا۔

" لیکن اگر کانفرنس ہال کو کوئی نقصان پہنچا تو بدنامی تو ہماری ہو گی ۔اس کا کیا جائے گا "...... کیپٹن حمید نے کہا۔

"ظاہر ہے سہماں کی ہر قسم کی ذمہ داری میں نے اٹھائی ہوئی ہے۔ عمران کے ذمے جو کام تھا وہ اس نے کامیابی سے مکمل کر لیا ہے رولف اور اس کے اری زونا والے ہیڈ کوارٹر کو وہ تباہ کر چکا ہے" کرنل فریدی نے جواب دیا۔

"اس کے باوجود آپ نے اسے کچھ کہنے کی بجائے اس کی بات پر عمل کرنے کا وعدہ کر لیا ہے"...... کیپٹن حمید نے حیرت بھرے لہجے میں

"دیکھو کیپٹن حمید۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ علی عمران تمہاری نظروں میں احمق ہوگا لیکن میں اسے انتہائی ذہین سمجھتا ہوں۔ جو کچھ سوچ رہے ہو یقیناً یہ سب کچھ اس نے بھی سوچ رکھا ہوگا۔ اس کے باوجود اگر وہ پر امید ہے تو ٹھیک ہے۔ ہمیں کیا ضرورت ہے اسے سمجھانے یا اس سے اس پوائنٹ پر بحث کرنے کی۔ دوسری بات یہ ہے کہ ویسٹرن ہوٹل کے اس کمرے کے علاوہ بھی بے شمار کمرے ایسے ہیں جن کا رخ کانفرنس ہال کی طرف ہے اور راستے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔ ان تمام کمروں میں کل صبح سے سیکورٹی اور زیرو فورس کے لوگ قبضہ کر لیں گے۔ چھت پر بھی سیکورٹی موجود ہوگی۔ یہ پلاننگ میں پہلے ہی بنا چکا ہوں البتہ اس پر عمل درآمد کل صبح سویرے سے ہوگا۔ اس لئے اگر عمران اس کمرے کا سراغ نہ بھی لگاتا تو تب بھی مجرموں کا یہ حربہ ناکام رہ جاتا۔ لیکن اب میں سیکورٹی اور زیرو فورس کو ہدایات دے دوں گا کہ اس کمرے پر قبضہ نہ کریں اس طرح مجھے کوئی فرق نہیں پڑے گا"...... کرنل فریدی نے جواب دیا تو کیپٹن حمید نے

اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اوہ۔ تو آپ پہلے ہی انتظام کر چکے تھے"...... کیپٹن حمید نے کہا۔

"ہاں۔ یہ ایسی پلاننگ ہے جس پر یہ شبہ بھی نہیں کیا جا سکتا کہ اس سے کانفرنس ہال پر میزائل فائر ہو سکتے ہیں۔ سیکورٹی موجود ہوگی اور اس کی رینج میں نے دو ہزار میٹر تک رکھی ہے کیونکہ اس رینج تک جدید اور چھوٹے میزائل تو ایجاد ہو چکے ہیں لیکن اس سے زیادہ رینج کے لئے بڑے میزائل اور بڑے راکٹ لانچر ہوتے ہیں جو یہاں فائر نہیں ہو سکتے"...... کرنل فریدی نے کہا۔

"اوکے۔ پھر کیا ضرورت ہے اس فیلڈا کو تلاش کرنے کے لئے مارے مارے پھرنے کی۔ خدا حافظ"...... کیپٹن حمید نے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ کرنل فریدی نے چونکہ اس کی بات پر کوئی تبصرہ نہ کیا تھا اس لئے کیپٹن حمید خاموشی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ لیکن دروازے کے پاس جا کر وہ مڑا۔

"اگر آپ کہیں تو میں اسے تلاش کرنے کی کوشش کروں"۔ کیپٹن حمید نے کہا تو کرنل فریدی مسکرا دیا۔

"جب تم اس کی ضرورت ہی محسوس نہیں کرتے تو پھر"۔ کرنل فریدی نے کتاب سے نظریں ہٹا کر کیپٹن حمید کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"ضرورت تو واقعی نہیں ہے لیکن مسئلہ یہ بھی ہے کہ اتنے بڑے شہر میں اب اسے کیسے تلاش کیا جائے۔ کوئی کلیو بھی تو سمجھ میں نہیں آ

رہا"...... کیپٹن حمید نے ہاتھ سے سر کھجاتے ہوئے کہا۔

"اب عمران کی کال آنے کے بعد واقعی ضرورت نہیں رہی۔ جو کچھ بھی ہوگا سامنے آجائے گا۔ جاؤ آرام کرو"...... کرنل فریدی۔ جا

"کیا آپ طنزیہ انداز میں تو نہیں کہہ رہے"...... کیپٹن حمید نے کہا۔

"ارے نہیں جاؤ۔ میں بھی اب سونے لگا ہوں۔ کیونکہ اب مجھے اطمینان ہو گیا ہے کہ عمران اب اس گروپ کا سراغ لگا لے گا"۔ نل فریدی نے کہا اور کتاب بند کر کے کرسی سے اٹھا اور کتابوں کے یب ریک کی طرف بڑھ گیا تو کیپٹن حمید ہونٹ بھینچے خاموشی سے اور کمرے سے باہر نکل آیا۔

"ہونہہ۔ عمران کھوج لگا لے گا۔ میں دیکھوں گا کہ کس رح کھوج لگاتا ہے"...... کیپٹن حمید نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اپنے ے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی مارک نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... اس نے بدلے ہوئے لہجے میں کہا۔

"باس۔ ویسٹرن وٹل کے سپروائزر لطیف پر کچھ لوگوں نے تشدد کیا ہے"...... دوسری رف سے کہا گیا۔

"لطیف سپروائزر، کون ہے"...... مارک نے حیران ہو کر پوچھا۔

"باس۔ وہی جس سے ساتویں منزل والے کمرے کی بات ہوئی تھی۔ کل مشن کی تکمیل کے بعد آپ نے وہاں پہنچنا تھا"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوہ اچھا۔ کون لوگ ہیں یہ"...... مارک نے پوچھا۔

"سیکورٹی والے تو نہیں تھے لیکن لطیف سپروائزر کا کہنا ہے کہ ان کا تعلق سیکورٹی سے ہے"...... اس آدمی نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم نے کسی قسم کی مداخلت نہیں کرنی۔ ہم متبادل

پروگرام پر عمل کریں گے۔ یہ اچھا ہوا کہ اس طرح یہ لوگ اس میں الجھے رہیں گے"...... مارک نے کہا۔

"ٹھیک ہے باس"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور مارک نے کریڈل دبا دیا۔ چند لمحوں بعد جب اس نے ہاتھ اٹھایا تو ٹون آ جانے پر اس نے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"جانسن بول رہا ہوں"...... مارک نے بدلے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یس باس۔ ہیرلڈ بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کل کانفرنس کی کوریج کرنی ہے ہیرلڈ۔ میرا خیال ہے کہ تم ا ں آ جاؤ تاکہ ابتدائی تیاریاں مکمل کر لی جائیں"...... مارک نے کہا۔

"جیسے آپ کا حکم باس"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"او کے"...... مارک نے کہا اور رسیور رکھ دیا اور پھر اٹھ کر وہ کمرے سے نکل کر اس کمرے میں آیا جہاں فیلڈا کی لاش پڑی ہوئی ں۔ اس نے جھک کر اسے اٹھایا اور پھر گھسیٹتا ہوا وہ اسے مکان کے یک طرف بنے ہوئے سٹور میں لے گیا اور وہاں جا کر اس نے اسے یک کونے میں پھینک دیا۔ پھر سٹور کا دروازہ بند کر کے وہ بیرونی پھا ک کی طرف بڑھ گیا۔ ابھی وہ پھاٹک کے قریب پہنچا ہی تھا کہ ایک و ں آکر پھاٹک پر رکی اور اس میں سے ایک مقامی نوجوان اتر کر پھا ک کی طرف بڑھنے لگا۔

"ایک منٹ۔ میں کھول رہا ہوں"...... مارک نے کہا اور نو وان

جس نے اسے پھاٹک ں جھریوں سے دیکھ لیا تھا سر ہلاتا ہوا واپس مڑا اور ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ مارک نے آگے بڑھ کر پھاٹک کھولا تو دوسرے لمحے ویگن اندر داخل ہوئی اور آگے جا کر پورچ میں رک گئی۔ مارک نے باہر نکل کر ایک نظر ادھر ادھر دیکھا۔ سڑک پر ٹریفک پورے زور شور سے رو ں دواں تھی پھر وہ واپس مڑا اور پھاٹک بند کر کے ویگن کی طرف بڑھ گیا۔ وہ مقامی نوجوان اب ویگن سے اتر کر نیچے کھڑا ہوا تھا۔

"ٹھیک ہے ہیرلڈ۔ آل از او کے"...... مارک نے مسکراتے ہوئے کہا تو مارک ے ساتھی ہیرلڈ نے جو مقامی میک اپ میں تھا آگے بڑھ کر ویگن کا عقبی حصہ کھولا۔ دوسرے لمحے ویگن میں سے چار افراد باہر آ گئے۔ ان کے جسموں پر سیاہ رنگ کے چست لباس تھے۔ ویگن کے اندر چار بڑے بڑے تھیلے موجود تھے۔ ان چاروں آدمیوں نے ایک ایک تھیلا اٹھایا اور تیزی سے دوڑتے ہوئے اندرونی حصے کی طرف بڑھ گئے۔

"میرا خیال ہے باس کہ کارروائی ابھی نہیں ہونی چاہئے۔ ایسا نہ ہو کہ کسی کو شک پڑ جائے"...... ہیرلڈ نے کہا۔

"کون سی کارروائی"...... مارک نے چونک کر پوچھا۔

"یہی سرنگ کو اس تہہ خانے تک پہنچانے والی"...... ہیرلڈ نے کہا۔

"میں نے اب وقت بدل دیا ہے۔ میری پلاننگ تھی کہ ہم دس

گیارہ بجے اس وقت کانفرنس ہال پر میزائل فائر کریں گے جب کانفرنس ہال میں کارروائی عروج پر ہو گی۔ لیکن اب میرا خیال ہے کہ ہم سویرے میزائل فائر کر دیں تاکہ کانفرنس ہال تباہ ہونے کی صورت میں کانفرنس منعقد ہی نہ ہو سکے"...... مارک نے ہیرلڈ کے ساتھ اس کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"اس تبدیلی کی کوئی وجہ"...... ہیرلڈ نے حیران ہو کر کہا۔

"سیکورٹی بہت تیزی سے کام کر رہی ہے۔ انہوں نے ہمارے ا پلان کا بھی پتہ چلا لیا ہے جو ہم نے فائرنگ کے بعد ویسٹرن ہوٹل م کمرے کے حصول کا بنایا تھا۔ اس لئے مجھے خدشہ ہے کہ کہیں ایسا نہ کہ کانفرنس شروع ہونے سے پہلے وہ ایک بار پھر ان تہہ خانوں چیک کر لیں۔ اس صورت میں تو ہمارا سارا پلان ہی ختم ہو جائے گا"...... مارک نے کہا۔ وہ چاروں افراد ابھی اندر کمرے میں موجود تھے البتہ تھیلے انہوں نے ایک طرف رکھ دیئے تھے۔

"اوہ۔ یہ تو انتہائی خطرناک خبر ہے باس۔ اب یقیناً سیکورٹی ویسٹرن ہوٹل کے بارے میں پوری طرح چوکنا ہو گئی ہو گی"۔ ہیرلڈ نے پریشان سے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ میں بھی اسی لئے وقت بدلنے کا سوچ رہا ہوں"...... مارک نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے ہیرلڈ سمیت سب کو بیٹھنے کا اشارہ کر دیا۔

"لیکن باس۔ اس سے کیا فائدہ ہو گا۔ ان لوگوں نے بھی لازماً کوئی

متبادل کانفرنس ہال ذہن میں رکھا ہوا ہو گا یا دوسری صورت میں وہ ہنگامی طور پر کسی اور عمارت میں کانفرنس منعقد کر لیں گے۔ ویسے بھی یہ کانفرنس دو تین روز جاری رہے گی۔ اس لئے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ ایک دن کی تاخیر کے بعد کانفرنس منعقد کر لیں۔ یہ تو کانفرنس ہال اس وقت تباہ ہو جب سب وفود اندر موجود ہوں تاکہ سب لوگ مارے جائیں۔ پھر صحیح معنوں میں ہمارا پلان مکمل ہو سکتا ہے"۔ ہیرلڈ نے جواب دیا۔

"ہاں۔ ہے تو ایسا ہی مگر"...... مارک نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس کی پیشانی پر سوچ کی لکیریں ابھر آئی تھیں۔

"باس۔ یہ مخبری کہیں فیلڈا کی طرف سے تو نہیں ہوئی۔ کیونکہ اس سپروائزر سے بات اس فیلڈا کے ذریعے ہی ہوئی تھی"...... اچانک ہیرلڈ نے کہا۔

"نہیں۔ فیلڈا کی لاش تو یہاں سٹور میں پڑی ہے۔ میں نے اسی خدشے کے تحت اسے یہاں بلا کر گولی مار دی تھی"...... مارک نے سرد لہجے میں جواب دیا تو ہیرلڈ پہلے تو چونکا پھر اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"باس۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں ایک تجویز پیش کروں"۔ سیاہ رنگ کے چست لباس میں ملبوس ایک آدمی نے کہا تو مارک اور ہیرلڈ کے ساتھ ساتھ باقی ساتھی بھی چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔

"ہاں کہو۔ کھل کر بات کرو جیمز"...... مارک نے کہا۔

"باس۔ ہمیں ویسٹرن ہوٹل والا پلان یکسر ختم کر دینا چاہئے۔ یہ

اب انتہائی خطرناک ہو چکا ہے ۔ کسی بھی وقت اسے ٹریس کیا جا سکتا ہے ۔ یہ لوگ حد درجہ خطرناک ہیں ۔ یہ لامحالہ ہر کمرے اور ہر خانے کو نظر میں رکھیں گے اور ہو سکتا ہے انہوں نے وہاں ایسے آلات بھی نصب کر دیئے ہوں کہ جیسے ہی میزائل کو وہاں لے جایا جائے اسے چیک کر لیں" ...... جیمز نے کہا۔

"تو پھر" ...... مارک نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے باس کہ کانفرنس ہال پر میزائل فائر کرنے کی بجائے اس پر ٹی ایس بموں کی بارش کر دی جائے ۔ اس طرح وہاں انتہائی زہریلی گیس بھی پھیل جائے گی اور آگ بھی لگ جائے گی ۔ ہمارا مقصد بھی پورا ہو جائے گا اور یہ کام میزائل کی نسبت زیادہ آسانی سے ہو سکتا ہے" ...... جیمز نے کہا۔

"ٹی ایس بم ۔ لیکن وہ اس وقت کہاں سے آئیں گے" ۔ مارک نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"وہ چند گھنٹوں کے اندر میسر آ سکتے ہیں ۔ یہاں ایک پارٹی ایسی موجود ہے جو ایسا اسلحہ سپلائی کرتی ہے" ...... جیمز نے کہا۔

"تمہیں کیسے معلوم ہوا" ...... مارک نے چونک کر پوچھا۔

"میرا ایک دوست ہے وہ ایکریمی ہے اور وہ اس تنظیم کا کارندہ ہے ۔ اس سے ایک ہوٹل میں ملاقات ہو گئی تھی اسے معلوم ہے کہ میں بھی ایکریمیا کی کسی مجرم تنظیم کا کارکن ہوں ۔ اس لئے وہ کھل گیا آدمی بھی انتہائی بااعتماد ہے" ...... جیمز نے کہا۔

"لیکن ٹی ایس بم کانفرنس ہال پر فائر کیسے کئے جائیں گے اور کہاں سے ۔ ان کی رینج تو انتہائی محدود ہوتی ہے اور کانفرنس ہال کے باہر اور ارد گرد کی تمام عمارتیں سیکورٹی کے قبضے میں ہیں" ۔ مارک نے کہا۔

"وائرلیس کنٹرول بم کانفرنس ہال کے اندر پہنچائے جا سکتے ہیں" ...... جیمز نے کہا تو مارک بے اختیار اچھل پڑا۔

"کانفرنس ہال کے اندر ۔ کیا کہہ رہے ہو ۔ کیا تم نشے میں تو نہیں ہو" ...... مارک نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"نہیں باس ۔ میں نشے میں نہیں ہوں اور درست کہہ رہا ہوں ۔ آپ کو تو معلوم ہے کہ چیف باس رولف پلاننگ کے سلسلے میں اکثر مجھ سے مشورہ کیا کرتے تھے ۔ میں خود بھی اس بارے میں سوچتا رہا ہوں اور میں نے کام بھی کیا ہے ۔ اصل بات یہ ہے کہ انتظامات کرنے والے دور کی بات سوچتے ہیں لیکن عین اپنی ناک کے نیچے جو کچھ ہو رہا ہو ۔ اس طرف ان کا خیال ہی نہیں جاتا ۔ یہی کام اس کانفرنس ہال کے حفاظتی انتظامات کے سلسلے میں ہوا ہے ۔ وہاں واقعی انتہائی سخت انتظامات ہیں لیکن ایک راستہ ایسا ہے جس کے ذریعے یہ بم آسانی سے وہاں پہنچائے جا سکتے ہیں اور مجھے سو فیصد یقین ہے کہ فائر ہونے تک وہ چیک بھی نہ ہو سکیں گے" ...... جیمز نے کہا۔

"تفصیل سے بات کرو ۔ سسپنس مت پیدا کرو ۔ یہ انتہائی اہم معاملہ ہے ۔ اس وقت ہماری تنظیم کی ساکھ اور عزت داؤ پر لگی ہوئی ہے" ...... مارک نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"باس۔ میں آج ایک صحافی کے روپ میں صحافیوں کے گروپ کے ساتھ کانفرنس ہال کے اندر گیا تھا۔ باقی صحافیوں نے تو کانفرنس کی سیٹنگ کے انتظامات دیکھے جبکہ میری نظریں حفاظتی انتظامات پر تھیں۔ پھر میں نے وہاں ایک ایسے آدمی کو دیکھ لیا جو ایکریمیا میں مراسک سفارت خانے میں رہا تھا۔ اس کا نام شعیب ہے۔ وہ حد درجہ لالچی اور عیاش آدمی ہے۔ وہاں ایکریمیا میں میری اس سے کافی گہری دوستی رہی ہے اور میں اس کی رگ رگ سے واقف ہوں۔ اگر اسے اس کی مطلوبہ رقم دے دی جائے اور تحفظ کی گارنٹی دے دی جائے تو کانفرنس ہال تو ایک طرف وہ اپنے حقیقی باپ کی ٹانگ میں بھی بم باندھنے اور اسے فائر کرنے سے دریغ نہ کرے گا۔ میں اس وقت چونکہ میک اپ میں تھا اس لئے وہ مجھے پہچان نہ سکا۔ لیکن میں نے باہر آ کر اس کے بارے میں ضروری معلومات حاصل کر لی ہیں اور ہماری خوش قسمتی سے یہ شعیب کانفرنس ہال کا انتظامی انچارج ہے"...... جیمز نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"لیکن ظاہر ہے وہ اکیلا تو وہاں کچھ نہ کر سکے گا"...... مارک نے کہا۔

"وہ حد درجہ تیز آدمی ہے۔ اگر اسے معاوضہ دیا جائے تو وہ خود اپنے پیٹ کے ساتھ بم باندھ کر کانفرنس ہال میں داخل ہونے سے بھی گریز نہ کرے گا۔ اگر آپ کہیں تو میں اس سے فون پر بات کروں۔ میں نے اس کی رہائش گاہ کا فون نمبر حاصل کر لیا ہے"...... جیمز نے کہا۔

"او کے۔ کرو بات۔ ہو سکتا ہے کہ اس انداز میں کام ہو جائے"...... مارک نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا تو جیمز نے ہاتھ بڑھا کر سامنے میز پر رکھے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک آواز سنائی دی۔ چونکہ فون میں لاؤڈر موجود تھا اور جیمز نے نمبر ڈائل کرنے سے پہلے لاؤڈر کا بٹن آن کر دیا تھا اس لئے دوسری طرف سے آنے والی آواز مارک سمیت سب کو سنائی دے رہی تھی۔

"جناب شعیب صاحب سے بات کرائیں۔ میں ان کا ایک پرانا دوست بول رہا ہوں۔ میرا نام جیمز ہے"...... جیمز نے مارک کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور مارک نے اس طرح اثبات میں سر ہلا دیا جیسے وہ کہہ رہا ہو کہ جیمز نے درست بات کی ہے۔

"یس سر۔ ہولڈ آن کریں"...... دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"ہیلو۔ شعیب بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک پتلی سی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"شعیب۔ میں جیمز بول رہا ہوں۔ تمہیں یاد ہو گا کہ ایکریمیا میں جب تم مراسک سفارت خانے میں تھے تو تم سے گولڈن ہاؤس میں تقریباً روزانہ ملاقاتیں ہوا کرتی تھیں"...... جیمز نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ تم جیمز۔ اوہ۔ ہاں مجھے یاد آ گیا۔ اوہ۔ کہاں سے بول رہے ہو"...... دوسری طرف سے شعیب نے چیختے ہوئے انتہائی بے

تکلفانہ لہجے میں کہا۔

"نہیں کا ساسے ہی بول رہا ہوں"...... جیمز نے جواب دیا۔

"اوہ۔ پھر فون کیوں کیا ہے تم نے۔ میرے پاس آجاؤ"۔ دو
طرف سے کہا گیا۔

"نہیں۔ میں چند دوستوں کے ساتھ یہاں سیاحت کے لئے آیا
ہوں۔ میری اچانک تم پر نظر پڑ گئی۔ پھر میں نے بڑی مشکل سے ت
فون نمبر ٹریس کیا ہے۔ سناؤ کیسی گزر رہی ہے"...... جیمز نے کہا۔

"بہت شاندار۔ تم سناؤ آج کل کیا کر رہے ہو۔ سیاحت تو یقی
ہی ہوگی"...... دوسری طرف سے ہنستے ہوئے کہا گیا۔

"ارے نہیں۔ واقعی سیاحت ہو رہی ہے۔ ویسے وہاں ایکریمیا
تو وہی کام ہے۔ کیا تم کچھ وقت دے سکتے ہو تاکہ کہیں اکیلے بیٹھ
پرانی یادیں تازہ کی جائیں"...... جیمز نے کہا۔

"میں تو کہہ رہا ہوں میری رہائش گاہ پر آجاؤ۔ پتہ تمہیں مع
نہیں تو میں بتا دیتا ہوں"...... شعیب نے کہا۔

"نہیں۔ میرے اور دوست میرے ساتھ ہیں۔ میں نے جب ا
تم سے تعلقات کی تفصیل بتائی اور تمہاری اعلیٰ ترین خصوصیات کا
ذکر ہوا تو انہیں بھی تم سے ملنے کا اشتیاق پیدا ہو گیا ہے اور ہاں
ہو سکتا ہے کہ تمہارے لئے یہ ملاقات بہت بڑی خوشخبری کا باعث
جائے"...... جیمز نے بڑی ذہانت اور ہوشیاری سے بات کرتے ہوئے
کہا۔

"اوہ اچھا۔ پھر ٹھیک ہے۔ کنگ روڈ پر ایک ریستوران ہے۔
واحیل ریستوران۔ انتہائی پرسکون اور اعلیٰ ریستوران ہے۔ تم اپنے
دوستوں سمیت وہاں آجاؤ۔ میں بھی پہنچ رہا ہوں"...... شعیب نے
کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں پہنچ رہا ہوں"...... جیمز نے کہا اور اس کے ساتھ
ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

"اب یہ بتاؤ کہ کیا اس سے کھل کر بات کی جا سکتی ہے۔ کیونکہ
ہمارے پاس دیکھا جائے تو وقت ہے ہی نہیں۔ جو کچھ کرنا ہے فوری
کرنا ہے"...... مارک نے کہا۔

"باس۔ آپ کے پاس ایکریمیا کے ٹاپ بنک کے گارینٹڈ چیک تو
ہوتے ہیں۔ ایک سادہ چیک لے لیں۔ مجھے یقین ہے کہ کام ہو جائے
"...... جیمز نے کہا تو مارک نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"او کے آؤ ہیرلڈ۔ تم بھی ہمارے ساتھ چلو۔ لیکن جیمز۔ تم یہ
ت سیاہ لباس تبدیل کر لو۔ اندر الماری میں میرے کئی سوٹ
موجود ہیں اور تمہارا جسم بھی میری طرح ہی ہے۔ اس لئے تمہیں میرا
سوٹ درست آجائے گا"...... مارک نے کہا تو جیمز سر ہلاتا ہوا اندرونی
ے کی طرف بڑھ گیا۔

"تم تینوں یہیں رہو گے لیکن تم نے انتہائی محتاط رہنا ہے"۔
ک نے جیمز کے باقی ساتھیوں سے کہا اور ان سب نے اثبات میں
دیئے۔ تھوڑی دیر بعد جیمز باہر آیا تو اس کے جسم پر سوٹ تھا۔

"ہمیں ٹیکسی میں جانا ہے"...... مارک نے کہا اور پھر وہ تینو
پھاٹک سے باہر نکلے اور کافی دور تک فٹ پاتھ پر چلنے والوں
درمیان اس طرح چلتے رہے جیسے وہ واقعی سیاح ہوں اور یہاں سیاح
کرتے پھر رہے ہوں۔ پھر مارک نے ایک خالی ٹیکسی کو اشارہ کیا۔
"کنگ روڈ پر ایک ریستوران ہے راحیل ریستوران۔ وہاں نا
ہے"...... مارک نے ٹیکسی ڈرائیور سے کہا۔
"یس سر"...... ٹیکسی ڈرائیور نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور ما
اور اس کے ساتھی ٹیکسی میں بیٹھ گئے۔ تقریباً بیس منٹ بعد وہ را
ریستوران کے گیٹ پر اتر رہے تھے۔ ریستوران کی عمارت خاصی
اور دیدہ زیب تھی اور وہاں رش بھی نظر نہ آ رہا تھا۔ ہال بھی کافی
لیکن وہاں صرف چند افراد ہی نظر آ رہے تھے۔ ایک کونے میں ایک
مقامی آدمی بیٹھا ہوا تھا۔
"وہ بیٹھا ہے شعیب"...... جیمز نے اس آدمی کی طرف اشارہ یا
اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ اٹھا کر اسے اشارہ کر دیا۔ دوسری طرف
اس آدمی نے بھی ہاتھ لہرا کر اشارے کا جواب دیا اور وہ تینوں تیز
قدم اٹھاتے اس میز کی طرف بڑھ گئے۔ ہیلو ہیلو اور رسمی فق
ادائیگی کے بعد وہ سب میز کے گرد کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ شعیب نے
سب کے لئے کافی کا آرڈر دے دیا اور پھر کافی آنے تک شعیب اور
ایکریمیا کی باتیں کرتے رہے۔ مارک اور ہیرلڈ بھی کبھی کبھی ان
باتوں میں شریک ہو جاتے۔ پھر کافی آ گئی اور وہ سب کافی پینے

مصروف ہو گئے۔ جب ویٹر کافی کے برتن اٹھا کر چلا گیا تو جیمز نے جو
شعیب کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھا ہوا تھا اس کے کان کی طرف جھک
کر کہا۔
"دس لاکھ ڈالر نقد کمانا چاہتے ہو شعیب۔ لیکن اس میں میرا بھی
حصہ ہوگا"...... جیمز نے شعیب کے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے کہا
تو شعیب بے اختیار اچھل پڑا۔
"دس لاکھ ڈالر۔ کیا مطلب"...... شعیب نے بھی سرگوشی کرتے
ہوئے کہا جبکہ مارک نے جان بوجھ کر ساتھ بیٹھے ہوئے ہیرلڈ سے اس
طرح باتیں شروع کر دیں جیسے وہ جیمز اور شعیب کی طرف متوجہ ہی نہ
ہو۔
"مطلب چھوڑو۔ رقم کی بات کرو"...... جیمز نے کہا۔
"اوہ۔ کیا واقعی"...... شعیب کے لہجے میں حیرت تھی۔
"ہاں۔ لیکن میرا حصہ کیا ہوگا"...... جیمز نے کہا۔
"پہلے مجھے کام تو بتاؤ"...... شعیب نے کہا۔
"کام کو چھوڑو۔ حصے کی بات کرو۔ دس پرسنٹ لوں گا۔ بولو
منظور ہے"...... جیمز نے کہا۔
"چلو ٹھیک ہے۔ لے لینا"...... شعیب نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
"سنو۔ کام تمہارے لئے بے حد آسان ہے۔ لیکن ایک بات سن لو
یہ کام تمہیں ہر صورت میں کرنا ہوگا کیونکہ واپسی کا کوئی راستہ نہیں ہوگا
اس کام کا تعلق اس کانفرنس ہال سے ہے جس کے تم انتظامی انچارج

ہو"....... جیمز نے کہا تو شعیب بری طرح اچھل پڑا۔

"اوہ۔ اوہ۔ میں سمجھ گیا تم کیا کام لینا چاہتے ہو۔ نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔ کسی بھی قیمت پر۔ آئی ایم سوری"....... شعیب نے جواب دیا۔

"او کے۔ ٹھیک ہے۔ اس لئے میں نے صرف اشارہ کیا تھا۔ کام ایک اور آدمی کو دیا جا رہا تھا اور وہ صرف پانچ لاکھ ڈالر میں کر رہا تھا لیکن میں نے سوچا کہ چلو اپنے دوست کو ہی نوازا جائے۔ لیکن تم نہ کرنا چاہتے تو نہ کرو۔ تمہاری مرضی"....... جیمز نے بڑے سپاٹ اور بے تعلق سے لہجے میں کہا اور پھر وہ مارک کی طرف متوجہ ہو گیا۔

"میرا خیال ہے اب چلیں"....... جیمز نے مارک سے کہا۔

"ہاں چلو"....... مارک نے بھی سپاٹ لہجے میں کہا اور وہ سب اٹھ کھڑے ہوئے۔

"بیٹھو۔ بیٹھو۔ پلیز بیٹھو"....... یکلخت شعیب نے جیمز کا ہاتھ پکڑ کر اسے زبردستی بٹھاتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ پلیز اب ہمیں جانے دو۔ پھر ملاقات ہو گی اگر تمہاری زندگی بچ گئی تو"....... جیمز نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ ٹھیک ہے۔ ٹھیک ہے۔ سب ٹھیک ہے۔ سب ٹھیک ہو جائے گا۔ بیٹھو۔ ٹھیک ہے"....... شعیب نے کہا تو جیمز بیٹھ گیا۔ اس کے ساتھ ہی مارک اور ہیرلڈ بھی بیٹھ گئے۔

"سنو۔ یہ رقم کم ہے۔ یہ بہت بڑا رسک والا کام ہے۔ تمہیں علم

ہی نہیں کہ وہاں کس قسم کے انتظامات ہیں"....... شعیب نے کہا۔

"دیکھو مسٹر شعیب۔ یہ انتہائی نازک معاملہ ہے۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ یا تو تم اس معاملے میں پڑو مت یا اگر پڑو تو پھر تمہارے پاس واپسی کا کوئی راستہ نہ ہو گا۔ ہاں کرو تو سوچ سمجھ کر اور ناں کرو تو بھی سوچ سمجھ کر کرو۔ رقم کی فکر مت کرو۔ اگر تم یقین دلا دو کہ تم واقعی کام کرو گے تو رقم بڑھ بھی سکتی ہے"....... جیمز نے کہا۔

"تم کرنا کیا چاہتے ہو"....... شعیب نے کہا۔

"صرف دو ٹی ایس بم تم نے کانفرنس ہال میں لے جانے ہوں گے اور انہیں اس عمارت میں کسی بھی جگہ چھپا کر رکھ دینا ہو گا اور بس"....... جیمز نے جواب دیا۔

"ٹی ایس بم۔ لیکن وہاں تو ایسے بموں کی چیکنگ کے انتہائی سخت انتظامات ہیں۔ ایسا ممکن ہی نہیں۔ کرنل فریدی بہت تیز آدمی ہے"....... شعیب نے کہا۔

"ٹی ایس بم کو ہم ایسے پیک کر کے دیں گے کہ ان تک کسی صورت میں بھی چیکنگ ریز نہ پہنچ سکیں گی۔ بس مسئلہ ان کا اندر لے جانا اور انہیں کسی جگہ چھپانا ہے تاکہ وہ ایک دو گھنٹوں تک کسی کو نظر نہ آئیں"....... جیمز نے کہا۔

"اوہ۔ اگر ایسا ہے تو ٹھیک ہے۔ لیکن میں بیس لاکھ ڈالر لوں گا اور وہ بھی پورے ایڈوانس۔ تم اپنا کمیشن پارٹی سے علیحدہ لے لینا اگر یہ منظور ہے تو ٹھیک ہے ورنہ نہیں"....... شعیب نے کہا۔

"پہلے تم بتاؤ کہ یہ کام کیسے کرو گے"...... جیمز نے کہا۔

"میں دونوں بم خود اندر لے جاؤں گا۔ میری تلاشی بھی نہیں ہوتی اور مجھے ایسے راستے اور ایسی جگہیں بھی معلوم ہیں جہاں سے انہیں بغ چیکنگ کے لے جایا جا سکتا ہے اور چھپایا جا سکتا ہے"...... شعیب نے کہا۔

"باس۔ بات طے ہو گئی ہے۔ آپ بیس لاکھ ڈالر کا گارنیٹڈ چیک شعیب صاحب کو دے دیں"...... جیمز نے مارک سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

"کیا بات طے ہو گئی ہے۔ مجھے بھی تو بتاؤ"...... مارک نے اب ان کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے کہا تو جیمز نے تفصیل بتا دی۔

"مسٹر شعیب۔ ہمیں ویسے تو آپ پر سو فیصد اعتماد ہے کیونکہ ہمارے دوست جیمز نے آپ کی گارنٹی دی ہے لیکن یہ کام ایسا ہے کہ اس میں صرف اعتماد نہیں چل سکتا۔ ہو سکتا ہے کہ آپ بم وہاں لے جانے کی بجائے کہیں اور لے جا کر رکھ دیں۔ اس لئے ان میں سے ایک بم کے اندر ایک مخصوص ساخت کا وائرلیس ریز کیمرہ بھی ہو گا۔ جب آپ یہ بم ہم سے وصول کریں گے تو یہ کیمرہ پورے ماحول کی تصویر ہمارے سامنے رکھی ہوئی مشین پر ٹرانسمٹ کرتا رہے گا۔ اس طرح ہمیں معلوم ہوتا رہے گا کہ آپ یہ بم کہاں لے جا رہے ہیں اور انہیں آپ نے کہاں رکھا ہے اور آپ جانتے ہیں کہ ان معاملات میں دھوکے کا کیا مطلب ہوتا ہے۔ آپ تو آپ۔ اس جیمز اور آپ کے

پورے خاندان کو گولیوں سے اڑا دیا جائے گا۔ اگر ہم اس قدر بھاری رقم دے سکتے ہیں تو ہر دھوکہ دینے والے سے نمٹ بھی سکتے ہیں۔ چاہے وہ پاتال میں بھی جا کر کیوں نہ چھپ جائے۔ اس لئے اب بھی وقت ہے اگر آپ کے ذہن میں کسی قسم کا کوئی غلط سلسلہ موجود ہے تو ابھی بتا دیں"...... مارک نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"آپ بے شک چیک کریں۔ جیمز جانتا ہے کہ میں جب کام ہاتھ میں لیتا ہوں تو پھر اسے ہر صورت میں پورا کرتا ہوں"...... شعیب نے جواب دیا۔

"ایسا نہ ہو کہ عین آخری وقت میں آپ کا جذبہ حب الوطنی یا مذہبی جذبہ جاگ پڑے۔ اس لئے آپ نے جو کچھ کرنا ہے اس بارے میں پہلے ہی سوچ لیں"...... مارک نے کہا اور جیب سے اس نے گارنیٹڈ چیک بک نکال کر سامنے رکھ لی۔ شعیب کی نظریں چیک بک پر پڑیں تو اس کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی۔

"جیمز جانتا ہے مجھے۔ جب میں کام کرنے پر آؤں تو اپنی اولاد کو بھی نہیں بخشتا۔ باقی ملکوں کے لوگوں سے مجھے کیا دلچسپی ہو سکتی ہے۔ میں یہ کام کروں گا اور ہر صورت میں کروں گا۔ مجھے صرف اپنی ذات سے دلچسپی ہے"...... شعیب نے کہا۔

"اوکے۔ تو پھر ڈن"...... مارک نے کہا۔

"ڈن"...... شعیب نے بھی جواب دیا تو مارک نے مسکراتے ہوئے جیب سے قلم نکالا اور پھر چیک بک کھول کر اس نے پہلے چیک

پر بیس لاکھ ڈالر کی رقم لکھی اور چیک کو بک سے علیحدہ کر کے اس نے چیک جیمز کی طرف بڑھا دیا۔ جیمز نے چیک کو ایک نظر دیکھا اور پھر اسے شعیب کی طرف بڑھا دیا۔ ٹاپ بنک کے گارنیٹڈ چیک پر چونکہ دستخطوں کی ضرورت نہیں ہوتی صرف رقم کا اندراج کیا جاتا ہے اور بس۔ اس لئے مارک نے اس پر دستخط نہ کئے تھے۔ ایسے چیک خصوصی پارٹیز کو جاری کئے جاتے ہیں اور یہ ہر حالت میں کیش ہوتے ہیں۔ یہ ناقابل تنسیخ ہوتے ہیں۔ اس لئے انہیں نقد رقم کے متبادل ہی سمجھا جاتا ہے۔

"اب آپ بتائیں کہ یہ دونوں بم مجھے کب اور کہاں دیں گے" ...... شعیب نے چیک کو تہہ کر کے جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔

"آپ نے پہلے کبھی ٹی ایس بم دیکھے ہیں" ...... مارک نے پوچھا۔

"جی نہیں۔ مجھے ان بموں وغیرہ سے کبھی دلچسپی نہیں رہی"۔ شعیب نے کہا۔

"تو آپ نے یہ کیسے کہہ دیا کہ آپ انہیں خود ساتھ لے جائیں گے۔ ہو سکتا ہے کہ یہ اتنے بڑے اور بھاری ہوں کہ آپ انہیں اٹھا ہی نہ سکیں" ...... مارک نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اگر ایسی بات ہے تو پھر میں کیا کر سکتا ہوں" ...... شعیب نے قدرے مایوسانہ لہجے میں کہا۔ اس کے چہرے پر پریشانی اور گھبراہٹ کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"گھبرائیں نہیں۔ میں تو صرف مذاق کر رہا تھا۔ یہ بہت چھوٹے بم ہوتے ہیں۔ انہیں آپ آسانی سے جیب میں ڈال کر لے جا سکتے ہیں" ...... مارک نے کہا تو شعیب کے چہرے پر قدرے سکون کے تاثرات ابھر آئے۔

"تو پھر آپ بتائیں کہ یہ کام کس طرح ہو گا۔ میں چاہتا ہوں کہ جلد از جلد اس کام کو مکمل کر دوں" ...... شعیب نے کہا۔

"جلد از جلد والی بات غلط ہے شعیب صاحب۔ کسی قسم کی گھبراہٹ اور جلد بازی نقصان دہ ثابت ہو سکتی ہے۔ کانفرنس ہال میں بقول آپ کے انتہائی سخت انتظامات ہیں اس لئے ہمیں یہ اقدام انتہائی سوچ سمجھ کر کرنا ہو گا" ...... مارک نے کہا۔

"میرا خیال ہے باس کہ ہمیں یہاں بیٹھے کافی دیر ہو گئی ہے۔ اب یہاں سے ہمیں اٹھنا چاہئے" ...... جیمز نے کہا۔

"لیکن آپ بتائیں تو سہی کہ آپ مال کب دیں گے اور کس طرح دیں گے" ...... شعیب نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔ اسے دراصل رقم کو مکمل طور پر اپنانے کی فکر تھی۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ ابھی دونوں بم ان سے لے کر جیب میں ڈالے اور جا کر کانفرنس ہال میں رکھ آئے تاکہ یہ خدشہ ختم ہو سکے کہ اتنی بھاری مالیت کی رقم واپس بھی لی جا سکتی ہے۔

"بم ہمارے پاس نہیں ہیں۔ ہم نے ابھی انہیں حاصل کرنا ہے اور آپ کو معلوم ہے کہ موجودہ حالات میں یہ کام کتنا مشکل ہے

بہر حال یہ ہمارا کام ہے اور ہم دونوں ہم آپ کو مہیا کر دیں ۔ لیکن
آپ بتائیں کہ آپ کل کس وقت اب کانفرنس ہال میں جائیں گے
مارک نے کہا۔

"اب تو میں کل صبح ہی جاؤں گا"...... شعیب نے جواب دیا۔

"پھر تو رات ہمیں آپ کے پاس گزارنی ہوگی تاکہ ہم وہیں منگ
آپ کے حوالے کئے جا سکیں"...... مارک نے کہا تو جیمز اور ہیرلڈ
ساتھ ساتھ شعیب بھی چونک پڑا ۔ شاید ان تینوں کے ذہن میں
بات نہ تھی کہ مارک اس طرح کی بات بھی کر سکتا ہے۔

"ٹھیک ہے ۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے ۔ میری رہائش گاہ
ہے"...... شعیب نے جواب دیا۔

"لیکن وہاں آپ کے ملازم اور بیوی بچے ہوں گے ۔ اگر ان میں
کسی نے سیکورٹی والوں کو فون کر دیا تو مسئلہ بن جائے گا"۔
نے کہا۔

"اوہ نہیں ۔ ایسا نہیں ہوگا ۔ میں نے شادی ہی نہیں کی ۔ ا
بیوی بچوں والا تو کوئی سلسلہ ہے ہی نہیں ۔ باقی رہے ملازم ت
بھی بندوبست ہو سکتا ہے کہ وہ مہمان خانے میں آئیں ہی
شعیب نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مہمان خانہ ۔ کیا مطلب"...... مارک نے چونک کر پوچھ

"میں نے اپنے دوستوں کے لئے رہائش گاہ میں علیحدہ پور
ہوا ہے جو رہائش گاہ سے قطعی علیحدہ ہے ۔ اس کا دروازہ باہر

بھی ہے اور عقبی سڑک پر بھی ۔ آپ وہاں رہ سکتے ہیں اور جب تک میں
ملازموں کو بتاؤں ناں یا آپ کے متعلق اطلاع نہ دوں انہیں یہ معلوم
ہی نہ ہوگا کہ مہمان خانے میں کون رہ رہا ہے ۔ اس لئے آپ وہاں
اطمینان سے رات گزار سکتے ہیں ۔ کسی کو وہاں آپ کی موجودگی کا علم
ہی نہ ہوگا"...... شعیب نے کہا تو مارک کے چہرے پر پسندیدگی کے
تاثرات ابھر آئے۔

"اوہ ۔ ویری گڈ ۔ یہ بہت اچھا انتظام ہے ۔ آؤ پھر چلیں"۔ مارک
نے کہا اور پھر اٹھ کھڑا ہوا ۔ اس کے اٹھتے ہی باقی ساتھی بھی کھڑے ہو
گئے ۔ شعیب نے ویٹر کو بل ادا کیا اور پھر وہ سب ریستوران سے باہر
نکل آئے۔

"باس ۔ وہاں جو کام ہم نے کرنا تھا اس کا کیا ہوگا"...... جیمز نے
ریستوران سے باہر آتے ہی مارک سے مخاطب ہو کر کہا۔

"فی الحال یہ کام مکمل کر لیں ۔ پھر اس کے بارے میں سوچیں گے
ویسے بھی سالومن کے فون کے بعد مجھے وہاں کی صورت حال بے حد
خطرناک محسوس ہو رہی ہے ۔ وہاں کسی بھی وقت ریڈ ہو سکتا ہے ۔
اس لئے تو یہ متبادل انتظام کرنے کا پروگرام بنایا ہے"...... مارک نے
کہا۔

وہ سب پیدل چلتے ہوئے آگے بڑھے چلے جا رہے تھے ۔ مارک نے
شعیب سے باتیں کرنا شروع کر دیں ۔ وہ اس سے کانفرنس ہال
میں کئے جانے والے انتظامات کے بارے میں تفصیلات معلوم کر رہا

تھا۔

"لیکن آپ نے یہ تو بتایا ہی نہیں کہ آپ یہ بم کس طرح کریں گے"...... اچانک شعیب نے مارک سے مخاطب ہو کر کہا۔

"وائرلیس ریز کی مدد سے"...... مارک نے جواب دیا۔

"اوہ۔ پھر تو آپ کو ناکامی ہو گی"...... شعیب نے کہا تو مارک اختیار چونک پڑا۔

"کیا مطلب۔ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں"...... مارک نے حیران پوچھا۔

"وہاں کرنل فریدی نے ایکریمیا سے ایک خصوصی مشین منگ نصب کی ہے جو ایسی ریز چھوڑتی ہے جس کی وجہ سے باہر سے ریڈ وائرلیس لہریں تو کیا اور بھی کسی قسم کی لہریں کام نہیں سکتیں"...... شعیب نے جواب دیا۔

"کیا آپ کو یقین ہے کہ ایسی مشین وہاں نصب ہے"...... نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ ایک میٹنگ کے دوران کرنل فریدی نے خود بتا دراصل انہیں خطرہ تھا کہ آپ لوگ باہر سے وہاں کوئی میزا کریں گے۔ اصل میں اس میزائل کو روکنے کے لئے انہوں خصوصی انتظامات کئے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی انہوں نے یہ مش منگوائی ہے"...... شعیب نے جواب دیا۔

"اچھا ہوا آپ نے بتا دیا۔ اب ہمیں متبادل انتظام کرنا پڑ

مارک نے کہا اور اس دوران شعیب کی رہائش گاہ قریب آ گئی۔

"آپ لوگ یہاں ٹھہریں۔ ورنہ میرا کوئی ملازم باہر آگیا تو وہ مجھے آپ کے ساتھ دیکھ لے گا۔ میں اندر جا کر مہمان خانے کا دروازہ کھولتا ہوں"...... شعیب نے کہا اور ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر وہ رہائش گاہ کی مخالف سمت فٹ پاتھ پر بکھر کر رک گئے جبکہ شعیب سڑک کراس کر کے رہائش گاہ کی طرف چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ کوٹھی کا چھوٹا پھاٹک جو کھلا ہوا تھا دھکیل کر اندر چلا گیا۔

"یہ آدمی دھوکہ دینے والا تو نہیں ہے"...... ہیرلڈ نے کہا۔

"میں نے دیکھ لیا ہے۔ یہ فطرتاً پیسے کا پجاری ہے۔ اس لئے تو میں نے اس پر اعتماد کر لیا ہے"...... مارک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"باس۔ وہ بم میں لے آؤں"...... جیمز نے کہا۔

"یہاں سے فون کر کے نہیں منگوائے جا سکتے"...... مارک نے پوچھا۔

"منگوائے تو جا سکتے ہیں لیکن میرا خیال ہے کہ اگر میں خود جاؤں تو زیادہ بہتر ہے"...... جیمز نے کہا۔

"نہیں۔ اب ہمیں زیادہ باہر رہنے سے بچنا چاہئے۔ اس وقت صورت حال انتہائی خطرناک ہے۔ سیکورٹی، پولیس، انٹیلی جنس، کرنل فریدی کی زیرو فورس اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا علی عمران اور اس کے ساتھی سب ہماری تلاش میں پاگلوں کی طرح پھر رہے ہیں۔ اس لئے ہم جتنا عرصہ کسی چار دیواری کے اندر رہیں گے ان کی نظروں

سے محفوظ ہی رہیں گے"...... مارک نے کہا تو جیمز اور ہیرلڈ دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

تھوڑی دیر بعد رہائش گاہ سے کچھ فاصلے پر ایک اور پھاٹک کھلا اور اس میں سے شعیب باہر آیا اور اس نے ہاتھ اٹھا کر لہرایا۔

"آؤ"...... مارک نے کہا اور پھر وہ سڑک کراس کر کے اس طرف کو بڑھ گئے جہاں شعیب موجود تھا۔ یہ پورشن واقعی رہائش گاہ سے قطعی علیحدہ پورشن تھا اور کسی طرح بھی رہائش گاہ کا حصہ نہ لگتا تھا۔

"یہ تو واقعی الگ تھلگ پورشن ہے"...... جیمز نے کہا اور مارک نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ شعیب انہیں آتا دیکھ کر واپس اندر چلا گیا۔ پھاٹک کھلا ہوا تھا۔ وہ سب اندر داخل ہو گئے۔ یہ واقعی ایک چھوٹی سی لیکن مکمل رہائش گاہ تھی جو چار کمروں پر مشتمل تھی۔

"یہاں کا فون بھی علیحدہ ہے اور نمبر بھی"...... شعیب نے مہمان خانے کے اندر پہنچتے ہوئے کہا۔

"لیکن یہاں کا اگر کسی پارٹی کو پتہ دیا جائے تو وہ کیسے دیا جائے گا"...... مارک نے پوچھا۔

"میں سمجھا نہیں آپ کی بات"...... شعیب نے چونک کر پوچھا۔

"میرا مطلب ہے کہ ہم نے کسی پارٹی سے یہاں کوئی مال منگوانا ہو تو اور اسے فون کر کے کہہ دیں لیکن یہاں کا کیا پتہ بتانا پڑے گا کہ وہ مال براہ راست یہاں پہنچا دیا جائے"...... مارک نے ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"آپ اسے میرا نام اور رہائش گاہ کا پتہ بتا دیں"...... شعیب نے کہا۔

"پھر تو وہ براہ راست آپ کی رہائش گاہ پر پہنچ جائے گا اور آپ کے ملازموں کو اس کا علم ہو جائے گا"...... مارک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میں سمجھ گیا کہ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔ تو پھر ایسا ہے کہ آپ اسے اس مہمان خانے کا نمبر اور روڈ کا بتا دیں۔ کیونکہ اس کا پراپرٹی نمبر علیحدہ ہے اور باہر اس کا چھوٹا سا بورڈ بھی لگا ہوا ہے"...... شعیب نے جواب دیا۔

"کوئی اور نشانی تاکہ وہ آدمی کسی سے پوچھے بغیر یہاں تک پہنچ جائے"...... مارک نے پوچھا۔

"آپ اسے بتا دیں کہ لیٹر بکس دروازے کے ساتھ لگا ہوا ہے۔ یہ خاص نشانی ہے۔ اس روڈ پر اور کہیں کوئی لیٹر بکس موجود نہیں ہے"...... شعیب نے جواب دیا۔

"لیٹر بکس سے آپ کا مطلب ہے وہ سفید رنگ کا بڑا سا ڈبہ ہے جو دروازے کے ساتھ فٹ پاتھ پر موجود ہے"...... مارک نے کہا۔

"جی ہاں۔ یہاں ڈاک پوسٹ کرنے والوں کی سہولت کے لئے یہ ڈبے لگائے جاتے ہیں۔ انہیں ہم لیٹر بکس کہتے ہیں"...... شعیب نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ یہ اچھی نشانی ہے"...... مارک نے کہا۔

"میں آپ کے لئے کھانے کا بندوبست کروں"...... شعیب نے ک

"ہاں ۔ لیکن اس شرط پر کہ ملازموں کو اس کا علم نہ ہو سکے" مارک نے کہا۔

"ٹھیک ہے ۔ میں ریستوران فون کر کے کھانا یہیں منگوا لید ہوں"...... شعیب نے کہا اور اٹھ کر ایک طرف رکھے ہوئے فون ک طرف بڑھ گیا۔

عمران ویسٹرن ہوٹل کے ایک کمرے میں کرسی پر بڑے اطمینان سے بیٹھا ایک کتاب کے مطالعے میں مصروف تھا ۔ کمرے میں تیز روشنی کا بلب جل رہا تھا ۔ ساتھ ہی میز پر ایک خصوصی ساخت کا ٹرانسمیٹر موجود تھا ۔ عمران کے چہرے پر گہرے اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے ۔ کمرے میں اس کے علاوہ جولیا اور صدیقی موجود تھے ۔ وہ دونوں ٹی وی پر نظریں جمائے ہوئے تھے جس پر کل منعقد ہونے والی کانفرنس میں شرکت کرنے والے وفود کے بارے میں ایک دستاویزی فلم چل رہی تھی جس جس ملک کا وفد شرکت کر رہا تھا اس ملک کے وفد میں شامل افراد کا تعارف کرانے کے بعد اس ملک کے بارے میں انتہائی تفصیلی دستاویزی فلم دکھائی جاتی ۔ جس میں اس ملک کے بارے میں تمام اہم معلومات ۔ وہاں کے رسم و رواج اور وہاں کے دیکھنے کے لائق مقامات کو ٹی وی سکرین پر اس انداز میں پیش کیا جا

رہا تھا کہ نظریں سکرین سے نہ ہٹ سکتی تھیں۔یہی وجہ تھی کہ اور صدیقی دونوں ہی ٹی وی دیکھنے میں مصروف تھے جبکہ عمران طرح کتاب میں گم تھا جیسے وہ اس کمرے میں اکیلا ہو اور یہاں نہ جولیا اور صدیقی ہوں اور نہ ہی ٹی وی چل رہا ہو۔صفدر اور تنویر فر مہمانوں کے روپ میں اس کمرے میں موجود تھے جسے مارک نے دوپہر بارہ بجے کے بعد اپنی سرگرمیوں کا مرکز بنانا تھا۔

"کیا تمہیں یقین ہے عمران کہ تم نے جو کچھ سوچا ہے ویسے ہو گا"...... اچانک جولیا نے ٹی وی سے رخ موڑ کر عمران کی ط دیکھتے ہوئے کہا۔

"اگر ایسا ہو جاتا تو آج میں اس طرح سکون سے بیٹھا یہ کتاب پڑھ رہا ہوتا۔لامحالہ یہاں کمرے میں ٹیاؤں میاؤں کی چیخم دھاڑ ہوتیں اور میں اپنے بال نوچ رہا ہوتا"...... عمران نے کتاب نظریں ہٹائے بغیر جواب دیا۔

"کیا۔کیا مطلب۔یہ کیا اول فول بکنا شروع کر دیا ہے تم نے۔ کیا تمہارا دماغ تو خراب نہیں ہو گیا"...... جولیا نے انتہائی حیر بھرے لہجے میں کہا۔وہ عمران کی بات کا مطلب ہی نہ سمجھ سکی تھی۔

"اور تمہارے بال اس طرح سلیقے سے نہ بندھے ہوئے ہوتے۔ خشک جھاڑیوں کی طرح بکھرے ہوئے ہوتے۔تمہارے منہ سے کف نکل رہا ہوتا اور کبھی تم ایک کو کتاب اٹھا کر مارتیں اور دوسرے کو جوتی"...... عمران نے اسی لہجے میں جواب دیا تو اس

صدیقی بے اختیار ہنس پڑا۔

"بکواس کرتے شرم نہیں آتی۔اب تمہاری زبان ضرورت سے زیادہ کھلتی جا رہی ہے"...... اچانک جولیا نے غراتے ہوئے کہا۔شاید عمران کے دوسرے فقرے اور صدیقی کے ہنسنے پر اب اسے عمران کی بات کا مطلب سمجھ میں آ گیا تھا۔

"مرد کی زبان کا کیا ہے۔بس نکاح کے دو بول بولنے تک کھلی رہتی ہے۔اس کے بعد ایسی بند ہوتی ہے کہ پھر لوگ کچھ سننے کے لئے ترستے ہی رہ جاتے ہیں"...... عمران نے جواب دیا لیکن دوسرے لمحے جولیا نے اس کے ہاتھ سے کتاب جھپٹ لی۔

"بند کرو یہ بکواس اور سیدھی طرح میری بات کا جواب دو"۔جولیا نے غراتے ہوئے کہا۔اس کے چہرے پر شدید غصے کے تاثرات تھے۔ شاید صدیقی کی موجودگی اور اس کے ہنسنے کی وجہ سے جولیا کو غصہ آ گیا تھا۔

"یہ بکواس نہیں ہے مس جولیا۔یہ ایک انتہائی مشہور سائنسدان کی زندگی بھر کے تجربوں کا نچوڑ ہے۔اس نے انسانی جسم کی ساخت پر انتہائی پیچیدہ ریسرچ کی ہے اور مجھے یقین ہے کہ اس کتاب کی اشاعت کے بعد اسے یقیناً اس سال کا نوبل پرائز مل جائے گا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں اس کتاب کی بات نہیں کر رہی۔تمہاری بکواس کی بات کر رہی ہوں"...... جولیا نے اور زیادہ جھلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"دیکھو جولیا ۔ تم انتہائی تجربہ کار، منجھی ہوئی اور انتہائی تربیت یافتہ سیکرٹ ایجنٹ ہو ۔ پاکیشیا جیسی سیکرٹ سروس کی ڈپٹی چیف ہو لیکن تم اس طرح مجھ سے سوال کرتی ہو جیسے بچے بڑے بوڑھے سے جادو اور پریوں کی کہانیاں سنتے ہوئے سوال کرتے ہیں ۔ تمہیں تو چاہئے کہ مجھ جیسے ناتجربہ کار اور چھوٹے درجے کے جاسوس کو مشورے دیا کرو"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"مشورے تو تمہیں ایسے دوں کہ تمہاری کھوپڑی پر ایک بال بھی سلامت نہ رہے لیکن پرابلم یہ ہے کہ مجھے یا دوسرے لوگوں کو تمہارے اس بکھیڑے کے سیاق وسباق کا سرے سے علم ہی نہیں ہوتا تم خود ہی سب کچھ بنتے رہتے ہو اور خود ہی ادھیڑتے رہتے ہو" ۔ جولیا نے ہونٹ بھینچتے ہوئے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"مثلاً کس سیاق وسباق کی بات کر رہی ہو"...... عمران نے بھی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اس سیٹ اپ کے بارے میں بات کر رہی ہوں ۔ اب دیکھو ۔ تم اس طرح مطمئن ہو کر بیٹھے ہوئے ہو جیسے کل سب کچھ بالکل اسی طرح ہو جائے گا جس طرح تم نے سوچا ہے ۔ حالانکہ یہ انتہائی اہم ترین اور نازک ترین معاملہ ہے ۔ پھر اس ویٹر سپروائزر لطیف کو بھی تم نے چھوڑ دیا ہے ۔ وہ لامحالہ ان لوگوں کو بتا دے گا اور وہ اپنا سیٹ اپ تبدیل کر لیں گے لیکن تمہیں ان ساری باتوں کی فکر ہی نہیں ہے"...... جولیا نے کہا۔

"تو میں کیا کروں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اگر کل کانفرنس ہال تباہ کر دیا گیا تو پھر"...... جولیا نے جھلا کر کہا۔

"سوائے افسوس کرنے کے اور کیا کیا جا سکتا ہے"...... عمران نے کہا تو جولیا کا چہرہ غصے کی شدت سے اور زیادہ تمتما اٹھا۔

"تم اصل بات کیوں نہیں بتاتے"...... جولیا نے اسی طرح جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اصل بات تو تمہیں معلوم ہے کہ تنویر نے سپروائزر لطیف سے جو معلومات کی ہیں ان کے مطابق اس کمرے میں کل بارہ بجے کے بعد مارک اور اس کے ساتھی آئیں گے اور کانفرنس ہال پر میزائل فائر کریں گے جبکہ ہم پہلے سے ہوشیار ہوں گے ۔ اس کے بعد انہیں رنگے ہاتھوں گرفتار کر لیں گے"...... عمران نے جواب دیا۔

"اور اگر سپروائزر لطیف نے انہیں اس بارے میں اطلاع دے دی تب"...... جولیا نے کہا۔

"تو وہ اور کوئی انتظام کریں گے یا مشن چھوڑ کر فرار ہو جائیں گے"...... عمران نے جواب دیا۔

"یہی تو پوچھ رہی ہوں کہ ان کے دوسرے انتظام کا ہمیں کیسے علم ہو گا"...... جولیا نے کہا۔

"تم خود بتاؤ کہ کیسے علم ہو سکتا ہے"...... عمران بھی شاید اسے پوری طرح زچ کرنے پر تل گیا تھا جبکہ صدیقی اب ان دونوں کے درمیان ہونے والی نوک جھونک سے بہت لطف اندوز ہو رہا تھا۔

"اگر اس سپروائزر لطیف کو نہ چھوڑا جاتا تو زیادہ بہتر ہوتا"۔ جولیا نے کہا۔

"تب بھی ظاہر ہے انہیں شک پڑ جاتا"...... عمران نے جواب دیا

"تو پھر اس سپروائزر لطیف کی نگرانی کی جاتی۔ وہ لامحالہ ان سے رابطہ کرتا تو شاید اس رابطے کی مدد سے انہیں ٹریس کیا جا سکتا تھا"...... جولیا نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ عمران اس کی بات کا کوئی جواب دیتا۔ میز پر رکھے ہوئے خصوصی ساخت کے ٹرانسمیٹر سے سیٹی کی آواز نکلنے لگی تو وہ سب چونک کر ٹرانسمیٹر کی طرف دیکھنے لگے عمران نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر اٹھایا اور اس کا ایک بٹن پریس کر دیا۔ بٹن پریس ہوتے ہی سیٹی کی آواز نکلنا بند ہو گئی۔

"ہیلو ہیلو۔ تھری تھری کالنگ۔ اوور"...... ایک مردانہ آواز ٹرانسمیٹر سے نکلی۔

"یس۔ تھری ون اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... عمران نے لہجہ بدل کر بات کرتے ہوئے کہا۔

"لطیف کے بارے میں یہاں موجود ایک شخص نے فون پر کسی باس کہتے ہوئے رپورٹ دی ہے۔ اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"پھر کیا کارروائی کی گئی ہے۔ اوور"...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

"کارروائی جاری ہے۔ ابھی چند لمحوں بعد رزلٹ مل جائے گا۔

اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے۔ رزلٹ لے کر آنا۔ اوور اینڈ آل"...... عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر کے اس نے ٹرانسمیٹر واپس میز پر رکھ دیا۔

"یہ تھری تھری کون تھا"...... جولیا نے حیران ہو کر پوچھا۔

"سیکورٹی کا آدمی ہے۔ میں نے اپنے ساتھیوں کو اس لئے سامنے نہیں رکھا کہ اس طرح مجرم ہوشیار بھی ہو سکتے ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اس نے لطیف کے بارے میں کیا اطلاع دی ہے"...... جولیا نے کہا۔

"وہی جس کا خدشہ تم نے ظاہر کیا تھا"...... عمران نے جواب دیا تو جولیا بے اختیار چونک پڑی۔

"کیا مطلب"...... جولیا نے حیران ہو کر کہا۔

"یہ کہ لطیف سے تنویر نے جو پوچھ گچھ کی ہے اور اب اس کمرے میں صفدر اور تنویر کی موجودگی کے بارے میں رپورٹ مارک تک پہنچ گئی ہے"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ اسی لئے تو میں کہہ رہی تھی کہ اسے نہ چھوڑنا تھا"...... جولیا نے کہا۔

"نہ چھوڑتے تب بھی یہی نتیجہ نکلنا تھا"...... عمران نے جواب دیا۔

"کون سا نتیجہ"...... جولیا نے چونک کر پوچھا۔

"دیکھو جولیا۔ مجھے معلوم ہے کہ تم پر جھلاہٹ کیوں طاری ہے

کیونکہ تم نے جو کچھ سوچا ہے وہ سو فیصد درست ہے۔ لطیف پر تنویر نے جو تشدد اور جس انداز میں ڈائریکٹ ایکشن کیا اس بارے میں بات کسی صورت بھی چھپی نہ رہ سکتی تھی۔ اس لئے یہ تو طے ہے کہ اب مارک اس سیٹ اپ کو استعمال نہ کرے گا لیکن اگر میں اسے ویسے ہی چھوڑ دیتا تو پھر وہ یہ سمجھ جاتا کہ ہم اسے تلاش کر رہے ہیں جبکہ اب جب اسے معلوم ہو گا کہ ہم نے اس کمرے میں اپنے آدمی ٹھہرائے ہوئے ہیں اور ہمیں کل بارہ بجے کا انتظار ہے تو پھر لامحالہ وہ ہماری طرف سے مطمئن ہو جائے گا لیکن بقول تمہارے ہمیں مطمئن ہو کر نہیں بیٹھ جانا چاہئے تھا۔ اس لئے میں نے تمہارے کہنے سے پہلے تمہاری سوچ پر عمل کرتے ہوئے لطیف کے گرد جال پھیلا دیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ فون ایکس چینج میں بھی سیکورٹی کے تحت انتظامات کرا دیئے ہیں۔ اب دیکھو ہمیں اطلاع مل گئی ہے کہ ایک آدمی سامنے آیا ہے جس نے لطیف کے بارے میں اپنے باس کو اطلاع دی ہے۔ اب فون ایکس چینج سے اس کے فون نمبر کو ٹریس کیا جا رہا ہے۔ جیسے ہی یہ ٹریس ہو گا ہمیں رپورٹ مل جائے گی اور ہم اس جگہ کی خفیہ نگرانی شروع کر دیں گے۔ اگر یہ لوگ وہاں ہوئے تو انہیں گرفتار کر لیا جائے گا اور اگر نہ ہوئے تو پھر ان کو ٹریس کیا جائے گا۔ اب بولو۔ میں نے کیا غلطی کی ہے"...... عمران نے کہا تو جولیا بے اختیار ہنس پڑی۔

"لیکن تم نے اس سارے سیٹ اپ کے بارے میں کیوں نہیں

بتایا"...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اس لئے کہ میرے پاس بتانے کے لئے کچھ بھی نہیں تھا۔ جب تک کوئی معقول بات سامنے نہ آئے۔ میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ڈپٹی چیف کو نامعقول باتوں سے کیسے پریشان کر سکتا تھا"۔ عمران نے جواب دیا تو جولیا بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"کاش سمجھ سکو کہ تمہاری نامعقول باتیں بھی میرے لئے انتہائی معقول ہوتی ہیں"...... جولیا نے جذباتی لہجے میں کہا۔

"اور معقول"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"انتہائی نامعقول"...... اس بار جولیا کے بولنے سے پہلے صدیقی بول پڑا اور کمرہ بے اختیار قہقہوں سے گونج اٹھا۔

"یہ دخل در معقولات ہے"...... عمران نے کہا اور ایک بار پھر کمرہ قہقہوں سے گونج اٹھا۔ چند لمحوں بعد دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی تو وہ سب چونک کر سیدھے ہو گئے۔

"یس۔ کم ان"...... عمران نے کہا تو دروازہ کھلا اور ایک نوجوان جس کے جسم پر عام سی پتلون قمیض تھی۔ اندر داخل ہوا اور اس نے مؤدبانہ انداز میں عمران اور اس کے ساتھیوں کو سلام کیا۔

"آؤ عبدالسلام۔ بیٹھو"...... عمران نے اس مقامی نوجوان سے کہا اور وہ سر ہلاتا ہوا کرسی پر بیٹھ گیا۔

"سر۔ انتہائی اہم رپورٹ ہے۔ فون جس پر باس بولا ہے وہ اس ہوٹل سے قریب ہی ایک رہائشی مکان کا ہے"...... عبدالسلام نے کہا۔

تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ۔ کتنے فاصلے پر ہے"....... عمران نے کہا۔

"زیادہ سے زیادہ دو سو گز کے فاصلے پر ہے"....... عبدالسلام نے جواب دیا تو عمران کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"کیا تمہارے پاس ٹیپ ہے اس گفتگو کی"....... عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں۔ میں ٹیپ بھی لے آیا ہوں اور ریکارڈر بھی"۔ عبدالسلام نے کہا اور جیب سے اس نے ایک منی ٹیپ ریکارڈر نکالا اور اسے عمران کے سامنے میز پر رکھ کر اس نے اس کا بٹن دبا دیا تو فون کی گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی۔

"یس"....... ایک آواز سنائی دی اور عمران بے اختیار چونک پڑا۔ کیونکہ وہ آواز اور لہجے سے ہی پہچان گیا تھا کہ یہ لفظ کہنے والا مارک ہے حالانکہ مارک نے اپنے طور پر لہجہ بدل کر بات کی تھی لیکن وہ اپنی مخصوص ٹون نہ بدل سکا تھا۔

"باس۔ ویسٹرن ہوٹل کے سپروائزر لطیف پر کچھ لوگوں نے تشدد کیا ہے"....... ایک اور آواز سنائی دی۔

"لطیف سپروائزر۔ وہ کون ہے"....... مارک کے لہجے میں حیرت تھی اور اس کے لہجے میں حیرت محسوس کر کے عمران بھی حیران رہ گیا کیونکہ اس حیرت کا تو مطلب تھا کہ اس سیٹ اپ کا مارک کو بھی علم نہیں ہے۔

"باس۔ وہی جس سے ساتویں منزل والے کمرے کی بات ہوئی

تھی۔ کل مشن کی تکمیل کے بعد آپ نے وہاں رہنا تھا"..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوہ اچھا۔ کون لوگ ہیں یہ"....... مارک نے پوچھا۔

"سیکورٹی والے تو نہیں تھے لیکن لطیف کا کہنا ہے کہ ان کا تعلق سیکورٹی سے ہے"....... اطلاع دینے والے نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم۔ کسی قسم کی مداخلت نہیں کرنی۔ ہم متبادل پروگرام پر عمل کریں گے۔ یہ اچھا ہوا کہ اس طرح وہ لوگ اس چکر میں ہی الجھے رہیں گے"..... مارک کی آواز سنائی دی۔

"ٹھیک ہے باس"...... اطلاع دینے والے نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا اور عبدالسلام نے ہاتھ بڑھا کر ریکارڈر آف کر دیا۔

"یہ آدمی کون ہے اور کس طرح ٹریس ہوا"....... عمران نے پوچھا

"یہ یہاں ہوٹل میں سپروائزر ہے۔ اس کا نام سالومن ہے۔ ہم نے فون ایکس چینج میں چیکنگ کے انتظامات کر رکھے تھے میں تمام کالیں سن رہا تھا کہ یہ کال سنتے ہی میں چونک پڑا۔ کیونکہ اس میں سپروائزر لطیف کا ذکر آیا تھا۔ پھر جب کال ختم ہو گئی تو میں نے چیکنگ کی تو پتہ چلا کہ سپروائزر سالومن سپروائزر روم سے کال کر رہا تھا۔ پھر میں نے سنٹرل ایکس چینج فون کر کے معلومات حاصل کیں تو پھر وہاں سے اس رہائشی مکان کا پتہ بتایا گیا۔ میں نے خود جا کر وہاں کا جائزہ لیا یہ ایک عام سا رہائشی مکان ہے۔ اس کا پھاٹک بند ہے۔ پھر میں آپ

کے پاس آگیا کیونکہ آپ نے کسی قسم کی مداخلت نہ کرنے کا حکم دیا تھا"...... عبدالسلام نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"صدیقی۔ عبدالسلام کے ساتھ جاؤ اور اس مکان کا جائزہ لے کر آؤ۔ لیکن وہاں موجود کسی آدمی کو کسی قسم کا شک نہیں پڑنا چاہئے"۔ عمران نے کہا تو صدیقی سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

"اس سالومن کا کیا کرنا ہے"...... عبدالسلام نے اٹھتے ہوئے پوچھا۔

"ابھی کسی کو کچھ نہیں کہنا کیونکہ ابھی معاملات واضح نہیں ہیں۔ اگر انہیں ذرا بھی شک پڑ گیا تو پھر وہ اپنا پلان ایک بار پھر بدل دیں گے"...... عمران نے کہا اور عبدالسلام سر ہلاتا ہوا صدیقی کے ساتھ کمرے سے باہر نکل گیا۔

"میرا خیال ہے کہ تم اس مکان پر ریڈ کر کے ان لوگوں کو پکڑ لو"...... جولیا نے کہا۔

"اصل کردار مارک ہے اور مارک انتہائی ذہین آدمی ہے۔ تم نے فون کال سنی ہے۔ اس میں مارک کو اطلاع دینے والے نے کیا کہا ہے اس نے کہا ہے کہ مشن کی تکمیل کے بعد مارک نے اس کمرے میں آکر ٹھہرنا تھا جبکہ ہم اب تک یہی سمجھ رہے تھے کہ مارک اس کمرے کو مشن کے لئے استعمال کرے گا"...... عمران نے کہا تو جولیا بے اختیار اچھل پڑی۔

"اوہ۔ اوہ۔ واقعی اس بات پر تو میں نے غور ہی نہیں کیا تھا۔ اگر

ایسا ہے تو پھر یہ مشن کی تکمیل کہاں کریں گے"...... جولیا نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ویسٹرن ہوٹل سے دو سو گز کے فاصلے پر مکان لینا اور وہاں رہنے سے تو یہی لگتا ہے کہ یہ اس مکان کو اپنے مشن کی تکمیل کے لئے استعمال کریں گے۔ صدیقی یہ مکان دیکھ کر آئے تو پھر ہم وہاں جا کر اس کا جائزہ اس نقطہ نظر سے لیں گے کہ کیا اس مکان کو مشن کے لئے استعمال کیا جا سکتا ہے یا نہیں"...... عمران نے کہا اور جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ دس منٹ بعد دروازہ کھلا اور صدیقی اندر داخل ہوا۔

"دیکھ آئے ہو مکان"...... عمران نے کہا۔

"جی ہاں"...... صدیقی نے جواب دیا۔

"تو پھر آؤ اب ہم اس کا جائزہ لے لیں۔ میں نہیں چاہتا تھا کہ عبدالسلام کے سامنے ہم اس مکان کا خاص انداز میں جائزہ لیں"۔ عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"خاص انداز میں جائزے سے کیا مطلب"...... صدیقی نے حیران ہو کر پوچھا تو عمران نے اسے بھی وہی تفصیل بتا دی جو جولیا کو بتائی تھی۔

"کانفرنس ہال پر۔ مگر اس طرف تو اس مکان کی عقبی سمت ہے اور اس کی دیوار کے ساتھ رہائشی پلازہ ہے"...... صدیقی نے جواب دیا۔

"تو پھر اس مکان کو خصوصی طور پر حاصل کر کے وہ کیا مقصد

"حاصل کرنا چاہتے تھے"...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور دوبارہ کرسی پر بیٹھ گیا۔

"میرا خیال ہے کہ ان لوگوں نے یہ مکان اس لئے حاصل کیا۔ کہ یہ میزائل لانچر اور اس قسم کی دوسری مشینری کو وہاں رکھیں گے اور پھر کل اس کو لے کر ویسٹرن ہوٹل میں آئیں گے"...... صدیقی نے کہا۔

"لیکن ویسٹرن ہوٹل میں تو چپے چپے پر سکیورٹی کا پہرہ ہے"۔ عمران نے جواب دیا۔

"پھر تو ایک طریقہ ہو سکتا ہے کہ وہ اس مکان سے ویسٹرن ہوٹل تک سرنگ کھودیں"...... صدیقی نے مذاق کے انداز میں ہنستے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار اچھل پڑا۔

"اوہ۔ اوہ۔ واقعی۔ ویری سیڈ۔ ویری سیڈ"...... عمران نے کہا صدیقی اور جولیا دونوں حیرت سے عمران کو دیکھنے لگے۔

"کیا ہوا"...... ان دونوں نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"صدیقی نے جو بات مذاق میں کی ہے وہی اس مارک کی اصل پلاننگ ہے۔ ویسٹرن ہوٹل کے نیچے تہہ خانے ہیں اور میں نے خود ایسے تہہ خانے دیکھے ہیں جن کی کھڑکیاں سڑک سے اونچی ہیں اور ان کھڑکیوں سے کانفرنس ہال پر چھوٹا میزائل آسانی سے فائر کیا جا سکتا ہے اور ان تہہ خانوں تک اس مکان سے سرنگ بھی لگائی جا سکتی ہے۔ ہم لوگ تو اوپر نگرانی کرتے رہ جائیں گے اور یہ عین ہماری ناک کے نیچے

سے میزائل فائر کر کے کانفرنس ہال کو اڑا دیں گے"...... عمران نے کہا تو صدیقی اور جولیا دونوں کے چہروں پر جیسے زلزلے کے سے آثار پیدا ہو گئے۔

"میں نے تو صرف مذاق میں بات کی تھی۔ اب مجھے کیا معلوم تھا کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے"...... صدیقی نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"پھر اب کیا کرنا ہے۔ انہیں فوری گرفتار کیوں نہ کر لیا جائے"...... جولیا نے کہا۔

"ہاں۔ اب ان لوگوں کی گرفتاری ضروری ہے"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے میز پر رکھے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس"...... دوسری طرف سے کرنل فریدی کی آواز سنائی دی۔

"مجھے یقین تھا کہ آپ ابھی تک جاگ رہے ہوں گے"...... عمران نے سلام دعا کے بعد کہا۔

"ابھی کچھ زیادہ وقت نہیں ہوا۔ میں ویسے بھی رات کو دیر تک مطالعہ کرنے کا عادی ہوں"...... کرنل فریدی نے جواب دیا۔

"میں نے مارک کی اصل پلاننگ تلاش کر لی ہے"...... عمران نے کہا۔

"اچھا۔ کیا پلاننگ ہے"...... دوسری طرف سے کرنل فریدی نے اشتیاق آمیز لہجے میں کہا تو عمران نے عبدالسلام کی رپورٹ سے لے کر

صدیقی کے جائزہ لینے اور پھر اس کے مذاق کی بات سن کر اپنا تجزیہ دوہرا دیا۔

"اوہ۔ واقعی تمہارا تجزیہ سو فیصد درست ہے اور یہ انتہائی ذہانت آمیز پلاننگ ہے۔ ہم یقیناً مار کھا جاتے"...... دوسری طرف سے کرنل فریدی نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"میرا خیال ہے کہ رسک نہ لیا جائے اور ابھی اس مکان پر ریڈ کیا جائے"۔ عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ لیکن کیا مارک اس مکان میں موجود ہو گا"۔ کرنل فریدی نے پوچھا۔

"فون کال سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ وہاں موجود ہے"۔ عمران نے کہا۔

"او کے۔ پھر میں آ رہا ہوں وہیں ویسٹرن ہوٹل"...... کرنل فریدی نے کہا۔

"گیٹ پر آپ سے ملاقات ہو گی"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"آؤ"...... عمران نے کہا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"باس۔ وہ سرنگ والا آئیڈیا آپ نے ڈراپ کر دیا ہے"...... ہیرلڈ نے مارک سے مخاطب ہو کر کہا۔

"نہیں۔ کیوں"...... مارک نے چونک کر پوچھا۔ وہ اس وقت شعیب کی رہائش گاہ کے ایک کمرے میں لیٹے ہوئے تھے۔ شعیب ان کے لئے شراب کا بندوبست کرنے گیا ہوا تھا جبکہ جیمز ٹی ایس بم کے حصول کے لئے گیا ہوا تھا۔

"آپ نے رات یہاں گزارنے کا جو فیصلہ کیا ہے"...... ہیرلڈ نے کہا۔

"ہم دونوں طریقے آزمائیں گے ان میں سے جو بھی کامیاب ہو جائے۔ یہاں رہنے کا فیصلہ میں نے اس لئے کیا ہے کہ جب تک شعیب بموں سمیت یہاں سے چلا نہ جائے میں اسے نظروں سے اوجھل نہیں ہونے دینا چاہتا"...... مارک نے کہا تو ہیرلڈ نے اثبات میں سر

ہلا دیا۔ چند لمحوں بعد شعیب اندر داخل ہوا تو اس نے خود ایک ٹوکری اٹھا رکھی تھی جس میں شراب کی بوتلیں اور جام رکھے ہوئے تھے کیونکہ مارک نے اسے سختی سے منع کر دیا تھا کہ وہ ملازموں کو ان کی یہاں موجودگی کے بارے میں کسی بھی تفصیلات کا علم نہ ہونے دے۔ اس لئے شعیب یہ سارا کام خود ہی کر رہا تھا۔

"تمہیں تکلیف تو ہو رہی ہو گی"...... مارک نے شعیب سے مخاطب ہو کر کہا۔

"آپ نے جتنی رقم مجھے دی ہے اس کے مقابل تو یہ کوئی تکلیف نہیں ہے"...... شعیب نے مسکراتے ہوئے کہا اور مارک بے اختیار ہنس پڑا اور پھر وہ سب شراب پینے میں مصروف ہو گئے۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد جیمز آگیا۔ اس کے ہاتھ میں ایک بڑا سا باکس موجود تھا۔

"کیا ہوا"...... مارک نے پوچھا۔

"کام ہو گیا ہے"...... جیمز نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے باکس مارک کے سامنے رکھ دیا۔ مارک نے باکس کھولا تو اس کے اندر دو سرخ رنگ کے بم سرخ رنگ کے خصوصی ساخت کے کپڑے میں لپٹے ہوئے موجود تھے۔

"میں نے انہیں نار کون میں پیک کرایا ہے تاکہ انہیں کسی قسم کی کوئی شعاعیں چیک ہی نہ کر سکیں"...... جیمز نے کہا اور مارک نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اب تم حتمی طور پر بتاؤ کہ صبح کس وقت کانفرنس ہال میں جاؤ گے

اور کس وقت صحیح معنوں میں کانفرنس کا افتتاح ہو گا"...... مارک نے باکس کو دوبارہ بند کرتے ہوئے شعیب سے پوچھا۔

"میں تو صبح آٹھ بجے وہاں پہنچ جاؤں گا۔ ویسے کانفرنس کے افتتاح کا وقت دس بجے ہے لیکن سب کا یہی اندازہ ہے کہ کانفرنس گیارہ بجے شروع ہو گی"...... شعیب نے جواب دیا۔

"یقیناً کانفرنس کے آغاز سے قبل پوری عمارت کی فائنل چیکنگ بھی کی جائے گی۔ یہ چیکنگ کس وقت ہو گی"...... مارک نے کہا۔

"جی ہاں۔ ساڑھے نو بجے کا وقت فائنل چیکنگ کے لئے مخصوص ہے اور کرنل فریدی اس چیکنگ کا انچارج ہے"...... شعیب نے جواب دیا۔

"تم نے بتایا ہے کہ تم ان بموں کو اس سٹور میں رکھو گے جہاں کاٹھ کباڑ بھرا ہوا ہے"...... مارک نے کہا۔

"جی ہاں۔ وہی محفوظ جگہ ہے"...... شعیب نے جواب دیا۔

"نہیں۔ وہ سب سے غیر محفوظ جگہ ہے۔ کرنل فریدی نے سب سے زیادہ چیکنگ اسی سٹور کی کرنی ہے"...... مارک نے مسکراتے ہوئے کہا تو شعیب بے اختیار چونک پڑا۔

"تو پھر۔ باقی تو کوئی جگہ نہیں ہے جہاں انہیں چھپایا جا سکے"۔ شعیب نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ ایک جگہ ایسی ہے جہاں کے بارے میں کرنل فریدی بھی نہیں سوچ سکتا"...... مارک نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"وہ کون سی جناب"....... شعیب نے چونک کر پوچھا۔

"تم نے بتایا ہے کہ کانفرنس ہال کے نیچے بنے ہوئے بڑے تہہ خانے میں باقاعدہ مشینری نصب کی گئی ہے چیکنگ مشینری اور حفاظتی مشینری"....... مارک نے کہا۔

"جی ہاں۔ مگر"....... شعیب نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے مارک کی اس بات کی سمجھ نہ آئی ہو۔

"اگر ہم اس مشینری کے اندر رکھ دیئے جائیں تو یہ سب سے محفوظ جگہ ہوگی"....... مارک نے کہا۔

"وہ کیسے جناب۔ وہ تو انتہائی حساس مشینری ہے اور پھر سیلڈ ہے۔ اس میں کیسے بم رکھے جا سکتے ہیں"....... شعیب نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"تم مشینری کے بارے میں تفصیل جانتے ہو"....... مارک نے پوچھا۔

"نہیں"....... شعیب نے جواب دیا۔

"حفاظتی مشینری میں ایک خصوصی کنٹرولنگ مشین ہوتی ہے۔ جسے عام زبان میں ملٹی کنٹرولر کہتے ہیں۔ کیا تم نے وہ دیکھی تھی"۔ مارک نے پوچھا۔

"ہو گی۔ لیکن میں تو مشینری کے بارے میں کوئی تفصیل نہیں جانتا۔ میں نے پہلے ہی بتایا ہے"....... شعیب نے جواب دیا۔

"تم نے اس مشینری کو دیکھا تو ہوگا"....... مارک نے کہا۔

"ہاں دیکھا ہے۔ اچھی طرح دیکھا ہے۔ کیونکہ یہ انتظامی طور پر میری نگرانی میں ہی نصب ہوئی ہے۔ لیکن اسے نصب ماہرین نے ہی کیا ہے"....... شعیب نے جواب دیا۔

"بڑا سا کاغذ اور ایک بال پوائنٹ لا دو۔ میں کاغذ پر اس ملٹی کنٹرولر کا خاکہ بناتا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ اسے دیکھ کر تمہیں یہ مشین یاد آ جائے گی"....... مارک نے کہا تو شعیب سر ہلاتا ہوا اٹھا اور کمرے کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"لیکن باس۔ وہاں تو کافی لوگ ہوں گے"....... جیمز نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ مشین علیحدہ ہوتی ہے۔ اسے پارٹیشن میں وہاں رکھا جاتا ہے اس لئے شعیب اگر چاہے تو اطمینان سے یہ کام کر سکتا ہے"۔ مارک نے جواب دیا اور جیمز اور ہیرلڈ نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ تھوڑی دیر بعد شعیب واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک بڑا سا کاغذ اور بال پوائنٹ موجود تھا۔ مارک نے اس کے ہاتھ سے کاغذ لیا اور اسے میز پر رکھ کر بال پوائنٹ سے اس نے اس پر اس مشین کا خاکہ بنانا شروع کر دیا۔ کافی دیر تک وہ مسلسل کام کرتا رہا۔ جبکہ شعیب اور مارک کے ساتھی خاموش بیٹھے اسے دیکھتے رہے۔

"ہاں۔ ہاں۔ یہ مشین وہاں موجود ہے۔ علیحدہ کمرے میں ہے۔ میں نے دیکھا ہے اسے۔ میں نے ایک آدمی سے پوچھا بھی تھا کہ یہ علیحدہ کمرے میں کیوں نصب کی گئی ہے تو اس نے بتایا تھا کہ اس سے

خصوصی ریز نکلتی ہیں جو انسانی جسم کے لئے خطرناک ہو سکتی ہیں اس لئے اسے علیحدہ اور بند کمرے میں نصب کیا جاتا ہے"....... شعیب نے کہا۔

"اس مشین کے عقب میں یہ خلا ہوتا ہے تاکہ تازہ ہوا مسلسل اندر جاتی رہے۔ لیکن اس ہوا کو صاف رکھنے کے لئے نیچے ایک مضبوط جالی لگی ہوتی ہے۔ تم اگر یہ دونوں بم اس خلا میں سے اندر جالی پر رکھ دو تو جب تک کوئی شخص باقاعدہ ہاتھ ڈال کر اندر ان کی موجودگی کو چیک نہ کرے گا تب تک یہ نظر نہیں آئیں گے اور نہ ہی ان کی وہاں موجودگی کی وجہ سے مشین کی کارکردگی میں کوئی فرق پڑتا ہے"۔ مارک نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ یہ کام میں کر لوں گا"....... شعیب نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"اچھی طرح سمجھ گئے ہو ناں"....... مارک نے کہا۔

"ہاں۔ اب آپ قطعی بے فکر رہیں۔ اب یہ بم اس مشین کے اندر پہنچ جائیں گے"....... شعیب نے انتہائی اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

"اوکے۔ پھر اب آرام کرو تاکہ صبح بالکل نارمل انداز میں وہاں جا ہم رات یہاں گزاریں گے کیونکہ ان بموں کے اندر ہم نے وہ مشینری بھی فٹ کرنی ہے جو ہمیں تمہاری کارکردگی کے بارے میں ساتھ ساتھ بتاتی رہے گی"....... مارک نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن آپ ان بموں کو فائر کس طرح کریں گے"....... شعیب نے

کہا۔

"یہ وائرلیس کنٹرولڈ ہیں۔ ہم صرف ایک بٹن دبائیں گے اور یہ فائر ہو جائیں گے"....... مارک نے جواب دیا۔

"آپ انہیں کس وقت فائر کریں گے تاکہ میں اس وقت سے پہلے ہی وہاں سے نکل سکوں"....... شعیب نے کہا۔

"ہم انہیں ٹھیک بارہ بجے فائر کریں گے۔ تم ساڑھے گیارہ بجے وہاں سے کھسک جانا تاکہ محفوظ جگہ پر پہنچ سکو"....... مارک نے جواب دیا۔

"اوکے۔ ٹھیک ہے"...... شعیب نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"صبح ہم تمہارے ساتھ ہی یہاں سے جائیں گے۔ بم تمہیں یہاں دے دیئے جائیں گے۔ تم انہیں اپنے لباس کے اندر پہنی ہوئی سیفٹی جیکٹ کی جیبوں میں رکھ لینا۔ پھر تم نے ہمیں کانفرنس ہال سے دور اتار دینا اور خود آگے چلے جانا"....... مارک نے کہا۔

"آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ میں لباس کے نیچے سیفٹی جیکٹ پہنتا ہوں"....... شعیب نے چونک کر پوچھا تو مارک بے اختیار ہنس پڑا۔

"ہمارا یہ روز کا کام ہے۔ ہم تو دور سے دیکھ کر بتا سکتے ہیں کہ کس نے کیا پہن رکھا ہے اور تم تو ہمارے قریب ہو اور تم نے اس وقت بھی سیفٹی جیکٹ پہنی ہوئی ہے۔ ویسے بھی جہاں اس ٹائپ کے حفاظتی اقدامات کئے جاتے ہیں وہاں کے عملے کو خصوصی طور پر سیفٹی جیکٹس پہنائی جاتی ہیں تاکہ ان کے جسموں کو خصوصی ریز سے بچایا جا

سکے"...... مارک نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو شعیب نے ایک طویل سانس لیا۔

"ٹھیک ہے۔ آپ واقعی ان کاموں میں بے حد ماہر ہیں لیکن ایک بات بتادوں کہ آپ میرے ساتھ نہیں جائیں گے کیونکہ مجھے سیکورٹی کی گاڑی یہاں لینے آتی ہے اور واپس چھوڑ جاتی ہے۔ یہ انتظام کرنل فریدی کا ہے"...... شعیب نے کہا۔

"کتنے بجے گاڑی آتی ہے"...... مارک نے پوچھا۔

"صبح سات بجے"...... شعیب نے جواب دیا۔

"او کے۔ تم صبح چھ بجے یہاں آجانا۔ ہم تمہیں ساڑھے چھ بجے فارغ کر دیں گے اور پھر خود بھی یہاں سے چلے جائیں گے۔ تم اطمینان سے ان کے ساتھ چلے جانا لیکن تم نے یہ کام انتہائی سکون اور اطمینان سے کرنا ہے۔ کسی قسم کی گھبراہٹ بے چینی یا اضطراب اگر تم نے ظاہر کیا تو پھر ہماری تو صرف سکیم ناکام رہے گی لیکن تمہیں یقیناً گولی ماردی جائے گی"...... مارک نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں۔ میری طرف سے کوئی کوتاہی نہ ہوگی"۔ شعیب نے کہا اور مارک کے اثبات میں سرہلانے پر وہ مڑا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"باس۔ کیا واقعی آپ نے رات کو یہاں رہنے کا پروگرام بنالیا ہے وہاں وہ سرنگ اور میزائل کی فٹنگ۔ اس کا کیا ہوگا"...... جیمز نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس شعیب کو یہ باور کرانا ضروری ہے کہ ہم نے ان بموں کے اندر کوئی مشینری نصب کر دی ہے۔ ورنہ ہو سکتا ہے کہ یہ یہاں سے جا کر بم کسی گٹڑ میں پھینک دے اور کہہ دے کہ اس نے تو رکھ دیئے تھے۔ یہ مہمان خانہ ہمارے لئے انتہائی مناسب ہے کہ اس کا راستہ براہ راست سڑک پر نکلتا ہے اور ملازموں کا براہ راست اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ہم میں سے ایک آدمی یہاں رہے گا جبکہ باقی خاموشی سے یہاں سے نکل جائیں گے اور رات کو وہاں مکان پر کام کر کے صبح چھ بجے سے پہلے میں یہاں واپس آجاؤں گا۔ پھر ساڑھے چھ بجے یہاں سے جا کر باقی کام مکمل کر لیں گے۔ اس طرح ہمارے دونوں ٹارگٹ مکمل ہو جائیں گے"...... مارک نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور ہیرلڈ اور جیمز دونوں نے اثبات میں سرہلا دیئے۔

"میرا خیال ہے باس کہ وہاں پہلے فون کر دیا جائے کیونکہ ہمیں وہاں سے نکلے ہوئے کافی وقت ہو گیا ہے اور موجودہ حالات میں کسی بھی وقت کچھ بھی ہو سکتا ہے"...... اچانک جیمز نے کہا تو مارک اور ہیرلڈ دونوں چونک پڑے۔

"کیا مطلب۔ کیا تمہارے ذہن میں کوئی خدشہ ہے"...... مارک نے کہا۔

"ویسے تو کوئی خدشہ نہیں ہے باس۔ لیکن پھر بھی حفظ ماتقدم کے طور پر بہتر ہے کہ پہلے وہاں کے حالات معلوم کر لئے جائیں"...... جیمز نے جواب دیا۔

"نہیں ۔ اگر وہاں کوئی گڑ بڑ ہوئی تو فون پر لامحالہ ہمیں چیک کر لیا جائے گا ۔ پھر ایسا ہے کہ تم خود جا کر حالات معلوم کر کے آؤ ۔ اگر حالات درست ہوں تو پھر تم خود وہاں سے یہاں مہمان خانے کے علیحدہ نمبر پر کال کر لینا"...... مارک نے کہا۔

"ارے باس ۔ میرا یہ مطلب نہ تھا کہ آپ اس قدر وہم میں پڑ جائیں"...... جیمز نے قدرے شرمندہ لہجے میں کہا۔

"نہیں ۔ تمہاری بات درست ہے ۔ ہمیں ہر لحاظ سے اور ہر لمحے محتاط رہنا چاہئے ۔ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس ۔ کرنل فریدی اور مقامی سیکورٹی سب ہمارے پیچھے ہیں ۔ اس لئے ہمیں واقعی ہر لحاظ سے محتاط رہنا چاہئے"...... مارک نے کہا۔

"ٹھیک ہے ۔ جیسے آپ کا حکم"...... جیمز نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر مارک کے سر ہلانے پر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"تم اس باکس کو کھول کر اس میں سے بم نکالو تاکہ میں ان کا وائرلیس سسٹم چیک کر لوں ۔ کہیں عین موقع پر کوئی گڑ بڑ نہ ہو جائے"...... مارک نے جیمز کے جانے کے بعد ہیرلڈ سے کہا اور ہیرلڈ سر ہلاتا ہوا کرسی سے اٹھا اور میز پر رکھے ہوئے باکس کی طرف بڑھ گیا ۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے تک وہ مصروف رہے ۔ مارک نے پوری تفصیل کے ساتھ بموں کو چیک کیا تھا اور جب اس کی پوری طرح تسلی ہو گئی تو اس نے انہیں دوبارہ اس خصوصی ساخت کے کپڑے میں پیک کر

کے باکس میں رکھ دیا ۔ اسی لمحے دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور جیمز اندر داخل ہوا ۔ اس کے چہرے پر شدید دہشت کے تاثرات نمایاں تھے

"باس ۔ باس ۔ وہ ۔ وہ" ۔ جیمز نے انتہائی متوحش لہجے میں کہا۔

"کیا ہوا ۔ تم اس قدر گھبرائے ہوئے کیوں ہو"...... مارک نے قدرے پریشان سے لہجے میں کہا۔

"اس مکان پر سیکورٹی نے قبضہ کر لیا ہے"...... جیمز نے جواب دیا تو مارک اور ہیرلڈ دونوں بے اختیار اچھل کر کھڑے ہو گئے۔

"کیا کہہ رہے ہو"...... مارک نے بھی انتہائی متوحش لہجے میں کہا۔

"میں درست کہہ رہا ہوں باس اور باس ۔ یہ اچھا ہوا کہ آپ نے وہاں کوئی فون نہیں کیا ۔ ورنہ وہ لوگ یہاں بھی پہنچ جاتے"...... جیمز نے کہا ۔ اس کا لہجہ اب ذرا سنبھلا ہوا تھا۔

"اوہ ۔ ویری سیڈ ۔ یہ سب کیسے ہوا ۔ بیٹھو اور تفصیل بتاؤ" ۔ مارک نے کہا اور جیمز کرسی پر بیٹھ گیا ۔ مارک بھی ہونٹ بھینچے کرسی پر بیٹھ گیا اور ہیرلڈ بھی دوبارہ کرسی پر بیٹھ گیا لیکن ان دونوں کے چہرے ستے ہوئے تھے۔

"باس ۔ میں جب وہاں گیا تو میں وہاں سے دور ٹیکسی سے اتر گیا اور پیدل آگے بڑھنے لگا لیکن میں ابھی مکان سے دور ہی تھا کہ میں نے پھاٹک سے ایک سیکورٹی والے کو باہر نکلتے ہوئے دیکھا تو میں چونک پڑا ۔ میں آگے بڑھا اور جب میں پھاٹک کے سامنے سے گزرا تو میں نے

اندر ایک ایمبولینس گاڑی اور دو سیکورٹی کی کاریں کھڑی دیکھیں ۔ پھاٹک کی اندرونی طرف ایک سیکورٹی والا کھڑا تھا۔ میں نے بڑے سرسری سے انداز میں اس سے پوچھا کہ یہاں کیا ہوا ہے تو اس نے کوئی جواب نہ دیا اور میں آگے بڑھ گیا اور پھر میں نے ہوٹل کی سائیڈ میں موجود پھول بیچنے والے لڑکے سے بات کی اور اس سے پوچھا تو اس نے بتایا کہ اس مکان کے اندر سے کسی عورت کی لاش ملی ہے او سیکورٹی والے چیک کر رہے ہیں ۔ پھر میں ہوٹل چلا گیا۔ میرا خیال تھ کہ میں سالومن سے ملوں گا لیکن وہاں ایک اور انکشاف ہوا ک سالومن کو سیکورٹی والوں نے گرفتار کر لیا ہے اور اس کے ساتھ ہی یہ معلومات بھی مل گئیں کہ کوئی فون ٹیپ ہوا ہے جس کی وجہ سے سالومن کو سیکورٹی نے پکڑ لیا ہے ۔چنانچہ میں وہاں سے نکل آیا اور پھ میں ویسے ہی ادھر ادھر گھومتا رہا۔ اپنی نگرانی کو چیک کرتا رہا اور جب میری پوری طرح تسلی ہو گئی تو میں یہاں آگیا۔ میں نے پہلے سوچا ک آپ کو فون کروں لیکن پھر میں نے ارادہ بدل دیا ۔ کیونکہ مجھے خدشہ تھا کہ ان لوگوں نے یقیناً مین ایکس چینج میں کوئی چکر چلا رکھ ہوگا"...... جیمز نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"تمہاری بات درست ہے ۔ سالومن کے فون کی وجہ سے یہ مکان ان کی نظروں میں آیا ہے ۔انہوں نے مین ایکس چینج سے اس مکان میں لگا ہوا فون نمبر حاصل کیا ہوگا اور اس مکان تک پہنچ گئے ہوں گے ۔ اگر ہم وہاں ہوتے تو اب تک قبروں میں بھی اتر چکے ہوتے اور مشن بھ

ختم ہو چکا ہوتا"...... مارک نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"یہ لوگ حد درجہ چالاک اور تیز ہیں باس ۔اب تو مجھے خطرہ لاحق ہو گیا ہے کہ کہیں کل شعیب نہ پکڑا جائے"...... جیمز نے کہا۔

"دیکھو کیا ہوتا ہے ۔لیکن تم نے شعیب کے سامنے کوئی بات نہیں کرنی ۔ورنہ وہ گھبرا جائے گا۔ مجھے یقین ہے کہ ہمارا یہ وار خالی نہیں جائے گا۔ لیکن اب ہمیں ایک بار پھر میک اپ کرنا ہوگا کیونکہ ہمارے ساتھیوں سے انہیں ہمارے حلیئے معلوم ہو چکے ہوں گے ۔ جیمز تم جاؤ اور میک اپ کا سامان لے آؤ"...... مارک نے کہا اور جیمز ایک بار پھر سر ہلاتا ہوا کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

کمرے میں ایک کرسی پر ایک آدمی رسیوں سے بندھا ہوا بیٹھا تھا۔ اس کے جسم پر چست رنگ کا سیاہ لباس تھا۔ اس آدمی کے چہرے پر شدید پریشانی کے تاثرات نمایاں تھے۔ اس کے سامنے عمران کرسی پر بیٹھا ہوا تھا کہ دروازہ کھلا اور کرنل فریدی اندر داخل ہوا۔ عمران نے کرنل فریدی کو دیکھا تو کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"کچھ معلوم ہوا اس سے"...... کرنل فریدی نے پوچھا۔

"ابھی تو میں نے پوچھ گچھ ہی شروع نہیں کی۔ مجھے اس سپروائزر سالومن کی آمد کا انتظار ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ دونوں سے بیک وقت پوچھ گچھ کی جائے"...... عمران نے کہا اور کرنل فریدی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اوکے۔ پھر میں اب چلتا ہوں۔ تم ان سے مارک اور اس کے ساتھیوں کے حلیئے معلوم کر کے یہاں موجود سیکورٹی کیپٹن خالد کو بتا

دینا۔ وہ ان حلیوں کو آگے فورسز میں نشر کر دے گا"...... کرنل فریدی نے کہا۔

"یہاں سیکورٹی والوں کی آمد و رفت کا علم یقیناً انہیں ہو گیا ہو گا۔ یہی وجہ ہے کہ اتنی رات گزر جانے کے باوجود وہ واپس نہیں لوٹے اور یقیناً انہوں نے میک اپ بھی تبدیل کر لئے ہوں گے"...... عمران نے جواب دیا۔

"بہرحال ان کا یہ خطرناک پلان تو ناکام ہو گیا ہے۔ ویسے اگر تم اس پلان کو ٹریس نہ کر لیتے تو یقیناً ہم مار کھا جاتے"...... کرنل فریدی نے کہا۔

"میرا اندازہ تھا کہ سپروائزر لطیف کے بارے میں اطلاع مارک تک پہنچ گی۔ اسی اندازے کی بنا پر یہ سارا پلان کیا گیا تھا"...... عمران نے کہا اور کرنل فریدی سر ہلاتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف مڑ گیا۔

"آپ نے ساری توجہ کانفرنس ہال پر مرکوز رکھنی ہے باقی کام آپ مجھ پر چھوڑ دیں۔ اس مارک کو تو میں بہرحال بل سے نکال ہی لاؤں گا"...... عمران نے کرنل فریدی کے ساتھ دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"وہ تو مجھے معلوم ہے۔ تم جیسا بھوت جس کے پیچھے پڑ جائے وہ کہاں تک بچ کر جا سکتا ہے"...... کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اور بھوت کے پیر و مرشد کو کیا کہا جائے گا"...... عمران نے ہنستے

ہوئے کہا تو کرنل فریدی بھی بے اختیار ہنس پڑا ۔ پھر کرنل فریدی دروازے سے باہر چلا گیا ۔ تو عمران واپس پلٹا اور آکر اسی آدمی کے سامنے کرسی پر بیٹھ گیا ۔

"تمہارا نام کیا ہے" ۔ عمران نے اس آدمی سے مخاطب ہو کر کہا ۔

"ولیم"...... اس آدمی نے جواب دیا ۔

"تو مسٹر ولیم ۔ تم نے یہی بتایا ہے ناں کہ تمہیں معلوم نہیں ہے کہ تمہارا باس مارک کہاں گیا ہے"...... مارک نے کہا ۔

"جی ہاں ۔ واقعی مجھے معلوم نہیں ہے ۔ میری راسٹن اور میک کی اتنی اہمیت نہ تھی کہ وہ ہمیں بتا کر جاتے"...... ولیم نے جواب دیا ۔

"راسٹن اور میک وہی ہیں جو ہلاک ہو چکے ہیں"...... عمران نے کہا تو ولیم نے اثبات میں سر ہلا دیا ۔

"سالومن کو جانتے ہو"...... عمران نے پوچھا ۔

"جی نہیں"...... ولیم نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ ان کے درمیان مزید سوال جواب ہوتے ۔ دروازہ کھلا اور صدیقی ایک آدمی کو دھکیلتا ہوا اندر لے آیا ۔ اس آدمی کے دونوں ہاتھ اس کے عقب میں بندھے ہوئے تھے ۔ ان کے پیچھے جولیا تھی ۔

"یہ سالومن ہے عمران صاحب ۔ سپروائزر سالومن ۔ جس نے کال کی تھی"...... صدیقی نے کہا ۔

"اسے یہاں کرسی پر بٹھا دو اور رسی سے باندھ دو اور اگر یہ کوئی مزاحمت کرے تو گولی سے اڑا دو"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا ۔

"تم ۔ تم نے مجھے کیوں پکڑا ہے ۔ میں تو بے گناہ ہوں ۔ میرا تو کسی سے کوئی تعلق نہیں ہے"...... سالومن نے تقریباً روتے ہوئے لہجے میں کہا ۔

"اگر تمہارا کوئی تعلق نہیں ہے تو پھر تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے"...... عمران نے اسے دلاسہ دیتے ہوئے کہا جبکہ صدیقی نے اسے دھکیل کر کرسی پر بٹھایا اور جولیا نے نیچے پڑی ہوئی رسی اٹھا کر اسے دی اور صدیقی نے اسے باندھنا شروع کر دیا ۔

"کیسے پکڑا ہے اسے"...... عمران نے صدیقی کے فارغ ہونے کے بعد اس سے پوچھا ۔

"سیکورٹی کے افراد اسے باقاعدہ گرفتار کر کے یہاں لے آئے ہیں کرنل فریدی صاحب کے حکم پر"...... صدیقی نے جواب دیا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا ۔

"ہاں تو تم بے گناہ ہو"...... عمران نے سالومن سے مخاطب ہو کر کہا ۔

"جی ہاں جناب ۔ آپ یقین کریں ۔ میں بے گناہ ہوں ۔ آپ مینجر صاحب سے پوچھ لیں ۔ میری سروس بے داغ ہے جناب" ۔ سالومن نے اسی طرح روتے ہوئے لہجے میں کہا ۔

"تم نے جو فون مارک کو کیا تھا ۔ اس کی ٹیپ میری جیب میں موجود ہے ۔ جس میں تم نے اسے اطلاع دی تھی کہ سپروائزر لطیف پر کچھ لوگوں نے تشدد کیا ہے اور یہ لوگ سیکورٹی کے نہیں لگتے ۔ لیکن

سپروائزر لطیف کا کہنا ہے کہ ان کا تعلق سیکورٹی سے ہے۔ ساتویں منزل پر موجود کمرے کے بارے میں جو اطلاع تم نے اسے دی تھی سریاد آگیا ہے یا ٹیپ سناؤں تمہیں۔ بولو"...... عمران نے غراتے ہوئے کہا تو سالومن کا چہرہ یکلخت زرد پڑ گیا۔

"وہ۔ وہ تو جناب مجھے رقم دی گئی تھی کہ اگر سپروائزر لطیف سے سیکورٹی والے پوچھ گچھ کریں تو میں ایک مخصوص فون پر اطلاع دوں"...... سالومن نے کہا۔

"کس نے رقم دی تھی"...... عمران نے پوچھا۔

"جی دو غیر ملکی تھے جناب۔ میں انہیں شکل سے تو پہچانتا ہوں لیکن انہیں جانتا نہیں ہوں"...... سالومن نے جواب دیا۔

"صدیقی۔ اسے گولی مار دو۔ یہ ہمارے لئے بے کار ہے"۔ عمران نے صدیقی کی طرف مڑ کر اس سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ٹھیک ہے"...... صدیقی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے مشین پسٹل نکال لیا۔

"رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ مت مارو۔ فار گاڈ سیک مجھے مت مارو۔ وہ۔ وہ"...... سالومن نے ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

"میں صرف پانچ تک گنوں گا۔ اگر تم نے سچ نہیں بولا تو پھر گولی ٹھیک تمہارے دل کے اندر اتر جائے گی"...... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رک رک کر گننا شروع کر دیا جبکہ صدیقی نے مشین پسٹل کا رخ سالومن کی طرف کر دیا تھا۔

"وہ۔ وہ۔ باس مارک نے کہا تھا۔ باس مارک نے کہا تھا"۔ یکلخت سالومن نے ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

"تو میرا اندازہ درست ہے کہ تم سالومن کے میک اپ میں ہو۔ کیا نام ہے تمہارا"...... عمران نے کہا۔

"میرا نام میکاسے ہے۔ میکاسے۔ میں باس مارک کا ساتھی ہوں"...... سالومن نے اس بار ڈھیلے لہجے میں کہا۔

"مارک کہاں ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"مجھے نہیں معلوم۔ یقین کرو مجھے نہیں معلوم"...... سالومن نے کہا۔

"صدیقی تیار ہو جاؤ"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک بار پھر گنتی شروع کر دی۔

"رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ میں بتاتا ہوں۔ بتاتا ہوں"...... سالومن نے ایک بار پھر پہلے کی طرح ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

"بولتے جاؤ۔ ورنہ گنتی ختم ہو جائے گی"...... عمران نے کہا۔

"باس مارک نے کہا تھا کہ وہ ہوٹل کے ساتھ اس مکان میں موجود ہوگا۔ مجھے بس اتنا ہی علم ہے"...... سالومن نے کہا۔

"اس مکان کے علاوہ اس کے اور کون کون سے ٹھکانے ہیں"۔ عمران نے پوچھا۔

"مجھے نہیں معلوم"...... سالومن نے کہا تو عمران نے ایک بار پھر گنتی شروع کر دی۔

"تم یقین کرو۔ فار گاڈ سیک یقین کرو۔ مجھے نہیں معلوم۔ یقین کرو"...... سالومن نے پاگلوں کے سے انداز میں چیختے ہوئے کہا لیکن عمران نے گنتی جاری رکھی اور پھر جیسے ہی اس نے پانچ کہا۔ صدیقی نے ٹریگر دبا دیا اور کمرہ مشین پسٹل کی تڑتڑاہٹ کے ساتھ ہی سالومن کی چیخوں سے گونج اٹھا۔ وہ چند لمحے تڑپتا رہا پھر ساکت ہو گیا۔

"اب تم بولو ولیم۔ تم کیا کہتے ہو"...... عمران نے ساتھ بیٹھے ہوئے ولیم کی طرف مڑتے ہوئے سرد لہجے میں کہا۔

"باس مارک۔ جیمز اور ہیرلڈ کے ساتھ اچانک اٹھ کر چلا گیا۔ وہ پہلے آپس میں باتیں کرتے رہے۔ جیمز نے باس مارک کو بتایا تھا کہ وہ کانفرنس ہال میں ڈیوٹی دینے والے کسی آدمی کو جانتا ہے اور اس سے بات ہو سکتی ہے۔ پھر وہ مجھے راسٹن اور میک کو یہیں رہنے کا کہہ کر چلے گئے اور پھر واپس نہیں آئے"...... ولیم نے کہا۔

"میرا خیال ہے مجھے گنتی شروع کر دینی چاہئے"۔ عمران نے کہا۔

"میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ ویسے جو کچھ سچ ہے وہ میں نے بتا دیا ہے"...... ولیم نے جواب دیا۔

"نہیں۔ تم نے سچ نہیں بتایا۔ اس آدمی کا نام ظاہر ہے تمہارے سامنے ہی لیا گیا ہو گا۔ تمہارا باس مارک اسے نہیں جانتا تھا تو اس نے اس کے بارے میں تفصیل بھی پوچھی ہو گی"...... عمران نے کہا۔

"وہ اٹھ کر علیحدہ کمرے میں چلے گئے تھے۔ پھر وہیں سے باہر چلے گئے تھے"...... ولیم نے جواب دیا۔

"صدیقی۔ تیار ہو جاؤ"...... عمران نے صدیقی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میں تیار ہوں عمران صاحب"...... صدیقی نے جواب دیا۔

"رک جاؤ۔ میں بتاتا ہوں۔ انہوں نے اس کا نام میرے سامنے نہیں لیا تھا۔ صرف اتنا کہا تھا کہ وہ مقامی آدمی ہے اور کانفرنس ہال میں ڈیوٹی دیتا ہے"...... ولیم نے کہا۔

"وہ اس بارے میں کیوں بات کر رہے تھے"۔ عمران نے پوچھا۔

"وہ اس کانفرنس ہال کے حفاظتی انتظامات کے بارے میں تفصیلات معلوم کرنا چاہتے تھے"...... ولیم نے جواب دیا۔

"کیوں"...... عمران نے پوچھا۔

"باس مارک کی عادت ہے کہ وہ ہمیشہ ایک سے زائد پلان بناتا ہے۔ ایک پلان تو یہاں سے سرنگ نکال کر ہوٹل کے تہہ خانے میں میزائل فٹ کرنا تھا جبکہ اپنے کسی دوسرے پلان کے لئے وہ کانفرنس ہال کے اندرونی حفاظتی انتظامات کے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہتا تھا"...... ولیم نے جواب دیا۔

"کس پلان کے بارے میں"...... عمران نے کہا۔

"مجھے نہیں معلوم اور شاید جیمز اور ہیرلڈ کو بھی معلوم نہیں ہو گا۔ کیونکہ باس ہر پلان چھپا کر بناتا ہے"...... ولیم نے جواب دیا۔

"مارک کا موجودہ حلیہ اور اس کے لباس کی تفصیلات بتاؤ"۔ عمران نے کہا تو ولیم نے فوراً تفصیل بتا دی اور پھر عمران کے پوچھنے پر

اس نے جیمز اور ہیرلڈ کے بارے میں بھی تمام تفصیلات بتا دیں ۔ عمران نے تینوں کے قد و قامت کے بارے میں بھی معلومات حاصل کیں ۔

"او کے ۔ اس کا خیال رکھنا صدیقی ۔ میں ابھی آرہا ہوں" ۔ عمران نے کہا اور پھر کرسی سے اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا ۔ کمرے سے باہر آکر وہ برآمدے کی طرف بڑھا جہاں سیکورٹی انچارج کیپٹن خالد موجود تھا ۔ اس نے عمران کو دیکھا تو وہ تیزی سے قدم بڑھاتا ہوا عمران کی طرف آگیا ۔

"یس سر"...... کیپٹن خالد نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا ۔

"یس سر کے جواب میں نو سر کہتے ہوئے مجھے اچھا نہیں لگتا ۔ اس لئے اب تم خود بتاؤ کہ مجھے کیا کہنا چاہئے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

"کیا مطلب سر ۔ میں سمجھا نہیں سر"...... کیپٹن خالد کچھ ضرورت سے زیادہ ہی مؤدب نظر آرہا تھا ۔ شاید کرنل فریدی نے اسے کوئی خصوصی ہدایات دے دی تھیں ۔ اس کا جسم اس طرح تنا ہوا تھا جیسے کسی نے اس کے جسم پر کلف لگا کر استری کر دیا ہو ۔

"مطلب سمجھانے کی فی الحال میرے پاس فرصت نہیں ہے ۔ میں تمہیں تین افراد کے حلیئے ۔ لباسوں کی تفصیل اور ان کے قد و قامت کے بارے میں بتاتا ہوں ۔ غور سے سن لو اور پھر پوری سیکورٹی فورس اور پولیس کو اطلاعات دے دو کہ وہ ان افراد کو تلاش کرے" ۔ عمران

نے مسکراتے ہوئے کہا کیونکہ وہ سمجھ گیا تھا کہ کیپٹن خالد مکمل فوجی ہے ۔

"یس سر"...... کیپٹن خالد نے جواب دیا اور عمران نے اسے تفصیلات بتانی شروع کر دیں ۔

"یس سر ۔ آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی سر"...... کیپٹن خالد نے جواب دیا اور عمران سر ہلاتا ہوا واپس مڑ گیا ۔ لیکن اس کمرے میں جہاں اس کے ساتھی موجود تھے جانے کی بجائے وہ ایک اور کمرے کی طرف بڑھ گیا ۔ جہاں فون موجود تھا ۔ اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے ۔

"یس"...... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے کرنل فریدی کی آواز سنائی دی ۔

"عمران بول رہا ہوں فریدی صاحب ۔ مارک نے کانفرنس ہال میں کام کرنے والے کسی آدمی سے گٹھ جوڑ کیا ہے ۔ وہ وہاں بھی کوئی چکر چلانا چاہتا ہے ۔ اگر اس تک یہ آدمی ٹریس نہ ہو سکا تو پھر کل آپ نے اس پہلو کو بھی سامنے رکھ کر چیکنگ کرنی ہے"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا ۔

"وہ تو میں کروں گا ۔ لیکن اگر یہ صورت حال ہے تو پھر اس مارک کو صبح ہونے سے پہلے ہر صورت میں ٹریس کر کے حراست میں لینا ہو گا ورنہ ہمارا سارا کیا کرایا کسی بھی وقت ختم ہو سکتا ہے"...... کرنل فریدی نے بھی انتہائی سنجیدہ لہجے میں جواب دیا ۔

"آپ فکر نہ کریں۔ میں اسے تلاش کر لوں گا۔ میں نے آپ کو صرف احتیاطی طور پر کال کی ہے"...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے"...... دوسری طرف سے کرنل فریدی نے کہا اور عمران نے خدا حافظ کہہ کر رسیور رکھا اور پھر وہ فون والے کمرے سے نکل کر واپس اس کمرے میں گیا جہاں اس کے ساتھی موجود تھے۔

"صدیقی۔ ہوٹل جا کر صفدر اور تنویر کو بھی بلا لو۔ اب اس کمرے میں ان کے رہنے کا کوئی مقصد باقی نہیں رہا۔ اب ہمیں ہر صورت میں صبح ہونے تک اس مارک کو تلاش کرنا ہے"...... عمران نے کمرے میں داخل ہوتے ہی صدیقی سے کہا اور صدیقی سر ہلاتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔

"سنو ولیم۔ اب اگر تم زندہ رہنا چاہتے ہو تو میں تمہیں ایک آخری چانس دے سکتا ہوں۔ ہم نے ہر صورت میں صبح ہونے سے پہلے مارک کو تلاش کرنا ہے۔ اگر تم اس کے لئے کوئی ٹپ دے سکتے ہو۔ ایسی ٹپ جو اس کی تلاش میں فائدہ مند ہو تو بتا دو۔ ورنہ دوسری صورت میں موت کے لئے تیار ہو جاؤ"...... عمران نے جیب سے مشین پسٹل نکالتے ہوئے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کرسی پر بندھے بیٹھے ولیم سے مخاطب ہو کر کہا۔

"مجھے نہیں معلوم۔ میں تو ایک چھوٹا سا آدمی ہوں جناب۔ اس لئے میں تو بے گناہ ہوں جناب۔ آپ مجھے مت ماریں"...... ولیم نے روتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ پھر تم ہمارے لئے بے کار ہو۔ جولیا۔ جا کر سیکورٹی والوں کو بلا لاؤ تاکہ اسے ان کے حوالے کر دیں"...... عمران نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کیا ضرورت ہے۔ گولی مار کر ختم کر دو اسے"...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ سیکورٹی والے جب اس پر تھرڈ ڈگری کا استعمال کریں گے تو یہ خود ہی سب کچھ بتا دے گا اور ہمارے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ خود اس سے تفصیلی پوچھ گچھ کریں"...... عمران نے جواب دیا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر عمران نے ولیم کو سیکورٹی والوں کے حوالے کر دیا اور انہیں اس سے پوچھ گچھ کے بارے میں ہدایات دے کر انہیں رخصت کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد صدیقی کے ساتھ صفدر اور تنویر بھی وہاں پہنچ گئے۔

"اب آپ کا کیا پروگرام ہے عمران صاحب۔ اس مارک کو کیسے اور کہاں تلاش کیا جائے گا"...... صفدر نے آتے ہی عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تمہیں صدیقی نے اب تک ہونے والی کارروائی کے بارے میں تو بتا دیا ہوگا"...... عمران نے بیرونی پھاٹک کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں۔ یہ تو انتہائی خطرناک پلان تھا۔ ہمارے تو تصور میں بھی نہ تھا کہ یہ لوگ اس مکان سے تہہ خانے تک سرنگ لگا کر میزائل فائر کرنے کا منصوبہ بنائے ہوئے ہیں"...... صفدر نے جواب دیتے

ہوئے کہا۔

"یہ پلان تو ختم ہو گیا۔ لیکن یہ مارک حد درجہ ذہین اور شاطر آد
ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ اس ٹائپ کا آدمی ہے جو ہر قیمت پر ا
پلان یعنی مشن مکمل کرنا چاہتا ہے۔ اس کے آدمی ولیم سے جو اشار
ملے ہیں وہ اس پلان سے بھی زیادہ خطرناک ہیں۔ اس نے متباد
پلان کے طور پر کانفرنس ہال میں کام کرنے والے کسی آدمی کو آلہ
بنایا ہوا ہے اور وہاں ہزاروں نہیں تو سینکڑوں آدمی کام کر رہے ہو
گے۔ اب یہ کیسے معلوم کیا جا سکتا ہے کہ ان میں سے کس نے ا
ضمیر فروخت کیا ہے"...... عمران نے کہا۔

"لیکن وہ اس آدمی سے کام کیا لے گا"...... صفدر نے کہا۔

"یہی تو معلوم نہیں ہو سکا ورنہ تو اس کا دفاع آسانی سے کر لیا ج
میری کرنل فریدی سے بات ہوئی ہے۔ انہیں جب میں نے ا
بارے میں اطلاع دی ہے تو وہ بھی پریشان ہو گئے ہیں۔ ان کا بھی
خیال ہے کہ یہ انتہائی خطرناک معاملہ ہے اس لئے اسے حتمی طو
روکنے کے لئے کانفرنس کے انعقاد سے پہلے اس مارک کی دستیابی
صورت میں ضروری ہے لیکن ہم اس وقت اندھیروں میں بھٹک ر
ہیں۔ کسی قسم کا کوئی کلیو موجود نہیں ہے جس کی مدد سے اسے ٹر
کیا جا سکے۔ لے دے کر ہمارے پاس ان کے حلیئے اور قد و قامت
تفصیل ہے۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ اسے اس مکان پر سیکورٹی کے
کی اطلاع مل گئی ہو گی اور جس ٹائپ کا وہ آدمی ہے اس نے لامح

ئے بھی بدل لئے ہوں گے اور لباس بھی"...... عمران نے کہا۔ وہ اس
ت پھاٹک سے باہر سڑک پر آکر کھڑے ہو گئے تھے۔ گو آدھی رات کا
ت ہو چکا تھا لیکن یہ سڑک اسی طرح رواں دواں تھی جیسے دن کے
ت ہوتی ہے۔ فٹ پاتھ پر بھی خاصے لوگ تھے جن میں اکثریت غیر
سیاحوں کی تھی جو گھوم رہے تھے۔ عمران چند لمحے وہاں کھڑا رہا۔ پھر
ں نے ایک طویل سانس لیا۔

"آؤ پہلے کسی ریسٹوران میں بیٹھ کر چائے پئیں۔ شاید اس دوران
ئی بات سمجھ میں آجائے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے اپنے
تھیوں سے کہا اور آگے بڑھ گیا۔

"عمران صاحب۔ میرا خیال ہے کہ اس طرح یہ لوگ ہمیں نہیں
ں سکیں گے۔ بغیر کسی کلیو کے اتنے بڑے شہر میں کسی کو ٹریس نہیں
یا جا سکتا۔ میرا خیال ہے کہ ہمیں تمام تر توجہ صبح کانفرنس ہال پر
کوز رکھنی چاہئے"...... اچانک صدیقی نے کہا۔

"فی الحال تو واقعی یہی پوزیشن ہے لیکن میں چاہتا ہوں کہ کسی نہ
سی طرح صبح سے پہلے اس کے بارے میں کوئی نہ کوئی سراغ لگایا
ائے"...... عمران نے جواب دیا۔

"لیکن کس طرح"...... صدیقی نے کہا۔

"یہی بات تو سمجھ میں نہیں آ رہی۔ اس وقت میں اپنے آپ کو
قعی انتہائی بے بس محسوس کر رہا ہوں۔ بہرحال کوشش کرنا تو
ض ہے"...... عمران نے کہا اور صدیقی کے ساتھ ساتھ سب

ساتھیوں نے سر ہلا دیئے۔

"ایک بات میرے ذہن میں آئی ہے"...... اچانک جولیا نے

"کون سی"...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

"اگر ہم کانفرنس ہال میں کام کرنے والے سب افراد کے کے پتے معلوم کریں اور پھر ان سب کو چیک کریں تو میرا خیا کہ کہیں نہ کہیں سے کوئی کلیو مل جائے گا"...... جولیا نے کہا۔

"سینکڑوں افراد کو کیسے چیک کیا جا سکتا ہے۔ لیکن چیدہ چیدہ کے بارے میں البتہ معلومات حاصل کی جا سکتی ہیں"...... عمر کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ ایک سائیڈ میں بنے ہوئے پبلک فو کی طرف بڑھ گیا۔ یہاں مقامی کال مفت تھی۔ اس لئے فون بو سکے ڈالنے کی ضرورت نہ تھی۔ اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل شروع کر دیئے۔

"یس"...... ایک آواز سنائی دی۔

"کیا آپ کانفرنس ہال سے بول رہے ہیں"...... عمران نے

"جی ہاں۔ آپ کون صاحب ہیں"...... دوسری طرف سے گیا۔

"میرا نام علی عمران ہے۔ کرنل فریدی صاحب کا ساتھی ہو وقت کانفرنس ہال کا انچارج کون ہے"...... عمران نے کہا۔

"کرنل فریدی صاحب خود موجود ہیں جناب"...... دوسری سے اس بار مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"کرنل فریدی صاحب۔ اچھا پھر ان سے ہی بات کرائیں"۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس کے تصور میں بھی نہ تھا کہ کرنل فریدی اس وقت بھی کانفرنس ہال میں موجود ہوں گے۔ اس نے تو جان بوجھ کر کرنل فریدی کی رہائش گاہ پر فون نہ کیا تھا کہ وہ سو گئے ہوں گے لیکن اب آپریٹر بتا رہا تھا کہ کرنل فریدی یہاں موجود ہیں۔

"ہیلو۔ فریدی بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد کرنل فریدی کی آواز سنائی دی۔

"آپ آرام کرنے کی بجائے کانفرنس ہال پہنچ گئے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"تمہارا فون آنے کے بعد ظاہر ہے اب آرام کرنے کی گنجائش ختم ہو گئی ہے اس لئے میں کیپٹن حمید کو ساتھ لے کر یہاں آ گیا ہوں تاکہ یہاں اچھی طرح مزید چیکنگ کر لی جائے"...... کرنل فریدی نے جواب دیا۔

"میں نے اس لئے یہاں فون کیا تھا کہ یہاں کے انچارج سے کل کانفرنس ہال میں کام کرنے والے ایسے افراد کے بارے میں معلومات حاصل کر سکوں جن پر شبہ ہو سکے کہ وہ کوئی بم وغیرہ اندر لے جا کر چھپا سکتے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"بم تو اندر پہنچ ہی نہیں سکتا۔ یہاں سخت بلکہ سخت ترین حفاظتی انتظامات ہیں"...... کرنل فریدی نے جواب دیا۔

"بم تو میں نے ویسے ہی کہہ دیا ہے ورنہ کوئی بھی بلاسٹنگ میٹریل

اندر لے جایا جا سکتا ہے۔ ایسا میٹریل جسے چیکنگ ریز چیک سکیں"...... عمران نے کہا۔

"میں نے اپنی طرف سے تو یہی کوشش کی ہے کہ ایسا میٹریل اندر نہ جا سکے۔ اس کے لئے سائنسی انتظامات کے ساتھ ساتھ تلاشی کا بھی سلسلہ قائم کر دیا گیا ہے لیکن پھر بھی ایسا ہو سکتا ہے۔ کہاں سے بول رہے ہو"...... کرنل فریدی نے کہا۔

"پبلک فون بوتھ سے"...... عمران نے جواب دیا۔

"اوکے۔ تم ایسا کرو کہ دس منٹ بعد مجھے فون کر لینا۔ میں دوران معلومات حاصل کر لوں گا"...... کرنل فریدی نے عمران نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا اور پھر اپنے ساتھیوں کے آ گیا۔

"آؤ اب ریستوران میں چل کر بیٹھیں"...... عمران نے کہا وہ سب آگے چلتے ہوئے ایک ریستوران کے سامنے پہنچ گئے ریستوران اس وقت تقریباً خالی پڑا ہوا تھا۔ وہ سب جا کر ایک گرد بیٹھ گئے اور عمران نے ویٹر کو کافی لانے کا آرڈر دے دیا۔ چند بعد کافی سرو کر دی گئی۔

"آپ نے کہاں فون کیا تھا"...... صدیقی نے کافی کا گھونٹ لیتے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر کہا تو عمران نے اسے تفصیل بتا دی۔

"لیکن چیکنگ کس انداز میں ہو گی"...... صدیقی نے کہا۔

"دو تھپڑ لگا کر پوچھا جا سکتا ہے"...... اچانک تنویر نے کہا۔ اس

تک خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی بات سن کر سب ہنس پڑے۔

"پھر پہلے تو کرنل فریدی کے ساتھ یہ کارروائی کرنا پڑے گی"۔ عمران نے کہا اور ایک بار پھر سب ہنس پڑے۔

"میں کرنل فریدی کو فون کر لوں۔ پھر باتیں ہوں گی"۔ عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا وہ کاؤنٹر کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"ایک فون کرنا ہے"...... عمران نے کاؤنٹر پر کھڑے آدمی سے کہا۔

"یس سر"...... کاؤنٹر مین نے فون کا رخ اس کی طرف کرتے ہوئے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے رسیور اٹھایا اور کانفرنس ہال کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"میں علی عمران بول رہا ہوں۔ کرنل فریدی سے بات کرائیں"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ ہولڈ آن کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ فریدی بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد کرنل فریدی کی باوقار آواز سنائی دی۔

"فہرست تیار ہوئی۔ یا نہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں نے بہت سوچ سمجھ کر دس افراد منتخب کئے ہیں۔ ان کی

تفصیلات نوٹ کر لو"...... کرنل فریدی نے کہا۔

" ایک منٹ ۔ میں ذرا کاغذ قلم لے لوں"...... عمران نے کہا او پھر کاؤنٹر مین سے اس نے کاغذ اور قلم کی ڈیمانڈ کی تو اس نے کاؤنٹر کے نیچے سے ریستوران کا پیڈ اٹھا کر اس کے سامنے رکھ دیا اور ساتھ ہی ایک بال پوائنٹ بھی دے دیا۔

" جی کرنل صاحب ۔ لکھوائیے"...... عمران نے کہا اور کرنل فریدی نے نام اور پتے لکھوانے شروع کر دیئے۔

" ٹھیک ہے ۔ شکریہ ۔ اب میں انہیں باری باری چیک کر لوں گا"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

" جناب ۔ آپ یہ چیکنگ کس سلسلے میں کر رہے ہیں" ۔ اچانک کاؤنٹر مین نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

" تمہیں معلوم ہے کہ کل یہاں ایک بین الاقوامی کانفرنس منعقد ہو رہی ہے ۔ اس کانفرنس ہال کو تباہ کرنے کے لئے ایک دہشت گرد گروپ کام کر رہا ہے ۔ ہم نے اس گروپ کو ٹریس کرنا ہے ۔ ہمیں اطلاع ملی ہے کہ اب یہ لوگ کانفرنس ہال میں کام کرنے والے کسی آدمی کو آلہ کار بنا کر وہاں بم وغیرہ بلاسٹ کرانا چاہتے ہیں ۔ اس لئے ان افراد کی چیکنگ ہو رہی ہے ۔ لیکن تم نے کیوں پوچھا ہے" ۔ عمران نے اسے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" آپ کا تعلق سیکورٹی سے ہے شاید"...... کاؤنٹر مین نے قدرے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

" ہاں ۔ میں کرنل فریدی کے ساتھ کام کر رہا ہوں"...... عمران نے کہا۔

" کرنل فریدی صاحب کے بارے میں تو میں نے سنا ہوا ہے کہ وہ بہت بڑے جاسوس ہیں اور اس کانفرنس کے سیکورٹی انچارج ہیں اور کرنل فریدی صاحب کا نام جب آپ نے لیا تب میں چونکا ۔ اصل بات یہ ہے کہ اس فہرست میں ایک نام شعیب نظامی صاحب کا ہے ۔ میں ان کے بارے میں آپ کو ایک بات بتانا چاہتا ہوں لیکن جناب ۔ میں ایک غریب آدمی ہوں اس لئے پہلے آپ وعدہ کریں کہ میرا نام درمیان میں نہ آئے گا"...... کاؤنٹر مین نے کہا۔

" وعدہ رہا"...... عمران نے فوراً وعدہ کر لیا۔

" جناب ۔ ہمارے مالک کا ایک ریستوران کنگ روڈ پر بھی واقع ہے ۔ میری ڈیوٹی اصل میں اسی ریستوران میں تھی لیکن یہاں کا کاؤنٹر مین اچانک بیمار ہو گیا تو مینجر صاحب نے مجھے یہاں بلا لیا ہے ۔ میں ابھی تقریباً نصف گھنٹہ پہلے یہاں آیا ہوں ۔ شام کے وقت جب میں وہاں ڈیوٹی پر تھا تو یہ شعیب نظامی صاحب وہاں تین غیر ملکیوں کے ساتھ آئے اور وہ کافی دیر تک وہاں بیٹھے باتیں کرتے رہے ۔ پھر وہ سب اٹھ کر اکٹھے چلے گئے ۔ آپ کی فہرست میں جب میں نے ان کا نام دیکھا تو مجھے ان کے غیر ملکیوں کے ساتھ اس پراسرار انداز میں میٹنگ یاد آ گئی ہے"...... کاؤنٹر مین نے کہا۔

" تم اس شعیب نظامی کو کیسے جانتے ہو"...... عمران نے پوچھا۔

"جناب ۔ ان کی رہائش گاہ اس ریستوران کے قریب ہی ہے اکثر ریستوران میں آتے رہتے ہیں ۔ اس لئے میں انہیں اچھی طرح جانتا ہوں اور پہچانتا ہوں" ...... کاؤنٹر مین نے جواب دیا۔

"ان غیر ملکیوں کو تم نے دیکھا ہے ۔ ان کے حلیئے بتا سکتے ہو" ...... عمران نے کہا۔

"میں نے اس وقت تو انہیں غور سے نہیں دیکھا تھا لیکن بہرحال سرسری طور پر تو بتا سکتا ہوں" ...... کاؤنٹر مین نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے حلیئے بتانے شروع کر دیئے جسے سن کر عمران کا دل بلّیوں اچھلنے لگا کیونکہ کاؤنٹر مین جو حلیئے بتا رہا تھا وہ مارک اور اس کے ساتھیوں کے ہی تھے۔

"شعیب کا کیا حلیہ ہے" ...... عمران نے پوچھا تو کاؤنٹر مین نے اس کا حلیہ بتا دیا۔

"اس کی کوٹھی کا نمبر اور پتہ" ...... عمران نے کہا اور کاؤنٹر مین نے نمبر اور پتہ بتا دیا۔

"اوکے ۔ بے حد شکریہ ۔ میں چیک کر لوں گا ۔ ویسے تم قطعی بے فکر رہو ۔ تمہارا نام کسی صورت بھی سامنے نہیں آئے گا" ...... عمران نے کہا اور واپس اپنے ساتھیوں کی طرف بڑھ گیا۔

"بعض اوقات ایسے اتفاقات پیش آجاتے ہیں کہ انسان اللہ تعالیٰ کی قدرت پر حیران رہ جاتا ہے" ...... عمران نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ جا کر کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"کیا ہوا ۔ کیا کوئی خاص بات معلوم ہو گئی ہے" ...... سب نے چونک کر پوچھا اور عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کاؤنٹر مین سے ہونے والی ساری بات دوہرا دی۔

"حیرت ہے ۔ واقعی یہ عجیب اتفاق ہے" ...... سب نے کہا۔

"جسے ہم اتفاق کہتے ہیں یہ دراصل اللہ تعالیٰ کے ایک خاص نظام کے تحت ہوتا ہے ۔ بہرحال اب یہ بات تو طے ہو گئی ہے کہ مارک اس شعیب نظامی کو آلہ کار بنا رہا ہے اور کرنل فریدی نے بتایا تھا کہ یہ شعیب وہاں انتظامی انچارج ہے" ...... عمران نے کہا۔

"اب باقی کیا بات رہ گئی ہے ۔ چل کر اس شعیب کو پکڑ لیتے ہیں اور مسئلہ ختم" ...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"لیکن اس وقت وہ شعیب اپنی جیبوں میں بم ڈالے تو نہ لیٹا ہوا ہو گا ۔ لامحالہ کل صبح جب کانفرنس ہال میں جائے گا تو بم لے کر جائے گا ۔ اس وقت اسے پکڑنا ہو گا ۔ ورنہ اب تو وہ ہر بات سے صاف انکار کر دے گا" ...... عمران نے کہا۔

"وہ مارک کے بارے میں تو بتا سکے گا ۔ اسے تو گرفتار ہونا چاہئے" ...... صفدر نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ ہمیں انہیں چونکانا نہیں چاہئے بلکہ صبح انہیں گھیرا جائے" ...... جولیا نے کہا۔

"نہیں ۔ میں نے کرنل فریدی سے صرف اللہ تعالیٰ کی امداد کے بھروسے پر وعدہ کر لیا تھا کہ میں صبح ہونے سے پہلے اس مارک کو ٹریس

کرلونگا اور اللہ تعالیٰ نے اس طرح غیبی طور پر میری امداد کر کے میرا بھرم رکھ لیا ہے ۔ اس لئے مارک کو ہر صورت میں گرفتار ہونا چاہئے "...... عمران نے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا ۔ اس کے ساتھی بھی اس کے ساتھ ہی اٹھ کھڑے ہوئے ۔ اسی لمحے ویٹر بل لے کر آگیا تو عمران نے بل ادا کرنے کے ساتھ ساتھ اسے خاصی بڑی ٹپ بھی دی اور پھر وہ سب تیز تیز قدم اٹھاتے بیرونی گیٹ کی طرف بڑھ گئے ۔

شعیب اپنے بیڈ روم میں بستر پر لیٹا ہوا ٹی وی دیکھ رہا تھا اور ساتھ ساتھ وہ شراب بھی پی رہا تھا ۔ اس کی عادت تھی کہ وہ سونے سے پہلے شراب ضرور پیتا تھا اور شراب پینے کے ساتھ ساتھ وہ ٹی وی بھی دیکھتا رہتا ۔ اسی لمحے اچانک ساتھ پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی ۔ شعیب جب بھی بیڈ روم میں آتا تو وہ فون کا ڈائریکٹ کنکشن بیڈ روم میں ساتھ رکھ لیتا تھا تاکہ اگر کوئی اہم کال ہو تو وہ براہ راست اسے سن سکے ۔

" یہ کس کی کال ہے اس وقت "...... شعیب نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی ہاتھ بڑھا کر اس نے رسیور اٹھا لیا ۔

" یس "...... شعیب نے رسیور اٹھاتے ہوئے کہا ۔

" شعیب صاحب سے بات کرائیں ۔ میں رحمت شاہی بول رہا ہوں ویٹر ۔ میں نے انہیں انتہائی اہم اطلاع دینی ہے "...... دوسری

طرف سے انتہائی تیز لہجے میں کہا گیا تو شعیب بے اختیار چونک پڑا۔ کیونکہ وہ اس رحمت شاہی نامی ویٹر سے اچھی طرح واقف تھا۔ یہ اس کی کوٹھی کے قریب ریستوران میں ویٹر تھا اور اسی کے ذریعے شعیب غیر ملکی شراب منگوایا کرتا تھا۔

"رحمت شاہی تم۔ میں شعیب بول رہا ہوں۔ کیا بات ہے"۔ شعیب نے حیران ہو کر کہا۔

"جناب۔ میں اس وقت اپنی جان پر کھیل کر آپ کو فون کر رہا ہوں۔ میری آج ڈیوٹی مین روڈ والے ریستوران میں ہے۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے وہاں ایک عورت اور چند مرد آئے۔ میں نے انہیں کافی سرو کی پھر ان میں سے ایک آدمی کاؤنٹر پر آیا۔ اس نے وہاں سے سیکورٹی کے کرنل فریدی کو فون کیا۔ وہ اپنا نام علی عمران بتا رہا تھا۔ کرنل فریدی نے اسے دس افراد کی فہرست اور پتے لکھوائے جس میں آپ کا نام اور پتہ بھی شامل تھا۔ کاؤنٹر پر ڈیوٹی الطاف کی تھی۔ اس نے علی عمران کو بتایا کہ شام کو اس کی ڈیوٹی آپ کی کوٹھی کے قریب والے ریستوران پر تھی تو آپ تین غیر ملکیوں کے ساتھ وہاں کافی دیر تک رہے اور پراسرار انداز میں باتیں کرتے رہے۔ اس علی عمران نے آپ کا اور ان غیر ملکیوں کے حلیئے بھی اس سے معلوم کئے اور آپ کی رہائش گاہ کا پتہ بھی پھر وہ چلے گئے۔ میں اس وقت کاؤنٹر کے قریب سروس روم میں موجود تھا۔ اس لئے میں نے ساری بات سن لی۔ وہ کانفرنس ہال کو تباہ کرنے والے کسی دہشت گرد گروہ کو تلاش کرنے کی بات کر رہے تھے

میر ن کے جانے کے بعد فوراً باہر یا اور اب قریبی پبلک فون بوتھ سے پ کو فون کر رہا ہوں"۔ رحمت شاہی نے بڑے پراسرار سے لہجے میں کہا۔

لیکن میرا کسی دہشت گرد گروہ سے کیا تعلق اور وہ غیر ملکی تو سیاح تھے۔ میں نے انہیں ازراہ اخلاق ؛ ئے پلا دی تھی۔ بہرحال تمہارا شکریہ۔ تمہیں اس اطلاع کا انعام ملے گا"...... شعیب نے جواب دیا او پھر ہاتھ مار کر اس نے کریڈل پریس کیا اور اس کے ساتھ ہی اس تیزی سے وہ نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے جو مہمان خانے کے عا ره فون کے تھے۔

"یس"...... رابطہ ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"شعیب بول رہا ہوں"...... شعیب نے تیز لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ تم اور اس وقت۔ بں مارک بول رہا ہوں خیریت"۔ سری طرف سے مارک کی آواز سنائی دی۔ اس کے لہجے میں حیرت کے تھ ساتھ پریشانی کا عنصر بھی نمایاں تھا۔

"کیا آپ سیکورٹی کے کسی علی عمران کو جانتے ہیں"...... شعیب نے پوچھا۔

"علی عمران۔ اوہ۔ ہاں۔ کیں۔ وہ تو پاکیشیا کا مشہور سیکرٹ جنٹ ہے"۔ اس بار مارک کے۔ بجے میں شدید پریشانی نمایاں تھی۔

"تو پھر آپ فوری طور پر یہ مہمان خانہ چھوڑ دیں۔ عقبی طرف سے یک راستہ جاتا ہے۔ جو آپ کو عقبی سڑک پر پہنچا دے گا۔ آپ اس

طرف سے فوری طور پر نکل جائیں اور اپنا تمام سامان اور اپنے تمام شواہد سب ساتھ لے جائیں کیونکہ سیکورٹی والے ابھی تھوڑی دیر میں میری رہائش گاہ پر چھاپہ مارنے والے ہیں ۔ انہیں آپ کی یہاں موجودگی کا علم ہو گیا ہے"...... شعیب نے تیز لہجے میں کہا۔

"لیکن وہ"...... مارک نے انتہائی پریشان لہجے میں کہا۔

"میں پیچھے نہیں ہٹوں گا ۔ آپ بے فکر رہیں ۔ کام ہر صورت میں ہو گا لیکن اب ہمیں اپنا سارا لائحہ عمل تبدیل کرنا پڑے گا آپ یہاں سے نکل جائیں تاکہ آپ ان کے ہاتھ نہ آسکیں ۔ میں انہیں سنبھال لوں گا ۔ آپ ایسا کریں کہ باہر جا کر کسی پبلک فون بوتھ سے مجھے فون کریں ۔ میرا نمبر نوٹ کر لیں"...... شعیب نے تیز تیز لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اپنا مخصوص فون نمبر بتا کر اس نے رسیور رکھ دیا ۔ اس کے چہرے پر شدید پریشانی کے تاثرات نمایاں تھے ۔ اس نے ریموٹ کنٹرول سے ٹی وی بند کر دیا اور بڑی لائٹیں بجھا کر بیڈ لائٹ جلا دی تاکہ باہر سے یہی سمجھا جائے کہ وہ سو رہا ہے ۔ لیکن ظاہر ہے اس فون کے بعد اسے نیند کیسے آسکتی تھی ۔ اس کے ذہن میں وہ انتہائی بھاری مالیت کا گارنیٹڈ چیک گھوم رہا تھا ۔ اگر مارک اور اس کے ساتھیوں کا مشن پورا نہ ہوا تو ظاہر ہے یہ چیک اس سے واپس لے لیا جائے گا اور وہ یہ بات بھی اچھی طرح جانتا تھا کہ جو لوگ اس قدر بھاری رقم کے چیک دے سکتے ہیں وہ اسے واپس وصول بھی کر سکتے ہیں ۔ اس لئے اس کا ذہن مسلسل اس بات پر غور کر رہا تھا کہ ان حالات میں مشن

کی تکمیل کا کیا لائحہ عمل بنایا جائے ۔ ایسا لائحہ عمل کہ مشن بھی مکمل ہو جائے اور اس کی جان بھی بچ جائے اور اس کی ذات بھی نشانہ نہ بن سکے کیونکہ وہ یہ بات بھی جانتا تھا کہ اب جبکہ اس کی ذات مشکوک ہو گئی ہے تو اب صبح کانفرنس ہال میں اس کی انتہائی سختی سے نگرانی کی جائے گی اور ہو سکتا ہے کہ باقاعدہ جامہ تلاشی بھی لی جائے ظاہر ہے ان حالات میں وہ پہلے کی طرح دو ٹی ایس بم اپنی سیفٹی جیکٹ کی جیبوں میں چھپا کر تو نہ لے جا سکتا تھا اور یہ بھی ہو سکتا تھا کہ اس کا داخلہ بھی کانفرنس ہال میں بند کر دیا جائے ۔ وہ مسلسل ان ساری باتوں پر غور کر رہا تھا کہ ایک خیال بجلی کے کوندے کی طرح اس کے ذہن میں لپکا تو وہ بری طرح اچھل پڑا ۔ اس کے چہرے پر یکلخت انتہائی مسرت کے تاثرات ابھر آئے ۔ اس کے ذہن میں مشن کی تکمیل کا ایک اچھوتا آئیڈیا آگیا تھا ۔ اسے معلوم تھا کہ کانفرنس تین روز تک جاری رہنی تھی پہلے روز تو صرف افتتاحی اجلاس تھا ۔ وفود کا صرف تعارف ہونا تھا ۔ دوسرے اور تیسرے روز کا اجلاس سب سے اہم تھا ۔ دوسرے روز تقریریں تھیں اور قرار دادوں کے متن تیار ہونے تھے ۔ تیسرے روز ان قرار دادوں کی منظوری اور پھر آخر میں کانفرنس کے صدر کی تقریر تھی اور اس طرح یہ کانفرنس ختم ہو جاتی ۔ اسے معلوم تھا کہ سیکورٹی والے سب سے زیادہ پہلے روز چوکنا ہوں گے ۔ اگر پہلے روز کچھ نہ ہوا تو لامحالہ سختیاں کم ہو جائیں گی ۔ پھر اگر دوسرے روز بھی کچھ نہ ہوا تو پھر صورت حال یکسر تبدیل ہو جاتی تھی ۔ اس طرح تیسرے اور آخری دن

کو انہوں نے روٹین میں لینا تھا اور اس روز کانفرنس ہال کو انتہائی آسانی سے تباہ کیا جا سکتا تھا۔ چنانچہ اس نے فیصلہ کر لیا کہ وہ مارک سے یہ بات منوائے گا کہ مشن پہلے روز کی بجائے تیسرے روز مکمل کیا جائے۔ ابھی وہ یہ فیصلہ کر ہی رہا تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی اور شعیب نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... شعیب نے کہا۔

"مارک بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے مارک کی آواز سنائی دی۔

"آپ محفوظ جگہ پہنچ گئے ہیں یا نہیں"...... شعیب نے پوچھا۔

"ہاں۔ ہم قطعی محفوظ جگہ پر پہنچ گئے ہیں۔ اب تم تفصیل بتاؤ کہ تمہیں یہ اطلاع کیسے اور کس نے دی ہے۔ پوری تفصیل بتاؤ۔ یہ بات ہمارے لئے انتہائی اہم ہے"...... مارک کا لہجہ بے حد سنجیدہ تھا تو شعیب نے رحمت شاہی ویٹر کی کال آنے اور اس کی بتائی ہوئی پوری تفصیل بتا دی۔

"اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ اس ریستوران میں ہماری ملاقات چیک کی گئی ہے۔ بہرحال اب تمہارا کیا پروگرام ہے"...... مارک نے کہا۔

"پروگرام وہی ہے جو پہلے تھا لیکن صرف لائحہ عمل تبدیل کرنا ہوگا"...... شعیب نے کہا۔

"دیکھو شعیب۔ ہمارے لئے یہ مشن زندگی موت کا مسئلہ ہے۔ ہم

نے ہر صورت میں یہ مشن مکمل کرنا ہے اور تم نے دیکھ لیا ہے کہ سیکورٹی والے کرنل فریدی اور علی عمران بھوتوں کی طرح ہمارے پیچھے لگے ہوئے ہیں۔ اب ہماری ذات بھی مشکوک ہو گئی ہے۔ ظاہر ہے اب تمہارا مشن پر کام کرنے کا سکوپ ہی ختم ہو گیا ہے۔ تم ایسا کرو کہ وہ چیک ہمیں واپس کر دو اور سب کچھ بھول جاؤ"...... مارک نے کہا۔

"آپ کو مشن کی تکمیل چاہئے۔ وہ ہو جائے گی"...... شعیب نے کہا۔

"کس طرح"...... مارک نے کہا تو شعیب نے اسے تیسرے روز واردات کرنے کے بارے میں تفصیل بتائی۔

"نہیں۔ یہ کام پہلے روز ہونا ہے تاکہ کانفرنس منعقد ہی نہ ہو سکے۔ ان حالات میں ہو سکتا ہے کہ وہ پہلے روز قرار دادیں پاس کر کے کانفرنس ہی ختم کر دیں۔ پھر کیا ہوگا اور دوسری بات یہ کہ جس پارٹی کا یہ مشن ہے اس پارٹی کی ہدایات یہی ہیں کہ یہ کانفرنس ہر صورت میں منعقد ہی نہ ہو سکے"...... مارک نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ پھر میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ آپ اپنا چیک واپس لے لو لیکن آپ کس طرح مشن مکمل کریں گے"...... شعیب نے بڑے مردہ سے لہجے میں کہا۔

"ہم نے تو بہرحال کام کرنا ہے۔ ہم کوئی نہ کوئی طریقہ سوچ لیں گے اور یہ بھی سن لو کہ ہمیں چیک کی واپسی سے دلچسپی نہیں ہے۔

اگر کوئی محفوظ لائحہ عمل سوچ سکتے ہو تو مجھے بتا دو تاکہ میں مطمئن ہو سکوں"...... مارک نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ ایک منٹ۔ مجھے اچانک ایک اور خیال آگیا ہے۔ ہاں ایسا ہو سکتا ہے۔ بالکل ہو سکتا ہے"...... شعیب نے بڑبڑاتے ہوئے کہا لیکن اس کی بڑبڑاہٹ اتنی اونچی تھی کہ دوسری طرف مارک نے اس کی آواز سن لی تھی۔

"کیا ہو سکتا ہے"...... مارک نے پوچھا۔

"جناب۔ آپ قطعی بے فکر رہیں۔ آپ کا مشن انتہائی محفوظ طور پر مکمل ہوگا اور پہلے روز ہی ہوگا"...... شعیب نے بڑے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کس طرح۔ ذرا تفصیل سے بات کرو"...... مارک نے اس بار قدرے تلخ لہجے میں کہا۔

"جناب۔ آپ یہ دونوں بم تیار رکھیں اور صبح چھ بجے مارٹی چوک پر یہ دونوں بم میں آپ سے وصول کر لوں گا اور اس کے بعد یہ بم اس جگہ پہنچ جائیں گے جو جگہ پہلے تجویز کی گئی ہے"۔ شعیب نے کہا۔

"کس طرح۔ چیکنگ نہیں ہو گی تمہاری"...... مارک نے کہا۔

"چیکنگ ہو گی۔ لیکن چیکنگ میری ہو گی جبکہ یہ دونوں بم میں اپنے ساتھ کانفرنس ہال میں نہیں لے جاؤں گا بلکہ یہ دونوں بم سیکورٹی جیپ میں رکھ دیئے جائیں گے جس میں سوار ہو کر میں کانفرنس ہال جاؤں گا۔ یہ جیپ جس جگہ جا کر رکے گی وہاں سے

دونوں بم آسانی سے مطلوبہ جگہ پر پہنچائے جا سکتے ہیں"...... شعیب نے کہا۔

"تم بار بار انتہائی مبہم بات کر رہے ہو۔ ہمارے پاس اب اتنا وقت نہیں رہا کہ میں تمہاری یہ مبہم باتیں سنتا رہوں۔ آخری بار کہہ رہا ہوں کہ سب کچھ تفصیل سے بتاؤ"...... اس بار مارک نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"دیکھیں جناب۔ سیکورٹی کی جیپ میری کوٹھی کے اندر پورچ میں آکر رکتی ہے اور ڈرائیور اور گارڈ روزانہ گارڈ روم میں جا کر میری طرف سے ناشتہ کرتے ہیں۔ اس دوران میں یہ دونوں بم جیپ کے اندر سیٹ کے نیچے احتیاط سے رکھ دوں گا۔ چونکہ ان کے گرد وہ مخصوص غلاف موجود ہوگا جس کی وجہ سے چیکنگ ریز انہیں چیک نہ کر سکیں گی اس لئے یہ لامحالہ کلیئر ہو جائیں گے۔ کانفرنس ہال میں سرکاری جیپوں کی پارکنگ کانفرنس ہال کے دائیں کونے میں ہے۔ وہاں جا کر جیپ رک جائے گی اور میں، ڈرائیور اور گارڈ اتر کر پہلے ایک کمرے میں جائیں گے جہاں باقاعدہ حاضری رپورٹ ہوتی ہے۔ یہ جگہ بالکل الگ تھلگ ہے اور اس کے ساتھ ہی سیڑھیاں نیچے تہہ خانے میں جاتی ہیں۔ میں یہ دونوں بم سیٹ کے نیچے سے نکال کر اس سیڑھیوں کے ساتھ موجود بڑے سے گملے کی اوٹ میں چھپا دوں گا اور خود حاضری رپورٹ کے لئے چلا جاؤں گا۔ واپسی پر یہ دونوں بم اٹھا کر اپنی جیبوں میں ڈال لوں گا اور اطمینان سے مشین روم میں پہنچ کر وہاں مطلوبہ جگہ پر پہنچا

دوں گا"...... شعیب نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"لیکن جہاں پارکنگ ہے وہاں تو گاڑیاں مسلسل آتی جاتی ر
ہوں گی اور وہاں افراد بھی موجود رہتے ہوں گے"...... مارک نے کہ

"نہیں جناب۔ میں چونکہ انتظامی انچارج ہوں اس لئے میں س
سے پہلے وہاں پہنچتا ہوں۔ میرے وہاں پہنچنے کے تقریباً ایک گھنٹے
دوسرا عملہ آتا ہے اور میرے پاس اتنا وقت بہرحال ہوگا کہ میں ا
دوران یہ دونوں بم مطلوبہ جگہ پر پہنچا دوں گا"...... شعیب نے کہا۔

"لیکن ہو سکتا ہے کہ تمہاری رہائش گاہ کی خفیہ نگرانی کی جا رہی
اس لئے تم صبح چھ بجے گھر سے نکل کر مارٹی چوک پر پہنچو گے تو تم
وہیں چیک کر لیا جائے گا"...... مارک نے کہا۔

"میں نے مارٹی چوک اس لئے کہا ہے کہ یہ چوک میری کوٹھی
تھوڑے فاصلے پر ہے۔ میرے ساتھ والی کوٹھی ان دنوں خالی ہے
درمیان میں ایک دروازہ موجود ہے۔ میں اس دروازے کے را
ساتھ والی کوٹھی میں جاؤں گا۔ اس کا سائیڈ دروازہ سائیڈ روڈ پر ہے
اس سے مارٹی چوک سامنے ہے۔ اس طرح کسی کی نظروں میں آ
بغیر میں مارٹی چوک پہنچ جاؤں گا اور وہاں سے اس ساتھ والی کوٹھی
راستے واپس اپنی کوٹھی میں بھی پہنچ جاؤں گا۔ آپ قطعی بے فکر رہیں
مشن بالکل مکمل ہوگا"...... شعیب نے کہا۔

"او کے۔ صبح چھ بجے میں مارٹی چوک پر تمہارا منتظر رہوں گا۔ لیـ
ہمارا میک اپ مختلف ہوگا۔ اس لئے نشانی کے طور پر صرف اتنا

دوں کہ ٹریک سوٹ میں زرد رنگ کی چوڑی دھاریاں ہوں گی اور
بس"...... مارک نے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب۔ آپ بے فکر رہیں"...... شعیب نے کہا اور
دوسری طرف سے رسیور رکھے جانے کی آواز سن کر اس نے بے اختیار
اطمینان بھرا ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ اس
اطمینان کی وجہ یہ تھی کہ اس نے مارک کو مطمئن کر دیا تھا اور اب
اسے یقین تھا کہ وہ اس سے یہ پوری رقم واپس نہ لے گا کہ اچانک
فون کے ساتھ رکھے ہوئے انٹرکام کی گھنٹی بج اٹھی۔ شعیب نے رسیور
اٹھانے کے لئے ہاتھ بڑھایا لیکن پھر ہاتھ کھینچ لیا۔ اسے خیال آگیا تھا کہ
وہ تو سو رہا ہے اس لئے فوراً رسیور اٹھانے کا مطلب ہوگا کہ وہ جاگ رہا
ہے۔ اسے یقین تھا کہ یہ کال ملازموں کی طرف سے سکیورٹی کی وجہ
سے ہو رہی ہوگی چنانچہ چند لمحوں کے انتظار کے بعد اس نے رسیور اٹھا
لیا۔

"یس"...... شعیب نے قدرے خمار آلود لہجے میں کہا۔

"عابد بول رہا ہوں جناب۔ سکیورٹی کے افراد آئے ہیں۔ انہوں
نے ہم سب ملازموں کو اسلحے کے زور پر ایک کمرے میں قید کر دیا ہے
اور سارے گھر اور مہمان خانے کی تلاشی لی اور اب انہوں نے کہا ہے
کہ آپ کو بلایا جائے"...... دوسری طرف سے اس کے ہاؤس انچارج
عابد کی انتہائی پریشان سی آواز سنائی دی۔

"سکیورٹی کے افراد۔ کیا مطلب۔ اس وقت وہ رات کو کیوں آئے

ہیں اور انہوں نے کیوں میرے گھر کی اس طرح چوروں کی طرح تلاشی لی ہے"...... شعیب نے لہجے کو غصیلا بناتے ہوئے کہا۔

"یہ تو جناب آپ ان سے بات کر لیں"...... عابد نے کہا۔

"تم اس وقت کہاں سے کال کر رہے ہو اور یہ لوگ کہاں موجود ہیں"...... شعیب نے کہا۔

"سٹنگ روم سے جناب اور یہ بھی سٹنگ روم میں ہی موجود ہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ٹھیک ہے۔ میں آرہا ہوں"...... شعیب نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ تیزی سے اٹھا اور اس نے ایک سائیڈ پر رکھا ہوا اپنا سلیپنگ گاؤن اٹھا کر پہنا اور پھر دروازہ کھول کر وہ باہر نکلا اور تیز تیز قدم اٹھاتا سٹنگ روم کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ سٹنگ روم میں وہ جیسے ہی داخل ہوا اس نے وہاں ایک عورت اور چار مردوں کو موجود پایا۔ اس کے ساتھ ساتھ اس کوٹھی کے تمام ملازم بھی وہاں موجود تھے۔

"آپ کون صاحبان ہیں اور اس طرح رات کے وقت بغیر کسی اطلاع کے آپ نے کیوں میرے گھر کی تلاشی لی ہے"...... شعیب نے اندر داخل ہوتے ہی تیز لہجے میں کہا۔

"میرا نام علی عمران ہے اور یہ میرے ساتھی ہیں اور ہمارا تعلق سیکورٹی سے ہے"...... ان میں سے ایک نے قدرے سرد لہجے میں جواب دیا۔

"مگر"...... شعیب نے کچھ کہنا چاہا۔

"ایک منٹ۔ آرام سے تفصیل سے بات ہوگی"...... عمران نے کہا اور پھر اس نے تمام ملازموں کو باہر جانے کا کہہ دیا۔ ملازم خاموشی سے چلتے ہوئے سٹنگ روم سے باہر نکل گئے۔

"یہ ویسے ہے تو عجیب سی بات کہ آپ کی رہائش گاہ میں ہی مجھے آپ کو کہنا پڑ رہا ہے کہ بیٹھیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"سوری۔ دراصل یہ سب کچھ اس قدر اچانک اور غیر متوقع ہے کہ میرا ذہن ہی اسے قبول نہیں کر رہا۔ بہرحال تشریف رکھیں اور مجھے تفصیل بتائیں کہ یہ سب کیا ہے اور آپ تو غیر ملکی ہیں۔ آپ کا تعلق کیسے سیکورٹی سے ہے"...... شعیب نے جان بوجھ کر اس انداز میں بات کی جیسے وہ ان کی اس طرح اچانک آمد سے پریشان ہوا ہو۔ حالانکہ اسے پہلے سے ہی ان کی آمد کی توقع تھی لیکن ظاہر ہے وہ ان پر یہ بات ظاہر نہ کر سکتا تھا۔ وہ خود بھی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"ہمارا تعلق کرنل فریدی سے ہے۔ اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو کارڈ دکھا سکتا ہوں"...... عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"کرنل فریدی صاحب۔ اوہ۔ اوہ۔ وہ تو کانفرنس ہال کے بھی انچارج ہیں۔ وہ تو بہت بڑی شخصیت ہیں۔ میں بھی کانفرنس ہال کے انتظامی امور کا انچارج ہوں"...... شعیب نے دانستہ یہ سب الفاظ استعمال کرتے ہوئے کہا۔

"ہمیں معلوم ہے۔ آپ یہ بتائیں کہ آج شام آپ کی کہاں گزری ہے"...... عمران نے کہا۔

"میری ۔ میرے متعلق پوچھ رہے ہیں آپ"....... شعیب نے چونکتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں ۔آپ کے متعلق"....... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں تو زیادہ تر اپنی رہائش گاہ میں ہی رہنے کا عادی ہوں ۔ البتہ آج شام میں ساتھ ہی ایک مارکیٹ گیا تھا۔ میں نے کچھ خریداری کرنی تھی ۔ وہاں تین غیر ملکیوں سے ملاقات ہو گئی وہ ایکریمین سیاح تھے ۔ انہوں نے خود ہی مجھ سے بات کی ۔ انہیں یہاں کی کرنسی اور اپنے ڈالرز کے درمیان فرق سمجھ نہ آرہا تھا۔ میں نے انہیں تفصیل سے سمجھا دیا تو انہوں نے میرا شکریہ ادا کیا۔ میں نے ازراہ اخلاق انہیں ساتھ ہی واقع ریستوران میں کافی کی دعوت دی جو انہوں نے قبول کر لی ۔ پھر ہم اس ریستوران میں جا کر بیٹھ گئے ۔ میں چونکہ ایکریمیا میں مراسک کے سفارت خانے میں کافی عرصہ بطور سیکنڈ سیکرٹری کام کرتا رہا ہوں اس لئے ایکریمیا کے بارے میں باتیں شروع ہو گئیں ۔ اس طرح تقریباً ایک ڈیڑھ گھنٹہ گزر گیا۔ پھر میں نے ان سے اجازت لی اور واپس اپنی رہائش گاہ پر آگیا اور اس کے بعد اب تک باہر نہیں گیا"....... شعیب نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا لیکن اس نے اپنا لہجہ سرسری سا رکھا تھا جیسے کوئی عام سی بات کر رہا ہو ۔

"آپ کی باتیں زیادہ تر کس موضوع پر ہوتی رہیں"....... عمران نے کہا۔

"بس عام سے موضوع تھے ۔ آپ کو تو شاید میرے گھر کی تلاشی

کے دوران معلوم ہو گیا ہو گا کہ میں نے شادی نہیں کی ۔ اس لئے ایکریمین لڑکیوں کی ہی باتیں ہوتی رہیں ۔ نائٹ کلب اور وہاں کے ایسے ہی ہوٹلوں کا بھی ذکر ہوا"....... شعیب نے کہا۔

"جو سیاح آپ کو ملے ان کے حلیئے کیا تھے"....... عمران نے پوچھا۔

"حلیئے ۔ لیکن آپ کیوں ان کے متعلق اس قدر تفصیل اور مشکوک انداز میں پوچھ رہے ہیں ۔ وہ تو عام سے سیاح تھے"۔ شعیب نے کہا۔

"آپ بتائیں تو سہی"....... عمران نے کہا۔

"میں نے انہیں اس قدر غور سے تو نہ دیکھا تھا کیونکہ یہ بات تو میرے وہم و گمان میں بھی نہ تھی کہ مجھے ان کے حلیئے بھی بتانے پڑیں گے ۔ پھر بھی میں کافی دیر تک ان کے ساتھ رہا ہوں ۔ پوری تفصیل کے ساتھ نہ سہی لیکن کسی حد تک تو بتا سکتا ہوں"....... شعیب نے کہا اور آنکھیں بند کر لیں ۔ جیسے وہ ذہن پر زور دے رہا ہو ۔ پھر اس نے سب سے پہلے مارک کا حلیہ بتانا شروع کر دیا۔ اس کے بعد جیمز اور آخر میں ہیرلڈ کا حلیہ بتا دیا اور آنکھیں کھول دیں ۔

"کس قسم کا لباس پہنا ہوا تھا انہوں نے"....... عمران نے پوچھا اور اس نے لباس بھی بتا دیا۔

"ان کے نام کیا تھے"....... عمران نے پوچھا۔

"ان میں سے ایک ان کا لیڈر سا لگ رہا تھا اس نے اپنا نام مائیکل بتایا تھا جبکہ باقی دو کے نام جیمز اور ہیرلڈ تھے"۔ شعیب نے جواب دیا

"کانفرنس کے سلسلے میں بھی بات ہوئی ہوگی"...... عمران نے کہا تو اس بار شعیب دل ہی دل میں عمران کی ذہانت کا قائل ہو گیا اسے احساس ہو گیا تھا کہ یہ شخص اسے بڑے ذہانت بھرے انداز میں لپنے ڈھب پر لا رہا ہے۔

"جی ہاں۔ ہوئی تھی۔ میں نے انہیں بتایا تھا کہ میں وہاں کا انتظامی انچارج ہوں۔ چنانچہ انہوں نے اس میں گہری دلچسپی لی۔ اس جیمز نے تو بار بار کوشش بھی کی کہ میں انہیں کانفرنس ہال کے اندرونی حفاظتی انتظامات کے بارے میں بتاؤں لیکن میں نے انہیں یہ کہہ کر ٹال دیا کہ یہ سرکاری سیکرٹ ہیں اس لئے میں معذرت خواہ ہوں۔ اس پر اس مائیکل نے کہا کہ کیا وہ انہیں اندر جانے اور کانفرنس دیکھنے کے لئے پاس دلا سکتا ہے لیکن میں نے انہیں بتایا کہ سوائے رجسٹرڈ اخباری نمائندوں، فوٹو گرافروں اور متعلقہ افراد کے اور کوئی شخص اندر نہیں جا سکتا اور اس کا تمام تر چارج بھی کرنل فریدی صاحب کے پاس ہے۔ میں تو اس سلسلے میں ویسے بھی کچھ نہیں کر سکتا"۔ شعیب نے جواب دیا۔

"پھر آپ انہیں یہاں اپنی رہائش گاہ پر بھی لے آئے"...... عمران نے اچانک کہا تو شعیب چونک پڑا۔

"یہاں۔ نہیں۔ یہاں میں انہیں کیوں لے آتا"...... شعیب نے لپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

"لیکن آپ کے ملازمین نے بتایا ہے کہ وہ لوگ یہاں آئے

تھے"...... عمران نے کہا۔

"میرے ملازمین۔ بتایا ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ جب وہ یہاں آئے ہی نہیں تو میرے ملازم کیسے کہہ سکتے ہیں۔ بلائیں انہیں اور میرے سامنے پوچھیں ان سے"...... شعیب نے لہجے کو غصیلا بناتے ہوئے کہا۔ کیونکہ مارک کے کہنے پر ہی اس نے شروع سے ہی یہ احتیاط کی تھی کہ ان کی یہاں آمد کا ملازمین کو سرے سے علم ہی نہ ہو سکا تھا۔

"آپ کے مہمان خانے میں ایسے شواہد موجود ہیں کہ چند لوگ وہاں رہے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"مہمان خانہ تو جناب گذشتہ دو ہفتوں سے خالی ہے۔ وہاں میرا کوئی مہمان ٹھہرا ہی نہیں ہے۔ ویسے بھی وہ الگ تھلگ ہے۔ ملازم ہی وہاں آتے جاتے اور صفائی وغیرہ کرتے ہیں میں تو وہاں اس وقت جاتا ہوں جب کوئی مہمان ٹھہرا ہوا ہو"...... شعیب نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ کو معلوم ہے کہ اس وقت گھڑی میں کیا بجا ہوا ہے"۔ اچانک عمران نے کہا تو شعیب اس کے اس اچانک اور غیر متوقع سوال پر واقعی چونک پڑا۔

"جی۔ جی۔ کیا مطلب میں سمجھا نہیں"...... شعیب کے لہجے میں حقیقی حیرت تھی۔

"آپ کا لہجہ اور آپ کی آنکھیں بتا رہی ہیں کہ آپ سوئے نہیں جبکہ آپ کے ملازمین بتا رہے تھے کہ آپ دس بجے بیڈ روم میں چلے گئے

تھے"...... عمران نے کہا۔

"جی ہاں۔ میں روزانہ دس بجے بیڈ روم میں چلا جاتا ہوں لیکن میری عادت ہے کہ میں وہاں ٹی وی دیکھتا رہتا ہوں اور کچھ پیتا پلاتا رہتا ہوں۔ پھر جب مجھے نیند آتی ہے تب سوتا ہوں۔ اب بھی آپ کا فون آنے سے دس منٹ پہلے میں نے ٹی وی بند کر کے بیڈ لائٹ جلائی تھی اور آنکھیں بند کر کے سونے کی کوشش کر رہا تھا کہ عابد کی کال آ گئی۔ شعیب نے کہا۔

"او۔ کے شعیب صاحب۔ ہمیں افسوس ہے کہ آپ کو اس طرح تکلیف دی۔ اصل میں وہ غیر ملکی جو آپ سے ریستوران میں ملے تھے وہ سیکورٹی کے لئے انتہائی مشکوک تھے۔ اس لئے یہ سب کچھ کرنا پڑا۔ اب اجازت دیجئے۔ آپ نے صبح ڈیوٹی پر بھی جانا ہوگا"...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا تو اس کے ساتھی بھی اٹھ کھڑے ہوئے اور شعیب بھی اٹھ کھڑا ہوا۔

"وہ مشکوک تھے۔ نہیں جناب۔ وہ تو عام سے سیاح تھے"۔ شعیب نے کہا۔

"بہرحال آپ آرام فرمائیں۔ خدا حافظ"۔ عمران نے کہا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اسکے ساتھی بھی اسکے پیچھے چلے گئے تو شعیب ایک طویل سانس لیتا ہوا باہر آیا اور پھر وہ واپس اپنے بیڈ روم کی طرف بڑھ گیا۔ اسکے چہرے پر اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے کہ وہ ان خطرناک لوگوں کو ڈاج دینے میں کامیاب ہو گیا ہے۔

مارک ہیرلڈ اور جیمز کے ساتھ ایک کمرے میں موجود تھا۔ جیمز اور ہیرلڈ تو کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے جبکہ مارک مسلسل کمرے میں بڑے اضطرابی انداز میں ٹہل رہا تھا۔ کمرے سے باہر دن کی روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ وہ سب شعیب کی رہائش گاہ کے عقبی حصے سے نکل کر عقبی سڑک پر آئے اور پھر وہاں سے پیدل چلتے ہوئے آگے بڑھ گئے۔ انہیں اب فوری طور پر کسی محفوظ رہائش گاہ کی ضرورت تھی۔ جیمز نے بتایا تھا کہ جس پارٹی سے اس نے ٹی ایس بم خریدے ہیں وہ معقول معاوضے پر فوری طور پر رہائش گاہ بھی مہیا کر سکتی ہے۔ چنانچہ جیمز نے ہی ایک پبلک فون بوتھ سے اس پارٹی کو فون کیا اور پھر انہیں وہیں اسی کالونی میں ہی شعیب کی رہائش گاہ سے تقریباً دو بلاک دور ایک رہائش گاہ مل گئی۔ وہاں اس پارٹی کا آدمی موجود تھا جسے جیمز نے معاوضہ دیا اور وہ آدمی کوٹھی کی چابی انہیں دے کر چلا گیا۔ اس وقت

وہ اس کوٹھی کے ایک کمرے میں موجود تھے جہاں پہنچ کر مارک نے شعیب کو فون کیا اور پھر طویل گفتگو کے بعد یہ طے پایا کہ صبح چھ بجے وہ ان سے بم لے جائے گا اور مشن مکمل کرے گا۔ گو مارک یہ نہ چاہتا تھا کہ شعیب کے مشکوک ہو جانے کے بعد اس سے مشن مکمل کرائے لیکن اس وقت صورت حال ہی ایسی ہو گئی تھی کہ اور کوئی ذریعہ بھی باقی نہ رہا تھا اور وقت بے حد کم تھا۔ اس لئے مجبوراً مارک نے شعیب کو ہی استعمال کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ پھر صبح چھ بجے شعیب نے ایک چوک پر ان سے بموں کا باکس وصول کر لیا اور وہ واپس آگئے۔

اس وقت دن کے تقریباً نو بج چکے تھے اور مارک نے اسے بم دیتے ہوئے اسے اپنی اس نئی رہائش گاہ کا فون نمبر بھی دے دیا تھا اور شعیب کو کہہ دیا تھا کہ جب وہ بموں کو مطلوبہ جگہ پر پہنچا دے تو ان نمبروں پر فون کر کے پوچھے کہ کیا اسد بول رہا ہے۔ جبکہ اسے جواب میں رانگ نمبر کہا جائے گا اور وہ کال ختم کر دے۔ اس کا مطلب ہو گا کہ کام ہو گیا ہے اور اگر وہ اسد کی بجائے کوئی اور نام لے گا تو اس کا مطلب ہو گا کہ کام نہیں ہوا۔ اس وقت وہ سب شعیب کی طرف سے اس کی کال کا انتظار کر رہے تھے۔ گو انہوں نے اپنے طور پر تو شعیب کو یہ یقین دلا دیا تھا کہ وہ اسے کسی مشین پر چیک کرتے رہیں گے لیکن ظاہر ہے ایسی کوئی مشین ہی نہ تھی۔ اس لئے وہ کال کے منتظر تھے۔ پھر تقریباً دس بجے کے قریب اچانک ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو مارک نے جھپٹ کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"....... مارک نے بدلے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کیا یہ نمبر اسد صاحب کا ہے"....... دوسری طرف سے شعیب کی آواز سنائی دی۔

"سوری۔ رانگ نمبر"....... مارک نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اس کا ستا ہوا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا تھا کیونکہ اسد کا نام لینے کا مطلب تھا کہ بم مطلوبہ مشین کے اندر پہنچ گئے ہیں اور اب یہ ان کے ہاتھ میں ہے کہ وہ جب چاہیں اپنا مشن مکمل کر لیں۔ ہیرلڈ اور جیمز کے چہروں پر بھی مسرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"وکٹری باس۔ آخر کار ہم کامیاب ہو گئے"....... ہیرلڈ اور جیمز نے بیک آواز ہو کر کہا۔ ان دونوں کے لہجوں سے بے پناہ مسرت جھلک رہی تھی۔

"ہاں۔ لیکن اب ہمیں فوراً یہ جگہ چھوڑنی ہو گی۔ آؤ"۔ مارک نے کہا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"مگر باس۔ کیوں"....... ہیرلڈ اور جیمز نے بھی اٹھتے ہوئے کہا۔

"آجاؤ فوراً۔ بعد میں بات ہو گی"....... مارک نے مڑے بغیر تیز لہجے میں کہا اور وہ دونوں سر ہلاتے ہوئے اس کے پیچھے چل پڑے۔ تھوڑی دیر بعد وہ اس کوٹھی سے باہر آچکے تھے۔ باہر سڑک پر خاصی ٹریفک تھی۔

"علیحدہ علیحدہ ہو کر چلو۔ جیمز تم مقابل فٹ پاتھ پر چلے جاؤ۔ ہم فی الحال پیدل چلتے ہوئے آگے بڑھیں گے جہاں میں نے دیکھا ہے کہ

کافی کوٹھیاں کرائے کے لئے خالی ہیں ۔ باہر بورڈ لگے ہوئے ہیں ۔ ہمیں ان میں سے کسی کوٹھی کے اندر جانا ہے"...... مارک نے کہا تو دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور جیمز سڑک کراس کر کے دوسری سمت کے فٹ پاتھ پر چلا گیا ۔ کچھ اور آگے جانے کے بعد مارک ایک سائیڈ روڈ پر مڑ گیا اور پھر اسی طرح گھومتے پھرتے آخر کار وہ کافی فاصلے پر ایک چھوٹی سی کوٹھی دریافت کر لینے میں کامیاب ہو گئے جس کے باہر کرائے کے لئے خالی ہے کا بورڈ لگا ہوا تھا جس کے نیچے کسی اسٹیٹ ایجنسی کا نام اور فون نمبر درج تھا ۔ مارک نے اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا اور وہ اس کوٹھی کی طرف بڑھ گئے ۔

" عقبی طرف سے اندر کود و اور پھر چھوٹا پھاٹک کھول دو ۔ یہاں زیادہ افراد ہیں ...... مارک نے ہیرلڈ سے کہا اور ہیرلڈ سر ہلاتا ہوا سائیڈ گلی کی طرف بڑھ گیا جبکہ مارک اور جیمز ٹہلنے کے سے انداز میں آگے بڑھ گئے ۔ کافی آگے جا کر وہ مڑے اور واپس اس کوٹھی کی طرف آئے ۔ انہوں نے کوٹھی کا چھوٹا پھاٹک تھوڑا سا کھلا ہوا دور سے دیکھ لیا تھا ۔

" تم آگے جاؤ اور اچانک گھوم کر اندر چلے جاؤ"...... مارک نے جیمز سے کہا اور جیمز سر ہلاتا ہوا آگے بڑھ گیا ۔ جبکہ مارک نے اپنے قدم سست کر لئے ۔ چند لمحوں بعد جیمز اچانک مڑ کر پھاٹک کے اندر غائب ہو گیا تو مارک ادھر ادھر کا جائزہ لیتا ہوا آگے بڑھا اور جب اس نے دیکھ کہ کوئی خصوصی طور پر اس کی طرف متوجہ نہیں ہے تو وہ بھی اچانک

مڑا اور پھاٹک کے اندر داخل ہو گیا ۔ اندر داخل ہو کر اس نے پھاٹک بند کر دیا ۔ جیمز اور ہیرلڈ دونوں پھاٹک کے ساتھ ہی اندرونی طرف کھڑے تھے ۔

" آؤ اب اندر چلیں " ۔ مارک نے قدرے اطمینان بھرے لہجے میں کہا اور آگے بڑھ گیا ۔ کوٹھی چھوٹی تھی لیکن پوری طرح فرنشڈ تھی ۔ ایک کمرے میں فون بھی موجود تھا البتہ فرنیچر پر گرد و غبار موجود تھا ۔

" تم یہ گرد و غبار صاف کرو ۔ میں ایک فون کر لوں "...... مارک نے کہا اور آگے بڑھ کر اس نے فون کا رسیور اٹھا لیا ۔ اس میں ٹون موجود تھی ۔ اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے ۔

" یس "...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک کرخت سی آواز سنائی دی ۔

" مسٹر سکاٹ سے بات کرائیں ۔ رونالڈ بول رہا ہوں " ۔ مارک نے لہجہ بدل کر بات کرتے ہوئے کہا ۔

"ہولڈ کریں "...... دوسری طرف سے کہا گیا ۔

" سکاٹ بول رہا ہوں "...... چند لمحوں بعد ایک دوسری مردانہ آواز سنائی دی ۔

" رونالڈ بول رہا ہوں سکاٹ ۔ کاروبار کے بارے میں کیا رپورٹ ہے "...... مارک نے پوچھا ۔

" او کے ۔ مال درست طور پر سٹور میں پہنچ چکا ہے "...... دوسری طرف سے کہا گیا ۔

ہیں کہ کانفرنس ہال سے باہر سے وائرلیس ریز کو کانفرنس ہال کے اند استعمال نہیں کیا جاسکتا"...... مارک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میں تو آپ کی بات نہیں سمجھا باس"...... جیمز نے حیران ہو۔ ہوئے پوچھا۔

"اس طرح سمجھ لو کہ ٹی ایس بم اندر پہنچ بھی جاتے تب بھی کانفرنس ہال کے باہر سے انہیں ڈی چارجر کی مدد سے فائر نہ کر سکتے ایسی ریز کانفرنس ہال کا احاطہ کئے ہوئے ہیں جو باہر سے جانے والی قسم کی ریڈیو لہروں کو ٹریس کر کے ختم کر دیتی ہیں۔ اس طرح انہو نے باہر سے وائرلیس بموں کو ڈی چارج نہ کرنے کا بندوبست کیا ہ ہے اس اطلاع ملنے پر میں نے فوری طور پر اپنا طریقہ کار بدل دیا۔ می نے ان دونوں بموں کے ساتھ وائرلیس ڈی چارجر لگانے کی بجا۔ سائیلنٹ ٹائم چارجر فٹ کر دیئے۔ عام ٹائم چارجر کی آواز سنائی د ہے جبکہ سائیلنٹ ٹائم چارجر کی ایجاد کے بعد یہ بہت بڑا نقص ختم گیا ہے۔ اس لئے اب مقرر کردہ وقت پر یہ دونوں بم خود بخود فائر جائیں گے"...... مارک نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ تو یہ بات ہے لیکن یہ سائیلنٹ ٹائم چارجر آپ نے کہا سے حاصل کئے باس"...... جیمز نے حیران ہو کر پوچھا۔

"شعیب کی رہائش گاہ سے فون کر کے منگوائے تھے۔ تم نے جس پارٹی سے ٹی ایس بم حاصل کئے تھے اسی پارٹی سے تمہارا حوالہ دے منگوائے تھے"...... مارک نے جواب دیا۔

"لیکن آپ مجھے کہہ دیتے باس"...... جیمز نے حیران ہو کر کہا۔

"تم دونوں اس وقت پنے کمرے میں تھے۔ میں نے سوچا کہ میں فون پر بات کر دیکھوں۔ اگر انہوں نے کوئی اعتراض کیا تو پھر تمہیں بھیجا جائے گا۔ دراصل میر تمہیں اس وقت باہر نہ بھیجنا چاہتا تھا اور انہوں نے کوئی اعتراض نہ کیا چنانچہ ان کا آدمی آیا اور میں نے انہیں پیمنٹ کر کے مال لے لیا"...... مارک نے جواب دیا تو جیمز نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"آپ نے کون سا وقت مقرر کیا ہے باس"...... ہیرلڈ نے پوچھا۔

"ٹھیک بارہ بجے کا۔ جس وقت کانفرنس اپنے پورے عروج پر ہو گی"...... مارک نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے ابھی دو گھنٹے باقی ہیں لیکن اگر اس دوران بم چیک کر لئے گئے تو"...... ہیرلڈ نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"بے فکر رہو۔ ان بموں کا اس مشین تک پہنچنا ہی اصل مسئلہ تھا اب یہ کسی صورت بھی چیک نہیں ہو سکتے۔ اس لئے لامحالہ ٹھیک بارہ بجے یہ پھٹیں گے اور پورے کانفرنس ہال کے پرخچے اڑ جائیں گے"...... مارک نے بڑے بااعتماد لہجے میں کہا تو جیمز اور ہیرلڈ دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

"تو پھر اب کیا پروگرام ہے۔ کیا ہم بارہ بجے تک یہیں رہیں گے"...... جیمز نے کہا۔

"ہمارے پاس میک اپ کا سامان موجود ہے۔ اس لئے میک اپ

کر کے ہم گیارہ بجے باہر نکلیں گے اور پھر اس کانفرنس ہال کی تباہی کا نظارہ اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے...... مارک نے مسکراتے ہوئے کہا اور جیمز اور ہیرلڈ دونوں ہی بے اختیار مسکرا دیئے۔

عمران اپنے ساتھیوں سمیت کانفرنس ہال سے کچھ فاصلے پر سیکورٹی کی جیپ میں موجود تھا۔ یہ کانفرنس ہال کی طرف جانے والے راستے کی پہلی چیک پوسٹ تھی۔ کرنل فریدی کانفرنس ہال کے اندر کیپٹن حمید اور دوسرے سیکورٹی افسروں کے ساتھ موجود تھا۔ وفود کے آنے کے لئے علیحدہ وی آئی پی گیٹ تھا جہاں فوجی کمانڈوز کا دستہ موجود تھا۔

"اگر آپ کو اس شعیب پر شبہ تھا تو آپ نے اسے رات کو ہی گرفتار کر لینا تھا"...... عقبی سیٹ پر بیٹھے ہوئے صفدر نے کہا۔

"گرفتار کر کے کیا کرتا۔ نہ ہی اس کی رہائش گاہ سے مارک اور اس کے ساتھی ملے اور نہ ہی ان کی وہاں موجودگی کے کوئی شواہد سامنے آئے۔ ملازمین سرے سے ہی ان کی وہاں موجودگی سے بے خبر تھے۔ اس کے علاوہ مکمل تلاشی بھی لی گئی لیکن وہاں سے نہ ہی کوئی بم

دستیاب ہوا اور نہ ہی کوئی ایسی چیز ملی جسے مشکوک قرار دیا جا سکتا۔ البتہ وہ شعیب ضرور اداکاری کر رہا تھا۔ اب اس کی اداکاری تو گرفتاری کی کوئی وجہ نہیں بنتی"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"اگر اس شعیب کو وہیں دو تھپڑ لگ جاتے تو وہ سب کچھ بتا دیتا"...... تنویر نے کہا۔

"واقعی سب کچھ بتا دیتا۔ لیکن میرا اندازہ ہے کہ اسے خود معلوم نہیں تھا کہ مارک اور اس کے ساتھی کہاں ہیں۔ ورنہ میں یہ کام بھی ضرور کر لیتا۔ اسی لئے تو میں اسے چھوڑ کر واپس آگیا تھا تاکہ وہ مطمئن ہو کر اپنے مشن پر کام کرتا رہے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

"وہ جیپ آ رہی ہے۔ جو شعیب کو لینے کے لئے بھجوائی گئی تھی"...... اچانک جولیا نے عقبی شیشے میں دیکھتے ہوئے کہا اور وہ سب بے اختیار چونک پڑے۔ تھوڑی دیر بعد سیکورٹی کی جیپ فرسٹ چیک پوسٹ پر پہنچ کر رک گئی۔ یہ وہی جیپ تھی جو ان کے سامنے شعیب کو لینے گئی تھی۔ اس میں پروٹوکول کے مطابق ڈرائیور کے ساتھ ایک مسلح گارڈ بھی تھا۔ جیپ رکتے ہی شعیب، ڈرائیور اور مسلح گارڈ تینوں نیچے اتر کر سائیڈ پر بنے ہوئے کمرے کی طرف بڑھ گئے۔ یہاں ان تینوں کی جامہ تلاشی کے ساتھ ساتھ گائیگر کے ذریعے بھی مکمل تلاشی لی جاتی تھی حتیٰ کہ ان کے جوتے اور اس کا طرح کا تمام سامان جو ان کے

جسموں کے ساتھ اندر جاتا تو۔ ان سب کی مکمل اور تفصیلی چیکنگ ہوتی تھی۔ ان تینوں کے اس کمرے میں جانے کے بعد ایک سیکورٹی آفیسر باہر آیا۔ اس کے ہاتھ میں جدید ترین سکرین گائیگر تھا۔ اس نے اس سکرین گائیگر کی مدد سے جیپ کی مکمل اور تفصیلی تلاشی لی۔ حتیٰ کہ انہوں نے ٹائروں کے اندرونی حصوں اور جیپ کے نچلے حصے کو بھی باقاعدہ چیک کیا۔ چیکنگ کے بعد سیکورٹی آفیسر نے جیب سے ایک کاغذ نکالا اور اس پر دستخط کئے اور یہ کاغذ اس نے جیپ کی ونڈ سکرین کے کونے پر اندرونی طرف چسپاں کر دیا اور خود واپس چلا گیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ جیپ میں کوئی چیز موجود نہیں ہے"۔ جولیا نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد شعیب اس کے پیچھے ڈرائیور اور سب سے آخر میں مسلح گارڈ بھی چیکنگ روم سے باہر آگئے۔ ان کے سینوں پر چیکنگ کارڈ چسپاں تھے۔ اس کا مطلب تھا کہ انہیں مکمل طور پر چیک کر لیا گیا ہے اور وہ ہر لحاظ سے اوکے ہیں۔ وہ تینوں جیپ میں بیٹھے اور اس کے ساتھ ہی راڈ ہٹا لیا گیا اور جیپ راڈ کو کراس کرتی ہوئی اندر چلی گئی۔

"یہ کیا ہوا۔ اب تو یہ کانفرنس کے اختتام سے پہلے تو باہر نہیں نکل سکتا اور اندر اور کوئی چیز جا نہیں سکتی"...... جولیا نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"اس کا بظاہر تو مطلب یہ ہے کہ جو کچھ ہم سمجھ رہے ہیں۔ وہ غلط ہے۔ شعیب درست ہے"...... عمران نے کہا اور جیپ سٹارٹ کر کے

چیک پوسٹ کی طرف بڑھا دی ۔ اس کی پیشانی پر سوچ کی شکنیں موجود تھیں ۔ جیپ قریب پہنچنے پر سیکورٹی افیسر آگے بڑھا تو عمران نے اسے سرخ کارڈ دکھایا ۔ سیکورٹی آفیسر نے کارڈ عمران کے ہاتھ سے لیا اور اندرونی کمرے کی طرف بڑھ گیا جہاں چیکنگ کمپیوٹر نصب تھا ۔ عمران کو معلوم تھا کہ کارڈ اس کمپیوٹر سے چیک ہوگا اور او کے ہونے کی صورت میں ہی انہیں اندر جانے دیا جائے گا ۔ یہ انتہائی سخت ترین چیکنگ سسٹم کرنل فریدی کا تھا ۔ وہ خود بھی اندر جاتا تو اس طرح چیکنگ کرا کر ہی جا سکتا تھا ۔ کچھ دیر بعد سیکورٹی آفیسر ہاتھ میں کارڈ پکڑے واپس آیا ۔ اس نے کارڈ عمران کے حوالے کیا اور پیچھے ہٹ کر اس نے راڈ ہٹانے کا اشارہ کر دیا ۔ عمران نے جیپ سٹارٹ کی اور راڈ ہٹنے پر وہ جیپ کو آگے بڑھا کر لے گیا ۔ کافی آگے جانے کے بعد وہ سیکنڈ چیک پوسٹ پر پہنچ گئے ۔ یہاں صرف کارڈ کو ایک نظر دیکھا گیا اور انہیں آگے جانے کی اجازت دے دی گئی ۔ تھوڑی دیر بعد اس نے جیپ سیکورٹی کے لئے مخصوص پارکنگ میں جا کر روکی اور پھر نیچے اتر آیا ۔ اس کے ساتھی بھی نیچے اتر آئے ۔

"آؤ ادھر انتظامیہ کے لئے مخصوص پارکنگ اور انٹرنس کو چیک کریں ۔ شعیب ادھر ہی گیا ہوگا" ...... عمران نے کہا اور آگے بڑھ گیا ۔

"یہاں تو واقعی انتہائی سخت ترین چیکنگ نظام قائم کیا گیا ہے ۔ اس قدر سخت انتظام کا تو مجھے اندازہ ہی نہ تھا" ...... صفدر نے حیران ہوتے ہوئے کہا اور باقی ساتھیوں نے بھی اثبات میں سرہلا دیئے ۔

"شعیب کی انٹرنس سے پہلے ایک بار پھر چیکنگ ہوگی ۔ اس کے بعد اسے اندر جانے کی اجازت والا کارڈ ملے گا" ...... عمران نے کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے ۔ تھوڑی دیر بعد وہ اس جگہ پہنچ گئے جہاں انتظامیہ کی گاڑیاں پارک ہوئی تھیں وہاں شعیب والی جیپ کے علاوہ صرف ایک اور جیپ موجود تھی ۔ باقی پارکنگ خالی پڑی ہوئی تھی ۔ ساتھ ہی ایک بڑا کمرہ تھا اور اس کے اندر ایک کافی بڑی اور اونچی مشین لگی ہوئی تھی ۔ مشین کے ساتھ دو آپریٹر موجود تھے ۔ ان کے علاوہ کمرے کے اندر دو مسلح سیکورٹی گارڈز موجود تھے ۔ ایک طرف میز اور کرسی علیحدہ رکھی ہوئی تھی جس پر چیکنگ انچارج بیٹھا ہوا تھا ۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کو اندر آتے دیکھ کر وہ کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا ۔ کیونکہ کرنل فریدی کے ساتھ اس آفیسر سے عمران کا تعارف ہو چکا تھا اس لئے وہ عمران کو پہچانتا تھا ۔

"آیئے جناب ۔ آپ انتظامیہ کی سائیڈ پر کیسے آگئے" ...... اس آفیسر نے مسکراتے ہوئے پوچھا ۔

"شعیب نظامی صاحب کی چیکنگ ہو گئی ہے" ...... عمران نے پوچھا ۔

"جی ہاں ۔ ابھی پانچ منٹ پہلے ہوئی ہے اور وہ چلے گئے ہیں" ۔ آفیسر نے جواب دیا ۔

"کمپیوٹر رپورٹ مجھے دکھائیں" ...... عمران نے کہا تو آفیسر نے سر ہلاتے ہوئے میز کی دراز کھولی اور ایک لمبی سی پٹی جس پر چیکنگ موجود

تھی نکال کر عمران کی طرف بڑھادی۔اس پر شعیب کا نام اور کوڈ بھی درج تھا۔ عمران غور سے اس رپورٹ کو دیکھتا رہا پھر اس نے ایک طویل سانس لے کر اسے واپس کر دیا۔

"یہ سپیشل چیکنگ رپورٹ ہے"....... عمران نے کہا۔

"جی ہاں ۔کرنل فریدی صاحب نے حکم دیا تھا کہ ان کی سپیشل چیکنگ کی جائے"....... آفیسر نے رپورٹ واپس لیتے ہوئے کہا اور عمران نے اثبات میں سرہلا دیا۔اسی لمحے دو انتظامی آفیسر اندر داخل ہوئے تو عمران چیکنگ آفیسر سے اجازت لے کر باہر آگیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ واقعی ہمارا شبہ غلط تھا۔یہ شعیب صاف ہے"....... عمران نے باہر آکر کہا اور باقی ساتھیوں نے بھی اثبات میں سرہلا دیئے۔

"آؤ اب باہر جا کر ہمیں اس مارک کو تلاش کرنا ہے"....... عمران نے واپس سیکورٹی پارکنگ کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"یہ مارک تو مسئلہ بن گیا ہے۔یوں لگتا ہے جیسے اس نے چادر سلیمانی اوڑھ رکھی ہو۔ تھوڑا سا ظاہر ہوتا ہے تو پھر غائب ہو جاتا ہے"....... جولیا نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"آپ کے ذہن میں اس کی تلاش کا کوئی کلیو موجود ہے"۔ صفدر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں۔ایک کلیو ذہن میں ہے۔میں دراصل پہلے اس شعیب کے

بارے میں پوری طرح تسلی کر لینا چاہتا تھا۔اس لئے مجھے ادھر آنا پڑا"....... عمران نے جیپ کے قریب پہنچتے ہوئے کہا۔

"کون سا کلیو ہے۔ کچھ ہمیں بھی بتاؤ"....... صفدر نے جیپ میں سوار ہوتے ہوئے پوچھا۔

"ایک مبہم سی اطلاع ہے اس لئے میں نے اس پر پوری توجہ نہیں کی تھی کیونکہ مجھے سب سے زیادہ فکر اس شعیب کی تھی اب جبکہ شعیب ہر طرح کے شک وشبہ سے بالاتر ہو چکا ہے تو اب اس مارک کو تلاش کرنا ضروری ہو گیا ہے۔اس لئے اب اس اطلاع پر کام کیا جا سکتا ہے"....... عمران نے جیپ سٹارٹ کر کے اسے واپس بیرونی راستے پر چلاتے ہوئے کہا۔

"کیا اطلاع ہے۔یہ تو تم نے بتایا ہی نہیں"....... جولیا نے کہا۔

"اطلاع یہ ہے کہ ہمارے شعیب کی رہائش گاہ پر جانے سے تقریباً ایک گھنٹہ پہلے ایک مقامی آدمی شعیب کے مہمان خانے کے اس دروازے پر آیا تھا جو باہر سڑک پر کھلتا ہے۔اندر سے ایک غیر ملکی باہر آیا اور اس آدمی سے ایک پیکٹ لے کر اس نے اسے رقم دی اور وہ آدمی باہر چلا گیا۔یہ اطلاع ایک سیکورٹی آفیسر کو شعیب کی رہائش گاہ سے کچھ فاصلے پر رہنے والی ایک بوڑھی عورت نے دی تھی۔یہ عورت ٹانگوں سے معذور ہے اور اس کی ہابی ہے کہ وہ سڑک پر کھلنے والی ایک کھڑکی میں بیٹھی آنے جانے والوں کو دیکھتی رہتی ہے۔یہ مقامی آدمی کار پر آیا تھا اور اس نے کار اس بڑھیا کی کوٹھی کے قریب ہی روکی تھی

بوڑھی نے کار کا نمبر اور ماڈل بھی بتایا تھا اور سیکورٹی آفیسر نے جب اس نمبر کو چیک کرایا تو معلوم ہوا کہ یہ کار ایک کلب کی ملکیت ہے۔ اس کلب کا نام مارٹی کلب ہے اور یہ اسلحہ سمگلنگ کے سلسلے میں خاصا بدنام کلب ہے۔ اس کے مالک کا نام مارٹی ہے"...... عمران نے جواب دیا۔

"اس غیر ملکی کا حلیہ بھی بتایا ہوگا اس بڑھیا نے"...... جولیا نے کہا۔

"ہاں اور وہ حلیہ اس کاؤنٹر کلرک کے بتائے ہوئے حلیوں سے مختلف تھا۔ شاید انہوں نے میک اپ کر لئے تھے"...... عمران نے جواب دیا۔

"آپ کا مطلب ہے کہ یہ لوگ شعیب کے مہمان خانے میں رہے ہیں"...... عقبی سیٹ پر بیٹھے ہوئے صفدر نے کہا۔

"ہاں۔ لیکن ہمارے وہاں جانے سے پہلے پراسرار طور پر مہمان خانہ چھوڑ کر کہیں چلے گئے ہیں۔ اسی لئے میں اس شعیب کو پہلے چیک کرنا چاہتا تھا"...... عمران نے کہا۔

"لیکن شعیب کے ملازمین تو ان لوگوں سے واقعی بے خبر لگتے تھے"...... صفدر نے کہا۔

"ہاں۔ دراصل یہ مہمان خانہ رہائش گاہ سے قطعی الگ تھلگ بنا ہوا ہے اور شاید اس بات کا خصوصی انتظام کیا گیا ہو گا کہ ملازمین کو ان کی وہاں موجودگی کا سرے سے علم ہی نہ ہو سکے"...... عمران نے جواب دیا۔

"تو اب تم اس مارٹی کو ٹٹولو گے"...... جولیا نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد جیپ ایک عمارت کے کھلے گیٹ کے اندر داخل ہوئی۔ عمارت پر مارٹی کلب کا ایک پرانا سا بورڈ بھی لگا ہوا تھا۔ عمران نے جیپ ایک سائیڈ پر روکی اور پھر وہ سب نیچے اتر آئے۔ کلب میں واقعی انتہائی گھٹیا درجے کے افراد کی کثرت موجود تھی جو منشیات اور گھٹیا شراب پینے میں مصروف تھے۔

"میرا تعلق سیکورٹی سے ہے۔ مارٹی سے ملنا ہے"...... عمران نے کاؤنٹر پر کھڑے ہوئے ایک پہلوان نما آدمی سے کہا ساتھ ہی جیب سے سیکورٹی کا جاری کردہ سپیشل کارڈ نکال کر اس نے کاؤنٹر پر رکھ دیا۔

"یس سر۔ باس اوپر دفتر میں موجود ہیں سر۔ میں انہیں اطلاع کر دیتا ہوں سر"...... پہلوان نما آدمی نے کارڈ دیکھتے ہی انتہائی گھبرائے ہوئے سے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کاؤنٹر پر موجود انٹر کام کا رسیور اٹھا کر کان سے لگایا اور ایک نمبر پریس کر دیا۔

"جناب سیکورٹی سے آفیسران آئے ہیں اور آپ سے ملنا چاہتے ہیں"...... پہلوان نما آدمی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"میں نے کارڈ دیکھا ہے جناب۔ سپیشل کارڈ ہے جناب"۔ پہلوان نما آدمی نے دوسری طرف سے بات سننے کے بعد کہا۔ اور پھر رسیور رکھ دیا۔

"ادھر آؤ"...... اس نے ایک طرف کھڑے ہوئے ایک نوجوان سے کہا۔

"یس سر"...... اس نوجوان نے جس کے سینے پر سپروائزر کا بیج لگا ہوا تھا قریب آکر کہا۔

"افسران کو باس کے دفتر تک چھوڑ آؤ"...... پہلوان نما آدمی نے سپروائزر سے کہا۔

"یس سر۔ آیئے سر"...... اس نوجوان نے عمران اور اس کے ساتھیوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور پھر وہ سیڑھیاں چڑھتے ہوئے اوپر والی منزل پر پہنچ گئے۔ یہاں ایک دروازے کے سامنے دو مسلح آدمی کھڑے تھے۔

"یہ باس کا دفتر ہے جناب"...... اس سپروائزر نے کہا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک لمبے قد اور درمیانے جسم کا ادھیڑ عمر آدمی باہر آگیا۔ لیکن اس کے چہرے کو دیکھ کر ہی اندازہ ہو جاتا تھا کہ اس کا تعلق زیر زمین دنیا سے ہے۔

"میرا نام مارٹی ہے جناب۔ آیئے جناب"...... کمرے سے باہر آنے والی آدمی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"میرا نام علی عمران ہے اور یہ میرے ساتھی ہیں"۔ عمران نے کہا۔

"یس سر۔ اندر چلیئے سر"...... مارٹی نے کہا اور پھر وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو لے کر اندر دفتر میں آگیا۔ دفتر خاصا بڑا تھا لیکن اس کا فرنیچر کافی پرانا نظر آرہا تھا۔

"تشریف رکھیئے سر اور پہلے فرمایئے کہ آپ کیا پینا پسند کریں گے"...... مارٹی کا لہجہ ایسا تھا جیسے وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کا

خریدا ہوا غلام ہو۔

"ہم ڈیوٹی پر ہیں مارٹی صاحب۔ اس لئے سوری۔ آپ بیٹھیں آپ سے ہمیں چند ضروری باتیں کرنی ہیں"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا تو مارٹی کے چہرے پر قدرے پریشانی کے تاثرات ابھر آئے۔ وہ ان کے سامنے صوفے پر بیٹھ گیا۔

"کل رات آپ کے کلب کی کار شعیب نظامی کی رہائش گاہ پر گئی تھی۔ کون لے کر گیا تھا اسے وہاں"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کار کا نمبر بتا دیا۔

"شعیب نظامی۔ وہ کون صاحب ہیں۔ میں تو انہیں نہیں جانتا"...... مارٹی نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ ویسے اس کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ درست کہہ رہا ہے۔

"وہاں مہمان خانے میں غیر ملکی ایجنٹ موجود تھے جنہیں اسلحے کا پیکٹ پہنچایا گیا ہے"...... عمران نے جواب دیا۔

"اسلحے کا پیکٹ۔ اوہ نہیں۔ ایسا نہیں ہو سکتا۔ میری اجازت کے بغیر کسی صورت بھی کوئی اسلحہ فروخت نہیں کر سکتا اور میں نے تو گزشتہ دو ہفتوں سے کوئی سودا نہیں کیا۔ سیکورٹی کے کرنل فریدی صاحب مجھے اچھی طرح جانتے ہیں۔ انہوں نے مجھے خاص طور پر یہ حکم دیا تھا کہ جب تک کانفرنس ختم نہ ہو جائے۔ میں کسی کو ایک پستول تک فروخت نہ کروں اور میں نے ان سے وعدہ کر لیا ہے کیونکہ کرنل فریدی صاحب کے حکم کے ساتھ ساتھ مجھے بھی اپنے ملک کی عزت کا

پورا پورا احساس ہے۔ آپ بے شک کرنل فریدی صاحب سے پوچھ لیں"...... مارٹی نے جواب دیا۔

"لیکن یہ پیکٹ وہاں پہنچایا گیا ہے۔ یہ بات حتمی ہے۔ کار کا نمبر بھی میں نے آپ کو بتا دیا ہے اور یہ وہی غیر ملکی ہیں جو اس کانفرنس ہال کو تباہ کرنا چاہتے ہیں۔ اس لئے اب یہ آپ کی ڈیوٹی ہے کہ آپ انکوائری کریں اور اس آدمی کو سامنے لے آئیں"۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"بالکل جناب۔ میں ابھی معلوم کرتا ہوں اور اس آدمی کو قبر سے بھی نکال لاؤں گا"...... مارٹی نے کہا اور صوفے سے اٹھ کر میز کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"راجر۔ کار نمبر تھری کل کس کے پاس تھی"...... مارٹی نے رابطہ قائم ہوتے ہی تلخ لہجے میں پوچھا۔

"سارگر تھا۔ وہ موجود ہے"...... مارٹی نے دوسری طرف سے جواب سننے کے بعد کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اسے فوراً میرے دفتر بھیجو۔ ایک ضروری کام ہے"...... مارٹی نے کہا اور رسیور رکھ دیا اور پھر آ کر دوبارہ صوفے پر بیٹھ گیا۔ اس کا چہرہ ستا ہوا تھا۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا اور عمران اسے دیکھ کر چونک پڑا کیونکہ پیکٹ پہنچانے والے کا جو حلیہ بتایا گیا تھا وہ اسی آدمی کا تھا۔

"سارگر۔ تم نے کل رات کسی شعیب نظامی کی رہائش گاہ پر اسلحے کا کوئی پیکٹ پہنچایا تھا"...... مارٹی نے آنے والے آدمی سے مخاطب ہو

کر کہا۔

"یس سر"...... سارگر نے جواب دیا تو مارٹی بے اختیار اچھل پڑا۔

"کس کے حکم پر۔ مجھ سے اجازت کیوں نہیں لی گئی"...... مارٹی نے غصے کی شدت سے چیختے ہوئے کہا۔

"راجر صاحب نے دیا تھا پیکٹ جناب۔ مجھے تو معلوم نہیں"۔ سارگر نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا تو مارٹی تیزی سے مڑا اور اس نے ایک بار پھر انٹرکام کا رسیور اٹھا لیا۔

"راجر میرے دفتر میں آؤ فوراً"...... مارٹی نے تیز اور تحکمانہ لہجے میں کہا اور رسیور رکھ کر وہ مڑا اور خاموشی سے صوفے پر بیٹھ گیا۔ اس نے سارگر کو بیٹھنے کے لئے نہ کہا تھا اس لئے وہ خاموش کھڑا تھا۔ مارٹی کے چہرے پر شدید تشویش کے تاثرات نمایاں تھے۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا آدمی اندر داخل ہوا۔ اس نے ایک نظر عمران اور اس کے ساتھیوں کی طرف ڈالی اور پھر مارٹی کی طرف متوجہ ہو گیا۔

"یس سر"...... آنے والا کا لہجہ مؤدبانہ تھا۔

"تم نے سارگر کے ہاتھ اسلحے کا کوئی پیکٹ بھجوایا تھا راجر"۔ مارٹی نے ہونٹ بھینچتے ہوئے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"جی ہاں"...... راجر نے جواب دیا۔

"کس کے کہنے پر بھجوایا تھا۔ جبکہ میں نے حکم دے رکھا تھا کہ میری اجازت کے بغیر کوئی اسلحہ فروخت نہیں کیا جائے گا"...... مارٹی

نے یکلخت پھاڑ کھانے والے لہجے میں

"لیکن سر۔ یہ پیکٹ تو مجھے سٹور انچارج لافٹر نے بھجوایا تھا اور اس نے کہا تھا کہ آپ کی اجازت سے بھیجا جا رہا ہے۔ کوئی خصوصی پارٹی ہے"...... راجر نے جواب دیا۔

"اس پیکٹ میں کیا تھا"...... اچانک عمران نے راجر سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"مجھے تو معلوم نہیں جناب۔ پیکٹ ملتے ہی میں نے اسے ویسے ہی سارگر کو دے دیا اور یہ دے دیا"...... راجر نے جواب دیا۔ مارٹی ایک بار پھر اٹھا اور فون کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"لافٹر سے بات کراؤ"...... مارٹی نے تیز لہجے میں کہا اور دوسری طرف سے بات سن کر وہ بے اختیار اچھل پڑا۔

"کیا کہہ رہے ہو۔ کب ہوا یہ واقعہ"...... مارٹی نے حیرت سے چیختے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ تو پھر"...... مارٹی نے دوسری طرف سے بات سننے کے بعد ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ایسا ہی کرو۔ اوکے"...... مارٹی نے تیز لہجے میں کہا اور رسیور رکھ کر وہ عمران کی طرف مڑا۔

"لافٹر کو اب سے نصف گھنٹہ پہلے کسی نے گولی مار کر ہلاک کر دیا ہے۔ اس کی لاش میرے اسلحے کے سٹور سے کچھ فاصلے پر واقع باغ سے

ملی ہے۔ مجھے بتایا گیا، کہ اسے ایک فون ملا اور وہ اٹھ کر باہر چلا گیا اور پھر اس کی لاش کی اطلاع ملی"...... مارٹی نے آکر کہا۔

"آپ یہ معلوم کریں کہ لافٹر نے اس پیکٹ میں کیا بھجوایا تھا"...... عمران نے کہا۔

"جی اچھا"...... مارٹی نے ایک بار پھر اٹھتے ہوئے کہا۔

"آپ کے فون میں لاؤڈر نہیں ہے"...... عمران نے کہا۔

"لاؤڈر۔ ہاں ہے"...... مارٹی نے چونک کر کہا۔

"تو اسے آن کر دیں اور یہ سن لیں کہ ہم نے ہر حالت میں یہ معلوم کرنا ہے کہ اس پیکٹ میں کیا تھا بلکہ آپ وہاں موجود آدمی کی مجھ سے بات کرائیں"...... عمران نے بھی کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے"...... مارٹی نے کہا اور آگے بڑھ کر اس نے پہلے لاؤڈر کا بٹن پریس کیا اور پھر رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس"۔ دوسری طرف سے رسیور اٹھاتے ہی ایک آواز سنائی دی۔

"مارٹی بول رہا ہوں ولی۔ سیکورٹی کے عمران صاحب سے بات کرو اور سنو۔ جو کچھ یہ پوچھیں سب سچ بتا دو اور کوئی بات مت چھپانا"۔ مارٹی نے تیز اور تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور مارٹی نے رسیور اپنے ساتھ کھڑے عمران کی طرف بڑھا دیا۔

"ہیلو۔ میں سیکورٹی کا علی عمران بول رہا ہوں"...... عمران نے

انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"یہ بتاؤ کہ لافٹر نے جو پیکٹ یہاں راجر کے پاس ڈیلیوری کے لئے بھجوایا تھا اس میں کیا تھا"...... عمران نے سرد لہجے میں پوچھا۔

"اس میں جناب سائیلنٹ ٹائم چارجر تھے جناب"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران بے اختیار اچھل پڑا۔

"سائیلنٹ ٹائم چارجر۔ اوہ۔ کیا اس قدر جدید ترین ڈیوائس بھی یہاں موجود ہے"...... عمران نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ ہم کاروبار ہی ایسے اسلحے کا کرتے ہیں جناب"۔ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ پہلے بھی اس پارٹی نے کوئی چیز منگوائی ہو گی جس میں یہ سائیلنٹ ٹائم چارجر لگانے ہوں گے"...... عمران نے کہا۔

"یس سر۔ پہلے اس پارٹی نے دو ٹی ایس بم منگوائے تھے جن کے ساتھ وائرلیس ڈی چارجر نصب تھے"...... وکی نے جواب دیا۔

"ٹی ایس بم"...... عمران کے ہونٹ مزید بھنچ گئے۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"یہ پارٹی کون ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"جناب۔ لافٹر کی واقف کار پارٹی ہے۔ اس کا نام جیمز ہے۔ بس اتنا مجھے معلوم ہے کیونکہ یہاں کا انچارج لافٹر ہی تھا۔ ہم تو اس کے معاملے میں بول ہی نہیں سکتے تھے"...... وکی نے جواب دیا۔

"ان ٹی ایس بموں کے علاوہ اور کچھ"...... عمران نے اس بار قدرے نارمل لہجے میں پوچھا۔ وہ شاید اپنے آپ کو حیرت کے شدید جھٹکے سے سنبھال چکا تھا۔

"اور تو کچھ نہیں بھجوایا گیا البتہ یہ دونوں بم پارٹی نے سی ٹی میٹریل میں پیک کر کے بھیجنے کا کہا تھا چنانچہ انہیں پیک کر کے بھیجا گیا تھا"...... وکی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سی ٹی میٹریل۔ ٹھیک ہے۔ یہ بم کس نے سپلائی کئے تھے"۔ عمران نے پوچھا۔

"یہ دونوں بم لافٹر خود دے کر آیا تھا"...... وکی نے جواب دیا۔

"او کے"...... عمران نے کہا اور ہاتھ مار کر کریڈل دبایا اور پھر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس"۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک کرخت سی مردانہ آواز سنائی دی۔

"علی عمران بول رہا ہوں۔ کرنل فریدی صاحب سے فوراً بات کرائیں"...... عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"یس۔ فریدی بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد کرنل فریدی کی مطمئن اور باوقار آواز سنائی دی۔

"کرنل فریدی۔ شعیب صاحب کو فوراً حراست میں لے لیں۔ اس نے دو ٹی ایس بم کانفرنس ہال میں پہنچا دیئے ہیں۔ یہ بم سی ٹی میٹریل میں پیک ہیں اور ان کے ساتھ اس نے انتہائی جدید ترین

ڈیوائس سائیلنٹ ٹائم چارجر لگایا ہوا ہے"...... عمران نے کہا۔

"شعیب ہلاک ہو چکا ہے"...... دوسری طرف سے کرنل فریدی نے کہا تو عمران بے اختیار اچھل پڑا۔

"ہلاک ہو چکا ہے۔ کب اور کیسے"...... عمران نے حیران ہو کر پوچھا۔

"اب سے آدھ گھنٹہ پہلے اسے ہارٹ اٹیک ہوا۔ پھر اس سے پہلے کہ اسے طبی امداد ملتی۔ وہ ختم ہو گیا"...... کرنل فریدی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ اسے باقاعدہ ہلاک کیا گیا ہے"...... عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"اب تک تو اسے ہارٹ اٹیک ہی سمجھا جا رہا تھا لیکن اب تمہاری اطلاع کے بعد تو یہی کہا جا سکتا ہے کہ اسے کسی نامعلوم ذریعے سے ہلاک کیا گیا ہے۔ لیکن تمہیں یہ اطلاع کیسے ملی۔ کیا مارک ٹریس ہو گیا ہے"...... کرنل فریدی نے پوچھا تو عمران نے اسے مارٹی کے پاس جانے سے لے کر اب تک کی تمام تفصیل بتا دی۔

"اس کا مطلب ہے کہ کانفرنس ہال اس وقت سو فیصد رسک پر ہے۔ نجانے اس شعیب نے یہ دونوں ٹی ایس بم کہاں رکھے ہیں۔ ویسے مجھے تصور بھی نہ تھا کہ ٹی ایس بم سی ٹی میٹریل اور سائیلنٹ ٹائم چارجر بھی یہاں دستیاب ہو سکتے ہیں"...... کرنل فریدی نے قدرے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"مارک نے تو جو کام دکھانا تھا وہ دکھا دیا۔ اب تو ہمیں کانفرنس ہال کو بچانا ہے۔ میں وہیں آ رہا ہوں۔ آپ ایسا کریں فوری طور پر کانفرنس ہال خالی کرا دیں"...... عمران نے کہا۔

"اب تو ایسا ممکن ہی نہیں ہے۔ وفود آنا شروع ہو گئے ہیں اور مسلسل آ رہے ہیں۔ ایک گھنٹے بعد افتتاح ہو گا"...... کرنل فریدی نے کہا۔

"نہیں کرنل صاحب۔ آپ فوری طور پر یہ کانفرنس ملتوی کرا دیں ورنہ ہو سکتا ہے کہ سب کچھ ہی ختم ہو جائے"...... عمران نے کہا۔

"میں نے بتایا ہے کہ ایسا ممکن ہی نہیں ہے اور پھر یہ ہماری شکست کا اعلان ہے۔ تم فکر مت کرو۔ میں انہیں ٹریس کر لوں گا"۔ دوسری طرف سے کرنل فریدی نے سخت لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

"کرنل صاحب انا پرستی کے چکر میں پھنس گئے ہیں۔ ویری بیڈ"...... عمران نے رسیور رکھتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ یہ سب کچھ میرے آدمیوں کی وجہ سے ہوا ہے۔ آپ مجھے بتائیں۔ اگر اس کا کوئی حل ہو سکتا ہے تو میں اپنی جان دے کر بھی اس سازش کو ختم کرنے کے لئے تیار ہوں"...... مارٹی نے کہا۔

"اپنے آدمیوں سے پتہ کریں کہ کیا ان کے پاس ساؤنڈ نیم سیکشن چیکنگ مشین موجود ہے"...... عمران نے مارٹی سے کہا اور مارٹی تیزی سے مڑا اور اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس" ...... دوسری طرف سے وکی کی آواز سنائی دی۔

"وکی۔ سٹور میں سارا ڈیم سیکشن چیکنگ مشین موجود ہے"۔ مارٹی نے تیز لہجے میں پوچھا۔

"یس سر۔ موجود ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"فوراً یہ منگواؤ۔ ابھی اور اسی وقت"...... عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"اسے فوراً میرے دفتر بھجواؤ۔ ابھی اور اسی وقت۔ بغیر کوئی وقت ضائع کئے"...... مارٹی نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور مارٹی نے رسیور رکھ دیا۔

"کیا اس سے یہ بم چیک ہو جائیں گے"...... صفدر نے پہلی بار عمران سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ لیکن اگر اس کے وہاں پہنچنے سے پہلے فائر نہ ہو گئے تو"۔ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"کاش یہ مارک ہاتھ لگ جاتا کسی طرح"...... صفدر نے کہا۔

"اس کی بات چھوڑو۔ اس وقت ایک ایک لمحہ قیمتی ہے۔ نجانے ان بموں پر فائرنگ کا کون سا وقت لگایا گیا ہے اور اگر یہ فائر ہو گئے تو یقین کرو۔ یہ نہ صرف پورے عالم اسلام کے لئے المیہ ہو گا بلکہ کرنل فریدی اور میرے ہم دونوں کے لئے ڈوب مرنے کا مقام ہو گا"۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اس کا چہرہ ستا ہوا تھا۔ وہ شاید اس قدر پریشان پہلے کبھی نہ ہوا تھا جتنا اس وقت دکھائی دے رہا تھا۔

"راجر اور سارگر کو واپس بھجوا دوں"...... مارٹی نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد پوچھا اور عمران نے منہ سے جواب دینے کی بجائے اثبات میں سر ہلا دیا اور وہ دونوں خاموشی سے کمرے سے نکل گئے۔ کمرے میں اس وقت ایسا سکوت طاری تھا کہ ہر شخص اپنے اپنے دل کی دھڑکن تک سن رہا تھا۔ تقریباً پندرہ منٹ بعد دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی اور وہ سب اس طرح اچھلے جیسے دستک کی بجائے کوئی بم پھٹ پڑا ہو۔

"یس۔ کم ان"...... مارٹی نے چیخ کر کہا تو دروازہ کھلا اور ایک آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ایک پیکٹ تھا۔

"میں خود آگیا ہوں جناب۔ یہ لیجئے"...... آنے والے نے کہا تو عمران سمجھ گیا کہ یہ وکی ہے۔ اس نے جلدی سے اس کے ہاتھ سے پیکٹ لیا اور اسے کھول کر دیکھا۔

"آؤ۔ ہمیں اب فوراً کانفرنس ہال پہنچنا ہے"...... عمران نے کہا اور بجلی کی سی تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد ان کی کار تیز رفتاری سے ریکارڈ توڑتی ہوئی کانفرنس ہال کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔

کانفرنس ہال سے کافی فاصلے پر واقع دو منزلہ ہوٹل رین بو کے ایک بڑے کمرے میں جیمز، مارک اور ہیرلڈ تینوں موجود تھے۔ وہ تینوں ہی نئے میک اپ اور نئے لباسوں میں موجود تھے۔

"باس۔ ابھی مشن مکمل ہونے میں ایک گھنٹہ باقی ہے"۔ جیمز نے کہا۔

"فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہمارا مشن ہر صورت اور ہر قیمت پر کامیاب ہوگا"...... مارک نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔

"باس۔ ایک بات بتاؤں۔ میں کافی دیر سے سوچ رہا تھا کہ یہ بات آپ سے کروں یا نہ کروں"...... چند لمحے خاموش رہنے کے بعد جیمز نے کہا تو مارک بے اختیار مسکرا دیا۔

"کھل کر بات کرو"...... مارک نے کہا۔

"باس۔ اگر کرنل فریدی نے کسی شبہے کی صورت میں شعیب کو

گرفتار کر لیا اور اس پر تشدد کیا تو اس نے سب کچھ بتا دینا ہے۔ یہ شخص مضبوط اعصاب کا مالک نہیں لگ رہا مجھے"...... جیمز نے کہا۔

"وہ اب سے نصف گھنٹہ پہلے ہارٹ اٹیک میں ہلاک ہو چکا ہے"۔ مارک نے کہا۔

"آپ کو کیسے معلوم ہوا۔ ہم بھی تو آپ کے ساتھ ہیں۔ آپ کو اب تک ایسی کوئی اطلاع بھی نہیں ملی"...... جیمز نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اگر رولف گروپ اور دہشت گردوں کے تمام گروپوں میں یہ بات ضرب المثل بن چکی ہے کہ میں کبھی اپنے مشن میں ناکام نہیں ہو سکتا تو اس کی وجہ ہے اور وہ یہ کہ میں مشن کی تکمیل کے لئے جو بھی پلان بناتا ہوں اس میں کسی قسم کی کوئی گنجائش باقی نہیں چھوڑتا۔ مجھے معلوم تھا کہ شعیب انتہائی کمزور اعصاب کا آدمی ہے مگر مجبوری یہ تھی کہ ہمارے پاس اب وقت نہیں رہا تھا کہ ہم شعیب کو چھوڑ کر کسی اور کو آلہ کار بناتے۔ اس لئے مجبوراً اس کی خدمات حاصل کرنا پڑیں لیکن میرے ذہن میں یہ بات موجود تھی کہ اگر اس پر ذرا بھی کرنل فریدی یا کسی سیکورٹی والے کو شک پڑ گیا تو یہ دو تھپڑوں پر ہی بول پڑے گا۔ اس لئے میں نے اس کا بندوبست اس طرح کیا کہ کام مکمل ہو جانے کے بعد شعیب خود بخود ہلاک ہو جائے۔ تمہیں معلوم ہے کہ میں ہر وقت مختلف قسم کے انتہائی خطرناک زہر اپنے پاس رکھتا ہوں چنانچہ میں نے اس کے لئے سالو کومن زہر کا انتخاب کیا۔ اس زہر

کی خاصیت ہے کہ یہ جسم میں انجیکٹ ہو جانے کے ڈھائی تین گھنٹوں بعد اثر کرتا ہے چنانچہ اس زہر سے بجھی ہوئی سوئی میں نے اپنے ساتھ ہی رکھی۔ صبح جب شعیب کو میں نے بم دیئے تو اس سے الوداعی مصافحہ کرتے ہوئے میں نے اس سوئی کی نوک اس کے جسم میں اتار دی۔ تمہیں یاد ہوگا کہ اس نے مصافحے کے بعد اس طرح ہاتھ کو دیکھا تھا جیسے اسے تکلیف ہوئی ہو۔ لیکن ظاہر ہے اسے اس بارے میں علم نہ ہو سکتا تھا۔ یہ زہر اچانک حملہ کرتا ہے اور آدمی ہر صورت میں مرجاتا ہے موت کے وقت بظاہر یوں لگتا ہے کہ جیسے اس زہر سے مرنے والے آدمی کو ہارٹ اٹیک ہوا ہے اور وہ مر گیا ہے۔ اب یہ تو پوسٹ مارٹم سے معلوم ہوگا کہ وہ ہارٹ اٹیک سے نہیں بلکہ سالوکومن زہر سے ہلاک ہوا ہے لیکن اس سے ہمیں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ جو کام اس نے کرنا تھا وہ ہو چکا ہوگا۔ ہم اپنے ٹھکانے پر پہنچ چکے ہیں اور شعیب ہلاک ہو چکا ہے"...... مارک نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو جیمز اور ہیرلڈ دونوں کے چہروں پر مارک کے لئے انتہائی تحسین آمیز تاثرات پھیل گئے۔

"آپ واقعی گریٹ ہیں باس۔ جو کچھ آپ سوچتے ہیں اور جس انداز میں ہر امکانی پہلو کو پیش نظر رکھتے ہیں یہ آپ کا ہی کام ہے"...... جیمز نے کہا اور مارک مسکرا دیا۔

"اب ایک اور بات سنو۔ تمہارا دوست لافٹر جس سے تم نے ٹی ایس بم حاصل کئے تھے اور جس سے میں نے تمہارا نام لے کر

سائیلنٹ ٹائم چارجر حاصل کئے تھے وہ بھی یقیناً اب تک مرچکا ہوگا"...... مارک نے کہا تو جیمز بے اختیار اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

"لافٹر مر چکا ہوگا۔ کس طرح باس۔ کیا آپ نے اس کے ساتھ بھی یہی ترکیب استعمال کی تھی"...... جیمز نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ اس کے لئے مجھے پیشہ ور قاتل کی خدمات حاصل کرنی پڑی ہیں۔ یہ کام ڈکسن نے کیا ہے۔ میں نے اسے فون کر دیا تھا"۔ مارک نے جواب دیا۔

"اوہ۔ لیکن اس کی وجہ"...... جیمز نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"جو آدمی سائیلنٹ ٹائم چارجر لے کر آیا تھا۔ میں نے اس سے تفصیلی پوچھ گچھ کی تھی۔ اس نے بتایا تھا کہ وہ مارٹی کلب کے مالک مارٹی کا ملازم ہے اور مارٹی کے سیکورٹی کے اعلیٰ حکام سے انتہائی تعلقات ہیں۔ اس پر میں نے سوچا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ لوگ مارٹی کا سراغ لگا لیں اور اس کے بعد وہ آسانی سے معلومات حاصل کر سکتے ہیں کہ ہمیں کیا مال سپلائی کیا گیا ہے۔ اس آدمی نے بتایا تھا کہ مارٹی صرف بڑے بڑے سودے کرتا ہے۔ یہ چھوٹے چھوٹے کام لافٹر خود سرانجام دیتا ہے۔ اسی لئے میں سمجھ گیا تھا کہ بموں اور سائیلنٹ ٹائم چارجر کے بارے میں صرف لافٹر کو ہی تفصیل کا علم ہوگا۔ ایسا بھی ہو سکتا تھا کہ یہ لوگ مارٹی تک پہنچتے اور اس کے ذریعے لافٹر تک اور پھر یہ لافٹر انہیں بتا دیتا کہ اس نے ٹی ایس بم سی ٹی میٹریل میں پیک کر

کے دیئے ہیں اور سائیلنٹ ٹائم چارجر دیئے ہیں تو اس طرح معاملہ خراب ہو سکتا ہے۔ گو اس مشین کے اندر پہنچ جانے کے بعد اس وقت تک یہ بم چیک نہیں ہو سکتے جب تک یہ مشین آف نہ کر دی جائے لیکن پھر بھی ان کے بارے میں تفصیل معلوم ہو جانے کے بعد ہمارے مشن کو بھی نقصان پہنچ سکتا تھا۔ اس لئے میں نے لافٹر کو بھی ختم کرا دیا تاکہ ہم تک پہنچنے کا یہ امکانی راستہ بھی ختم ہو جائے۔ اب ہم مکمل طور پر محفوظ ہیں اور ٹھیک بارہ بجے بم فائر ہو جائیں گے اور مارک کا ایک اور مشن مکمل ہو جائے گا"...... مارک نے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

"آپ کا ذہن واقعی انتہائی حیرت انگیز طور پر کام کرتا ہے باس"۔ جیمز نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"اگر میرا ذہن کام نہ کرتا تو شاید اب تک میں سینکڑوں بار پکڑا یا مارا جا چکا ہوتا۔ اب بھی دیکھو۔ کرنل فریدی اور علی عمران جیسے لوگ مجھے پکڑنے اور کانفرنس ہال کو بچانے کی جدوجہد میں مصروف ہیں لیکن"...... مارک نے کہا اور اس کے ساتھ ہی فقرہ ادھورا چھوڑ کر اس نے ہاتھ بڑھایا اور ایک طرف رکھے ہوئے فون کا رسیور اٹھا لیا اور پھر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ڈکسن"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک بھاری سی مردانہ آواز سنائی دی۔

"مائیکل بول رہا ہوں۔ کیا رپورٹ ہے"...... مارک نے لہجہ بدل

کر کہا۔

"وکٹری۔ کام ہو گیا ہے۔ لیکن تمہارے لئے ایک اطلاع بھی ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو مارک بے اختیار چونک پڑا۔

"کیسی اطلاع۔ کھل کر بات کرو"...... مارک نے تیز لہجے میں کہا۔

"پاکیشیا کا علی عمران اپنے ساتھیوں سمیت مارٹی کلب پہنچا ہے اور پھر مارٹی نے لافٹر سے بات کرنی چاہی لیکن لافٹر اس سے پہلے مارا جا چکا تھا۔ لیکن اس کے اسسٹنٹ ڈکی نے اسے ساری تفصیل بتا دی ہے اور پھر اس عمران نے براہ راست ڈکی سے بات کر کے اس سے ایک چیکنگ مشین منگوائی ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو مارک نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"کون سی مشین"...... مارک نے پوچھا۔

"کوئی عجیب سا نام ہے۔ میں نے کاغذ پر لکھ لیا تھا"...... ڈکسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اچھی طرح دیکھو۔ درست نام پڑھنا ہے۔ یہ انتہائی اہم بات ہے"...... مارک کے لہجے میں تشویش تھی۔

"ہاں یہ ہے سارڈیم سیکشن چیکنگ مشین"...... ڈکسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سارڈیم سیکشن چیکنگ مشین۔ یہی نام ہے ناں"...... مارک نے ایک ایک لفظ پر زور دے کر کہا۔

"ہاں۔ یہی ہے"...... ڈکسن نے جواب دیا۔

"اوکے ۔ تھینک یو"...... اس بار مارک نے پہلے سے مطمئن لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"کیا ہوا باس ۔ یہ چیکنگ مشین کا کیا مطلب ہوا اور آپ پریشان بھی ہوگئے تھے"...... جیمز نے کہا۔

"لافٹر کو ہلاک کرانے کا عملی طور پر کوئی فائدہ نہیں ہوا ۔ کیونکہ اس کے اسسٹنٹ وکی نے عمران تک پوری تفصیل پہنچا دی ہے"۔ مارک نے جواب دیا۔

"کونسی تفصیل"...... جیمز نے حیران ہو کر پوچھا۔

"یہی ٹی ایس بموں ۔ سی ٹی میٹریل اور سائیلنٹ ٹائم چارجر کے بارے میں"...... مارک نے جواب دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ انہیں معلوم ہوگیا ہے کہ یہ چیزیں شعیب کے ذریعے وہاں پہنچائی گئی ہیں ۔ پھر تو وہ اسے چیک کر لیں گے"۔ جیمز نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

"ہاں ۔ یہ تو انہیں معلوم ہو گیا ہے کہ ٹی ایس بم ہم نے وہاں پہنچائے ہیں ۔ جن میں سائیلنٹ ٹائم چارجر لگے ہوئے ہیں اور شعیب کی اچانک ہلاکت کے بعد لامحالہ وہ اس نتیجے پر پہنچیں گے کہ یہ دونوں بم ہم نے شعیب کے ذریعے اندر پہنچائے ہیں ۔ لیکن اب اصل بات یہ ہے کہ انہیں دو باتوں کا علم نہیں ہے ۔ ایک تو یہ کہ یہ دونوں بم کہاں رکھے گئے ہیں اور دوسری اہم بات یہ کہ ان پر فائرنگ کا کون سا وقت فکس کیا گیا ہے اور یہ دونوں باتیں ہمارے حق میں جاتی

ہیں"...... مارک نے جواب دیا۔

"آپ کسی چیکنگ مشین کا نام لئے رہے تھے"...... جیمز نے کہا۔

"ہاں عمران نے واقعی ایسی مشین حاصل کر لی ہے جس سے وہ ان ٹی ایس بموں کو چیک کر سکتا ہے ۔ لیکن اس کے باوجود اسے ناکامی ہو گی کیونکہ یہ دونوں بم جس مشین کے اندر موجود ہیں اس کی اپنی لہریں اسے اس انتہائی جدید ترین چیکنگ سے بھی بچائے رکھیں گی ۔ اس لئے وہ بہرحال ٹریس نہ ہو سکیں گے اور اپنے وقت پر فائر ہو جائیں گی اور ہمارا مشن مکمل ہو جائے گا"...... مارک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن آپ تو کہہ رہے تھے کہ اگر مشینری بند ہو جائے تو یہ بم چیک ہو سکتے ہیں"...... جیمز نے کہا۔

"ہاں ۔ اب سے نصف گھنٹہ پہلے ایسا ہو سکتا تھا لیکن اب نہیں ۔ کیونکہ اس مشین سے نکلنے والی لہروں کا اثر ان پر ایک گھنٹے تک رہتا ہے اور اب تو وقت ایک گھنٹے سے بھی کم وقت رہ گیا ہے"۔ مارک نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو جیمز اور ہیرلڈ دونوں کے چہرے مسرت سے کھل اٹھے۔

"اس کا مطلب ہے باس ، کہ ہر قیمت اور ہر صورت میں فتح ہماری ہو گی"...... جیمز نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا اور مارک نے بھی مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔

عمران اور کرنل فریدی کے چہرے ستے ہوئے تھے۔ اوپر بڑے ہال میں کانفرنس کا افتتاح ہونے والا تھا۔ تمام اسلامی ممالک کے وفود پہنچ چکے تھے جبکہ عمران اور کرنل فریدی نیچے تہہ خانے میں کھڑے تھے۔ ایک ایک لمحہ انہیں اپنے وجود پر بھاری محسوس ہو رہا تھا۔ مشینری کو آف کر دیا گیا تھا اور اس وقت صفدر اس خصوصی چیکنگ مشین کے ذریعے ہر مشینری کو چیک کر رہا تھا۔ اس مشین روم کے علاوہ باقی ہر جگہ چیک کر لی گئی تھی لیکن چیکنگ مشین مسلسل خاموش تھی۔ اس چیکنگ مشین کو ایس چیکر بھی کہا جاتا تھا۔

"ایسا بھی تو ہو سکتا ہے کہ شعیب نے انہیں دھوکہ دیا ہو اور وہ بم یہاں لایا ہی نہ ہو"...... کرنل فریدی نے کہا۔

"آپ کی زبان مبارک ہو۔ لیکن یہ مارک تو مجھے دنیا کا شاطر ترین انسان لگتا ہے۔ اس نے واقعی مجھے ذہنی طور پر مفلوج کر کے رکھ دیا

ہے اور مجھے یقین ہے کہ بم یہاں پہنچے ہیں اور نہ صرف پہنچے ہیں بلکہ موجود ہیں لیکن مشینری آف ہو جانے کے باوجود ان کا پتہ نہیں چل رہا تو آخر یہ کہاں گئے"...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"اگر یہاں ہوتے تو لا محالہ اب تک ایس چیکر بول پڑتا۔ ایس چیکر کو سی۔ٹی میٹریل کیسے روک سکتا ہے"...... کرنل فریدی نے کہا۔

"نہیں عمران صاحب۔ یہاں بم موجود نہیں ہیں"...... آخر کار صفدر نے ایس چیکر آف کر کے عمران کی طرف مڑتے ہوئے کہا اور عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"ٹھیک ہے۔ اب اور کیا کہا جا سکتا ہے"...... عمران نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"تو پھر مشینری چلوا دی جائے"...... کرنل فریدی نے کہا۔

"اب کیا کریں گے اسے چلوا کر۔ اب اس کا کیا فائدہ۔ جس کام کو روکنے کے لئے اسے نصب کیا گیا تھا وہ تو ہو چکا"...... عمران نے کہا۔

"تو تمہیں اب بھی یقین ہے کہ یہ بم یہاں موجود ہیں"۔ کرنل فریدی نے کہا۔

"ہاں۔ مجھے سو فیصد یقین ہے"...... عمران نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ کرنل فریدی کوئی بات کرتا۔ اچانک ایک سیکورٹی والا تیزی سے تہہ خانے میں داخل ہوا اور ان کی طرف بڑھنے لگا۔

"سر آپ کی کال ہے کوئی۔ رٹی بول رہا ہے اس کا کہنا ہے کہ وہ

کوئی اہم اور فوری بات آپ کو بتانا چاہتا ہے"...... اس سیکورٹی والے نے کہا اور ہاتھ میں پکڑا ہوا کارڈلیس فون کرنل فریدی کی طرف بڑھا دیا۔

"مجھے دکھایئے۔ میں اس سے بات کرتا ہوں"...... عمران نے کہا اور کرنل فریدی نے فون عمران کی طرف بڑھا دیا۔

"ہیلو۔ عمران بول رہا ہوں"...... عمران نے فون آن کرتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ میں مارٹی بول رہا ہوں۔ میرے آدمیوں نے لافٹر کو ہلاک کرنے والے آدمی کو ٹریس کر لیا ہے۔ اسے یہاں کے ایک سمگلر ڈکسن کے آدمیوں نے ہلاک کیا ہے۔ میں نے ڈکسن کو اغوا کرا لیا تو ڈکسن نے مجھے بتایا ہے کہ اس نے کسی مارک کے کہنے پر یہ کام کیا ہے اور یہ مارک ایکریمی ہے اور اس نے وکی سے معلومات حاصل کر کے اس مارک کو تفصیل بتا دی ہے۔ میرا مطلب ہے جو کچھ ہم نے وکی سے پوچھا تھا"...... مارٹی نے کہا۔

"کہاں پہنچائی ہیں تفصیلات"...... عمران نے تیز لہجے میں پوچھا۔

"فون پر بات ہوئی ہے۔ اس مارک نے خود ہی ڈکسن کو فون کیا تھا۔ اسے نمبر معلوم نہیں"...... مارٹی نے جواب دیا۔

"کتنی دیر ہوئی ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"آدھا گھنٹہ پہلے"...... مارٹی نے جواب دیا۔

"ڈکسن کا فون نمبر کیا ہے"...... عمران نے پوچھا تو مارٹی نے اسے

فون نمبر بتا دیا۔

"ٹھیک ہے"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے تیزی سے سنٹرل ایکس چینج کے اس شعبے کے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے جو مقامی کالیں ٹیپ کرتا تھا۔

"یس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"فیروز صاحب سے بات کرائیں۔ میرا نام علی عمران ہے اور میرا تعلق سیکورٹی سے ہے"...... عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"جی بہتر۔ ہولڈ کیجئے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ میں فیروز بول رہا ہوں عمران صاحب۔ آپ نے پہلے بھی ایک فون نمبر چیک کرایا تھا۔ کیا اب بھی کوئی فون نمبر چیک کرانا ہے"...... دوسری طرف سے ایک مسکراتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"ہاں اور یہ انتہائی اہم ہے۔ فون نمبر نوٹ کیجئے"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مارٹی کا بتایا ہوا ڈکسن کا فون نمبر بتا دیا۔

"یس سر۔ میں نے نوٹ کر لیا ہے"...... فیروز نے کہا۔

"اس فون نمبر پر اب سے تقریباً آدھا گھنٹہ پہلے کسی مقامی فون نمبر سے کال کی گئی ہے۔ اس کال کرنے والے کا فون نمبر چاہئے اور یہ انتہائی اہم ترین مسئلہ ہے۔ یوں سمجھیئے کہ ایک ایک لمحہ قیمتی ہے"...... عمران نے کہا۔

"آپ فکر نہ کریں۔ میں ابھی معلوم کراتا ہوں۔ آپ پانچ منٹ

بعد دوبارہ فون کریجئے"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے فون آف کر دیا۔ پھر پانچ منٹ اس نے بار بار گھڑی دیکھ کر گزارے اور ایک بار پھر نمبر پریس کر دیئے۔

"فیروز صاحب کیا ہوا۔ پتہ چلا"...... عمران نے فیروز کے لائن پر آتے ہی انتہائی بے تاب لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ اس نمبر پر آدھا گھنٹہ پہلے کال رین بو ہوٹل کے کمرہ نمبر بارہ دوسری منزل سے کی گئی ہے۔ اس ہوٹل کے ہر کمرے میں علیحدہ فون نمبر ہے ڈائریکٹ۔ اگر آپ کہیں تو میں کال کا ٹیپ بھی سنوا دوں"...... فیروز نے کہا۔

"ہاں۔ سنواؤ اور فوراً"...... عمران نے کہا تو چند لمحوں بعد ہی گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی۔

"ڈکسن"...... رسیور اٹھانے کی آواز کے ساتھ ہی ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"مائیکل بول رہا ہوں۔ کیا رپورٹ ہے"...... ایک اور آواز سنائی دی اور عمران بے اختیار اچھل پڑا کیونکہ لہجہ بدلا ہونے کے باوجود وہ مارک کی مخصوص آواز پہچان گیا تھا۔

"بس کافی ہے۔ مزید سننے کی ضرورت نہیں ہے"...... عمران نے کہا لیکن دوسری طرف سے شاید فیروز ٹیپ لگا کر ہٹ گیا تھا اس لئے ٹیپ چلتی رہی۔ عمران نے فون آف کر دیا۔

"یہ رین بو ہوٹل کہاں ہے کرنل صاحب"...... عمران نے کرنل

فریدی سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"میں وہاں موجود افراد کو گرفتار کرا کر یہاں منگوا لیتا ہوں"۔ کرنل فریدی نے کہا۔

"لیکن اس طرح بے حد وقت ضائع ہو گا۔ آپ یہیں ٹھہریں۔ میں خود وہاں جاتا ہوں۔ میں اس مارک کی روح سے بھی اگلوا لوں گا کہ یہ بم اس نے کہاں رکھوائے ہیں۔ پھر میں آپ کو فون کر دوں گا اور آپ انہیں فوراً ناکارہ کر دیں"...... عمران نے جواب دیا تو کرنل فریدی نے اسے رین بو ہوٹل کا پتہ بتا دیا اور عمران محاورتاً نہیں بلکہ حقیقتاً تہہ خانے کے بیرونی دروازے کی طرف بھاگ پڑا۔

کیپٹن حمید تیز تیز قدم اٹھاتا تہہ خانے کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ لیکن ابھی وہ تہہ خانے کے دروازے تک پہنچا ہی تھا کہ دروازہ کھلا اور کرنل فریدی باہر آگیا۔

"یہ آپ کو کیا ہو گیا ہے"...... کیپٹن حمید نے یکلخت ٹھٹھک کر کرنل فریدی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"کیا ہوا ہے"...... کرنل فریدی نے دھیمے سے لہجے میں کہا۔

"مجھے تو یوں لگ رہا ہے کہ جیسے آپ کو کسی نے زندہ قبر میں دفن کر دیا ہو اور اب آپ اٹھ کر باہر آرہے ہوں۔ اس قدر پریشانی تو میں نے آپ کے چہرے پر پہلے کبھی نہ دیکھی تھی اور وہ عمران اور اس کے ساتھی کیوں پاگلوں کی طرح پارکنگ کی طرف بھاگے چلے جا رہے تھے کیا ہو رہا ہے یہاں"...... کیپٹن حمید نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا

"اس قدر بھاری لمحات شاید پہلے میری زندگی میں کبھی نہیں آئے"...... کرنل فریدی نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

"ہوا کیا ہے۔ کچھ مجھے بھی تو بتائیں"...... کیپٹن حمید نے کہا۔

"دہشت گردوں نے ڈی ایس بم جن کے ساتھ سائیلنٹ ٹائم چارجر فٹ ہیں کانفرنس ہال کے اندر پہنچا دیئے ہیں۔ لیکن ان پر فائرنگ کا کون سا وقت فکس کیا گیا ہے اور وہ کہاں موجود ہیں اس کا ہمیں علم نہیں ہے۔ کانفرنس کا افتتاح ہو رہا ہے اور کسی بھی لمحے یہ دونوں بم فائر ہو سکتے ہیں اور اگر یہ دونوں بم فائر ہوگئے تو تم خود سمجھ سکتے ہو کہ اس کانفرنس ہال کا کیا حشر ہوگا"...... کرنل فریدی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اسی لئے عمران اور اس کے ساتھی کانفرنس ہال سے باہر جانے کے لئے بھاگے چلے جا رہے تھے لیکن پھر آپ یہاں کیوں موجود ہیں۔ آپ فوراً کانفرنس ملتوی کرائیں اور کانفرنس ہال خالی کرا دیں اور خود بھی یہاں سے نکلیں"...... کیپٹن حمید نے انتہائی پریشان سے لہجے میں کہا۔

"کانفرنس ملتوی کرانے کا اب وقت ہی نہیں رہا۔ یہ بم کسی بھی وقت فائر ہو سکتے ہیں کسی بھی لمحے۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہ کنفرم نہیں ہے کہ کیا واقعی یہ دونوں بم یہاں موجود بھی ہیں یا نہیں۔ عمران اور اس کے ساتھی اس دہشت گرد مارک کے پیچھے جا رہے ہیں جس نے یہ بم یہاں رکھوائے ہیں"...... کرنل فریدی نے جواب دیا

اور اپنے دفتر میں آکر بیٹھ گیا۔

" یہ تو خود کشی ہے کرنل صاحب ۔ ہمیں فوراً یہاں سے نکلنا چاہئے" .... کیپٹن حمید نے انتہائی پریشان سے لہجے میں کہا۔

" نہیں ۔ تم جاؤ۔ میں تو یہیں رہوں گا ۔ اگر بم فائر ہوتے ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ میرے تمام انتظامات مکمل طور پر ناکام رہے ہیں اور میں ان دہشت گردوں کے مقابلے میں شکست کھا گیا ہوں ۔ اس کے بعد مجھے زندہ رہنے کا بھی کوئی حق نہیں ہے ۔ اب جو کانفرنس میں موجود دوسرے افراد کے ساتھ ہوگا وہی میرے ساتھ بھی ہوگا" ۔ کرنل فریدی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" آپ کے ذہن پر تو کوئی اثر نہیں ہو گیا۔ کبھی آپ کہتے ہیں کہ بم ہیں اور کبھی کہتے ہیں کہ بم نہیں ہیں" .... کیپٹن حمید نے کہا۔

" تم چھوڑو ان باتوں کو اور کانفرنس ہال سے جس قدر دور جا سکتے ہو چلے جاؤ۔ جاؤ فوراً" .... کرنل فریدی نے کہا۔

" نہیں ۔ میں آپ کو چھوڑ کر نہیں جا سکتا" .... کیپٹن حمید نے کہا اور کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گیا۔

" یہ میرا حکم ہے" .... کرنل فریدی نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

" میں آپ کا یہ حکم نہیں مان سکتا۔ آپ مجھے بے شک گولی مار دیں لیکن یہ نہیں ہو سکتا کہ میں آپ کو موت کے منہ میں چھوڑ کر خود بھاگ جاؤں ۔ ہاں ۔ اگر آپ چلیں تو میں ساتھ جاؤں گا ۔ ورنہ نہیں" .... کیپٹن حمید نے اور زیادہ سرد لہجے میں کہا اور پھر اس سے

پہلے کہ کرنل فریدی مزید کوئی بات کرتا۔ میز پر رکھے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی اور کرنل فریدی نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

" یس ۔ کرنل فریدی بول رہا ہوں" .... کرنل فریدی نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

" مارک بول رہا ہوں کرنل فریدی صاحب" .... دوسری طرف سے ایک چہکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

" کون مارک" .... کرنل فریدی نے جان بوجھ کر انجان بنتے ہوئے کہا حالانکہ وہ اس کے بولتے ہی سمجھ گیا تھا کہ یہ وہی دہشت گرد ہے جس کے پیچھے عمران اور اس کے ساتھی گئے تھے۔

" آپ اگر یہ سوچ رہے ہیں کہ آپ اس طرح کی باتیں کر کے اس فون نمبر کو ٹریس کر لیں گے، جہاں سے میں بول رہا ہوں تو میں آپ کو پہلے ہی بتا دیتا ہوں کہ میں ایک پبلک فون بوتھ سے بول رہا ہوں ۔ میں نے آپ کو یہ بتانے کے لئے فون کیا ہے کہ آپ دنیا کے معروف ترین جاسوس ہیں اس لئے میں نہیں چاہتا کہ آپ کے جسم کے بھی کانفرنس ہال کے ساتھ ہی ٹکڑے اڑ جائیں ۔ اس لئے آپ کو بتا رہا ہوں کہ میں نے شعیب نامی کے ذریعے دو ٹی ایس بم جن کے ساتھ سائیلنٹ ٹائم چارجر لگے ہوئے ہیں کانفرنس ہال میں پہنچا دیئے ہیں اور میں نے چیک بھی کر لیا ہے ۔ وہ دونوں ٹھیک کام کر رہے ہیں اور جہاں یہ رکھے گئے ہیں آپ انہیں قیامت تک بھی ٹریس نہیں کر سکتے شعیب کو میں نے سالوکون زہر کا انجکشن لگا دیا تھا تا کہ وہ بم مطلوبہ

جگہ پر پہنچانے کے بعد خود ہی ہلاک ہو جائے اور مجھے اطلاع مل گئی ہے کہ وہ ہلاک ہو چکا ہے اس لئے اب وہ بھی یہ بتانے کے قابل نہیں رہا کہ اس نے یہ بم کہاں رکھے ہیں اور یہ بھی بتا دوں کہ میں نے ٹھیک بارہ بجے کا وقت فکس کیا ہوا ہے اور اب بارہ بجنے میں صرف دس منٹ باقی رہ گئے ہیں۔ اب سے ٹھیک دس منٹ بعد یہ کانفرنس ہال مکمل طور پر تباہ ہو جائے گا اور رولف گروپ کا مشن کامیاب ہو جائے گا۔ میں نے فون اس لئے کیا ہے کہ آپ ان دس منٹوں میں کانفرنس ہال سے جس قدر دور جا سکتے ہیں چلے جائیں۔ آپ کی جان بچ جائے گی اور اسے میری طرف سے انعام سمجھیں"۔ مارک نے فاخرانہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کرنل فریدی نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ کیپٹن حمید ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے چہرے پر یکلخت شدید ترین پریشانی کے تاثرات نمودار ہو گئے تھے کیونکہ لاؤڈر پر اس نے مارک کی ساری بات سن لی تھی لیکن کال سننے کے بعد کرنل فریدی کے چہرے پر پہلے سے موجود پریشانی کے تاثرات غائب ہو گئے تھے اس کی جگہ اب سکون اور اطمینان سا چھا گیا تھا۔

"چلیں اٹھیں۔ اب یہاں بیٹھنا خود کشی ہے"...... کیپٹن حمید نے انتہائی متوحش لہجے میں کہا۔

"بیٹھو۔ اطمینان سے بیٹھو۔ اب بھاگنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے"...... کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا بات ہے۔ یہ کال سننے کے بعد آپ کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات ختم ہو گئے ہیں"...... کیپٹن حمید نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ اس لئے کہ اس کال کے بعد مجھے یقین ہو گیا ہے کہ یہ دونوں بم کانفرنس ہال میں موجود نہیں ہیں"...... کرنل فریدی نے جواب دیا اور کیپٹن حمید بے اختیار اچھل پڑا۔

"موجود نہیں ہیں۔ کیا مطلب۔ کیسے معلوم ہوا۔ وہ تو کہہ رہا ہے کہ موجود ہیں اور بارہ بجے فائر ہو جائیں گے"...... کیپٹن حمید نے پاگلوں کے سے انداز میں کہا تو کرنل فریدی بے اختیار ہنس پڑا۔

"یہی تو اس نے حماقت کی ہے کہ خود ہی کنفرم کر دیا ہے کہ بم یہاں موجود ہیں"...... کرنل فریدی نے لطف لینے والے انداز میں کہا۔

"آپ کھل کر بات کریں یا پھر ایسا کریں یہاں سے اٹھیں۔ اگر آپ کے کہنے کے مطابق یہاں بم نہیں ہیں تب تو آپ کو یہاں سے جانے پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ بارہ بجے کے بعد ہم واپس آ جائیں گے"...... کیپٹن حمید نے کہا۔

"مجھے عمران کی کال کا انتظار ہے۔ تم اگر جانا چاہو تو جا سکتے ہو۔ میری طرف سے اجازت ہے"...... کرنل فریدی نے کہا۔

"یہ بتائیں کہ آپ کو کیسے کنفرم ہوا کہ بم یہاں موجود نہیں ہیں"...... کیپٹن حمید نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ وہ ساتھ ساتھ ہاتھ میں بندھی ہوئی گھڑی بھی دیکھتا جا رہا تھا۔

"اس لئے کہ مارک کے فون کرنے کا مقصد یہی تھا کہ وہ معلوم کر

سکے کہ کیا شعیب نے بم اندر پہنچائے ہیں یا نہیں اور اگر پہنچائے ہیں تو کیا وہ ٹریس ہو چکے ہیں یا نہیں اور اس وقت میری یہاں موجودگی سے ہی وہ سمجھ گیا ہو گا کہ بم ٹریس ہو چکے ہیں"...... کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"وہ تو الٹا دھمکیاں دے رہا تھا"...... کیپٹن حمید نے کہا۔

"وہ تو بتا رہا تھا لیکن اگر شعیب یہاں بم لے آتا تو لامحالہ اب تک ٹریس ہو چکے ہوتے۔ آخر وہ کہاں جا سکتے ہیں جبکہ عمران نے انتہائی جدید ترین ایس چیکر بھی استعمال کر چکا ہے"...... کرنل فریدی نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی ٹیلی فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی اور کرنل فریدی نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"کرنل فریدی بول رہا ہوں"...... کرنل فریدی نے کہا۔

"عمران بول رہا ہوں کرنل صاحب۔ دونوں ٹی ایس بم مشین روم کی ماسٹر کنٹرول مشین جو علیحدہ کمرے میں ہے کی عقبی سائیڈ سوراخ کے اندر رکھے گئے ہیں اور ان پر بارہ بجے کا وقت فکس ہے۔ اس وقت آٹھ منٹ رہتے ہیں۔ آپ پلیز فوراً جا کر وہاں سے دونوں بم نکالیں اور انہیں آف کر دیں فوراً"...... عمران نے انتہائی تیز لہجے میں کہا تو کرنل فریدی نے ایک جھٹکے سے رسیور کریڈل پر رکھا اور کرسی سے اٹھ کر وہ بھی محاورتاً نہیں بلکہ حقیقتاً دفتر کے بیرونی دروازے کی طرف بھاگ پڑا۔ کیپٹن حمید اس کے پیچھے تھا۔ کرنل فریدی کو اس طرح بھاگتے دیکھ کر وہاں موجود افراد حیرت سے آنکھیں پھاڑے رہ گئے

لیکن کرنل فریدی ان سب کی حیرت سے بے نیاز بے تحاشا انداز میں بھاگتا ہوا تہہ خانے کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ مشین روم میں پہنچتے ہی کرنل فریدی اس کمرے کی طرف لپکا جہاں وہ مشین تھی۔ مشین چل رہی تھی۔ کرنل فریدی اس کے عقب میں گیا۔ اس نے عقبی طرف موجود سوراخ میں ہاتھ ڈالا اور تیزی سے اسے نیچے کی طرف لے گیا۔ کیپٹن حمید اس کے پیچھے رک گیا تھا۔ دوسرے لمحے کرنل فریدی کا ہاتھ باہر آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک عجیب سے میٹریل کا پیکٹ پکڑا ہوا تھا۔

"ڈیڑھ منٹ رہ گیا ہے۔ جلدی کریں"...... کیپٹن حمید نے انتہائی متوحش لہجے میں کہا تو کرنل فریدی نے پاگلوں کے سے انداز میں اوپر موجود کپڑے کو ایک جھٹکے سے پھاڑا۔ اندر ڈبہ تھا۔ اس نے ڈبے کا ڈھکن ہٹایا تو واقعی اس ڈبے کے اندر دو ٹی ایس بم موجود تھے جن کے اوپر چھوٹی چھوٹی گھڑیاں لگی ہوئی تھی۔

"صرف دس سیکنڈ رہ گئے ہیں کرنل صاحب"...... کیپٹن حمید نے چیختے ہوئے کہا۔ اس کی نظریں ہاتھ میں بندھی ہوئی گھڑی پر جمی ہوئی تھیں۔

"اب تو کچھ نہیں ہو سکتا۔ اب تو"...... کرنل فریدی کی آواز سنائی دی اور کیپٹن حمید کو یوں محسوس ہوا جیسے وہ زندہ ہی قبر میں اترتا چلا جا رہا ہو۔

عمران اپنے ساتھیوں سمیت جب رین بو ہوٹل کی دوسری منزل کے کمرہ نمبر بارہ کے سامنے پہنچا تو کمرے کا دروازہ بند تھا۔ عمران نے پیچھے ہٹ کر پوری قوت سے دروازے پر لات ماری تو لاک ٹوٹ گیا اور دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور عمران اچھل کر اندر داخل ہوا۔ اس وقت کمرے میں تین غیر ملکی موجود تھے۔ وہ تینوں ہی دروازے کے دھماکے کی آواز سن کر اس طرح چونک کر عمران کی طرف دیکھ رہے تھے جیسے انہیں اپنی آنکھوں پر یقین نہ آرہا ہو۔ پھر جب انہوں نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو اندر آتے دیکھا تو وہ تینوں ہی اچھل کر کھڑے ہو گئے۔ ان میں سے ایک نے ہاتھ فون کے رسیور پر اس طرح رکھا ہوا تھا جیسے اس نے ابھی ابھی رسیور کریڈل پر رکھا ہو یا اب فون کرنے کے لئے رسیور اٹھانے والا ہو۔

"کون ہو تم"...... اس رسیور پر ہاتھ رکھ کر اٹھنے والے آدمی نے

کہا اور عمران اس کی آواز سنتے ہی سمجھ گیا کہ یہی مارک ہے۔ وہ بھوکے عقاب کی طرح اس پر جھپٹا اور دوسرے لمحے کمرہ تیز چیخوں کی آواز سے گونج اٹھا۔ ان میں سے ایک چیخ اس مارک کی تھی جبکہ باقی چیخیں اس کے ساتھیوں کی تھیں جن پر عمران کے ساتھی جھپٹ پڑے تھے۔ عمران نے مارک کو اٹھا کر نیچے فرش پر پٹخا اور پیر اس کی گردن پر رکھ کر موڑ دیا۔ مارک کے دونوں ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آنے لگے لیکن پھر ایک جھٹکے سے نیچے گر گئے۔ اس کی حالت اس قدر تیزی سے بگڑنے لگی تھی کہ جیسے پلک جھپکنے میں اس کی روح قفس عنصری سے غائب ہو جائے گی۔ اس کے حلق سے خرخراہٹ کی آوازیں نکلنے لگیں۔ چہرہ بری طرح مسخ ہو گیا تھا۔ آنکھیں باہر کو ابل آئی تھیں اور چہرے کا رنگ سیاہ پڑنے لگا تھا۔

"بولو۔ ٹی ایس بم کہاں لگوائے ہیں اور ان پر کون سا وقت لگایا گیا ہے"...... عمران نے پیر کو واپس موڑتے ہوئے چیخ کر کہا۔

"بولو۔ جلدی بولو۔ فوراً بولو"...... عمران مسلسل چیخ رہا تھا۔

"بب۔ بب۔ بارہ بجے؛ وقت۔ بارہ کا وقت۔ مشین روم کی ماسٹر کنٹرولنگ مشین کے عقبی حصے میں سوراخ ہے۔ اس کے اندر"...... مارک کے منہ سے رک رک کر الفاظ نکلے۔ اس کے بولنے کا انداز ایسا تھا جیسے وہ لاشعوری طور پر بول رہا ہو۔

"اسے سنبھالو صفدر"...... عمران نے اس کی گردن سے پیر ہٹاتے ہوئے کہا۔ اس نے ہاتھ میں بندھی ہوئی گھڑی دیکھی تو بارہ بجنے میں

آٹھ منٹ رہتے تھے ۔ عمران نے بجلی کی سی تیزی سے رسیور اٹھایا اور انتہائی برق رفتاری سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے ۔

"کرنل فریدی بول رہا ہوں" ...... دوسرے ہی دوسری طرف سے کرنل فریدی کی آواز سنائی دی ۔

"عمران بول رہا ہوں کرنل صاحب ۔ دونوں ٹی ایس بم مشین روم کی ماسٹر کنٹرولنگ مشین جو علیحدہ کمرے میں ہے اس کی عقبی طرف موجود سوراخ کے اندر رکھے گئے ہیں ۔ ان پر بارہ بجے کا وقت فکس ہے اور اس وقت آٹھ منٹ باقی رہتے ہیں ۔ آپ پلیز فوراً جا کر وہاں سے دونوں بم نکالیں اور انہیں آف کر دیں ۔ فوراً" ...... عمران نے انتہائی تیز تیز بولتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا کیونکہ دوسری طرف سے بغیر کچھ کہے رسیور رکھ دیا گیا تھا ۔ رسیور رکھ کر وہ مڑا تو مارک فرش پر پڑا ہوا تھا لیکن اس کے دونوں ہاتھ اس کے عقب میں کر کے ان میں کلپ ہتھکڑی ڈال دی گئی تھی جب کہ اس کے دونوں ساتھی مردہ حالت میں فرش پر پڑے ہوئے تھے ۔ ان دونوں کی گردنیں توڑ دی گئی تھیں ۔

"اسے اٹھا کر کرسی پر بٹھا دو" ...... عمران نے کہا تو صفدر نے جھک کر مارک کو اٹھایا اور ایک جھٹکے سے اسے اٹھا کر کرسی پر بٹھا دیا ۔

"تم مجھے گولی مار دو ۔ لیکن میرا مشن مکمل ہو چکا ہے ۔ میں نے تمہیں شکست دے دی ہے" ...... یکلخت مارک نے مسرت بھرے لہجے میں کہا ۔

"ابھی وقت ہے اور کرنل فریدی کے لئے اتنا وقت کافی ہے ۔ وہ ایسے کاموں کا ماہر ہے ۔ وہ انہیں ایک لمحے میں آف کر دے گا" ۔ عمران نے مطمئن سے لہجے میں کہا ۔ اس کے ساتھ ہی اس نے گھڑی کو دیکھا ابھی پانچ منٹ باقی تھے ۔ اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے ۔

"کرنل فریدی الٹا بھی ہو جائے تو بھی انہیں آف نہیں کر سکتا ۔ یہ خصوصی ساخت کے سائینٹ ٹائم چارجر ہیں ۔ انہیں سوائے خصوصی مشین کے اور کسی طرح بھی آف نہیں کیا جا سکتا اور ظاہر ہے ایسی مشینری بھی وہاں موجود نہیں ہے اور نہ ہی اتنا وقت ہے کہ ان بموں کو مشینری کے ذریعے آف کیا جائے ۔ یہ تو اب لامحالہ فائر ہوں گے ۔ ہر صورت میں اور ہر قیمت پر اور میرا مشن مکمل ہو جائے گا" ...... مارک نے جواب دیا ۔

"خصوصی ساخت سے کیا مطلب ۔ تھری کا کس ٹائپ ہی تو بن رہے ہیں اور انہیں ناخن کی ایک گردش سے آف کیا جا سکتا ہے" ۔ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا ۔

"نہیں ۔ یہ تھری کا کس ٹائپ نہیں ہیں ۔ یہ تو عام ٹائپ ہے ۔ یہ تو پاکنس سیلڈ ٹائپ ہیں" ...... مارک نے جواب دیا تو عمران بے اختیار اچھل پڑا ۔ اس کے چہرے پر یکلخت انتہائی شدید ترین پریشانی کے تاثرات ابھر آئے ۔

"اوہ ۔ اوہ ۔ پھر تو یہ واقعی آف نہیں ہو سکیں گے ۔ اوہ ۔ ویری

کانفرنس ہال میں پوری دنیا کے اسلامی ممالک کے وزرائے خارجہ اور ان کے وفود موجود تھے ۔ پورا ہال بھرا ہوا تھا بے شمار فوٹو گرافرز اور پریس رپورٹرز موجود تھے ۔ ہال کو انتہائی خوبصورت اور شاندار انداز میں سجایا گیا تھا ۔ ہال میں بے حد گہما گہمی تھی ۔ سیکرٹری حضرات اور خواتین ادھر ادھر آجا رہی تھیں ۔ ٹی وی کیمرے نصب تھے ۔ ہر چہرہ مطمئن اور شاداں نظر آرہا تھا ۔ آج کانفرنس کی افتتاحی تقریب تھی اور آج افتتاحی تقریریں ہی ہو رہی تھیں ۔ آج کی افتتاحی تقریب کی صدارت میزبان ملک مراسک کے وزیر خارجہ جناب رحمت آفندی کر رہے تھے وہ صدارت کی کرسی پر بیٹھے ہوئے تھے ان کی نظریں سامنے رکھی ہوئی کاغذ کی چٹ پر جمی ہوئی تھیں جس پر ان کی تقریر کے اہم پوائنٹس لکھے ہوئے تھے ۔ چونکہ وہ حال ہی میں وزیر خارجہ منتخب ہوئے تھے اور یہ تقریب ان کی پہلی بین الاقوامی تقریب تھی ۔ اس لئے بظاہر تو وہ

مطمئن دکھائی دے رہے تھے لیکن ان کا دل بے چین سا تھا ۔ انہیں بتا دیا گیا تھا کہ ٹھیک بارہ بجے ان کی تقریر کا وقت مقرر ہے اور ان کی تقریر کے بعد کانفرنس کل کے لئے ملتوی ہو جائے گی ۔ ان کی نظریں بار بار سائیڈ کی دیوار پر لگے ہوئے الیکٹرانک کلاک کی طرف اٹھ جاتی تھیں جس پر سوئیاں حرکت کر رہی تھیں اور بارہ بجنے میں اب صرف دس منٹ باقی رہ گئے تھے انہیں احساس تھا کہ ان پر بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے اور بطور میزبان ان کی تقریر انتہائی جچی تلی اور انتہائی شاندار ہونی چاہئے ۔ ان کے سیکرٹری نے تو انہیں کہا تھا کہ وہ مکمل تحریر شدہ تقریر پڑھ دیں لیکن اسے انہوں نے اپنے لئے کسر شان سمجھا تھا ۔ اس لئے انہوں نے پوائنٹس کاغذ پر لکھ لئے تھے ۔ اب وہ دل ہی دل میں اپنی تقریر دوہرا رہے تھے ۔ گو اس سے پہلے بھی انہوں نے بے شمار بار تقریریں کی تھیں اور وہ ایک بہترین مقرر سمجھے جاتے تھے لیکن اس وقت وہ عام مقرر نہ تھے بلکہ ایک اسلامی ملک کے وزیر خارجہ بھی تھے اور اس بین الاقوامی اور انتہائی اہم کانفرنس کے صدر بھی ۔ انہیں احساس تھا کہ ان کے منہ سے نکلے ہوئے ایک ایک لفظ کی اپنی جگہ اہمیت ہو گی اس لئے وہ چاہتے تھے کہ ان کی تقریر ایسی ہو کہ اس میں کسی قسم کا جھول نہ ہو ۔ کسی قسم کی کمزوری نہ ہو ۔ یہی وجہ تھی کہ وہ بار بار دل ہی دل میں تقریر دوہرا رہے تھے ۔ بار بار دل ہی دل میں فقرے سوچ رہے تھے ۔ مناسب الفاظ منتخب کر رہے تھے لیکن پھر ان الفاظ کو خود ہی دل ہی دل میں مسترد کر دیتے اور ان کی جگہ دوسرے

الفاظ کو مناسب سمجھ کر دوہرانا شروع کر دیتے۔ گھڑی کی سوئیاں تیزی سے بارہ بجے کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھیں اور پھر جب بارہ بجنے میں صرف تین منٹ باقی رہ گئے تو آخری مقرر بھی اپنی تقریر ختم کر کے ڈائس سے اتر گیا اور پھر سیکرٹری نے ان کی صدارتی تقریر کے لئے ان کے نام کا اعلان کیا اور وزیر خارجہ ایک طویل سانس لیتے ہوئے اپنی کرسی سے اٹھے۔ ان کے اٹھتے ہی ہال تالیوں سے گونج اٹھا۔ وہ ہاتھ میں پوائنٹس والا کاغذ پکڑے ڈائس کی طرف بڑھ گئے۔ انہوں نے کاغذ ڈائس پر اپنے سامنے رکھا تو ان کی نظریں بے اختیار دیوار پر لگے ہوئے کلاک پر پڑ گئیں۔ بارہ بجنے میں صرف دس سیکنڈ باقی رہ گئے تھے۔ انہوں نے دل ہی دل میں سوچا کہ ان کی تقریر کے لئے جو وقت مقرر کیا گیا ہے وہ واقعی عین اسی وقت تقریر کر رہے ہیں۔ انہوں نے اونچی آواز میں بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھی اور پھر تقریر شروع کر دی۔ پہلے چند لمحے تک تو ان کا لہجہ دھیما سا رہا لیکن پھر جیسے جیسے وہ بولتے چلے گئے ان کے لہجے میں اعتماد بھرتا چلا گیا اور ہال ان کی تقریر کے اہم پوائنٹس پر بار بار تالیوں سے گونجنے لگا۔ ہر شخص ان کی طرف متوجہ تھا اور پھر تقریر کرتے کرتے جب ان کی نظریں کلاک پر پڑیں تو بارہ بج کر پانچ منٹ ہو چکے تھے۔ اس کا مطلب تھا کہ انہیں تقریر کرتے ہوئے پانچ منٹ گزر چکے ہیں۔ وہ بولتے رہے اور پھر جب انہوں نے تالیوں کی گونج میں تقریر ختم کی تو اس وقت کلاک پر ساڑھے بارہ بج چکے تھے۔ انہوں نے کانفرنس کے اختتام کا اعلان کیا اور پھر ڈائس سے ہٹ گئے۔ اس کے

ساتھ ہی ہال ایک بار پھر تالیوں سے گونج اٹھا اور اس کے ساتھ ہی سب لوگ اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

"ویل ڈن سر۔ آپ کی تقریر بے حد شاندار رہی"...... ان کے سیکرٹری نے قریب آ کر کہا اور ان کے چہرے پر فخریہ مسکراہٹ تیر گئی۔ اب وہ ڈائننگ ہال کی طرف بڑھ رہے تھے جہاں کانفرنس کے شرکاء کے لئے انتہائی شاندار لنچ کا اہتمام کیا گیا تھا۔ راستے میں بھی جو ان سے ملا اس نے ان کی تقریر کی تعریف ہی کی اور وہ شکریہ ادا کرتے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے۔ البتہ انہیں اس وقت اپنی سوچ پر اب ہنسی آ رہی تھی جب وہ تقریر کرنے سے پہلے گھبرا رہے تھے کہ نجانے کیسی تقریر کریں اور پھر وہ ڈائننگ ہال میں داخل ہو گئے۔

کانفرنس ہال میں کرنل فریدی کا دفتر قہقہوں سے گونج رہا تھا۔ کرنل فریدی کیپٹن حمید کے ساتھ ساتھ وہاں عمران اور اس کے ساتھی بھی موجود تھے۔ کانفرنس کا افتتاحی اجلاس ختم ہو چکا تھا اور کانفرنس کے شرکا. اس وقت ڈائننگ ہال میں لنچ کرنے میں مصروف تھے۔ دفتر میں موجود سب افراد کے چہرے مسرت سے کھلے پڑ رہے تھے۔

"ایک بار تو میرا ذہن بھی بند ہو گیا تھا جب میں نے ان بموں کو اس ڈبے کا ڈھکن اٹھا کر دیکھا کیونکہ اس پر جو سائیلنٹ ٹائم چارجر لگے ہوئے تھے وہ عام حالات میں آف ہی نہ ہو سکتے تھے اور اس وقت باقی صرف چند سیکنڈ ہی رہ گئے تھے۔ مجھے ایک لمحے کے لئے تو یوں محسوس ہوا جیسے میرا دل واقعی بند ہو جائے گا لیکن دوسرے لمحے جب میری نظریں ان گھڑیوں پر پڑیں تو میں حیران رہ گیا۔ وہ ٹائم چارجر گیارہ بجے پر پہلے سے ہی آف تھے۔ یقین کرو عمران۔ مجھے یہ دیکھ کر یوں

محسوس ہوا جیسے میں مر کر دوبارہ زندہ ہوا ہوں"...... کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اور میری حالت تو آپ سے بھی زیادہ تباہ کن ہو گئی تھی جب آپ نے کہا کہ اب کچھ نہیں ہو سکتا"...... کیپٹن حمید نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"وہ تو میں نے ان خصوصی ٹائم چارجر کو دیکھ کر کہا تھا کیونکہ ان کی ساخت بتا رہی تھی کہ وہ ایک بار آن ہونے کے بعد بغیر خصوصی ساخت کی مشین کے آف نہیں ہو سکتے"...... کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"آپ دونوں صاحبان سے زیادہ میری اور میرے ساتھیوں کی حالت خراب تھی کیونکہ ٹھیک بارہ بجے ہمیں دور سے ایک خوفناک دھماکے کی آواز سنائی دی تھی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اچھا دھماکہ ہوا تھا۔ وہ کیسے اور کہاں ہوا"...... کرنل فریدی نے حیران ہو کر کہا۔

"دراصل ماحول پر بے حد تناؤ تھا۔ کمرے میں موت کی سی خاموشی طاری تھی۔ ایسی خاموشی کہ ہمیں اپنے دل کی دھڑکنیں صاف سنائی دے رہی تھیں اور اب اسے اتفاق ہی کہیے کہ عین بارہ بجے کسی ساتھ والے کمرے میں کسی مسافر کے ہاتھ سے کوئی چیز گری تو دھماکہ تو بہت ہلکا سا تھا لیکن ہمیں یوں محسوس ہوا جیسے کانفرنس ہال تباہ ہونے کا دھماکہ ہو۔ ہم بے اختیار اچھل پڑے۔ لیکن پھر جب ہمیں احساس

ہوا کہ یہ کانفرنس ہال کی تباہی کا دھماکہ نہیں ہے اور بارہ بج کر سوئی آگے بڑھ گئی ہے تو ہمارے دل مسرت سے بلیوں اچھل پڑے جبکہ مارک نے بھی اس دھماکے کو ان بموں کا ہی دھماکہ سمجھا اور اس نے ہذیانی انداز میں قہقہہ بھی لگا دیا لیکن بعد میں جب اسے بھی احساس ہوا کہ یہ بموں کا دھماکہ نہیں ہے تو اس کا چہرہ یکلخت لٹک گیا۔ پھر میں نے آپ کو فون کیا اور جب آپ نے بتایا کہ ٹائم چارجر گیارہ بجے پہلے ہی آف ہو چکے تھے تو یقین کیجئے میں بے اختیار سجدے میں گر پڑا۔ میرا ایمان اور زیادہ راسخ ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ واقعی ہر چیز پر قادر ہے ورنہ واقعی اس بارہ بجنے کو روکنے کے لئے کوئی صورت بھی باقی نہ رہی تھی"...... عمران نے جواب دیا اور کرنل فریدی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"ہاں۔ اس بار حقیقت یہی ہے کہ ہم واقعی ناکام ہو گئے تھے۔ یہ واقعی اللہ تعالیٰ نے نہ صرف ہم پر بلکہ پوری اسلامی دنیا پر اپنا خاص کرم کر دیا ہے۔ ورنہ اس وقت یہاں کیا حالت ہوتی"...... کرنل فریدی نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"لیکن عمران صاحب۔ آپ نے یہ تو بتایا نہیں کہ آخر یہ ہوا کیسے۔ اس مارک کو تو آخری لمحے تک یقین نہ آ رہا تھا کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے"...... ساتھ بیٹھے ہوئے صفدر نے کہا۔

"ہونا کیا تھا۔ پیر و مرشد نے پھونک مار دی اور ٹائم چارجر بند بلکہ پیچھے ہو کر بند ہو گئے"...... عمران نے کہا اور کمرہ ایک بار پھر قہقہوں

سے گونج اٹھا۔

"میں بتاتا ہوں۔ اصل میں یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے کرم کی وجہ سے ہوا ہے۔ ویسے اس کی سائنسی توجیہہ بھی ہے۔ ٹی ایس بموں پر سائیلنٹ ٹائم چارجر لگا کر جس میٹریل میں لپیٹ کر انہیں اس کنٹرولنگ مشین میں رکھا گیا تھا اس کنٹرولنگ مشین سے نکلنے والی مخصوص ریز اس میٹریل کی وجہ سے ان بموں پر اثر انداز نہیں ہو سکتی تھیں لیکن جب عمران نے خصوصی چیکنگ مشین ایس چیکر منگوا کر یہاں کی چیکنگ شروع کی تو ان چیکنگ ریز اور اس کنٹرولنگ مشین سے نکلنے والی ریز ملنے کی وجہ سے ان کی کیمیائی ساخت میں تبدیلی پیدا ہو گئی۔ گو اس تبدیلی کی وجہ سے ان بموں کی چیکنگ تو نہ ہو سکی لیکن اس کیمیائی تبدیلی کی وجہ سے جو ریز سامنے آئیں انہوں نے میٹریل کو کراس کر کے اپنے اثرات ٹائم چارجر پر ڈالے اور ٹائم چارجر بند ہو گئے اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ ٹائم چارجر جس وقت بند ہوئے ہیں یہ وہی وقت تھا جب اس خصوصی چیکنگ مشین کے ذریعے اس مشین کو چیک کیا جا رہا تھا"...... کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے تفصیل بتائی تو عمران کے ساتھی اور کیپٹن حمید حیران رہ گئے۔

"یہ تو واقعی اللہ تعالیٰ کا کرم ہو گیا ہے۔ ایسا ہوا تو اتفاق سے ہے ورنہ عمران صاحب اور آپ کو تو اس کیمیائی تبدیلی کا علم ہی نہ تھا"...... صفدر نے کہا۔

"ہاں۔ ہمیں تو یہ بھی آخر تک علم نہ ہو سکا تھا کہ ہم اس مشین

کے اندر موجود ہیں۔ یہ تو عمران نے مارک سے معلوم کر کے مجھے فون کیا تو یہ بم برآمد ہو سکے۔ عام آدمی تو اسے حسن اتفاق کہہ سکتا ہے لیکن میں اسے اللہ تعالیٰ کا خصوصی کرم ہی کہوں گا۔ جب اس کا کرم ہو تو پھر ایسے ہی حسن اتفاق وجود میں آجاتے ہیں"...... کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ کیا کہتے ہیں عمران صاحب"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے عمران سے کہا۔

"ہے تو واقعی یہ اللہ تعالیٰ کا کرم۔ لیکن اس کرم کا ظاہری ذریعہ پیر و مرشد کی پھونک ہی تو ہے"...... عمران نے بڑے سادہ سے لہجے میں کہا تو کمرہ ایک بار پھر قہقہوں سے گونج اٹھا۔

ختم شد

عمران سیریز میں فور سٹارز کے سلسلے کا ایک دلچسپ اور منفرد ناول

سفاک مجرم

مکمل ناول

مصنف

مظہر کلیم ایم۔ اے

سفاک مجرم
جو پاکیشیا سے معصوم بچوں کو اغوا کر کے غیر ملکی ادویہ ساز لیبارٹریوں کو فروخت کر دیتے تھے۔ جہاں ان پر انتہائی زہریلی ادویات کے تجربات کئے جاتے۔

سفاک مجرم
جنہوں نے پاکیشیا کے سینکڑوں ہزاروں خاندانوں کو انتہائی سفاکانہ انداز میں موت کی دلدل میں دھکیل دیا۔

سفاک مجرم
جن کا طریقہ کار اس قدر پراسرار تھا کہ عمران اور فورسٹارز باوجود انتہائی کوشش کے ان کا معمولی سا سراغ بھی نہ لگا سکے۔

سفاک مجرم
جن کے خلاف فورسٹارز نے اپنی مکمل ناکامی کا برملا اعتراف کر لیا۔

سفاک مجرم

جو اپنے خلاف ہر ثبوت انتہائی سفاکی سے مٹا دیا کرتے تھے ۔

سفاک مجرم

جن کے سفاکانہ جرم سے واقف ہو جانے کے باوجود عمران ان کے خلاف بے بس ہو کر رہ گیا ـــــ کیوں ـــــ ؟

سفاک مجرم

جن کے ساتھ عمران کے باورچی سلیمان کو جان لیوا مقابلہ کرنا پڑا ۔ کیا سلیمان مجرموں کے ہاتھوں ہلاک ہو گیا ـــــ یا ـــــ ؟

کیا عمران اور فور سٹارز ان سفاک مجرموں کو پکڑنے اور پاکیشیا کے ہزاروں معصوم بچوں کی زندگیاں بچانے میں کامیاب ہو سکے ـــ یا ناکامی ان کا مقدر ٹھہری ـــــ ؟

- انتہائی خوفناک اور جان لیوا جدوجہد ۔
- اعصاب کو منجمد کر دینے والا سسپنس اور بے پناہ تیز رفتار ایکشن سے بھرپور ایک انتہائی منفرد انداز کی کہانی ۔

یوسف برادرز۔ پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں سسپنس اور ایکشن سے بھرپور ایک دلچسپ ناول

ریڈ کرافٹ

مکمل ناول

مصنف ـــــ مظہر کلیم ایم ۔ اے

ریڈ کرافٹ ـــــ جدید اسلحہ خفیہ طور پر تیار کر کے فروخت کرنے والی ایک بین الاقوامی تنظیم ۔

ریڈ کرافٹ ـــــ جس نے پاکیشیا کے محکمہ دفاع سے ایک فارمولے کی نقل انتہائی پراسرار انداز میں حاصل کر لی۔ لیکن یہ فارمولا ناقابل عمل اور بے کار قرار دیا جا چکا تھا اور ریڈ کرافٹ کو بھی اس کا علم تھا پھر ـــــ ؟

ریڈ کرافٹ ـــــ جس نے اس ناقابل عمل اور بے کار فارمولے سے ایک ایسا ہتھیار کرنے کا فارمولا تیار کرا لیا جو پوری دنیا کے جنگی ہتھیاروں میں انقلاب کا باعث بن سکتا تھا ۔

عمران ـــــ جسے اس جدید فارمولے کا علم ہو گیا اور وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس سمیت اس جدید فارمولے کے حصول کیلئے میدان میں کود پڑا ـــ لیکن باوجود سر توڑ کوششوں کے وہ ایک قدم بھی آگے نہ بڑھ سکا ۔ کیوں ـــ ؟

ہارڈ گروپ ـــــ سابق سیکرٹ ایجنٹوں پر مشتمل ایک ایسا گروپ ـــ جو عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خاتمے کیلئے ان کے مقابلے پر اترا ۔

ایک ایسا گروپ جس کی کارکردگی بے مثال تھی۔ کیا یہ گروپ اپنے مقصد میں کامیاب ہو سکا ——— انتہائی حیرت انگیز سچویشن۔

ہارڈ گروپ ——— جس نے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ہلاک کرنے کے لئے ایک ایسا ٹریپ تیار کیا جس میں عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا پھنس کر ہلاک ہونا یقینی تھا۔

- وہ لمحہ ——— جب عمران اور اس کے ساتھیوں کی لاشیں ریڈ کرافٹ کے سربراہ اور ہارڈ گروپ کے سامنے لائی گئیں اور ان کی تصدیق بھی ہو گئی۔
- کیا عمران اور اس کے ساتھی ہلاک ہو گئے ——— ؟
- وہ لمحہ ——— جب تنویر نے اپنی فطرت کے مطابق قتل عام کا آغاز کر دیا ——— کون قتل ہوئے اور کیوں ——— ؟
- انتہائی خونریز اور اعصاب شکن جدوجہد پر مشتمل ایک ایسی کہانی جس کا ہر لمحہ موت اور قیامت کے لمحے میں تبدیل ہو گیا۔
- بے پناہ سسپنس اور خوفناک ایکشن سے بھرپور ایک دلچسپ اور منفرد کہانی جو ہر لحاظ سے ایک یادگار حیثیت کی حامل ہے۔

یوسف برادرز۔ پاک گیٹ ملتان